حجاج نے کہا اچھا میں نے اجازت دی - خالد نے کہا میں اُن کے عقب سے اُن پر حملہ کرتا ہوں تاکہ اُن کے قیام گاہ پر غارت گری کروں -

حجاج نے کہا اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو - خالد اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ چلدیا - اور خارجیوں کے عقب سے اون کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا - خالد نے شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کیا اور راوس کی بیوی غزالہ کو فروہ بن وفان الکلبی نے قتل کیا اون کے لشکرگاہ میں آگ لگادی -

اس واقعہ کی خبر شبیب اور حجاج دونوں کو ہوئی - حجاج اور راوس کی فوج نے توخوشی میں نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور شبیب اور راوس کے ساتھ جسقدر خارجی اپنے اپنے گھوڑوں سے اوتر پڑے تھے وہ سب کے سب فوراً اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے -

یہ دیکھکر حجاج نے شامیوں سے کہا کہ چونکہ انھیں ایسی خبر ملی ہے جس سے وہ مرعوب ہورہے ہیں اس لیے اب تم انپر حملہ کرو -

شامی اون پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شکست دی صرف شبیب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان جنگ میں باقی رہا -

ایک ایسا شخص راوی ہے جو خود شبیب کے ہمراہ تھا کہ جب شبیب کی فوج کو شکست ہوئی تو پل پر سے گذر آیا حجاج کے رسالے نے اسکا تعاقب کیا شبیب اپنا سر ہلاتا جاتا تھا میں نے عرض کی اے امیرالمومنین ذرا مڑکر دیکھیے آپ کے پیچھے کون آرہا ہے -

شبیب نے بالکل بے پروائی سے مڑکر دیکھا اور پھر گردن جھکالی اور سر ہلانے لگا جب حجاج کا رسالہ ہمارے قریب آگیا - ہم نے عرض کی کہ امیرالمومنین دشمن آپ کے قریب پہنچ گیا ہے - شبیب نے پھر پیچھے مڑکر دیکھا مگر بخدا ذرا بھی پروا نہیں کی اور پھر سر کو ہلانے لگا - اس کے بعد حجاج نے اپنے اس رسالے کو حکم بھیجا کہ شبیب کا تعاقب نہ کرو اور اوسے اللہ کی آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ دو چنانچہ دشمن ہمیں چھوڑ کر واپس چلا گیا

جس وقت شبیب نے پل کو عبور کرلیا اوسے توڑ ڈالا -

فروہ کہتا ہے کہ جب ہم شکست کھاکر بھاگے میں شبیب کے ہمراہ تھا جب تک کہ ہم پل سے گذر نہ آئے نہ کسی نے اسے چھیڑا اور نہ کسی نے ہمارا تعاقب کیا -

حجاج کوفہ آیا - منبر پر خطبہ کے لیے کھڑا ہوا - حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا کہ اس سے

پہلے کبھی شبیب سے ایسی جنگ نہیں ہوئی۔ بخدا وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ اور اپنی بیوی کو اس حال میں چھوڑا کہ اوس کے چوتڑ میں نیزہ کا بالنس توڑا گیا ہے۔

اس جنگ کے متعلق مزاحم بن زحر بن جساس التیمی کا یہ بیان ہے کہ جب شبیب نے ہر معرکہ میں حجاج کی فوجوں کو شکست دی۔ حجاج نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا۔ ہم سب لوگ اس کے دیوان خانہ میں جہاں وہ رات کو رہا کرتا تھا پہنچے۔ حجاج ایک تخت پر متمکن تھا اور لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔

حجاج نے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسی بات کے لیے بلایا ہے جس میں سلامتی بھی ہے اور غور و فکر بھی آپ لوگ مجھے اس معاملے میں مشورہ دیجیے۔ شبیب نے آپ کی تمام فصیلوں پر قبضہ کر لیا۔ آپ کے گھروں میں گھس آیا۔ آپ کے سپاہیوں کو اوس نے قتل کر ڈالا۔ اب بتایئے کہ کیا کیا جائے۔

سب لوگوں نے سوچنے کے لیے گردنیں نیچے کر لیں۔ پھر ایک صاحب اپنی کرسی سے صف سے آگے بڑھے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر امیر مجھے بولنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں حجاج نے کہا فرمایئے۔

وہ صاحب کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے نہ اللہ کے احکام کی نگہداشت کی نہ امیرالمومنین کی حفاظت کی اور نہ رعیت کی خیر خواہی۔ یہ کہکر پھر صف میں اپنی کرسی پر بیٹھ گئے یہ شخص قتیبہ تھے۔

حجاج یہ سنکر بہت برہم ہوا۔ لحاف اوتار دیا۔ اور اپنے دونوں پاؤں تخت سے نیچے لٹکا دیئے جو مجھے نظر آرہے تھے۔ اور پوچھا کہ کس شخص نے یہ باتیں کہیں۔

قتیبہ پھر صف میں سے اپنی کرسی سے اٹھے اور جو کہہ چکے تھے اوسے پھر دہرایا۔ حجاج نے کہا اچھا اب کیا کرنا چاہیے۔

قتیبہ نے کہا کرنا یہ چاہیے کہ آپ خود اوسکے مقابلے پر جائیں۔ اور آخری فیصلہ کر لیں۔

حجاج نے کہا اچھا میرے لیے فوجی قیامگاہ کے لیے جگہ تجویز کرو اوسے درست کرو اور پھر صبح کو میرے پاس آؤ۔

راوی کہتا ہے کہ ہم عنبسہ بن سعید کو برا بھلا کہتے ہوئے مجلس مشاورت سے نکلے کیونکہ انھیں حضرت نے حجاج سے قتیبہ کی سفارش کی تھی اور اسی بنا پر حجاج نے قتیبہ کو اپنا مشیر دوست

بنا لیا تھا۔

ہمیں احکام تو دے ہی دیے گئے تھے۔ صبح ہوتے ہی ہم ہتیاروں سے مسلح ہوکر روانہ ہوئے حجاج نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر محل میں چلا گیا۔ اسکے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اوس کا حاجب آتا تھا اور دریافت کرتا تھا "کیا اب بھی آئے اب بھی آئے" ہم جانتے نہ تھے کہ کسے دریافت کررہا ہے۔ اور تمام دیوان خانہ شاہی لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ اس کے بعد پھر حاجب نے آکر پوچھا کہ کیا اب بھی آئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ قتیبہ مسجد میں ٹہل رہے ہیں اور ایک ہرات کی بنی ہوئی سبز قبا زیب تن ہے۔ سرخ باریک ململ کا عمامہ سر پر بندھا ہوا ہے ایک چوڑی چکلی تلوار حمائل ہے۔ جسکا پرتلہ تنگ اور چھوٹا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بغل میں دبائے ہیں۔ اپنی قبا کے نیچے کے دامن کو کمر کے پٹکہ میں لپیٹ دیا تھا۔ زرہ دونوں پنڈلیوں تک لٹکی ہوئی تھی۔ ان کے لیے دروازہ کھولا گیا۔ قتیبہ محل میں داخل ہوئے۔ کسی نے اونھیں روکا نہیں اور یہ سیدھے حجاج کے پاس اوس کے خاص کمرہ میں چلے گئے۔ دیر تک وہاں رہے۔ پھر برآمد ہوئے۔ اب اون کے ساتھ ایک جھنڈا بھی تھا جو ہوا میں بل کھا رہا تھا۔

حجاج نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر کھڑا ہوا اور باتیں کرنے لگا اور اوس جھنڈے کو باب الفیل سے باہر نکال لے جانے کا حکم دیا۔ خود حجاج بھی اوس کے پیچھے ہی باہر نکلا دروازہ پر ایک بھورے رنگ کا۔ چاند تارے والا پچکلیان خچر موجود تھا۔ حجاج اس پر سوار ہوا پیشدست خدمتگاروں نے اور گھوڑے بھی پیش کیے مگر حجاج نے اور سب پر سوار ہونے سے انکار کردیا اور اوس خچر پر سوار ہوگیا۔ اور باقی تمام لوگ بھی سوار ہوئے قتیبہ ایک کمیت رنگ کے۔ چاند تارے والے پچکلیان گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کاٹھی اس قدر بڑی تھی کہ جب قتیبہ اوس پر بیٹھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زین میں ایک انار رکھا ہوا ہے یہ تمام لاؤ لشکر دار السقایۃ کے راستہ پر ہولیا اور سبخہ کی طرف چلا۔ سبخہ میں شبیب کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہ بدھ کا دن تھا۔ دونو فریق اوس روز تو اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہے اور جمعرات کی صبح کو جنگ کے لیے روانہ ہوئے اور پھر جمعہ کے دن صبح کو لڑنے گئے۔ اور نماز جمعہ کے وقت خارجیوں کو شکست ہوئی۔

حجاج بن قتیبہ راوی ہے کہ شبیب بڑھا۔ حجاج نے اوس کے مقابلے پر ایک امیر کو بھیجا شبیب نے اوسے قتل کردیا۔ پھر دوسرے کو بھیجا شبیب نے اوسے بھی قتل کر ڈالا۔ ان دونوں میں سے ایک اعین حمام اعین کا مالک تھا۔

شبیب کوفے میں در آیا۔ اوس کے ساتھ اوس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔ اس نے منت مانی تھی کہ مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھونگی جس میں ایک رکعت میں سورۂ بقر اور دوسری میں آل عمران تلاوت کروں گی چنانچہ اوس نے اپنی منت پوری کی۔ اور شبیب نے اپنے لشکر گاہ میں جھوپڑے بنا لیے۔
حجاج نے کھڑے ہوکر اپنی تقریر میں کہا اے باشندگان عراق میں نہیں دیکھتا کہ تم دشمنوں سے لڑنے میں خلوص اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہو۔ میں امیرالمومنین کو لکھے دیتا ہوں کہ آپ اہل شام کو میری امداد کے لیے بھیجیے۔
اس پر قتبہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ تم خود خارجیوں سے جنگ کرنے میں اللہ اور امیرالمومنین سے مخلصانہ برتاؤ نہیں کر رہے ہے۔ اس پر حجاج نے قتبہ کے عمامہ ہی سے اون کا بہت سختی سے گلا گھونٹا۔
(اب یہاں سے پھر حجاج اور قتبہ کی گفتگو شروع ہوتی ہے۔) حجاج نے پوچھا کہ یہ تم کسطرح کہتے ہو قتبہ نے کہا کہ تم ایک شریف و جوانمرد شخص کو خارجیوں کے مقابلہ میں بھیجتے ہو۔ اوس کے ساتھ معمولی لوگ ہوتے ہیں جو بھاگ جاتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اور بیچارہ وہ بہادر لڑتا ہے اور اپنی جان دیدیتا ہے حجاج نے کہا اچھا اب کیا کیا جائے۔
قتبہ نے کہا کہ تم خود میدان جنگ میں چلو اور تمھارے ساتھ یہ تمھارے تمام حالی موالی بھی چلیں تب یہ لوگ اچھی طرح سے اپنی جانیں لڑا دینگے۔
اس پر جسقدر لوگ وہاں موجود تھے سب نے قتبہ پر لعن وطعن کی۔
حجاج نے کہا بخدا کل میں صبح کو شبیب کے مقابلے پر جاؤنگا۔
جب دوسرے دن صبح ہوئی تمام لوگ حاضر ہوئے۔ قتبہ نے پھر اس وقت حجاج سے کہا کہ آپ اپنی کل کی قسم یاد رکھیں۔ اسپر پھر تمام لوگوں نے اونھیں برا بھلا کہا۔ حجاج نے اون سے کہا کہ تم جاؤ اور میرے فوجی قیام گاہ کے لیے جگہ کا انتخاب اور اوس کی درستی اور صفائی کرو۔
قتبہ حجاج کے پاس سے چلے گئے۔ حجاج اور اُن کے ساتھیوں نے روانگی کی تیاری کی اور چلکر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں گھورا تھا اور کوڑا پڑا ہوا تھا حجاج نے کہا کہ بس اسی جگہ میرا خیمہ نصب کرو۔ لوگوں نے کہا بھی کہ یہاں کثافت ہے۔ اسپر حجاج نے کہا کہ جسطرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ اس کوڑے کرکٹ سے بھی زیادہ بدتر بات ہے۔ زمین تو اوس کے نیچے پاک ہے۔ آسمان اس کے اوپر پاک ہے۔

غرضکہ حجاج اس جگہ اوترپڑا اور لوگوں کو ترتیب سے کھڑا کیا۔
خالد بن عتاب بن ورقاء چونکہ معتوبین میں سے تھا۔ اس لیے وہ اس فوج میں شریک نہ تھا دوسری طرف سے شبیب مع اپنی فوج کے سامنے آیا۔ خارجیوں نے اپنے گھوڑے قریب قریب کر لیے اور پاپیادہ آگے بڑھنے لگے۔
شبیب نے اون سے کہا کہ اب تیر اندازی تو چھوڑ دو اور ڈھالوں کی آڑ میں آہستہ آہستہ چلو اور جب دشمن کے نیزے تمہاری ڈھالوں کے اوپر آ جائیں اونھیں تو اوپر کی جانب دھکا دیکر پھسلا دینا اور پھر تم اپنے نیزوں کو ڈھالوں کے نیچے کر لینا تاکہ تم اپنی جگہ جمے رہو اور پھر دشمنوں کے قدم قطع کر دینا۔ اور اللہ کے حکم سے بس تمھیں فتح نصیب ہوگی چنانچہ خارجی اسیطرح آہستہ آہستہ اہل کوفہ کی طرف بڑھنے لگے۔
خالد بن عتاب اپنے ملازم اور خدمتگاروں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا اور خارجیوں کے لشکر گاہ میں عقب سے آکر اون کی جھوپڑیوں کو آگ لگا دی۔
خارجیوں نے جب آگ کی روشنی اور اوس کی آواز سنی تو مڑ کر دیکھتے کیا ہیں کہ اون کے گھروں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ فوراً اپنے اپنے گھوڑوں کی طرف بھاگے اہل کوفہ اون کے پیچھے چلے اور خارجیوں کو شکست ہوگئی۔
حجاج خالد سے خوش ہو گیا اور اوسی کو خارجیوں سے لڑنے کے لیے سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔
جب شبیب نے عتاب کو قتل کر ڈالا تو اوس نے دوسری مرتبہ کوفہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ اور بالکل کوفے کے سامنے تک چلا آیا۔
حجاج نے سیف بن ہانی اور ایک اور شخص کو شبیب کے پڑاؤ کی طرف خبریں لینے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں شبیب کے لشکر گاہ میں آئے۔ خارجی تاڑ گئے کہ مخبر ہیں ایک شخص کو تو وہیں تہ تیغ کر ڈالا۔ البتہ سیف بن ہانی بھاگا۔ ایک خارجی بھی اوس کے پیچھے چلا سیف نے اپنے گھوڑے کو ایک نالے پر سے کدایا۔ اور پھر اوس شخص سے درخواست کی کہ تو مجھے امان دے میں سچ سچ سارا واقعہ بتلائے دیتا ہوں۔
خارجی نے امان دیدی۔ سیف نے بتایا کہ مجھے اور میرے دوسرے ساتھی کو حجاج نے اس لیے بھیجا تھا کہ شبیب کی خبر لائیں۔ اسپر خارجی نے کہا کہ حجاج سے کہدو کہ دوشنبہ کے دن ہم حملہ کرینگے۔

سیف نے حجاج کے پاس آکر اطلاع کردی۔ حجاج نے کہا کہ اوس نے جھوٹ کہا اور پھر آنکھ ماری۔
غرضکہ دوشنبہ کے دن خارجی کوفہ کی طرف چلے۔ حجاج نے حارث بن معاویۃ الثقفی کو مقابلے
کے لیے بھیجا۔ زرارہ پر اسکی شبیب سے مڈبھیڑ ہوئی شبیب نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اور اوس کی
فوج کو شکست دی اور کوفہ کے اور قریب آگیا۔ شبیب نے بطین کو دس شہسواروں کے ساتھ روانہ
کیا کہ دار الرزق میں دریائے فرات کے کنارے میرے ٹھیرنے کے لیے کسی مکان کا انتظام کرو۔
بطین اس کام کے لیے روانہ ہوا۔

حجاج نے حوشب بن یزید کو تمام اہل کوفہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا یہ
لوگ تمام راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہو گئے۔ بطین اون سے لڑا مگر اون کا کچھ نہ بگاڑ سکا
شبیب سے امداد طلب کی۔ شبیب نے اور شہسوار اوس کے پاس بھیجدیے۔ اونھوں
نے حوشب کے گھوڑے کو زخمی کردیا اور اوسے شکست دی۔ مگر حوشب بچ گیا۔ غرض کہ بطین
اسطرح دار الرزق پہنچ گیا اور دریائے فرات کے کنارے خیمہ لگایا۔ اب شبیب بھی آکر پل کے
اس طرف ٹھیر گیا۔ مگر حجاج نے کسی شخص کو اوس کے مقابلے پر نہیں بھیجا۔ شبیب یہاں سے
اور آگے بڑھکر مقام سبخہ میں کوفہ اور فرات کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ تین روز یہاں ٹھیرا مگر حجاج
نے کسی شخص کو مقابلے کے لیے نہیں بھیجا۔ پھر حجاج کو مشورہ دیا گیا کہ تم خود مقابلے پر جاؤ۔
حجاج نے قتیبہ ابن مسلم کو آگے بھیجا۔ قتیبہ لشکرگاہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے واپس چلے آئے اور
حجاج سے کہا کہ جس جگہ سے میں آرہا ہوں وہ جگہ بالکل ہموار اور مسطح ہے آپ اب نیک فال
لیتے ہوئے تشریف لے چلیے۔

تمام اہل کوفہ کو روانگی کا حکم عام دیدیا گیا چنانچہ سب روانہ ہوئے حجاج کے ساتھ تمام
سربرآوردہ لوگ بھی چلے اور یہ تمام فوج اس لشکرگاہ میں آکر فروکش ہوئی۔ اور دونوں فریق اپنی
اپنی جگہ پر ٹھیرے رہے۔

شبیب کے میمنہ پر بطین میسرہ پر قعنب بنی ربیعہ بن ذہل کا آزاد غلام دو سو شہسواروں
کے ساتھ متعین تھا۔

حجاج نے اپنے میمنہ پر مطر بن ناجیۃ الریاحی کو اور میسرہ پر خالد بن عتاب بن ورقاء الریاحی
کو تقریباً چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا تھا۔
حجاج سے کہا گیا کہ جہاں تم کھڑے ہو وہ جگہ شبیب کو معلوم نہ ہونے پائے۔ اسلیے

حجاج نے اپنی ہیئت بدل لی۔ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ کو پوشیدہ رکھا۔ ابو الورد حجاج کا آزاد غلام بالکل حجاج کے مشابہ تھا۔ اوسے دیکھتے ہی شبیب نے اوسپر حملہ کیا اور اور ایک گرز سے جسکا وزن پندرہ رطل تھا اوسے ہلاک کرڈالا۔

اعین حمام اعین کا مالک اور بکر بن وائل کا آزاد غلام بھی حجاج کے بالکل مشابہ تھا شبیب نے اوسے بھی قتل کرڈالا۔

حجاج ایک چاند تارے والے پچ کلیان خچر پر سوار ہوگیا اور کہنے لگا کہ ہمارا مذہب بھی ایسا ہی ہے اور پھر ابو کعب سے کہا کہ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ میں ابو عقیل کا بیٹا ہوں۔

شبیب نے خالد بن عتاب پر حملہ کیا اور رحبہ تک اوسے پیچھے ہٹا دیا۔

خارجیوں نے مطر بن ناجیہ پر حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ اسوقت حجاج خچر پر سے اوتر پڑا اور دوسرے لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اوتر پڑیں۔ چنانچہ سب اوترے۔ حجاج ایک کمبل پر بیٹھ گیا۔ حجاج کے ہمراہ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

یہ لوگ اسطرح بیٹھے ہوئے تھے کہ مصقلہ بن مہلل الضبی نے شبیب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور پوچھا کہ بتاؤ صالح بن مسرح کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے اور تم اوسکے متعلق کیا کہو گے شبیب نے کہا کہ بھلا یہ موقع اس قسم کے سوال کا ہے کہ خونریز جنگ ہو رہی ہے اور حجاج سامنے بیٹھا ہوا ہے۔

پھر شبیب نے کہا کہ میں صالح سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ مصقلہ نے کہا کہ اللہ کو تجھسے کوئی علاقہ نہیں تمام خارجی شبیب کو چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ البتہ چالیس آدمی باقی رہگئے جو کہ کٹے خارجی اور سب سے بہادر لوگ تھے۔ باقی تمام خارجی دار الرزق کی طرف پسپا ہوگئے۔

اسپر حجاج نے کہا کہ اب خارجی متفرق ہو گئے ہیں۔ اور خالد کو بذریعہ قاصد اسکی اطلاع کردی۔ خالد نے اون پر حملہ کیا۔ غزالہ ماری گئی۔ ایک شہسوار اوس کا سر لیکر حجاج کی طرف چلا۔ شبیب نے اوس سر کو شناخت کر لیا اور علوان کو حکم دیا کہ مزاحمت کرے۔ علوان نے اس شخص پر حملہ کرکے اوسے تہ تیغ کرڈالا اور وہ سر لاکر شبیب کے حوالے کردیا۔ اسے غسل دیا گیا اور سپرد خاک کردیا گیا۔ شبیب نے اوس سر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ تمھاری قریب کی عزیز ہے۔

خارجی ترتیب سے پسپا ہو گئے۔ خالد نے حجاج کے پاس آکر اوسے خارجیوں کی پسپائی کی

اطلاع دی۔ حجاج نے اوسے شبیب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خالد خارجیوں پر حملہ آور ہوا آٹھ شخصوں نے جس میں قعنب۔ لطین۔ علوان۔ عیسیٰ۔ جندب۔ ابن عمیر اور سنان تھے خالد کا پیچھا کیا اور اوسے رحبہ تک دباتے ہوئے لے گئے۔

جس جگہ شبیب کھڑا تھا وہیں خوط بن عبد اللہ وہی اوس کے سامنے پیش کیا گیا۔ شبیب نے اوس سے کہا اے خوط۔ اللہ ہی کو تمام حکومت سزاوار ہے۔ خوط نے بھی کہا کہ بے شک اللہ ہی کو حکومت سزاوار ہے۔ اسپر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ خوط تم ہی میں سے ہے مگر یہ ڈرتا تھا اس وجہ سے اس نے اب تک اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ شبیب نے خوط کو آزاد کر دیا۔

عمیر بن القعقاع بھی پیش کیا گیا۔ شبیب نے اس سے بھی کہا کہ حکومت صرف اللہ ہی کو سزاوار ہے مگر عمیر اوس کے مطلب کو نہیں سمجھا اور اوس نے کہا اللہ کی راہ میں میری جوانی قربان ہے شبیب نے مکرر کہا کہ حکومت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ تاکہ اوسے چھوڑ دے مگر اب بھی عمیر نہ سمجھا اسپر شبیب نے اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔

شبیب کا بھائی مصاد بھی اس جنگ میں کام آیا۔

شبیب اون لوگوں کا جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے انتظار کرنے لگا مگر اونھیں آنے میں دیر ہو گئی۔ شبیب اونگھ گیا اور حبیب بن حدرہ نے اوسے بیدار کیا۔ اب حجاج کی فوج کی یہ حالت تھی کہ مارے خوف و ہیبت کے شبیب پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ شبیب دار الرزق چلا گیا۔ یہاں آکر اوس نے اون لوگوں کے مال۔ اسباب کو جمع کیا جو اوس معرکہ میں مارے گئے تھے۔

وہ آٹھوں آدمی جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے وہ پھر اوس جگہ واپس آئے جہاں کہ شبیب پہلے ٹھیرا ہوا تھا جب یہاں آکر دیکھا کہ شبیب نہیں ہے اونھیں خیال پیدا ہوا کہ دشمنوں نے شبیب کو قتل کر ڈالا۔

خالد اور مطر دونوں حجاج کے پاس واپس چلے آئے۔ حجاج نے اون دونوں کو حکم دیا کہ اون آٹھ شخصوں کی جماعت کا تعاقب کرو۔ اب یہ دونوں تو اون آٹھوں کے تعاقب میں چلے اور وہ آٹھوں شخص شبیب کے پیچھے روانہ ہوئے۔ غرضکہ اسطرح ان دونوں فریقوں نے مداین کے پل کو عبور کیا۔ یہاں ایک گڑھی تھی یہ آٹھوں خارجی اوس میں داخل ہو گئے۔ خالد اون کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا اس نے اون کا محاصرہ کر لیا۔

خارجی اس گڈھی سے بھی نکلکر بھاگے اور تقریباً دو فرسنگ تک بھاگتے چلے گئے اور جاتے جاتے دریائے دجلہ میں اپنے گھوڑوں سمیت کود پڑے۔ اون کے ساتھ ہی خالد بھی مع اپنے گھوڑے کے دریا میں کود پڑا۔ اور گھوڑا لیکر پار نکل گیا بلکہ اوس کا جھنڈا اوس کے ہاتھ ہی میں تھا۔

شبیب نے اس بہادری اور جرأت کو دیکھکر کہا خدا اس شہسوار اور اس کے گھوڑے کو ہلاک کردے یہ بہادر ترین شخص ہے اور تمام روئے زمین میں اسکا گھوڑا بھی سب سے زیادہ طاقتور گھوڑا ہے لوگوں نے شبیب سے کہا کہ یہی تو خالد بن عتاب ہے۔ اسپر شبیب نے کہا ہاں شجاعت تو اُسکی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ بخدا اگر میں پہلے سے اسے جانتا تو میں بھی اوس کے پیچھے کود پڑتا چاہے وہ آگ ہی میں کیوں نہ جاتا۔

جب شبیب کو شکست ہوئی۔ حجاج کوفے میں داخل ہوا۔ اور منبر پر چڑھکر کہنے لگا کہ شبیب کو اس سے پہلے ایسی جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ اوس نے تو راہ فرار اختیار کی اور اپنی بیوی کو مردہ چھوڑ کر چلا گیا۔

اسکے بعد حجاج نے حبیب بن عبد الرحمن الحکمی کو تین ہزار شامیوں کے ہمراہ شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اور حبیب سے کہدیا کہ اوس کے شب خون سے بچتے رہنا اور جہاں کہیں تمہاری اوس سے مڈبھیڑ ہو جائے فوراً اوسپر حملہ کر دینا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اب اون کے جوش و خروش کو ٹھنڈا کر دیا ہے اور اون کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔

حبیب بن عبد الرحمن شبیب کے تعاقب میں روانہ ہوکر انبار پہنچا۔

حجاج نے ایک یہ بھی چال چلی کہ اپنے تمام عاملوں کو ہدایت کردی کہ تم چپکے چپکے شبیب کے ساتھیوں کو یہ پیام پہنچاؤ کہ جو شخص اوس کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے پاس آجائیگا اوسے امان دیجائیگی یہ افسوں کارگر ہوا اور بہت سے لوگ شبیب کو چھوڑ کر حجاج کی طرف آگئے۔ شبیب کو معلوم ہوا کہ حبیب انبار میں مقیم ہے۔ یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبیب کی طرف روانہ ہوا اور جب اوس کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو خود بھی ٹھیر گیا اور خارجیوں کو نماز مغرب پڑھائی۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب اس رات کو شبیب آیا ہے میں شامیوں کے ہی ساتھ تھا۔ اور پھر اوس نے ہم پر شب خون مارا۔ جب بالکل شام ہوگئی تو حبیب بن عبد الرحمن نے ہم سبکو جمع کرکے چار دستوں پر تقسیم کیا اور ہر دستے کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سمت کی نگرانی رکھو اس لئے کہ اگر ایک دستہ جنگ میں مصروف ہو جائے تو دوسرا دستہ اوس کی امداد نہ کرے کیونکہ مجھے معلوم

ہوا ہے کہ خارجی ہم سے بالکل قریب پڑے ہوئے ہیں فوراً اپنے آپ کو مطمئن اور ثابت قدم رکھنا کیونکہ آج رات میں تم پر ضرور شب خون مارا جائیگا۔

بہر حال ہم تو پوری طرح تیار ہی تھے اور برابر دیکھ بھال کرتے رہے کہ شبیب نے آکر حملہ کیا سب سے پہلے اوس نے اوس دستۂ فوج پر حملہ کیا جو عثمان بن سعید العذری کے ماتحت تھا بہت دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی مگر کسی شخص کے قدم کو جنبش تک بھی نہیں ہوئی سب اپنی اپنی جگہ جمے رہے۔ خارجی مجبور ہو کر اس دستہ سے ہٹ گئے۔ اب اونھوں نے اوس دستے پر حملہ کیا جو سعید بن مجالد العامری کے ماتحت تھا۔ ان سے بھی خوب مقابلہ ہوا مگر کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ٹلا۔ خارجیوں نے انھیں بھی چھوڑا اور اوس دستے پر بڑھے جو نعمان بن سعد الحمیری کے ماتحت تھا۔ مگر اسکا بھی کچھ نہ بگاڑ سکے۔

اسکے بعد چوتھے دستے پر جو اقیصر الخثعمی کے ماتحت تھا حملہ آور ہوئے۔ اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی مگر یہاں بھی کچھ نہ کر سکے اسکے بعد خارجیوں نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا اور حملہ کرنا شروع کیا۔ اب تین پہر رات گذر چکی تھی۔ اور خارجی برابر ہم سے لڑ رہے تھے ہم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہمیں نہ چھوڑیں گے۔ پھر بہت دیر تک پیدل لڑتے رہے یہاں تک کہ ہمارے اور اون کے ہاتھ شل ہو گئے کہ اوٹھ نہیں سکتے تھے۔ آنکھیں گرد و غبار سے خیرہ ہو گئی تھیں۔ بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔ ہم نے اون کے تیس آدمی مارے اور انھوں نے ہمارے تقریباً سو آدمی ہلاک کئے۔

حالانکہ اون کی تعداد سو تھی اگر وہ کبھی اس سے زیادہ ہوتے تو یقیناً وہ ہمیں سب کو ضرور ہلاک کر ڈالتے مگر پھر بھی باوجود اس قلت تعداد کے اوس وقت تک اونھوں نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ ہم نے اونھیں اور اونھوں نے ہمیں پورا پورا مزہ نہ چکھا دیا میں نے خود دیکھا کہ ہم میں کا ایک شخص اون کے کسی شخص پر تلوار سے وار کرنا چاہتا تھا مگر ضعف اور تھکن کی وجہ سے دشمن پر اوس وار کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا ہمیں میں سے ایک اور شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ بیٹھکر لڑ رہا ہے۔ اپنی تلوار ادھر اودھر پھراتا ہے مگر اسقدر تھک کر چور ہو گیا تھا کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا

جب خارجی ہم سے مایوس ہو گئے تو شبیب گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے اون ساتھیوں کو بھی سوار ہونے کا حکم دیا جو گھوڑوں سے اوتر پڑے تھے۔ اور جب اچھی طرح گھوڑوں کی پشتوں پر جم گئے ہم سے پلٹ کر چلتے ہوئے۔

فروہ بن لقیط کہتا ہے کہ جب ہم اہل کوفہ سے پلٹ کر واپس چلے تو ہم بہت تھک گئے تھے۔ ہمارے زخم یوں ہی کھلے ہوئے بغیر مرہم پٹی کے تھے اوس وقت شبیب نے ہم سے کہا کہ اگر ہم نے دنیا کی خاطر یہ مصیبت مول لی ہوتی تو یہ زخم اور تکالیف نہایت ہی تکلیف دہ ہیں۔ مگر چونکہ یہ لوجہ اللہ اختیار کی گئی ہیں اسلئے انکا برداشت کرنا نہایت ہی سہل ہو رہا ہے۔ اسپر اوس کے تمام ہمراہیوں نے کہا امیر المومنین آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔

مجھے اب تک یاد ہے کہ شبیب سوید بن سلیم کے پاس آیا اور اوس سے کہا کہ میں نے کل دو شخصوں کو قتل کیا ہے اون میں سے ایک تو بڑا بہادر اور دوسرا نہایت ہی بزدل تھا۔

شب گزشتہ میں دیکھ بھال کرنے کے لئے نکلا۔ تین شخص مجھے ملے جو ایک گاؤں میں اپنی ضروریات خرید نے چلے گئے۔ ایک شخص اپنی مایحتاج خرید کر اپنے ساتھیونکی طرف روانہ ہوا میں بھی اوس کے ساتھ چلا۔ اوس شخص نے مجھسے پوچھا کیا تم نے چارہ وغیرہ نہیں خریدا میں نے جواب دیا کہ میرے اور ساتھیوں نے میرے لئے بھی خرید لیا ہے۔ پھر میں نے اوس سے پوچھا کہ تمھیں معلوم ہے کہ ہمارے دشمن کا پڑاؤ کہاں ہے۔ اوس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہی فروکش ہوئے ہیں اور بخدا میں چاہتا ہوں کہ کاش شبیب سے میرا مقابلہ ہو جاتا۔ میں نے کہا کہ کیا واقعی تم ایسا چاہتے ہو۔ اس شخص نے کہا ہاں بے شک میں نے کہا اچھا تو تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم میں ہی شبیب ہوں اور یہ کہتے ہی میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص گر پڑا اور فوراً مر گیا۔ میں نے اوس سے کہا لعنت ہے تجھپر اوٹھ تاکہ میں آگے بڑھا کہ دیکھوں تو سہی کیا ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ روح جسم عنصری سے پرواز کر چکی تھی میں یہاں سے واپس ہوا ایک دوسرے شخص سے مڈبھیڑ ہوئی جو گاؤں سے واپس آرہا تھا۔ اوس نے مجھسے کہا کہ یہ وقت تو لشکر گاہ میں واپس چلے جانیکا ہے تم اس وقت کہاں جاتے ہو۔ میں نے اوس سے بات نہیں کی بلکہ گذرا چلا گیا میرا گھوڑا مجھے اوڑائے ہوئے لیجا رہا تھا اوس شخص نے میرا پیچھا کیا اور مجھے آلیا میں نے اس سے سوال کیا کہ آخر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ اوس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم تو ہمارے دشمنوں میں سے ہے۔

میں نے کہا ہاں صحیح ہے۔ اسپر اوس نے کہا تجھے بھی خدا کی قسم ہے۔ آگے نہ بڑھنا۔ تاآنکہ تو مجھے قتل کر ڈالے یا میں تجھے قتل کر ڈالوں۔ میں نے اوس پر حملہ کیا اور اوس نے مجھ پر حملہ کیا۔ ایک گھنٹہ تک ہم دونوں تلوار چلاتے رہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں نہ تو

بہادری میں اور نہ جرأت میں اوس سے کسی طرح زیادہ رہا۔ البتہ چونکہ میری تلوار اوسکی تلوار کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی اسلئے میں نے اوسے قتل کر ڈالا۔

ہم یہاں سے روانہ ہوکر دجلہ کو عبور کرتے ہوئے علاقۂ جوخی میں پہنچے۔ یہاں سے ہم نے دوبارہ واسط کے قریب دجلہ کو عبور کیا اور پھر اہواز کی سمت ہو لئے۔ اور فارس ہوتے ہوئے کرمان کے پہاڑوں میں چلے آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں شبیب ہلاک ہوا۔ اور دوسروں کے بیان کے مطابق ۷۸ھ میں شبیب کی ہلاکت واقع ہوئی۔

## شبیب کی ہلاکت کا واقعہ

ابو یزید السکسکی بیان کرتا ہے کہ جب ہمیں حجاج نے پھر شبیب کی طرف پلٹ کر جانے کا حکم دیا تو بہت کچھ انعام و اکرام تقسیم کیا۔ اور جس قدر لوگ زخمی ہوئے تھے یا جنھوں نے دادِ شجاعت دی تھی اون سب کو انعام دیا۔ اور پھر سفیان بن الابرد کو حکم دیا کہ تم شبیب کے تعاقب میں جاؤ۔

سفیان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی کو یہ بات ناگوار گذری اور اوس نے حجاج سے شکایتاً کہا کہ میں نے تو شبیب کو شکست دی اوسکے ساتھیوں کو ہلاک کیا اور آپ اب سفیان کو اوسکے تعاقب میں روانہ فرما رہے ہیں۔

سفیان دو ماہ کے بعد اس مہم پر روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شبیب کرمان ہی میں مقیم رہا۔ اور جب اوس کے ساتھی ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔ اون کے زخم مندمل ہو گئے اور پھر اون میں جنگ کی قوت پیدا ہو گئی تو شبیب مع اپنے ساتھیوں کے پھر اس جانب پلٹا۔ اور اہواز سے نیچے دریائے دجیل کے پل پر سفیان اوس کے سامنے آگیا۔

حجاج نے حکم ابن ایوب بن حکم بن ابی عقیل اپنے داماد کو جو بصرہ کا عامل تھا خط کے ذریعہ ہدایت کر دی تھی کہ بصرہ والوں میں سے کسی شریف و بہادر شخص کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کر دو اور جو شخص افسر ہو اوسے حکم دیدینا کہ سفیان سے جا ملے اور اون کے احکام کی تعمیل کرے۔

حکم نے زیاد بن عمرو العتکی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ مگر قبل اسکے کہ

زیاد، سفیان کے پاس پہنچے دریائے دجیل کے پل پر شبیب اور سفیان کا آمنا سامنا ہوچکا تھا۔ شبیب پل کو عبور کرکے سفیان کی جانب چلا آیا۔ یہاں آکر دیکھا کہ سفیان اور لوگوں کے ساتھ گھوڑے سے اوتر کر کھڑا ہوا ہے۔

سفیان نے مہاصر بن صیفی العذری کو رسالے کا افسر مقرر کرکے میدان جنگ میں روانہ کیا اپنے میمنہ پر بشر بن حسان الفہری کو اور میسرہ پر عمر بن ہبیرۃ الفزاری کو سردار مقرر کیا تھا۔ شبیب نے اپنی فوج کو تین دستوں پر منقسم کردیا تھا۔ ایک دستہ سوید کے ماتحت ایک قعنب المحلمی کے ماتحت اور ایک خود اوس کے ماتحت تھا۔ اور محلل بن وائل الیشکری کو لشکرگاہ میں چھوڑ آیا تھا۔

جب سوید نے شبیب کے میمنہ سے سفیان کے میسرہ پر اور قعنب نے شبیب کے میسرہ سے سفیان کے میمنہ پر حملہ کیا تو خود شبیب سفیان پر حملہ آور ہوا۔ بہت دن چڑھے تک ہم دونوں فریق لڑتے رہے۔ آخرکار خارجی اوس مقام کی طرف واپس چلے گئے جہاں کہ پہلے ایستادہ تھے اور پھر ہم پر شبیب اور اوس کے ساتھیوں نے تیس سے زیادہ حملے کئے مگر ہم میں سے کسی شخص کے پاؤں اپنی صف سے نہیں اوکھڑے سفیان نے ہم سے کہا کہ علٰحدہ علٰحدہ نہ ہونا۔ بلکہ ساری فوج کو ایک ہی مرتبہ خارجیوں پر ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔

چنانچہ ہم عرصے تک اسی طرح نیزوں اور تلواروں سے لڑتے بھڑتے رہے مگر پھر ہم نے خارجیوں کو پل تک پیچھے ہٹادیا۔

جب شبیب پل تک پہنچا تو گھوڑے سے اوتر پڑا اور اوس کے ساتھ تقریباً سو آدمی اور بھی اوتر پڑے ہم نے شام تک اون سے نہایت ہی شدید جنگ کی کہ ابتک ایسی لڑائی نہیں لڑی گئی تھی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خارجیوں نے بھی ایسی سخت نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اس سے پہلے ہمیں سابقہ نہیں پڑا تھا۔

سفیان نے جب دیکھا کہ کسی طرح اون پر میرا بس نہیں چلتا اور اوسکے ساتھ وہ خارجیوں کی فتح کے امکان سے بھی بے خوف نہ تھا اوسنے تیراندازوں کو سر شام خارجیوں پر تیراندازی کا حکم دیا۔"

نصف النہار سے دونوں فریق گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ تیراندازوں نے شام کے وقت اون پر تیر برسائے۔ سفیان نے تیراندازوں کو ذرا علٰحدہ ایک صف میں کھڑا کردیا تھا۔ اور ایک شخص کو اون پر سردار مقرر کردیا تھا۔

جب یہ تیر انداز کچھ دیر خارجیوں پر تیر برساتے رہے خارجیوں نے اُن پر حملہ کیا۔ یہ دیکھتے ہی ہم نے بھی خارجیوں پر حملہ کیا اور اس طرح ہم نے خارجیوں کو تیر اندازوں کے قریب پہنچنے سے روکدیا۔
جب تھوڑی دیر اسی طرح اون پر تیر اندازی کی گئی۔ شبیب اور اوس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور اونھوں نے ہمارے تیر اندازوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ تیس سے زیادہ آدمی ہلاک کر ڈالے۔
اسکے بعد شبیب نے اپنے سواروں کے ساتھ ہمارا رخ کیا اور جب ہماری طرف شبیب آیا ہم نے نیزوں سے اوس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ظلمت کا پردہ ہمارے اور اون کے درمیان حایل ہوگیا۔ اور شبیب ہمیں چھوڑ کر پلٹ گیا۔
اس پر سفیان نے اپنی فوج سے کہا کہ اون کا تعاقب نہ کرو بلکہ جانے دو۔ صبح ہوتے ہی ہم اون پر حملہ کرینگے۔
چنانچہ ہم سب لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہے اور خارجیوں کے تعاقب میں نہیں گئے کیونکہ ہم تو خدا سے چاہتے تھے کہ خارجی واپس چلے جائیں۔
فروہ بن لقیط راوی ہے کہ جب ہم پل کے قریب پہنچے شبیب نے ہم سے کہا کہ اے معشر مسلمین اس وقت تو پل کے پار آجاؤ اور کل صبح تڑکے ہی ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔
ہم سبکے سب شبیب کے آگے تھے اور اسطرح ہم نے پل کو عبور کیا البتہ شبیب پچھلے لوگوں کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار پل سے گذر رہا تھا کہ ایک گھوڑی سامنے آگئی۔
شبیب کے گھوڑے نے اوس پر جست کی گھوڑی بھڑکی شبیب کے گھوڑے کا سم پل کی کشتی سے باہر نکل گیا۔ شبیب دریا میں گر پڑا۔ اور اوس وقت اوس نے یہ آیت پڑھی لیقضی اللہ امراً کان مفعولا۔ ترجمہ (اللہ تعالی ضرور اوس کام کو پورا کرکے چھوڑے گا جس کے لئے جانے کا فیصلہ ہوچکا ہے۔)
شبیب نے پانی میں غوطہ کھایا اور پھر اوبھرا اوس وقت اوس نے کہا۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم ترجمہ (یہ غالب اور جاننے والے کا فیصلہ تھا۔)
شبیب کی ہلاکت کا یہ واقعہ جو مذکور ہوا دو راویوں نے بیان کیا ہے ایک تو ابو یزید السکسکی نے جو شامیوں کے ساتھ شبیب کے خلاف نبرد آزما تھا دوسرے فروہ بن لقیط نے جو خود شبیب کے تمام معرکوں میں اوس کے شریک حال رہا ہے مگر خود شبیب کے

قبیلۂ بنی مرہ بن ہمام کے ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ خود اوس کے خاندان والوں کی ایک جماعت شبیب کے ہمراہ تھی جو اوس کے ساتھ اوس کے دشمنوں سے نبرد آزما تھی۔ اگرچہ لوگ اوسکے عقاید پر نہ تھے۔ شبیب نے ان لوگوں کے اکثر خاندان والوں اور عزیز و اقربا کو تہ تیغ کیا تھا اس سے اون کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور اُن کے سینوں میں کینہ کی آگ مشتعل تھی بنی تیم بن شیبان کا ایک شخص مقاتل نامی تھا۔ جب شبیب نے اسی قبیلے کے بہت سے افراد کو قتل کر ڈالا تو اس شخص نے شبیب کے قبیلۂ بنی مرہ بن ہمام پر غارت گری کی اور اس قبیلے کے کچھ لوگ قتل کر ڈالے۔ اسپر شبیب نے اس سے سوال کیا کہ تم نے بغیر میری اجازت کے کیوں ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اوس شخص نے جواب دیا کہ خدا امیر کو نیک ہدایت دے آپ نے جو میرے خاندان میں کافر تھے اونھیں قتل کیا اور اسی طرح مینے آپکے خاندان میں جو لوگ کافر تھے انھیں قتل کر ڈالا۔

شبیب نے اسپر سوال کیا کہ اسکے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ میرے حاکم ہیں کہ بغیر میرے آپ ایسی اہم باتوں کا خود ہی تصفیہ فرما لیتے ہیں۔

مقاتل نے جواب دیا۔ آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ جو شخص ہمارے عقاید کے خلاف عقاید کا ماننے والا ہو چاہے وہ اپنا ہو یا غیر اوسے قتل کر ڈالنا چاہیئے۔ شبیب نے کہا ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔

مقاتل نے کہا تو پھر جو کچھ میں نے کیا وہ جایز تھا۔ اور بخدا اے امیر المومنین جس قدر اشخاص آپ نے میرے قبیلے کے قتل کئے ہیں اوس کے دسویں حصّہ کے برابر بھی میں نے آپ کے قبیلے والوں کو قتل نہیں کیا۔ اور آپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ کفار کے قتل کئے جانے پر اندوہ و ملال کریں۔

شبیب نے کہا نہیں مجھے ہرگز اسکا رنج نہیں۔

شبیب کے ہمراہ اور بھی بہت سے ایسے لوگ تھے کہ شبیب نے اون کے خاندان والوں کو قتل کیا تھا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس موقع پر شبیب سب کے پیچھے رہگیا تو اون لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم اسی وقت پل کو توڑ ڈالیں اور فوراً ہی اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ اونھوں نے اسی تجویز پر عمل کیا۔ پل کو توڑ ڈالا۔ کشتیاں ایک طرف جھک گئیں اس کی وجہ سے گھوڑا پریشان ہو کر بھڑکا اور پانی میں گر کے غرق ہو گیا"

یہ بیان قبیلہ مُرہ بن ہمام کے اس شخص کا اور شبیب کے اور دوسرے اہل قبیلہ کا ہے۔ مگر عامتہ الناس کی روایت اوس کے ہلاک ہونے کے بارے میں وہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

ابو یزید السکسکی کہتا ہے کہ ہم واپسی کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ پل کا محافظ آیا اور اوسنے پوچھا کہ تمہارے افسر اعلیٰ کہاں ہیں ہم نے اوسے بتا دیا کہ وہ ہیں۔ یہ اون کے پاس پہنچا اور بیان کیا کہ خارجیوں کا ایک شخص دریا میں گر پڑا اور اسپر تمام خارجیوں میں شور مچ گیا کہ امیرالمومنین غرق ہو گئے۔ اور اسکے بعد خارجی یہاں سے چلے گئے اپنے لشکرگاہ کو بھی چھوڑ گئے۔ اور اب اوس میں ایک بھی متنفس باقی نہیں ہے۔

سفیان نے اس خبر کو سنکر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا ہم سب لوگوں نے بھی اون کی شرکت کی اور پھر وہاں سے چلکر پل پر آئے۔ محاصر بن صیفی کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کے لشکرگاہ کو جا کر دیکھو۔ محاصر پل کو طے کر کے وہاں پہنچے اور جب دیکھا کہ وہاں چڑیا تک نہیں وہیں فروکش ہو گئے یہ فرودگاہ باعتبار اپنی ترتیب اور قرینہ کے اکثر فوجی قیام گاہوں سے بہتر تھی۔

صبح کو ہم نے شبیب کی تلاش شروع کی اور اسے دریا سے نکال لیا۔ شبیب کے جسم پر زرہ تھی لوگ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ اوس کا پیٹ شق ہو گیا تھا اور اوس کا دل نکالکر دیکھا گیا تو وہ پتھر کی طرح نہایت ہی سخت اور ٹھوس تھا جب زمین پر مارتے تھے تو سختی کی وجہ سے گیند کی طرح انسان کے قد کے برابر اوچھل جاتا تھا۔ اسپر سفیان نے کہا کہ اوس خدائے پاک کا شکر ادا کرو جس نے تمھاری اعانت کی۔

پھر اوس کے لشکرگاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا۔

جب شبیب کی ماں سے اوس کی موت کی خبر بیان کی جاتی اور کہا جاتا تھا کہ شبیب قتل کر ڈالا گیا تو وہ مانتی ہی نہ تھی۔ مگر اس مرتبہ جب اوس سے کہا گیا کہ شبیب غرق ہو گیا تو اوسے یقین آ گیا۔ اور کہنے لگی کہ جب شبیب پیدا ہوا تھا اوسی وقت میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شہاب نار مجھ میں سے نکلا ہے۔ اوسی وقت میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ بغیر پانی کے نہیں بجھیگا۔

جب حضرت عثمان کے حکم سے ولید بن عقبہ نے سلمان بن ربیعہ کو اہل شام کی مدد کے لئے رومیوں کے علاقے میں روانہ کیا تو شبیب کا باپ یزید بن نعیم بھی سلمان کی فوج میں شریک ہو گیا تھا۔

جب مسلمان وہاں واپس آئے لونڈیاں ہراج کی گئیں۔ یزید بن نعیم نے ایک نہایت ہی سرخ و سفید۔ سرو قد۔ حسین و جمیل عورت کو دیکھا کہ جس پر خود بخود آنکھ پڑتی تھی۔ یزید اس عورت کو خرید لایا۔ یہ واقعہ اوائل ۲۵ھ کا ہے۔

جب اس عورت کو یزید کوفہ لے آیا اوس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اوس نے انکار کیا یزید نے اوسے مارا بھی مگر اوس کی سرکشی اور انکار اور زیادہ ہو گیا جب یزید نے دیکھا کہ یہ تو کسی طرح مانتی ہی نہیں اوس نے اوسے قتل کر ڈالنے کا حکم دیدیا اس سے اوس کے ہوش و حواس ذرا بجا ہو گئے اور وہ صلاحیت پر آگئی پھر اوسے اپنے پاس بلایا اور مجامعت کی۔ استقرار حمل ہوا۔ اور عین قربانی کے دن بروز شنبہ ماہ ذی الحجہ ۲۵ھ ہجری میں اسطرح شبیب پیدا ہوا۔ یہ لونڈی اپنے آقا سے حد درجہ محبت کرتی تھی۔ اور اوس سے اکثر باتیں کیا کرتی تھی۔

ایک روز اس نے اپنے آقا سے کہا کہ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تھی اب اگر آپ چاہیں تو میں مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ یہ مسلمان ہو گئی اور جب شبیب پیدا ہوا ہے تو یہ اوس سے پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھی۔

اس نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے بدن سے ایک شہاب نکلا ہے جو بلند ہوتے ہوتے آسمان اور آسمان کے تمام کناروں تک پہنچا ہے ابھی وہ شہاب اسی حالت میں تھا کہ یکایک وہ ایک دریائے زخار میں گر پڑا اور بجھ گیا۔ اور شبیب اوس روز پیدا ہوا تھا جس دن مسلمان قربانی کرتے ہیں اور اسطرح خون بہاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنے خواب کی یہ تعبیر لی کہ یہ میرا لڑکا ایک دن ایسا ہوگا کہ بہت سا خون اسکے ہاتھوں بہے گا اور اس کے اقبال اور نصیبہ میں بہت جلد غیر معمولی ترقی ہوگی۔

اس کا باپ اسے اور اسکی ماں کو اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے علاقے میں لے جایا کرتا تھا اور ایک چشمہ آب لصف نامی تھا وہاں یہ خاندان قیام کرتا تھا۔

اہل شام کی اس فوج کے سپاہی جو شبیب کے مقابلے پر آئے تھے اپنے ساتھ ایک وزنی پتھر بھی اوٹھا لائے تھے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہرگز شبیب کے مقابلے سے راہ فرار نہیں اختیار کرینگے تاوقتیکہ یہ پتھر بھاگ نہ جائے۔

شبیب کو بھی اون کے اس دعوی کی اطلاع پہنچی۔ اوس نے ارادہ کیا کہ اون سے ایک

چال چلے چار گھوڑے منگوائے۔ ہر گھوڑے کی دم میں دو دو ڈھالیں بندھوائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے آٹھ شخصوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔

شبیب کے ہمراہ اوس کا غلام حیّان بھی تھا۔ شبیب نے اوسے حکم دیا کہ پانی کی ایک چھاگل بھی ساتھ لے لو۔ اور پھر وہ لشکر گاہ کی ایک سمت نکل آیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ تم اس لشکر گاہ سے ادھر اُدھر ہو جاؤ دو دو شخص ایک ایک گھوڑا لے لیں اور اوسے لوہے کے ہتیار سے رگڑیں جب لوہے کی گرمی گھوڑوں کو محسوس ہونے لگے اونھیں دشمن کے لشکر گاہ میں چھوڑ دیں۔

لشکر گاہ کے قریب ہی ایک ٹیلہ تھا۔ اپنے ساتھیوں کو شبیب نے حکم دیا تھا کہ جو شخص تم میں سے بھاگ کر آسکے وہ اس ٹیلہ پر آجائے۔

مگر اوس کے ساتھی اس حکم کی تعمیل کرنے سے ہچکچائے یہ دیکھکر خود شبیب گھوڑے سے اوتر پڑا اور خود اوس نے وہی کیا جسکے کرنیکا اوس نے دوسروں کو حکم دیا تھا گھوڑے دشمن کے لشکر گاہ میں گھس پڑے۔ شبیب بھی اون کی باگوں کو تھامے ہوئے اون کے ساتھ ساتھ لگا رہا۔ دشمن پر اس حال کا یہ اثر ہوا کہ وہ ایک دوسرے پر گرنے لگے اسپر اوسکے افسر اعلیٰ حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی نے اون سے للکار کر کہا کہ یہ محض ایک دھوکہ ہے جو تمھارے ساتھ کیا گیا ہے زمین پر بیٹھ جاؤ اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے۔

جب شبیب نے دیکھا کہ اون کی گڑبڑ اور کھلبلی مٹ گئی ہے اور یہ خود بھی اسوقت اون کے لشکر گاہ کے احاطہ میں تھا۔ یہ بھی زمین پر دبک گیا۔ گرزوں کی مار بھی اسے پڑی تھی جسکی وجہ سے یہ سست ہو گیا تھا۔ جب لوگوں کی گڑبڑ مٹ گئی اور وہ اپنے اپنے مقامات میں واپس چلے گئے شبیب اون کے بیچ میں سے گزرتا ہوا اوسی ٹیلہ پر آیا۔ یہاں حیّان اوس کا غلام موجود تھا شبیب نے حیّان سے کہا کہ تو میرے سر پر پانی ڈال۔ اور جب شبیب نے پانی ڈالنے کے لئے اپنا سر آگے بڑھایا۔ حیّان کا ارادہ ہوا کہ اوسے قتل کر ڈالے اور اپنے دل میں اوس نے سوچا کہ اگر میں نے اسے قتل کر ڈالا تو اس سے بڑھکر میری عزت اور شہرت کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اور میرا یہ فعل حجاج کے نزدیک بھی نہایت ہی مستحسن ہو گا گویا مجھے پروانہ امان اس طرح حاصل ہو جائیگا۔

مگر حبیب اوس نے شبیب کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ کانپنے لگا اور حبیب چھاگل سے پانی ڈالنے میں دیر ہوگئی تو شبیب نے اسکی وجہ دریافت کی۔ اور پھر اپنے جوتے میں سے چھری نکال کر اوسے دی۔ حیان نے چھری سے اوس پانی کی چھاگل کو قطع کیا اور پانی اوسکے سر پر بہا دیا۔ اور پھر وہ چھری شبیب کو دیدی۔

حیان کہا کرتا تھا کہ "میری بزدلی اور رعشہ نے مجھے اوس کے قتل کرنے سے باز رکھا۔" وہ پھر شبیب اپنے لشکرگاہ میں اپنے ساتھیوں سے آملا۔

اسی سال مطرف بن مغیرہ بن شعبہ نے حجاج سے بگڑ کے بغاوت کی۔ عبدالملک کی اطاعت چھوڑ دی۔ اور کوہستانی علاقے میں جاکر پناہ لی اسکے بعد قتل کیا گیا۔

## اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

مغیرہ بن شعبہ کے بیٹے علاوہ اپنے باپ کی عزت و ناموری کے خود باعتبار اپنی ذاتی وجاہت اور شخصیت کے اپنے خاندان میں ایک خاص منزلت اور عزت کے مرتبے پر فائز تھے۔

جب حجاج عراق آیا تو یہ لوگ اوس سے ملے اور اوس سے گفتگو کی تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اوس کے خاندان والے بلکہ ایک ہی مورث کی اولاد میں ہیں۔

اس وجہ سے حجاج نے عروہ بن مغیرہ کو کوفہ کا عامل کیا اور مطرف بن مغیرہ کو مدائن کا۔ اور حمزہ بن مغیرہ کو ہمدان کا عامل مقرر کیا۔

مطرف نے مدائن پہنچکر خطبہ پڑھا۔ اور حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے کہا کہ امیر حجاج نے مجھے تمھارا حاکم مقرر کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں راستبازی کے ساتھ حکومت کروں۔ میرا طرز عمل انصاف پر مبنی ہو۔ اگر ان ہدایات پر میں نے پوری طرح عمل کیا تو میں بہترین آدمی ہونگا۔ اور اگر میں ان ہدایات پر عمل نہ کرسکا تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنے آپ کو برباد کیا اور اپنی زندگی رائگاں کی۔ میں ظہر اور عصر کے درمیان مسجد میں بیٹھا کرونگا آپ لوگ اپنی ضروریات مجھ سے بیان کیا کیجئے۔ اور مجھے ایسی تدبیروں کا مشورہ دیا کیجئے جس سے آپ کی اور آپ کے ملک کی بھلائی اور بہتری ہو۔ اور انشاءاللہ میں اپنے حتی المقدور کبھی آپ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے سے دریغ نہیں کرونگا۔

اس خطبہ کے بعد مطرف منبر پر سے اوتر آیا۔

جب مطرف مداین آیا اوسوقت مداین میں کوفے کے اکثر بڑا اور دوسرے خاندانوں کے اکثر سرآوردہ لوگ موجود تھے اور کچھ فوج بھی تھی۔ مگر اون کے پاس سازوسامان اس قدر نہ تھا کہ اگر علاقہ جوخی یا انبار میں کوئی واقعہ ہو جائے تو اوس کے لیے کافی ہو سکے۔

جب مطرف منبر سے اوتر کر ایوان شاہی میں لوگوں کے پاس آکر بیٹھا حکیم بن الحارث الازدی جو قبیلہ ازد کے سرآوردہ لوگوں میں سے تھا مطرف کے طرف بڑھا (اسکے بعد حجاج نے اسے خزانے کا افسر بھی مقرر کر دیا تھا۔)

حکیم نے مطرف سے کہا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جس وقت آپ نے تقریر کی تھی میں آپ سے دور تھا اور اب میں اس لئے آپ کے قریب آیا ہوں کہ آپ کی تقریر کا جواب دوں مگر اسی اثنا میں آپ منبر سے اوتر آئے۔ بہر حال جو کچھ آپ نے بیان کیا ہم نے اوس کے مفہوم کو سمجھ لیا اور وہ یہ کہ حجاج نے آپ سے انصاف و مساوات سے حکومت کرنے کا عہد لیا ہے خدا عہد لینے والے اور عہد کرنے والے دونوں کو کامیاب کرے۔

آپ کی یہ آرزو ہے کہ آپ انصاف کریں اور حق کی اعانت کریں۔ خداوند عالم آپ کی نیت کی تکمیل میں آپ کی اعانت کرے۔

جس طرح کہ آپ کے والد ماجد کی سرشت میں تھا کہ وہ خدا اور بندگان خدا کی خوشنودی ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اسی طرح آپ بھی اس مقصد کے حصول میں اون کے مشابہ ہیں۔

مطرف نے اون سے کہا کہ یہاں میرے پاس تشریف لائیے۔ اون کے لئے جگہ نکالی، حکیم مطرف کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

حصین بن یزید کہتے ہیں کہ مطرف اون تمام عاملوں میں جو مداین آئے سب سے بہتر عامل تھے۔ مجرمین کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔ اور سرکاری عہدہ داروں کے ظلم کو مطلقاً گوارا نہیں رکھتے تھے۔

بشر بن الاجدع الہمدانی (ثم الثوری)، جو شاعر بھی تھا مطرف کے پاس آیا اور انکی تعریف میں اشعار کہے مطرف نے سنکر کہا۔ افسوس۔ تیرا مقصد یہ ہے کہ ہم فضول باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔

جب شبیب سانید ما سے مداین کے طرف بڑھا۔ مطرف نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا۔
"حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب کا رخ ہماری طرف ہے اگر آپ

مناسب سمجھیں تو میری امداد کے لئے اور فوج بھیجا بھیجئے تاکہ میں اوس فوج کی امداد سے مداین کی حفاظت کروں کیونکہ مداین کوفے کا پھاٹک اور اوس کا قلعہ ہے۔"

اسپر حجاج نے سیرۃ بن عبد الرحمٰن بن مخنف کو دو سو سواروں کے ساتھ اور عبداللہ بن کناز کو دو سو کے ساتھ مطرف کی امداد کے لئے مداین بھیجا۔

شبیب نے بڑھتے بڑھتے قناطر حذیفہ پر پڑاؤ کیا اور پھر یہاں سے اور آگے بڑھکر مقام کلواذا آیا۔ دجلہ کو عبور کیا اور قصبہ بہر سیر میں آکر فروکش ہوگیا۔

مطرف اس شہر عتیقہ میں تھا۔ جہاں منزل کسریٰ اور قصر ابیض واقع ہیں جب شبیب نے بہر سیر میں اپنا پڑاؤ کیا تو مطرف نے دریا کے پل کو توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ اپنے ساتھیوں میں سے چند معزز اور نیک لوگوں کو میرے پاس بھیجدیجیے۔ تاکہ میں قرآن کریم سے اون سے بحث کروں اور اون عقاید پر غور کروں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب نے سوید بن سلیم۔ قعنب اور محلل بن وایل کو مطرف کی طرف روانہ کیا۔ جب کشتی اونکے قریب لائی گئی اور اونھوں نے اوس میں اترنا چاہا شبیب نے کہلا بھیجا کہ جب تک میرا قاصد مطرف کے پاس سے واپس جواب لیکر نہ آجائے تم لوگ کشتی میں سوار نہ ہو۔

شبیب نے مطرف کے پاس قاصد کے ذریعہ سے کہلا بھیجا تھا کہ جس قدر اشخاص میرے آپ کے پاس آرہے ہیں اتنے ہی آپ میرے پاس بھیجدیجیے تاکہ جب تک کہ میرے آدمی آپ سے ملکر واپس نہ آجائیں یہ لوگ بطور یرغمال میرے پاس رہیں۔

مطرف نے قاصد سے کہا کہ تو جا اور شبیب سے کہدے کہ جب میں نے اپنے آدمی ابھی آپ کے پاس بھیجے تھے اوس وقت کیونکر میں نے آپ پر اعتماد کر لیا تھا اور اب آپ کیوں مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔

پھر شبیب نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مذہب میں دھوکہ یا وعدہ خلافی جایز نہیں۔ مگر آپ لوگ دھوکہ دیتے ہیں اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں اسپر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی۔ سلیمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو مطرف کے محافظ دستے کا سردار تھا شبیب کے پاس بھیجدیا۔

جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے تب شبیب نے اپنے آدمیوں کو مطرف کے پاس بھیجا

ابو مخنف کہتے ہیں کہ نضر بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مطرف بن المغیرہ بن شعبہ کے پاس تھا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آیا راوی نے یہ کہا کہ میں اوس فوج میں تھا جو مطرف کے ہمراہ تھی یا یہ کہا کہ میں اوس وقت موجود تھا جب کہ شبیب کے قاصد مطرف کے پاس آئے۔

وہ مطرف میرے اور میرے بھائی کے عزیز دوست تھے۔ ہم سے کسی بات کو پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ جب شبیب کے قاصد اون کے پاس آئے اوس وقت سوائے میرے اور میرے بھائی حلام بن صالح کے اور کوئی اون کے پاس موجود نہ تھا۔

شبیب کے قاصدوں کی تعداد چھ تھی اور یہ تیرہ شخص تھے۔ وہ سب کے سب تمام ہتیاروں سے مسلح تھے اور ہمارے پاس صرف ہماری تلواریں تھیں۔

جب یہ قریب پہنچے سوید نے کہا۔ "سلامتی ہو اوس پر جو اپنے رب سے ڈرا اور جس نے راہِ راست کو پہچانا۔"

مطرف نے کہا "بے شک" اور پھر اون پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی بھیجی جب یہ لوگ بیٹھ گئے مطرف نے ان سے پوچھا کہ اب فرمائیے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور کس طرف دعوت دیرہے ہیں۔ سوید نے پہلے خدا کی حمد اور پھر رسول کی ثنا کی اور یوں گویا ہوا وہ جس شے کی طرف ہم آپکو دعوت دینا چاہتے ہیں وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے ہم اپنے قوم والوں سے اس لئے عداوت رکھتے ہیں کہ وہ تمام خراج ذاتی مصارف میں خرچ کر رہے ہیں۔ اونھوں نے خداوند عالم کے احکام پس پشت ڈالدیئے ہیں زبردستی اپنا تسلط جمالیا ہے۔

یہ سنکر مطرف نے کہا کہ آپ جس شے کی دعوت دے رہے ہیں وہ تو عین حق و صدق ہے اور آپ کھلم کھلا ظلم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں ان امور میں آپ کا پیرو ہوں اب جس چیز کی طرف میں آپ کو دعوت دوں آپ اوس میں میری متابعت کیجئے تاکہ میری اور آپ کی کوشش کا ایک ہی مطمح نظر ہو اور میری اور آپ کی طاقت متحد ہو جائے۔

خارجیوں نے کہا آپ فرمائیے آپ کیا چاہتے ہیں۔ اگر جس بات کی آپ دعوت دینگے وہ حق ہوگی تو ہم آپ کی دعوت کو قبول کر لینگے۔

مطرف نے کہا کہ آئیے ہم آپ ملکر اِن ظالم سرکشوں کے خلاف اون کی اِن بدعتوں کی وجہ سے جو اونھوں نے ایجاد کی ہیں جہاد کریں۔ اور اونھیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی طرف بلائیں۔ اور اس معاملہ کا تصفیہ مسلمانوں کے باہمی سمجھوتہ سے ہو جائے۔ تاکہ ایک ایسے

شخص کو وہ اپنا امیر بنالیں جسے وہ پسند کریں جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ تک مسلمانوں میں ہوا کرتا تھا۔ اور جب عربوں کو معلوم ہوگا کہ انتخاب امیرالمومنین کا مطلب یہ ہے کہ قریش میں سے کسی شخص کو منتخب کرلیا جائے وہ اس تجویز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھینگے اور ان میں سے اکثر آپکے ساتھ ہوجائینگے اور آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی امداد کریں گے اور اس طرح آپ کی تجویز درجۂ تکمیل کو پہنچ جائیگی۔

یہ سنتے ہی خارجی چراغ پا ہوگئے اور مجلس سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس بات کو تو ہم حشر تک بھی منظور کرنیکے لئے تیار نہیں۔

یہ کہکر خارجی وہاں سے روانہ ہوئے اور مکان کے چبوترے سے نکلنے ہی والے تھے کہ سوید بن سلیم مطرف کی طرف مڑا اور کہنے لگا۔ اے ابن المغیرہ اگر میرے ساتھی دشمنی یا بدعہدی کرنے والے ہوتے تو وہ تمھیں ہلاک کرڈالتے کیونکہ تم نے تو اپنے آپ کو خود ہی اون کے حوالہ کردیا تھا۔

یہ سنکر مطرف گھبرایا اور کہنے لگا بے شک خداوند عیسیٰ و موسیٰ کی قسم ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ خارجی شبیب کے پاس واپس آئے۔ جو کچھ مطرف نے کہا تھا بیان کیا۔ شبیب کو اس سے اور بھی اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ مطرف کو اپنا طرفدار بنایا جائے۔ اوس نے اون سے کہا کہ صبح کے وقت تم میں سے ایک شخص پھر مطرف کے پاس جائے۔

جب صبح ہوئی شبیب نے سوید کو مطرف کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جاکر اونھیں سمجھاؤ سوید مطرف کے دروازہ پر آیا۔ میں نے ہی اوسے اندر جانے کی اجازت دی جب سوید مطرف کے پاس اندر پہنچ کے بیٹھ گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے اوٹھکر چلا آؤں مگر مطرف نے مجھ سے کہا کہ تم بیٹھے رہو کیونکہ تم سے کسی بات کا پردہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں بھی بیٹھ گیا۔ میں اوس وقت بالکل نوجوان تھا۔

سوید نے مطرف سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں کہ جن سے آپکا کوئی راز راز نہیں مطرف نے کہا کہ یہ نہایت ہی شریف و نجیب شخص ہیں۔ یہ مالک بن زہیر بن جذیمہ کے صاحبزادے ہیں۔

سوید نے اون سے کہا کہ تم نے ایک اچھے شخص کی عزت افزائی کی ہے اگر ان کا مذہب بھی ان کے حسب و نسب کی طرح اعلیٰ ہو تو یہ پھر کامل فرد ہیں۔ اسکے بعد سوید مطرف کی طرف

متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا تھا وہ میں نے امیر المومنین سے بیان کر دیا۔ اس پر امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ پھر اس معاملہ میں آپ سے ملاقات کریں۔ اور کہدیں کہ کیا آپ اس سے ناواقف ہیں کہ مسلمان اپنے میں سے جاہے جس شخص کو مناسب سمجھکر اپنا امیر مقرر کریں وہ ہی سب سے زیادہ مناسب بات ہے۔ اور رسول اللہ کے بعد یہی طریقہ جاری رہا اگر آپ اس بات کو تسلیم کریں گے تو اس کے بعد ہمیں آپ سے اس بات کے کہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے اپنے میں سے جو بہترین شخص تھا۔ اور جو مصیبت کے بوجھ کو اٹھانے کی اپنے سینہ میں طاقت رکھتا تھا اوسے ہم نے اپنا امیر مقرر کر لیا ہے۔ جب تک کہ اس میں کوئی تغیر یا تبدیلی نہیں ہوتی اوس کا ہاتھ ہماری زمام حکومت کا حامل ہے اور رہیگا۔

اور آپنے جو مشورہ کے متعلق بیان فرمایا تھا اور کہا تھا کہ جب عربوں کو معلوم ہوگا کہ ہم کسی قریشی زادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں تو اکثر ہمارے تابع فرمان ہو جائینگے اس معاملے کے متعلق مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو بتادوں کہ جو لوگ حق اور راستی پر ہوتے ہیں اون کی قلت تعداد خداوند عالم کے سامنے اون کی تذلیل یا تنقیص کا باعث نہیں ہوتی اور اگر ظالموں کی تعداد زیادہ ہو تو اوس سے اونھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

اگر ہم اوس حق کو جس کے لئے لڑنے نکلے ہیں چھوڑ کر تمھاری دعوت اور مشورہ کو قبول کرلیں تو یہ ہماری خطا۔ کمزوری اور ضعف ہوگا اور اوس کے یہ معنے ہونگے کہ گویا خود ہم نے ظالموں کی اعانت کے لئے راستہ صاف کر دیا کیونکہ ہمیں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کہ تمام عربوں کے سوا قریشی ہی اس منصب امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔

اگر آپ اپنے اس دعوے پر اصرار کریں تو ہم سوال کرینگے کہ کیوں ایسا ہونا چاہئے۔ اگر آپ کہیں اس لئے کہ قریشیوں کو رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے تو اوسکا جواب بھی سن لیجئے کہ پھر ایسی صورت میں جو ہمارے آبا و اجداد مہاجرین تھے اونھیں یہ سزاوار نہ تھا کہ وہ رسول اللہ کے خاندان کیا بلکہ ابی لہب کی اولاد پر بھی حکومت کرتے اگرچہ اون کے سوا کوئی اور باقی بھی نہ رہا ہوتا۔ اور شاید اونھیں معلوم نہیں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہی شخص ہے جو سب سے زیادہ خداوند عالم سے ڈرتا ہو اور حکومت کا سزاوار بھی وہی ہے جو زیادہ خدا سے ڈرنے والا سب سے افضل ہو۔ تمام سخت سے سخت ذمہ داریوں کے اوٹھانے کی اوس میں طاقت ہو جب تک کہ وہ مخلوقات کے امور کا سربراہ کار رہے۔

ہم نے سب سے پہلے مظالم کے خلاف آواز بلند کی۔ جور و زیادتی کو بدلا۔ اور ان ظالمین کی جماعت سے جنگ کی۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جاتے ہیں تو آپ ہمارے تمام فوائد و نقصانات میں برابر کے شریک رہینگے اور ہم آپ کو مسلمان سمجھینگے۔ ورنہ آپ بھی منجملہ ہمارے اور دشمنوں کے ایک دشمن تصور کئے جائینگے اور جس طرح ہم مشرکین سے جہاد کرتے ہیں اسی طرح آپ سے بھی لڑینگے۔

اس تقریر کو سنکر مطرف نے کہا کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا میں اوسے بخوبی سمجھ گیا ہوں آج تو آپ واپس تشریف لیجائیں تاکہ ہم اس معاملہ پر غور و خوض کر لیں۔

سوید واپس چلا گیا۔ مطرف نے اپنے خاص معتمد علیہ اور خیر خواہوں کو بلوایا جس میں سلیمان بن حذیفۃ المزنی اور ربیع بن یزید الاسدی بھی تھے) نضر بن صالح کہتا ہے کہ میں اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کا آزاد غلام دونوں تلواریں لئے ہوئے مطرف کے سر پر کھڑے ہوئے تھے یزید بن ابی زیاد مطرف کے محافظ دستہ کا سردار تھا۔

مطرف نے ان سر برآوردہ لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے دوست اور بہی خواہ ہیں۔ آپکے حسن مشورہ اور رائے پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔ بخدا میں ان ظالموں کے افعال کو ہمیشہ سے دل ہی دل میں ناپسند کرتا رہا ہوں۔ اور جہانتک مجھسے ہو سکا میں نے اپنے فعل و قول سے ان افعال کو بدلا ہے مگر جب اون کی خطائیں حد سے متجاوز ہو گئیں اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ خارجی ان سے جہاد کر رہے ہیں تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اگر مجھے اُن کے خلاف مددگار مل جائیں تو مجھے ضرور اُن کے خلاف جنگ کرنا چاہئے۔

میں نے خارجیوں کو دعوت دی تھی اور یہ تمام باتیں تفصیل سے اون سے کہدیں اونھوں نے بھی یہ ہی اوس کے جواب میں کہا۔ اس لئے اب میری رائے نہیں ہے کہ ان کے خلاف جنگ کیجائے۔

اور اگر وہ اون باتوں کو جو میں نے اون کے سامنے پیش کی ہیں تسلیم کر لیں تو پھر میں عبدالملک اور حجاج کو چھوڑ دونگا اور اون کے خلاف چڑھائی کروں گا۔ مزنی نے کہا نہ تو خارجی آپ کے ساتھ ہو سکتے ہیں اور نہ آپ ہی اون کی اقتدا کر سکتے ہیں ان خیالات کو آپ اپنے ہی تک محدود رکھیں کسی شخص پر ظاہر نہ کریں۔ دوسرے شخص اسدی نے بھی یہ ہی رائے دی اسپر مطرف کا آزاد غلام ابن ابی زیاد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ خدا کی قسم جو گفتگو آپ کے

اور سوید کے درمیان ہوئی ہے اسکی اطلاع لفظ بلفظ حجاج کو پہنچگی اور ایک بات کی دس باتیں کہی جائینگی۔ اگر آپ حجاج سے بھاگ کر پاتالوں میں بھی چھپینگے تو وہ آپ کو ڈھونڈ نکالیگا اور آپ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک کرڈالے جائینگے۔ اسلئے جہانتک جلد ممکن ہوسکے اس مقام سے بھاگ جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہرطرف باشندگان مداین پھیلے ہوئے ہیں اور شبیب کی فوج والے اوس گفتگو کا جو آپ کے اور اوسکے قاصد سوید کے درمیان ہوئی ہے تذکرہ کر رہے ہیں۔ رات نہ ہونے پائیگی کہ اس واقعہ کی من وعن خبر حجاج کو پہنچ جائیگی۔ اس لئے مداین کے علاوہ کسی اور مقام کو اپنا مستقر بنائیے۔

مطرف کے دوسرے دونوں دوستوں نے بھی اس رائے سے بالکل اتفاق کیا۔

مطرف نے ان سے پوچھا کہ فرمائے کہ آپ کا طرز عمل اب کیا ہوگا اون دونوں نے کہا کہ ہم ہرطرح سے آپ کے ساتھ ہیں حجاج وغیرہ کے خلاف اپنی جانیں آپ پر سے قربان کردیں گے۔

اسکے بعد مطرف نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ آپ کے کیا ارادے ہیں میں نے عرض کیا آپ کے دشمن سے لڑوں گا۔ آپ کے ساتھ تمام شدائد پر صابر رہوں گا جب تک آپ صابر رہیں گے۔

مطرف نے اسپر کہا کہ ہاں۔ آپ کی جانب سے مجھے ایسا ہی ظن بھی تھا۔

تیسرے دن قعنب مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ ہماری پیروی کرتے ہیں تو آپ ہم میں سے ہیں ورنہ ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔

مطرف نے جواب دیا کہ اس قدر عجلت نہ کیجئے کہ ایسے اہم مسئلہ کو آج ہی آپ طے کردیں ابھی ہم غور کر رہے ہیں۔

مطرف نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آج ہی رات سب کے سب یہاں سے روانہ ہوجاؤ اور میرے ساتھ دسکرہ چلو کیونکہ وہاں ایک واقعہ پیش آگیا ہے۔

مطرف رات کو روانہ ہوا۔ اوس کے ساتھی بھی اوسکے ہمراہ چلے اور مقام دیریزدجرد پہنچے اور یہاں منزل کی۔

یہاں قبیصہ بن عبدالرحمن القحافی الخثعمی سے مطرف کی ملاقات ہوئی مطرف نے اوس سے کہا کہ تم میرے ساتھ ہوجاؤ۔ قبیصہ نے اسے منظور کرلیا مطرف نے اوسے خلعت دیا گھوڑا دیا اور

نقد رقم بھی عطا کی اور یہاں سے روانہ ہو کر دسکرہ آیا۔ اور جب یہاں سے بھی کوچ کا ارادہ کیا تو اب اسکے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ اپنے ارادہ سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کر دے۔ چنانچہ اوس نے تمام سر برآوردہ لوگوں کو جمع کیا اور حمد و ثنا کے بعد اون سے کہا "اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جہاد اور انصاف اور احسان کرنا فرض کیا ہے اور کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے "تعاونوا علی البرّ والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب"۔

(ترجمہ) "نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی اعانت کرو مگر گناہ اور ظلم پر ایک دوسری کی مدد نہ کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے" میں خدا کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کا ساتھ چھوڑ دیا ہے جو صاحب میرے ساتھ رہنا چاہتے ہوں اور میرے ہم خیال ہوں وہ میرے ساتھ ہو جائیں اون کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کیا جائیگا اور جو صاحب اس پر آمادہ نہوں اونھیں آزادی ہے جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ کیونکہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا شخص میرے ساتھ ہو جسکی خود نیت ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کی نہو۔

میں آپ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور ظالموں کے خلاف جہاد کرنیکے لئے دعوت دیتا ہوں۔ جب ہمارے ارادے یہ ہیں ہمیں ضرور کامیابی ہوگی اوس وقت ہم امارت کے لئے باہم مسلمانوں میں مشاورت کریں گے اور جسے تمام مسلمان پسند کریں وہی ہمارا امیر ہوگا۔

مطرف کے تمام ساتھیوں نے فوراً اون کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور وہ اپنے فرودگاہ میں چلے گئے۔

مطرف نے سبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف اور عبداللہ بن کناز النہدی کو تخلیہ میں بلایا اور اون دونوں کو بھی اوسی طرح دعوت دی جسطرح کہ اور تمام لوگوں کو اوس نے دعوت دی تھی اوس وقت تو اون دونوں نے اظہار رضامندی کیا مگر جب مطرف وہاں سے کوچ کر گیا یہ دونوں مع اون لوگوں کے جو مطرف کا ساتھ چھوڑ کر ان سے آملے تھے حجاج کے پاس واپس آگئے یہاں آکر دیکھا کہ حجاج شبیب کے مقابلہ میں نبرد آزما ہے یہ دونوں بھی شبیب کی جنگ میں شریک ہوئے۔

مطرف اپنے ہمراہیوں کو لیکر دسکرہ سے روانہ ہوا اور حلوان کی سمت چلا۔
حجاج نے اس سال سوید بن عبدالرحمٰن السعدی کو حلوان۔ اور ماہ سیزان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تھا۔ جب اوسے اطلاع ہوئی کہ مطرف اوسکے علاقہ کی جانب آنے والا ہے اوس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں نے اس معاملہ میں ملایمت یا مداہنت سے کام لیا تو حجاج اسے کبھی پسند نہ کریگا۔ اسلئے سوید نے مطرف کے مقابلے کے لئے اہالی شہر اور کردوں کو جمع کیا۔ کردوں نے درہ حلوان کا راستہ مطرف پر مسدود کر دیا۔ سوید مطرف کے مقابلے کے لئے چلا مگر اوسکا دلی منشا یہ تھا کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ کہ ایک طرف تو وہ مطرف سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اور اوس کے ساتھ یہ بھی چاہتا تھا کہ حجاج بھی کوئی اعتراض نہ کرے۔ اسلئے اوس کا اسطرح مقابلہ کے لئے روانہ ہونا محض دکھلاوے کے طور پر تھا۔ تاکہ اوس پر الزام نہ آئے۔

حجاج بن جاریتہ الخثعمی کو جب معلوم ہوا کہ مطرف مداین سے کوہستانی علاقہ کی طرف چلدیا ہے وہ خود اپنی قوم اور دوسرے قبیلوں کے تیس آدمی اپنے ہمراہ لیکر اوس کے شریک ہونے کے لئے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن علقمتہ الخثعمی کہتا ہے کہ میں بھی اون لوگوں میں تھا جو مطرف کی امداد کے لئے آئے تھے ہم حلوان جاکر اوس سے مل گئے اور سوید کے مقابلے میں اوس کی طرف سے شریک معرکہ ہوئے۔

نضر نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔
جب ہم مطرف کے پاس پہنچے تو ہمارے آنے سے اوسے بہت خوشی ہوی اور اوس نے حجاج بن جاریتہ الخثعمی کو اپنے برابر جگہ دی۔

نضر اور عبداللہ بن علقمہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ جب سوید ہمارے مقابلے پر آیا خود تو پیدل سپاہ کے ساتھ کھڑا رہا۔ بلکہ اونھیں مکانات سے باہر بھی نہیں نکالا۔ البتہ اوسکا بیٹا قعقاع سواروں کے ساتھ سامنے آیا۔ مگر اوس کے سواروں کی تعداد اوس روز کچھ زیادہ نہ تھی۔

نضر کا یہ بیان ہے کہ سواروں کی تعداد کوئی دو سو تھی اور ابن علقمہ یہ کہتا ہے کہ اون کی تعداد تین سو سے کم تھی۔

مطرف نے حجاج بن جاریہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم اس جماعت کے مقابلہ میں جاؤ۔ اور جتنی تعداد کہ مقابل فوج کی تھی اوتنے ہی سواران کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجے یہ فوج قعقاع کے سامنے آئی اور چونکہ یہ شہسوار مشہور و معروف بہادر تھے اونھوں نے نہایت بہادری سے قعقاع سے جنگ کرنی شروع کی۔

سوید نے جب دیکھا کہ یہ جماعت میرے بیٹے قعقاع کی طرف گئی ہے اوس نے اپنے غلام رستم کو (جو اس واقعہ کے بعد ایک اور معرکہ میں سوید کے ہمراہ دیر الجماجم پر مارا گیا جب کہ بنی سعد کا جھنڈا اوس کے پاس تھا) بلایا اور حکم دیا کہ حجاج کے پاس جائے۔

رستم نے حجاج بن جاریہ سے آکر کہا کہ اگر تم ہمارے علاقے کو چھوڑ کر کسی اور طرف جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ کیونکہ ہم لوگ تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اور اگر تمھارا ارادہ ہمیں سے لڑنے کا ہے تو پھر ہمارے لئے اسکے سوا چارہ نہیں کہ جس علاقہ پر ہم متصرف ہیں اوس کی حفاظت کریں۔

حجاج نے اُسپر یہ کہا کہ تم ہمارے افسر اعلیٰ کے پاس چلو اور جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے یہ ہی اون سے چلکر کہو۔

رستم مطرف کے پاس آیا اور جو کچھ اوس نے حجاج بن جاریہ سے کہا تھا اس سے بھی کہدیا اسپر مطرف نے کہا کہ نہ ہم تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ تمھارے علاقے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

رستم نے کہا اچھا تو پھر آپ اس راستے سے چلے جایئے اور ہمارے علاقے سے نکل جایئے اور ہمارے لئے یہ تو ضروری ہے کہ ہم لوگوں پر یہ بات ظاہر کردیں۔ تاکہ اونھیں معلوم ہو جائے کہ ہم آپ کے مقابلے کے لئے تیار ہو کر نکلے تھے۔

مطرف نے حجاج کو بلا بھیجا جب حجاج آگیا تو پھر یہ سب وہاں سے روانہ ہو گئے جب پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے کردوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مطرف اور اون کی تمام فوج گھوڑوں سے اوتر پڑی۔

داہنی جانب سے حجاج بن جاریہ اور بائیں سے سلیمان ابن حذیفہ کردوں کی سمت چڑھے اونھیں شکست دی اور اُن سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مطرف اور اوس کے ساتھیوں کو کوئی نقصان اوٹھانا نہیں پڑا۔ یہ چلتے چلتے جب ہمدان کے

قریب آئے تو چونکہ ہمدان کا عامل مطرف کا بھائی حمزہ بن المغیرہ تھا اس لئے مطرف نے ہمدان چھوڑ کر ماہ دینار کا رخ کیا۔

مطرف نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ہمدان میں داخل ہو اور اسطرح اوسکا بھائی حجاج کی نظر میں متہم ہو جائے۔ البتہ جب وہ علاقہ ماہ دینار میں داخل ہو گیا تو اوس نے اپنے بھائی حمزہ کو لکھا کہ چونکہ اخراجات بہت زیادہ ہیں اور سخت تکلیف ہے اس لئے تم روپیہ اور ہتیاروں سے حتی المقدور میری مدد کرو۔

مطرف نے یزید ابن ابی زیاد مغیرہ بن شعبہ کے آزاد غلام کو حمزہ کے پاس بھیجا تھا رات کے وقت یزید مطرف کا خط لیکر حمزہ کے پاس آیا۔

جب حمزہ نے اوسے دیکھا تو کہا "خدا کرے کہ تیری ماں کو تیری موت کا صدمہ اوٹھانا پڑے تو نے ہی مطرف کو تباہ کیا۔"

یزید نے جواب دیا۔ میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں میں نے ہرگز ہرگز اونھیں تباہ نہیں کیا۔ بلکہ اونھوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے پیروں میں کلھاڑی ماری ہے بلکہ اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر ڈالا۔ اور اب مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں ان کی وجہ سے آپ نہ تباہ ہو جائیں

حمزہ نے کہا اچھا پھر کس نے اونھیں یہ تجویز سجھائی۔

یزید نے کہا خود اون کے دل نے۔ اسکے بعد یزید بیٹھ گیا اور پوری روئداد اون سے بیان کی اور مطرف کا خط جو اون کے نام تھا وہ اونھیں دیا۔ حمزہ نے خط پڑھا اور کہا کہ بہت اچھا میں ضرور روپیہ اور ہتیار اون کے پاس بھیجدونگا مگر یہ بتاؤ کہ کیا یہ بات چھپی رہیگی

یزید نے کہا کہ میری رائے میں تو یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی۔

اسپر حمزہ نے کہا اچھا اگرچہ میں اون کی ایسی مدد تو نہیں کر سکتا جس سے اونھیں بہت زیادہ فایدہ پہنچتا یعنے کھلم کھلا اونھیں امداد نہیں دے سکتا۔ مگر اس سے آسان یعنے خفیہ طور پر اون کی مدد کرنے سے باز نہیں رہونگا۔

حمزہ نے یزید کے ہمراہ روپیہ اور ہتیار بھیجدئے یزید اسے مطرف کے پاس اوسوقت لائے جب کہ ہم ماہ دینار کی منڈیوں میں سے ایک منڈی سامان متاخم نامی میں جو علاقہ اصبہان میں واقع ہے مقیم تھے۔ یہ ایک ایسی منڈی تھی جہاں خوبصورت عورتیں بکنے کے لئے آیا کرتی تھیں۔

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ جیسے ہی یزید روانہ ہوا میں نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ مطرف نے اپنے بھائی سے روپیہ اور ہتھیاروں کی امداد طلب کی ہے یہ سنکر میں مطرف کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے۔ مطرف نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ جب پہلی ہی بات مخفی نہیں رہی تو اب کون سی بات ہوگی جو افشا نہ ہو جائیگی۔

اتنے میں یزید بن ابی زیاد بھی آگیا اور مطرف اپنے ساتھیوں کو لیکر قم۔ قاشان اور اصبہان کی طرف چلدیا۔

مطرف جب قم اور قاشان پہنچگیا اور اوسے ہر طرح سے اطمینان ہوگیا اوس نے حجاج بن جاریہ کو بلایا اور کہا جنگ سبخہ میں شبیب کو جو شکست ہوئی اوس کا حال بیان کرو۔ اور کیا تم اوس معرکہ میں شریک تھے یا اوس سے پہلے ہی چلے آئے تھے۔

حجاج بن جاریہ نے کہا ہاں میں اوس معرکہ میں شریک تھا۔

مطرف نے کہا تو اچھا اوس کا قصہ بیان کرو۔ حجاج نے پورا واقعہ سنایا۔ مطرف نے سنکر کہا کہ کاش شبیب کو فتح حاصل ہوئی ہوتی۔ اور اگرچہ وہ خود گمراہ تھا مگر وہ دوسرے گمراہ کو تو قتل کرڈالتا۔

مطرف کی یہ آرزو اس لئے تھی کہ اگر حجاج ہلاک ہو جاتا تو جس مقصد کے لئے وہ کوشاں تھا وہ پورا ہو جاتا۔

پھر مطرف نے اپنے عمال روانہ کئے۔

نضر بن صالح کہتا ہے کہ اگر قسمت ہی مخالف نہ ہوتی تو مطرف نے تدبیر تو بڑی دور اندیشی سے اختیار کی تھی۔

مطرف نے حسب ذیل خط ربیع بن یزید کے ہاتھ سوید بن سرحان الثقفی اور بکیر بن ہارون البجلی کے نام ارسال کیا۔

”حمد و ثنا کے بعد۔ میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اون لوگوں کے خلاف جہاد کیجئے۔ جو حق سے منحرف ہوگئے ہیں جنھوں نے خراج کو صرف اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے اور کلام پاک کے احکام کو ترک کردیا ہے جب حق و صدق کی فتح ہوجائیگی اور باطل مٹ جائیگا۔ اور حق کو غلبہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہم انتخاب امیر کے معاملے کو مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے

طے کرینگے جسے وہ پسند کریں گے وہی ہمارا امیر ہوگا۔
جو شخص ہماری اس دعوت کو قبول کریگا وہ ہمارا دینی بھائی اور موت وزیست کا ہمارا شریک رہیگا۔ اور اس دعوت کو جو رد کریگا ہم اوس کے خلاف جہاد کرینگے اور اوسکے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔ ہمارے لئے اوس شخص کے خلاف صرف اللہ کی شہادت کافی ہے۔ اور اسے سب سے بڑا نقصان تو یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے فواید سے متمتع نہ ہوگا۔ اور اس سے زیادہ اوس کی کیا ذلت ہوگی کہ خدائی حکم کے خلاف وہ ظالموں سے مداہنت کے ساتھ پیش آئیگا۔
اللہ تعالیٰ نے جہاد کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور ساتھ ہی اوس کے یہ بھی کہدیا ہے کہ جہاد ایک ایسی شے ہے جو لوگوں پر ناگوار ہے۔
اللہ کی خوشنودی حاصل کرنیکا یہی ذریعہ ہے کہ اوس کے حکم کو ماننے میں چون وچرا نہ کرے اور خدا کے دشمنوں سے جہاد کرے۔
اس کے لئے خدا آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آپ لوگ اس حق کی دعوت کو قبول فرمائیے۔ اور اون لوگوں کو بھی دعوت دیجیے جنکے متعلق آپ کو یہ خیال ہو کہ وہ اوس پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہونگے۔ اور جن امور کو وہ نہ مانتے ہوں اونھیں آپ بتا دیجیے۔
جو شخص میری رائے سے اتفاق کرے اور ہماری اس دعوت کو قبول کرے اور اپنے دشمن کو ہمارا دشمن سمجھے اوسے چاہئے کہ میرے پاس آجائے۔ خدا ہمیں اور آپ کو ہدایت دے اور ہماری اور آپ کی توبہ کو قبول فرمائے اس لئے کہ وہی سب سے بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ والسلام۔
جب یہ خط ان دونوں شخصوں کے پاس آیا۔ یہ دونوں اہل رے کی ایک جماعت کے ساتھ چپکے سے نکل کھڑے ہوئے اور دوسرے اون لوگوں کو بھی جو انکے ساتھ ہو لئے اونھوں نے دعوت دی اور اس طرح تقریباً اہل رے کے سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ یہ چپکے سے روانہ ہو گئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ ان کا مقصد کہاں جانیکا ہے۔ اور مطرف کے پاس آگئے۔
براء بن قبیصہ حجاج کی جانب سے اصبہان کا عامل تھا۔ ان واقعات کی اوس نے حجاج کو اطلاع دی اور لکھا کہ اگر آپ کو علاقۂ اصبہان وغیرہ کی ضرورت اور حفاظت منظور ہے

توآپ فوراً مطرف کے مقابلے کے لئے ایک ایسی زبردست فوج بھیجئے جواس کا اوراوس کے ساتھیوں کا استیصال کردے۔ کیونکہ جس مقام پروہ اب ہے وہاں اکثر مقامات سے لوگوں کی جماعتیں جاجاکراوس کے ساتھ شامل ہورہی ہیں۔ اوس کے متبعین اور فوج کی تعداد کثیر ہوگئی ہے والسلام۔

حجاج نے اوس کے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا قاصد تمھارے پاس پہنچے تم اوس فوج کے ساتھ جو تمھارے پاس ہے جنگ کی تیاری کرواور جب عدی بن وتاد تمھارے پاس آجائیں تم اون کی سرکردگی میں اپنی جمعیت کے ساتھ میدان جنگ کارخ کرنا اون کے احکام کی تعمیل کرنا اوراون کے مشورہ پر کاربند رہنا والسلام۔

براء نے اس خط کو پڑھتے ہی فوج کی ترتیب اورآراستگی شروع کردی۔

حجاج نے بیس بیس۔ پندرہ پندرہ اوردس دس آدمیوں کی جماعتیں ڈاک لیجانے والے گھوڑوں کے ذریعہ سے براء بن قبیصہ کے پاس بھیجنا شروع کیں۔ اسطرح پانسو کی جمعیت اوسکے پاس پہنچ گئی اوردوہزار پہلے سے اوس کے پاس تھے

جب جنگ سبخہ میں حجاج کو شبیب کے خلاف فتح حاصل ہوئی اسود بن سعد الہمدانی اس فتح میں شریک ہونے کے لئے اثنا راہ میں رے آئے تھے۔ ان کا گزر ہمدان اور جبال میں بھی ہوا۔ اوریہ حمزہ کے پاس بھی آئے۔ حمزہ نے ان سے اپنے بھائی مطرف کی امداد کرنے کے معاملے میں معذرت چاہی۔ اسود نے اس واقعہ کو حجاج سے بیان کیا۔ حجاج نے کہا کہ مجھے بھی علم ہوچکا ہے۔

حجاج نے حمزہ کو موقوف کردینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر اوسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا حمزہ میرے حکم کو ٹال جائے اورمیرے خلاف ہوجائے۔ قیس بن سعد العجلی حمزہ کے محافظ دستہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ بنی عجل اوربنی ربیعہ کی معتدبہ جماعت اوس وقت ہمدان میں موجود تھی۔

حجاج نے قیس کو لکھا کہ تم ہمدان کے عامل مقرر کیے جاتے ہو۔ اور حکم دیا کہ اپنے سامنے حمزہ کو گرفتار کرکے بیڑیاں ڈال دو۔ اورجب تک میرا حکم نہ آئے وہ نہ چھوڑا جائے۔

قیس کے پاس جب حجاج کا یہ فرمان تقرر اورحکم پہنچا۔ وہ اپنے قبیلہ والوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حمزہ کی طرف آیا۔

جب مسجد میں داخل ہوا تو نماز عصر کی اقامت ہورہی تھی۔ اوس نے حمزہ کے ساتھ نماز بھی پڑھی

نماز کے بعد جب حمزہ مسجد سے واپس ہوا تو قیس بھی ساتھ ہوا حجاج کا خط اوسے پڑھکر سنایا اور اپنے تقرر کا فرمان اوسے دکھایا۔

حمزہ نے کہا کہ میں اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے بلا چون وچرا حاضر ہوں، قیس نے حمزہ کو گرفتار کر کے محبوس کر دیا اور ہمدان کی نظامت کا جایزہ لے لیا۔ اپنی قوم کے عمال کو مضافات پر بھیجدیا۔ اور حجاج کو حسب ذیل خط کے ذریعہ اس تمام کارروائی کی اطلاع کر دی۔

"حمد وثنا کے بعد میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حمزہ بن المغیرہ کو بیڑیاں پہنا کر جیل خانہ میں قید کر دیا ہے۔ اپنے عاملوں کو خراج وصول کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اور خراج وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب اگر جناب والا کی رائے ہو تو مجھے اجازت دیجائے کہ میں اپنی قوم اور اپنے علاقہ کے اون لوگوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہوں مطرف کے مقابلہ پر جاؤں تاکہ اوس سے جہاد کروں اور مجھے یقین ہے کہ خراج وصول کرنے سے زیادہ جہاد کا ثواب ہوگا والسلام۔

حجاج اس خط کو پڑھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ اس سمت سے ایسی ہی خبریں موصول ہو رہی ہیں جسکی ہمیں توقع تھی۔

دنیا میں سب سے زیادہ حجاج اوس وقت حمزہ کے اصبہان پر حاکم رہنے سے خایف تھا کیونکہ اوسے ڈر تھا کہ حمزہ ضرور روپیہ اور اسلحہ سے اپنے بھائی کی امداد کریگا۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر میں نے کوئی فوری کارروائی اوسکے خلاف کی تو ممکن ہے کہ وہ میرے ہی مقابلے کے لئے آمادہ ہو جائے اور عدول حکمی کرے۔ اس لئے حجاج برابر اوسے بہلائے چلا گیا اور موقع پاکر اوسے معزول کر دیا۔ جب اس طرف سے اوسے اطمینان ہو گیا اب اوس نے مطرف کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔

حجاج نے جب قیس بن سعد عجلی کا خط پڑھا اور یہ جملہ سنا۔ کہ اگر جناب والا پسند فرمائیں تو میں مطرف کے مقابلے پر اپنی قوم کے ساتھ جانے کے لئے اور اوس سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حجاج نے کہا کہ مجھے سب سے زیادہ یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ عربوں کی تعداد سیر حاصل علاقہ خراج میں زیادہ ہو جائے۔

ابن الغرق کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ الفاظ حجاج کی زبان سے سنے مجھے معلوم ہو گیا کہ جب مطرف کے قضیہ سے حجاج فارغ ہو جائیگا قیس کو برطرف کر دیگا۔

حجاج نے عدی بن وتاد الایادی عامل رے کو حکم بھیجا کہ تم مطرف بن مغیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور براء بن قبیصہ سے جاکر ملو۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی فوج کے سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہو۔

عبداللہ بن سلیم الازدی بیان کرتا ہے کہ جب حجاج کا خط عدی بن وتاد کے نام آیا اوس وقت میں رے میں اون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عدی نے اوس خط کو پڑھا اور پھر وہ خط مجھے دیا اور میں نے اوسے پڑھا۔ اوس میں لکھا تھا کہ جس وقت تم میرے اس خط کو پڑھو فوراً اہل رے کے جو تین دستے فوج کے تمہارے ساتھ میں اونھیں لیکر روانہ ہو جاؤ۔ اور جی میں جاکر براء بن قبیصہ سے ملو اور پھر دونوں مطرف کے مقابلے کے لئے جاؤ۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کئے جاتے ہو تا آنکہ اللہ تعالیٰ مطرف کو ہلاک کر دے۔ اور جب اللہ تعالیٰ مومنین کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دے تم اللہ کی نگہبانی اور حفاظت میں اپنے مستقر کی طرف پلٹ آنا۔ جب میں نے خط پڑھ لیا۔ عدی نے مجھ سے کہا اوٹھو اور تیاری کرو۔ عدی برآمد ہوا۔ فوج کے اجتماع کا حکم دیا۔ متصدیان فوج کو حکم دیا کہ تین دستے فوج کے منتخب کر لو۔

ابھی جمعہ کا دن نہ گذرا تھا کہ ہم روانہ ہو گئے جی پہنچے۔ قبیصۃ القحافی بھی نو سو شامیوں کے ساتھ یہاں آکر مل گئے۔ ان شامیوں میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا۔ ہم صرف دو روز جی میں ٹھیرے۔ عدی بن وتاد اپنے تابع فرمان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اون کے ساتھ اہل رے کے تین ہزار جنگجو سپاہی تھے۔ اور براء بن قبیصہ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے جنھیں حجاج نے کوفہ سے انکے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ سات سو شامی تھے۔ اور تقریباً ایک ہزار اصبہانی اور کرد اس کے علاوہ تھے اسطرح تقریباً کل چھ ہزار سپاہی تھے۔

عدی روانہ ہوا اور مطرف کے قریب پہنچگیا۔

جب مطرف کو معلوم ہوا کہ اتنا بڑا لشکر میرے مقابلے کے لئے آرہا ہے اوس نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لیا اور دشمن کے آنے تک خندق کی حفاظت میں یہ تمام فوج پڑی رہی۔

یزید۔ عبداللہ بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا ہے میں اوس وقت اپنے آقا کے ساتھ تھا۔

عدی نے میدانِ مقابلہ میں آتے ہی فوج کی ترتیب شروع کی۔ اپنے میمنہ پر عبداللہ

بن زہیر کو متعین کیا اور برار بن قبیصہ سے کہا کہ تم میسرہ میں ٹھیرو۔
برار اس حکم سے چڑ ھگئے اور کہنے لگے کہ آپ مجھے میسرہ میں کھڑے رہنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ میں بھی آپ کا ہم مرتبہ سردار ہوں یہ میرے شہسوار میسرہ میں متعین ہیں میں نے اون پر طفیل بن عامر بن واثلہ کو جو عرب کے مشہور بہادروں میں افسر اعلی مقرر کردیا ہے
جب اسکی اطلاع عدی کو ہوئی اونھوں نے ابن اقیصر الخثعمی کو حکم دیا کہ تم جاکر سواروں کی کمان کرو اور برار سے جاکر کہو کہ تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ آپ کو میمنہ سے غرض اور نہ میسرہ سے نہ رسالہ نہ پیادہ فوج پر کوئی حکومت حاصل ہے۔ آپ صرف اسی لئے ہیں کہ میرے ہر حکم کی تعمیل کریں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جسے میں ناپسند کروں اور اسطرح میرے اور آپ کے ذاتی تعلقات میں فرق آجائے۔
عدی برار کی بہت عزت و توقیر کرتا تھا۔
اسکے بعد عدی نے عمر بن ہبیرہ کو میسرہ پر روانہ کیا۔ اور سو شامی سواروں کے ساتھ اونھیں حکم دیا کہ تم جاکر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔
عمر بن ہبیرہ آئے اور اپنے جھنڈے کے قریب کھڑے ہو گئے۔ اون کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے طفیل بن عامر سے کہا کہ اپنا جھنڈا چھوڑ دو اور ہم سے علحدہ چلے جاؤ کیونکہ اس جگہ ہم متعین کئے گئے ہیں۔
طفیل نے کہا کہ میں تم سے جھگڑا نہیں کرنا چاہتا یہ جھنڈا برار بن قبیصہ نے جو ہمارے افسر ہیں میرے سپرد کیا تھا۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ تمھارے افسر اعلی اس حصۂ فوج کے سردار مقرر کئے گئے ہیں اور اب اگر یہ جھنڈا تمھارے سردار کے سپرد کیا گیا ہے تو خدا اونھیں مبارک کرے ہم ہر طرح اون کے احکام کو سننے اور اون کی تعمیل کرنیکے لئے تیار ہیں۔
اسپر عمر بن ہبیرہ نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹا اور کہا الگ ہو جاؤ۔ یہ بھی تمھارے بھائی اور عزیز ہیں اور پھر طفیل سے کہا کہ ہمارا جھنڈا آپ ہی کا جھنڈا ہے اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم اوسے آپ ہی کے سپرد کر دیتے ہیں۔
راوی کہتا ہے کہ ان دونوں شخصوں نے اس موقع پر جس حلم و بردباری کا ثبوت دیا اسکی نظیر نہیں ملتی۔
پھر عدی گھوڑے سے اوتر پڑا اور مطرف پر حملہ آور ہوا۔

دوسری طرف مطرف نے حجاج بن جاریہ کو اپنے میمنہ پر ربیع بن یزید الاسدی کو اپنے میسرہ پر اور سلیمان بن صخر المزنی کو محافظ دستہ پر سردار مقرر کیا اور خود پاپیادہ سپاہ کے دستہ کے ساتھ ہوگیا۔ اور یزید بن ابی زیاد (مطرف کے والد مغیرہ بن شعبہ کا آزاد غلام) اوسکا علم بردار تھا۔

جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کی طرف بڑھیں اور قریب آگئیں مطرف نے بکیر بن ہارون البجلی سے کہا کہ تم جاؤ اور مقابل فوج کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دو۔ اور انکی بداعمالیوں پر اونھیں سرزنش کرو۔

چنانچہ بکیر اپنے ایک مشکی گھوڑے پر جسکی دم مقطوع تھی سوار۔ زرہ خود سے مسلح کلائیوں پر فولادی دستانے ہاتھ میں نیزہ۔ زرہ کو یمنی شالی چادروں کے سرخ کناروں سے باندھے میدان جنگ میں آئے اور بہ آواز بلند دشمن سے یوں مخاطب ہوئے۔

"اے ہمارے ہم قبیلہ ہم مذہب اور ہم ملت لوگو میں آپ سے اوس ذات کا واسطہ دیکر کہ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ جسپر تمھاری پوشیدہ اور علانیہ تمام باتیں یکساں منکشف ہیں درخواست کرتا ہوں جب کہ تم ہمارے ساتھ انصاف اور صداقت کے سلوک کے مدعی ہو۔ اور یہ تمھاری تمام خیرسگالیاں مخلوقات کو چھوڑ کر صرف اللہ ہی کیلئے ہیں اور تم اون تمام باتوں کے لئے جنھیں خداوند عالم اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے گواہ ہو تو مجھے عبدالملک اور حجاج کے متعلق اپنی رائے سے آگاہ کرو کہ وہ کیسے ہیں کیا آپ لوگ اس سے ناواقف ہیں کہ یہ لوگ سخت ظالم خودغرض نفسانی خواہشوں کے بندے ہیں۔ محض شبہ پر لوگوں کو زندان بلا میں ڈالتے ہیں غصہ کے جوش میں بندگان الٰہی کو قتل کر ڈالتے ہیں"!

ہر طرف سے آوازیں آئیں کہ اے دشمن خدا ایسا نہیں ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے بکیر نے کہا۔ افسوس۔ لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتریٰ۔

(ترجمہ) اللہ پر جھوٹ تہمت نہ لگاؤ۔ مبادا وہ تمھیں کسی عذاب سے بالکل تباہ کر ڈالے اور بے شک جس نے تہمت لگائی وہ محروم رہا۔"

کیا تم اللہ کو سبق دینا چاہتے ہو۔ میں نے تو تم سے شہادت طلب کی تھی اور اللہ تعالےٰ نے شہادت کے اخفا کے بارہ میں فرمایا ہے ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ۔ (ترجمہ) "جو شہادت کا اخفا کریگا تو ضرور اوس کا دل گناہ گار ہوگا"

صابم عدی بن وتاد کا آزاد غلام جو اس روز اُسکا علم بردار بھی تھا بکیر کے مقابلہ پر

نکلا اور اوس پر حملہ آور ہوا۔ دونوں بہادر اپنی اپنی تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے مگر عدی کا آزاد غلام بکیر کا بال بھی بیکا نہیں کرسکا۔

بکیر نے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں اوسکا کام تمام کردیا۔ اور آگے بڑھکر کہا کہ ایک ایک شہسوار مقابلے پر آجائے۔ مگر جب کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ بکیر یہ شعر پڑھنے لگا۔

صارم قد لاقیت سیفاً صارماً۔ واسدً ذالبدۃ ضبارماً۔

(ترجمہ) اے صارم تونے ایک شمشیر بّراں اور ایک بال دار دلیر وخونخوار شیر سے مقابلہ کیا۔"

حجاج بن جاریہ نے جو میمنہ پر متعین تھا۔ عمر بن ہبیرہ پر جو عدی کے میسرہ پر تھا حملہ کیا اسی میسرہ میں طفیل بن عامر بن واثلہ بھی تھا۔ حجاج اور طفیل مقابل ہوے۔ یہ دونوں آپس میں بڑے دوست تھے اور برادرانہ تعلقات رکھتے تھے جب اونھوں نے ایک دوسرے کو شناخت کیا تو اگرچہ وار کرنے کے لئے تلواریں اوٹھا چکے تھے مگر پھر اپنے ہاتھ روک لئے۔

دونوں فوجوں میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ عدی ابن وتاد کا میسرہ تھوڑی دیر میں پیچھے ہٹ گیا اور حجاج پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑا ہوگیا۔

اسکے بعد ربیع بن یزید نے عبداللہ بن زہیر پر حملہ کیا۔ عرصہ تک جنگ ہوتی رہی پھر کچھ لوگوں نے اسدی پر حملہ کیا اور اوسے قتل کرڈالا۔ اس لئے مطرف بن المغیرہ کے میسرہ کو شکست ہوئی اور یہ پیچھے ہٹ کر مطرف کے پاس چلا آیا اسکے بعد عمر بن ہبیرہ نے حجاج بن جاریہ اور اوس کی فوج پر حملہ کیا اور دیر تک ان میں مقابلہ رہا حجاج بھی اس سے بچکر مطرف کے پاس چلا آیا۔ ابن اقیصر الخثعمی نے رسالہ کے ساتھ سلیمان بن صخر المزنی پر حملہ کیا اور اوسے قتل کرڈالا۔ اون کا رسالہ پسپا ہوا اور مطرف کے پاس چلا آیا۔ اور مطرف کے قریب دونوں طرف ایسا سخت رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ابن اقیصر بڑھتے بڑھتے مطرف تک جا پہنچا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ مطرف اوس وقت اپنے دشمنوں کو مخاطب کرکے کہہ رہے تھے۔

یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد والا اللہ ولا نشرک بلہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون۔

ترجمہ اے اہل کتاب اوس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی شے کو اوسکا شریک نہ گردانیں۔ اور سوائے اللہ کے اور کسی کو اپنا آقا نہ بنائیں۔ اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو تم دا ے

مسلمانو، اون سے کہدو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں]

مُطرّف لڑتا رہا۔ اور مارا گیا۔ عمر بن ہبیرہ نے اوس کا سر کاٹ لیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابن اقیصر نے اوسے قتل کیا تھا۔ اور کئی مرتبہ دوڑ دوڑ کر اوس کی جانب حملہ آور ہوا تھا۔ البتہ اوس کے سر کو ابن ہبیرہ نے کاٹا۔ اور عدی بن وتاد کے پاس لیکر آیا۔ اور انعام واکرام حاصل کیا۔

اس جنگ میں عمر بن ہبیرہ نہایت بہادری سے لڑا اور اوس نے خوب جوہر شجاعت دکھائے۔

کلیم بن ابی سفیان الازدی نے یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو اس جنگ میں مُطرّف کا علم بردار تھا قتل کیا۔

اب یہ فوج مُطرّف کے فوجی پڑاؤ میں داخل ہوئی۔ مُطرّف نے اپنے فوجی پڑاؤ پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عفیف الازدی کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ بھی مارا گیا۔ یہ ایک نہایت نیک اور عابد وزاہد آدمی تھا۔

زید اون لوگوں کا غلام جو عدی بن وتاد کے ساتھ تھے راوی ہے کہ میں نے اوس کے سر کو ابن اقیصر کے پاس دیکھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اوس سے کہا کہ تو نے ایک بڑے مجاہد نمازی پرہیزگار کو جو ہمیشہ ذکر وشغل میں رہتا تھا قتل کیا۔

ابن اقیصر میری طرف آیا۔ اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ میرے مالک نے اوس سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے کیوں اس نے کیا کیا

ابن اقیصر نے میری گفتگو کا تذکرہ کیا۔ میرے آقا نے کہا کہ یہ بے وقوف ہے۔ پھر ہم عدی کے ساتھ رے واپس چلے آئے۔

عدی نے اون لوگوں کو جنھوں نے جنگ میں نمایاں بہادری دکھائی تھی حجاج کی خدمت میں بھیجا۔ حجاج نے اون کی تکریم وتوقیر کی۔ اور اونھیں انعام وغیرہ دیا۔

جب عدی رے واپس چلا آیا۔ بنی بجیلہ اوس کے پاس آئے۔ اور بکیر بن ہارون کی معافی کے خواستگار ہوئے۔ عدی نے اوسے معافی دیدی۔

بنی ثقیف نے سوید بن سرحان الثقفی کے لئے امان طلب کی۔ عدی نے اوسے بھی امان دیدی۔ اسی طرح جس قدر آدمی مطرف کے ساتھ تھے اون کے خاندان والوں نے

عدی سے اون کے لئے امان کی درخواست کی اور عدی نے سب کو امان دیدی۔ اور یہ خوب کیا۔
مطرف کے کچھ ساتھی مطرف کے لشکر گاہ میں گھیر لئے گئے ان لوگوں نے چلانا شروع کیا "اے براء ہمارے لئے امان حاصل کرو۔ اے براء ہماری سفارش کرو" براء نے اون کی سفارش کی۔ اور وہ لوگ چھوڑ دیئے گئے۔ عدی نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ مگر پھر سب کو رہا کر دیا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ عدی حُلوان میں سوید بن عبدالرحمٰن کے پاس آیا۔ سوید نے اون کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اور خلعت و انعام دیا۔ اس کے بعد وہ کوفہ واپس چلا آیا۔
حجاج بن جاریہ اس جنگ کے ختم کے بعد رَے آگیا یہیں اوسکی تعیناتی تھی۔ لوگوں نے عدی سے اس کی بھی سفارش کی مگر عدی نے کہا کہ یہ تو مشہور آدمی ہے اور اسکی شہرت مطرف کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بھی ہو چکی ہے اور حجاج کا یہ خط اوس کے بارے میں آچکا ہے۔
عبداللہ بن زہیر راوی ہے کہ میں بھی اون لوگوں میں تھا جنھوں نے حجاج بن جاریہ کی سفارش کی تھی مگر عدی نے ہمیں حجاج کا خط نکال کر دکھایا جس میں مسطور تھا کہ اگر حجاج بن جاریہ مارا گیا ہو تو بہت ہی اچھا کیونکہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اور اگر وہ اب تک زندہ ہو تو اوسے اپنے سامنے پکڑ بلواؤ اور بیڑیاں ڈالکر میرے پاس بھیجدو عدی نے کہا اوس کے بارے میں یہ خط میرے پاس آچکا ہے میں مجبور ہوں کہ اس کی تعمیل کروں۔ اگر حجاج نے یہ احکام نہ دیئے ہوتے تو میں ضرور اوسے امان دیدیتا اور چھوڑ دیتا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر ہم خاموش ہو رہے اور اوس کے پاس سے اُٹھ کر چلے آئے تاوقتیکہ عدی بن وتاو معزول نہ کر دیئے گئے۔ حجاج بن جاریہ برابر خائف رہا۔ مگر جب عدی کے برطرف ہونے کے بعد خالد بن عتاب بن ورقاء اون کی جگہ مقرر ہوئے میں اون کے پاس گیا اور حجاج بن جاریہ کی اون سے سفارش کی۔ اور خالد نے اوسے اماں دیدی۔

اسی سنہ میں قطری بن الفجاۃ کے پیرو خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ بعض خارجیوں نے قطری کی مخالفت کی۔ اوسے چھوڑ دیا اور اوس کی جگہ عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور بعض بدستور قطری ہی کے طرفدار رہے۔
"اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب کہ کیوں خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا جس کی وجہ سے وہ آخر میں تباہ ہوئے حسب ذیل ہے۔"

جب حجاج نے عتاب بن ورقا کو مہلب کی فوج سے واپس بلالیا۔ مہلب سابور میں مقیم رہے اور تقریباً ایک سال تک برابر خارجیوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ پھر مہلب اور خارجیوں کے درمیان بُستان پر جنگ ہوئی۔ جس میں مہلب نے اونھیں سخت نقصان پہونچایا۔

کرمان پر خارجیوں کا قبضہ تھا۔ اور فارس پر مہلب کا قبضہ تھا۔ چونکہ علاقۂ فارس سے اونھیں سامان خوراک بہم نہیں پہنچتا تھا۔ اور اپنے شہروں سے وہ بہت دور ہوگئے تھے اس لئے وہ سخت دقت میں مبتلا تھے۔ اور اب اون کی حالت ناقابل برداشت ہوگئی تھی۔ اس لئے مجبوراً اونھیں کرمان آنا پڑا۔

مہلب اون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اور جیرفت میں آکر پڑاؤ کیا۔ (جیرفت کرمان کا ایک قصبہ تھا) اور اس مقام پر وہ ایک سال سے زیادہ برابر خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کرتا رہا۔ اور فارس کے تمام علاقہ سے اونھیں نکال دیا۔ جب یہ تمام علاقہ مہلب کے قبضہ میں آگیا حجاج نے اس علاقہ کو مہلب سے نکال کر اپنے عامل اوس پر بھیجدئے اس قبضے کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا۔ کہ فارس کے علاقۂ کوہستانی کا خراج بالکل مہلب کے ہاتھ میں دیدو۔ کیونکہ فوج کے لئے اخراجات کی بھی ضرورت ہے اور سپہ سالار فوج کی بھی اسی طرح امداد کرنا ضروری ہے علاوہ بریں پرگنۂ فسا دار ابجرد اور پرگنۂ اصطخر بھی اونکی جاگیر میں دیدیئے جائیں۔ حجاج نے اس حکم کی تعمیل میں یہ تمام علاقے مہلب کے حوالے کردیئے مہلب نے اپنے عامل ان مقامات پر بھیجدئے۔ اور یہ دونوں پرگنے دشمن کے مقابلے کے لئے انکی تمام ضروریات مہیا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق ایک ازدی شاعر نے یہ شعر کہا ہے اور اُس میں مہلب پر طنز بھی کیا ہے ؎

نقاتل عن قصور دراابجرد ✣ ونجبی للمغیرۃ والرقاد

(ترجمہ) ہم درابجرد کے قلعوں کی مدافعت میں لڑتے ہیں۔ اور مغیرہ اور رقاد کے لئے خراج وصول کرتے ہیں۔

رقاد بن زیاد بن ہمام بنی عتبک کا ایک شخص تھا جس کی مہلب بہت زیادہ عزت و تکریم کیا کرتا تھا۔

حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اور حسب ذیل خط اونھیں لکھا۔ حمد و ثنا کے بعد میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم چاہتے تو اب تک خارجیوں کو اون کے کیفرکردار

کو پہنچا دیتے۔ مگر تم چاہتے ہو کہ وہ زیادہ عرصہ تک زندہ رہیں تاکہ تم اوس تمام علاقہ کو جو تمھارے گرد ہے کھا جاؤ۔ میں نے براء بن قبیصہ کو تمھارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے تاکہ تمھیں خارجیوں کے مقابلے کے لئے آمادہ کریں اس لئے جب براء تمھارے پاس پہونچیں تم تمام مسلمانوں کے ساتھ خارجیوں پر حملہ کرنا۔ اور اپنی تمام طاقت اور کوشش اون کے مقابلہ میں صرف کرنا۔ اور حیلے بہانے اور مہلات اور ایسی باتوں سے جن کا کرنا تمھارے لئے سزاوار نہیں ہے۔ باز آؤ۔ ایسے امور کو میں تم سے شخص کی جانب سے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور اونھیں چھوڑ دو۔

والسلام۔

اس خط کے پڑھتے ہی مہلب نے اپنے تمام بیٹوں کو ایک ایک دستہ فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اسی طرح تمام فوج کو بھی اپنے اپنے جھنڈوں اور فوجی ترتیب اور دستوں پر منقسم کرکے میدان جنگ میں بھیجا۔

براء بن قبیصہ بھی آئے۔ مہلب نے اونھیں ایک قریب کے ٹیلے پر کھڑا کر دیا۔ جہاں سے کہ وہ تمام فوج کی نقل و حرکت اور معرکۂ کارزار کا بچشم خود معائنہ کرسکتے تھے۔ اب رسالہ کے دستوں نے رسالہ کے دستوں پر اور پیدل سپاہ نے پیدل سپاہ پر حملہ کرنا شروع کیا۔ اور صبح کی نماز سے لیکر نصف النہار تک ایسی شدید جنگ ہوئی۔ جسکی نظیر نہیں ملتی۔ دوپہر کے وقت یہ فوجیں بھی واپس پلٹ آئیں۔

براء بن قبیصہ مہلب کے پاس آئے اور کہنے لگے بخدا میں نے تمھارے بیٹوں کے مثل بہادر کبھی نہیں دیکھے۔ اور نہ تمھارے شہسواروں کے سے شہسوار دیکھے۔ اور نہ اون لوگوں کے مثل جن سے تمھارا مقابلہ تھا میں نے کسی کو ثابت قدم اور شجاع دیکھا۔

بخدا تم بالکل معذور ہو تمھارا کوئی قصور نہیں۔

اب مہلب اپنی تمام فوج کے ساتھ واپس پلٹ آئے۔ اور عصر کے وقت پھر تمام فوج کو لیکر خارجیوں کے مقابلہ پر چلے۔ اون کے بیٹے حسب سابق اپنے اپنے دستہ کی کمان کر رہے تھے۔ اور اونھوں نے اس وقت بھی صبح کی طرح خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کی۔

ابی طلحہ راوی ہے کہ خارجیوں کے ایک رسالہ کے دستہ کا ہمارے ایک دستہ سے مقابلہ ہوا۔ اور اون میں نہایت ہی شدید معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ کوئی فریق بھی مقابلہ سے

ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ ظلمت شب اون کے درمیان حائل ہوگئی تو ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اوںھوں نے کہا کہ ہم بنی تمیم ہیں۔ دوسرے فریق نے کہا کہ ہم بھی بنی تمیم ہیں اور اسطرح شام کے وقت دونوں فریق علٰحدہ علٰحدہ ہوگئے

مہلب نے براء سے پوچھا فرمایئے آپ نے کیا دیکھا۔ براء نے کہا بخدا میں نے ایسے لوگوں کو تمھارا مقابل پایا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے جو اون کے خلاف تمھیں کامیاب کر رہی ہے۔

مہلب نے براء کی بہت کچھ خاطر مدارات کی۔ اونھیں نذرانہ دیا خلعت دیا۔ اور گھوڑا اور دس ہزار درہم دیئے۔

براء حجاج کے پاس واپس چلے آئے۔ اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ اور مہلب کی معذوری ظاہر کی۔

مہلب نے حجاج کو یہ خط لکھا۔

میرے پاس جناب والا کا خط آیا جس میں آپ نے خارجیوں کے معاملہ میں مجھ پر الزام عائد کیا تھا۔ اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں اون پر حملہ کروں اور یہ تمام کاروائی آپ کے فرستادہ شخص کے سامنے ہو۔ چنانچہ میں نے آپ کے احکام کی تعمیل کردی۔ اب آپ اپنے قاصد سے جو کچھ اونھوں نے بچشم خود دیکھا ہے دریافت فرمالیں۔ اگر اون کا تباہ کرنا یا اون کے مقام سے اونھیں نکال دینا یہ میری قدرت میں ہوتا اور پھر میں ایسا نہ کرتا تو تب یقیناً اوس کے یہ معنے ہوتے کہ نہ امیر المومنین سے میں نے وفا کی۔ نہ آپ کی خیر خواہی بلکہ مسلمانوں کو دھوکے میں رکھا معاذ اللہ! میرا ہرگز یہ طرز عمل نہیں۔ اور نہ اسطرح میں خدا کو مونہ دکھا سکتا ہوں۔ والسلام۔

غرض کہ مہلب اسی طرح مسلسل آٹھ ماہ تک خارجیوں سے برسر پیکار رہے اون کے خلاف کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ جب کبھی خارجیوں نے مہلب اور اُن کے ساتھی اہل عراق پر کمین گاہ سے حملہ کرنیکی کوشش کی ان لوگوں نے ہمیشہ اونھیں تیروں اور تلواروں سے زک دی۔ اور اپنی حفاظت کی۔

ایک شخص مقعطر الضبی نامی قطری کی طرف سے کرمان کی ایک سمت کا عامل تھا۔ یہ ایک فوج کی جماعت اپنے ساتھ لیکر نکلا اور خارجیوں کے ایک بڑے بہادر شخص کو اوس نے قتل کر ڈالا۔ تمام خارجی قطری کے پاس دوڑے آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ اور مطالبہ کیا

کہ اس شخص کو جو قبیلہ بنی ضبہ سے تعلق رکھتا ہے ہمارے حوالہ کردیا جائے۔ تاکہ ہم اوسے اپنے ساتھی کے بدلہ میں قتل کر ڈالیں۔

قطری نے کہا کہ میری رائے تو ہے نہیں کہ میں ایسا کروں۔ اوس شخص نے کلام پاک کے معنے بیان کرنے میں غلطی کی تھی۔ اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم اوسے قتل کر ڈالو۔ کیونکہ وہ بہت ہی نیک اور بزرگ شخص ہے۔

خارجیوں نے کہا کہ ہاں ضرور اوسے قتل کر ڈالنا چاہیئے۔ قطری نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ غرض کہ یہی واقعہ اون کے اختلاف کی بنیاد ہوا۔ خارجیوں نے عبدرب کبیر کو اپنا سردار بنالیا اور قطری کو چھوڑ دیا۔

ایک مختصر سی جماعت نے قطری کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلی۔ جو تقریباً خارجیوں کی مجموعی تعداد کی ایک چوتھائی یا پانچواں حصہ ہوگی۔

قطری اس جماعت کے ساتھ اپنے مخالف خارجیوں سے تقریباً ایک ماہ تک دن رات لڑتا رہا۔ اس واقعہ کی اطلاع مہلب نے حجاج کو دی اور لکھا۔

اللہ تعالیٰ نے خارجیوں کے جوش وخروش کو اون کے آپس ہی میں ٹھنڈا کردیا۔ خارجیوں کی ایک بڑی جماعت نے تو قطری کا ساتھ چھوڑ کر عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے۔ ایک چھوٹی سے جماعت اب بھی اوسکے ساتھ ہے۔ اور ان دونوں فریقوں میں رات دن معرکہ کارزار گرم ہے۔ اور مجھے توقع ہے کہ انشاءاللہ یہی واقعہ اون کی تباہی کا سبب ہوگا والسلام۔

حجاج نے اوس کے جواب میں مہلب کو لکھا۔

تمھارا خط آیا۔ خارجیوں کی باہمی پھوٹ کے متعلق جو کچھ تم نے تذکرہ کیا ہے میں نے اوسے پڑھا۔ جب میرا خط تمھیں ملے تو تم اسی حالت میں کہ اون کے آپس میں اختلاف اور دشمنی پڑ گئی ہے قبل اسکے کہ پھر اون میں یکجہتی اور اتفاق ہوجائے اون پر حملہ کردو۔ اور اس وقت تمھارے حملہ کردینے سے اونھیں شدید ترین نقصان پہونچیگا۔ والسلام۔

مہلب نے اوس کے جواب میں لکھا۔

جناب والا کا مراسلہ مجھے ملا۔ جو کچھ اوس میں مذکور تھا میں اوسے سمجھ گیا۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں اور اس طرح اپنی تعداد گھٹا رہے ہیں میں تماشہ دیکھتا رہوں گا۔ اور ان سے کچھ نہ بولوں گا۔ اگر اسی طرح وہ ختم ہوگئے تو ھوالمراد

اور اسی میں اون کی مکمل تباہی ہے۔ اور اگر اون میں پھر اتحاد قائم ہو گیا تو اوس وقت وہ اس خانہ جنگی سے بہت کمزور ہو چکے ہوں گے میں فوراً ہی اون پر حملہ کر دوں گا۔ اوس وقت اون کی یہ طاقت و شوکت باقی نہیں رہے گی۔ اور انشاء اللہ اون کا تباہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا۔ والسلام۔

حجاج خاموش ہو گیا۔ اور مہلب بھی چپ بیٹھے ہوئے دور سے تماشہ دیکھتے رہے۔

خارجی اسی طرح ایک ماہ تک خانہ جنگی میں مصروف رہے۔ اس کے بعد قطری اون لوگوں کے ساتھ جنھوں نے اوس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی طبرستان کی طرف چلا۔ اور باقی تمام خارجیوں نے عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

پھر فوراً ہی مہلب نے خارجیوں پر حملہ کر دیا۔ خارجیوں نے بھی مہلب کا نہایت ہی سختی سے مقابلہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اونھیں تباہ کر دیا۔ اور بہت تھوڑے اون میں سے بچ سکے۔ باقی تمام کے تمام وہیں کھیت رہے۔

اون کے قیام گاہ پر قبضہ کر لیا گیا اور جو کچھ اوس میں ساز و سامان تھا وہ سب لے لیا گیا۔ اور سب کو قید کر کے لونڈی غلام بنایا۔ کیونکہ خارجی بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے تھے۔

## قطری عبیدہ بن ہلال۔ عبدرب کبیر اور اون کے ساتھی خارجیوں کی تباہی اور اوس کے وجوہ

جب کرمان میں خارجیوں کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ جس کا ذکر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ تو کچھ خارجی تو عبدرب کبیر کے ساتھ ہوئے اور کچھ قطری کے ساتھ ہو گئے۔ مگر اس سے قطری کی طاقت کو بہت ضعف پہونچا۔ اور اب اُس نے طبرستان کا رُخ کیا۔

حجاج کو قطری کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ اوس نے اہل شام کے ایک زبردست لشکر کو زیر سر سفیان بن الابرد قطری کے تعاقب میں روانہ کیا۔ سفیان روانہ ہو کر رے پہونچا۔ اور اب یہاں سے اوس نے خارجیوں کا پیچھا کیا۔

طبرستان میں اہل کوفہ کی جو فوج تھی۔ اسحٰق محمد بن الاشعث اوس کے سپہ سالار تھے۔ حجاج نے اونھیں حکم دیا کہ تم سفیان کے احکام کی تعمیل کرو۔ اور وہی تمھارے افسر ہیں۔

اسحٰق بھی سفیان سے آملے اور اب یہ دونوں سردار قطری کی تلاش میں روانہ ہوئے اور طبرستان کے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں اوس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور پہونچتے ہی سختی سے

جنگ شروع کردی۔ قطری کے ساتھی اوس سے علیحدہ ہوگئے۔ اور وہ اپنے گھوڑے یا خچر پر سے پہاڑ کے کھڈ کی تہ میں لڑھکتا ہوا چلا گیا۔

معاویہ بن محصن الکندی کا بیان ہے کہ جب وہ گرا۔ میں نے اوسے دیکھا۔ مگر میں اوسے پہچانتا نہ تھا۔ میں نے پندرہ عربی عورتیں دیکھیں جو اپنے حسن وجمال اور شکل وصورت میں قدرت خدا کا ایک نمونہ تھیں سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ بھی اون میں تھی وہ اپنی آپ ہی مثال تھیں۔ میں نے اون پر حملہ کیا اور اونھیں سفیان بن الابرد کی طرف کھڈ پر لا یا۔ جب میں اونھیں سفیان کے قریب لے آیا۔ تو اوس بڑھیا نے تلوار نکال کر مجھ پر حملہ کیا۔ اور ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار میرا خود کاٹ کر میرے حلق کی کھال کو کاٹتی ہوئی اولجھ گئی۔ اسپر میں نے اوس کے سر پر تلوار کا ایک ہی ہاتھ رسید کیا کہ اوس کا خاتمہ ہوگیا۔ اور زمین پر گر پڑی۔

اب میں اون نوجوان عورتوں کو لیکر آگے بڑھا۔ اور اونھیں میں نے سفیان کے حوالہ کردیا۔ سفیان اوس بڑھیا کی جرات پر ہنس رہا تھا۔ اور پھر اوس نے مجھ سے کہا کہئے آپ نے اوسے کیوں قتل کرڈالا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جناب والا نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اوس نے تو مجھ پر تلوار کا ایسا وار کیا تھا کہ قریب تھا کہ مجھے قتل ہی کرڈالے۔

سفیان نے کہا کہ ہاں بے شک میں نے خود اس واقعہ کو دیکھا ہے میں تمھیں اس فعل پر الزام نہیں دیتا۔ اوس علاقہ کا ایک گنوار اوس جگہ آیا جہاں کہ قطری پہاڑ کی گھاٹی سے گر کر پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اوسے سخت پیاس معلوم ہو رہی تھی اوس نے گنوار سے کہا کہ مجھے پانی پلا۔ گنوار نے کہا کہ کچھ دلوایئے تو پلاؤں۔ قطری نے کہا تجھے مانگتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہاں میرے پاس سوائے ان ہتھیاروں کے اور کیا ہے۔ اور اگر تو مجھے پانی پلادیگا تو یہ ہتیار میں تجھے دیدوں گا۔

گنوار نے کہا کہ نہیں جناب ابھی دیدیجئے۔ قطری نے کہا کہ تاوقتیکہ تم پانی لاکر نہ پلاؤ میں نہیں دے سکتا۔

غرض کہ وہ گنوار وہاں سے چلا آیا۔ اور پہاڑ پر چڑھکر بہت اونچی جگہ سے ایک بڑا بھاری پتھر لڑھکا دیا۔ پتھر لڑھکتا ہوا قطری تک پہونچا۔ اور اوس کے ایک ٹہرنا پر لگا جس سے اوس کا حال اور بھی سقیم ہوگیا۔ پھر اوس گنوار نے اور لوگوں کو آواز دیکر اپنی طرف بلایا۔ اوسے اوس وقت تک معلوم نہ تھا کہ یہ ہی قطری ہے۔ البتہ اوس کی ذاتی وجاہت اور

پورے اسلحہ سے جو وہ سجائے ہوئے تھا اوس نے خیال کیا کہ یہ خارجیوں کا کوئی بڑا شخص ہے۔
قطری کو دیکھتے ہی کئی ایک کوفے والے اوس کی طرف لپکے اور اوسکا کام تمام کیا۔
ان لوگوں میں سورہ بن ابحر التیمی جعفر بن عبدالرحمن بن مخنف صباح بن محمد بن الاشعث۔ باذام بنی اشعث کا آزاد غلام اور عمر بن ابی صلت بن کنار بنی نصر بن معاویہ کا آزاد غلام جو زمیندار بھی تھا شریک تھے یہ سب کے سب قطری کے قتل کا دعویٰ کرتے تھے۔
جب کہ اون میں سے ہر شخص اوس کے قتل کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی اون کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ لائیے یہ سر تو میرے حوالہ کر دیجئے۔ اور آپ لوگ آپس میں تصفیہ کر لیجئے۔
ابوالجہم اوس سر کو اسحٰق بن محمد کے پاس لایا۔ یہ اہل کوفہ کی فوج کے افسر تھے جعفر میں اور اون میں کسی وجہ سے رنجش تھی جعفر اون کے پاس آتا بھی نہ تھا۔ اور نہ اون کی آپس میں بول چال تھی جعفر سفیان کے ساتھ تھا۔ اور اسحٰق کے ہمراہ نہ تھا۔ اور اہل مدینہ کا جو دستۂ فوج رَے میں مقیم تھا اوس کا افسر تھا۔
سفیان نے باشندگان رَے میں سے حسب الحکم حجاج بہادروں کا انتخاب کیا۔ اور اونھیں اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا۔
بہر حال جب یہ لوگ قطری کا سر لیکر آئے تو اوس کے متعلق جھگڑنے لگے۔ ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی سر کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ سفیان نے اوسے حکم دیا کہ تم اس سر کو لیکر چلے جاؤ اور ان لوگوں کو آپس میں جھگڑنے دو۔
ابوالجہم اوس سر کو لیکر حجاج کے پاس آیا۔ اور پھر عبدالملک کے پاس لایا عبدالملک نے اوسے دو ہزاری منصبداروں میں کر دیا۔ اور اوس کے گھر کے اوس بچے تک کا منصب مقرر کر دیا جس کا دودھ چھوٹا ہو۔
جعفر سفیان کے پاس آیا۔ اور اوس سے کہا کہ قطری نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اور اوس کا مجھے نہایت ہی صدمہ تھا۔ آپ میرا اون لوگوں سے سامنا کرایئے جو اوس کے قتل کرنے کے مدعی ہیں۔ اور اون سے دریافت کیجئے کہ کیا میں اون سب کے آگے نہ تھا۔ اور سب سے پہلے پہونچ کر میں نے ہی اوس کے ایک کاری ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اور اوسے پچھاڑا تھا۔ جب میں نے اوسکا کام تمام کر دیا اوس وقت اور لوگ آئے اور پھر

اونھوں نے بھی تلواریں مار کر اپنے حوصلے نکالنے شروع کئے۔ اگر وہ لوگ میرے بیان کی تصدیق کریں تو سچے ہیں اور اگر منکر ہوں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی نے اوسے قتل کیا ہے، ورنہ وہ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ اونھوں نے قتل کیا ہے۔ اور کہہ دیں کہ جو کچھ میرا بیان ہے اوس سے وہ واقف نہیں اور نہ میرا اوس کے قتل کرنے میں کوئی حق ہے۔ تو میں خاموش ہو جاؤں گا۔

سفیان نے کہا کہ آپ اب آئے ہیں جب کہ میں نے سر کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب جعفر واپس چلا آیا تو سفیان نے اور لوگوں سے کہا کہ بے شک اگر جعفر نے قطری کو قتل کیا ہے تو وہ ہی سب سے زیادہ اہل بھی تھا۔

اس کے بعد سفیان نے عبیدہ بن ہلال کی فوج کا رخ کیا۔ عبیدہ نے قلعۂ قومس میں پناہ لی تھی۔ سفیان نے اوس کا محاصرہ کر لیا۔ اور کچھ روز لڑتا رہا۔ پھر سفیان اپنی فوج کو قلعہ کے بالکل نزدیک لے آیا۔ اور چاروں طرف سے خارجیوں کو گھیر لیا۔

سفیان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ خارجیوں میں سے جو شخص اپنے سردار کو قتل کر کے ہمارے پاس چلا آئے گا اوسے امان دی جائے گی۔

خارجیوں پر محاصرہ کی تکلیف روز بروز بڑھتی گئی۔ کھانے کو کچھ نہ رہا۔ جس قدر جانور اون کے پاس تھے اُن سب کو کھا گئے۔ اور جب یہ بھی نہیں رہے تو قلعہ سے نکل کر سفیان کے مقابلہ پر آئے۔ سفیان نے اون سب کو قتل کر دیا۔ اور اُن کے سر حجاج کے پاس بھیج دیئے۔

سفیان اس جنگ سے فارغ ہو کر دنباوند اور طبرستان چلا آیا۔ اور ابھی طبرستان ہی میں مقیم تھا کہ جنگ جماجم سے پہلے ہی حجاج نے اوسے معزول کر دیا۔

اسی سنہ میں اُمیّہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے بکیر بن وشاح السعدی کو قتل کیا۔

## اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

اُمیّہ بن عبداللہ نے جو عبدالملک کی طرف سے خراسان کا ناظم تھا۔ بکیر بن وشاح کو علاقۂ ماوراءالنہر میں جہاد کے لئے منتخب کیا۔ اس سے پہلے بھی اُمیّہ اسی بکیر کو طخارستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور جب بکیر نے روانگی کا انتظام شروع کیا۔ اور بہت کچھ روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ اوس وقت بحیر بن ورقاء الصریمی نے اُمیّہ سے اس کی چغلی کھائی جس کا ذکر

ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ اوس پر اُمیہ نے بکیر کو حکم دیدیا تھا کہ تم ابھی یہیں رہو۔

اب اس مرتبہ جب اُمیہ نے اوسے ماوراء النہر کے علاقہ میں جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اوس نے تیاری شروع کی۔ سازو سامان اور اسلحہ فراہم کئے۔ اور سغد کے بعض آدمیوں اور تاجروں سے روپیہ بھی قرض لیا۔ اب کی پھر بحیر نے اُمیہ سے کہا کہ اگر بکیر دریا کے اوس پار چلا گیا اور ماوراء النہر کے علاقہ کے روساسے ملا یہ ضرور خلیفۃ المسلمین کا ساتھ چھوڑ دیگا۔ اور خود دعویدار سلطنت بن جاوے گا۔

اُمیہ نے بکیر سے کہلا بھیجا کہ تم ابھی ٹھہرے رہو شاید میں خود ہی جہاد کے لئے چلوں اور تم میرے ساتھ ہی رہنا۔

بکیر کو اس حکم پر بہت طیش آیا۔ اور اوس نے کہا کہ اس کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ مجھے دق کر رہے ہیں۔

عتاب اللقوۃ الغدانی نے اس بھروسہ پر کہ میں تو بکیر کے ساتھ جہاد میں چلا جاؤں گا کچھ قرض لیا تھا۔ اب جب کہ بکیر کا جانا ملتوی ہو گیا تو عتاب کے قرض خواہوں نے اوسے پکڑ لیا۔ اور وہ قید کر دیا گیا مگر بکیر نے اوس کی طرف سے روپیہ ادا کر دیا۔ اور پھر یہ رہا ہوا۔

اب اُمیہ بھی جہاد کے لئے جانے پر آمادہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ بخارا پر فوج کشی کی تیاری کی جائے۔ اوس کا ارادہ یہ تھا کہ بخارا ہوتا ہوا ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر حملہ آور ہو۔ لوگوں نے سازو سامان درست کرنا شروع کیا اور روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ اُمیہ نے اپنے بیٹے زیاد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ اُمیہ روانہ ہوا۔ بکیر بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ اور مقام کشماہن پر اونھوں نے فوج کا اجتماع اور ترتیب کی۔ چند روز یہاں قیام کرنے کے بعد کوچ کا حکم دیا گیا۔ اس مرتبہ پھر بحیر نے اُمیہ سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ بہت سے لوگ اس مہم کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لئے آپ بکیر کو حکم دیں کہ وہ اہل فوج کے بالکل عقب میں رہیں۔ تاکہ کوئی شخص پیچھے نہ رہ جائے۔

غرض کہ اُمیہ نے حسب بکیر کو حکم دیا کہ تم سب کے پیچھے رہو۔ اسی ترتیب سے چلتے چلتے یہ تمام لشکر دریائے جیحوں پہونچا۔ اُمیہ نے بکیر سے کہا کہ تم سب سے پہلے دریا کو عبور کرو۔ مگر عتاب اللقوۃ نے عرض کیا کہ آپ سپہ سالار ہیں سب سے پہلے آپ عبور کریں آپ کے بعد دوسرے لوگ عبور کریں گے۔

چنانچہ اُمیہ نے دریا کو عبور کیا اور اون کے پیچھے تمام فوج نے عبور کیا۔ جب دریا کے اوس پار پہونچ گئے تو اُمیہ نے بکیر سے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ چونکہ میرا لڑکا ابھی بالکل نوجوان اور ناتجربہ کار ہے اسلئے ممکن ہے کہ وہ انتظام ملک کو ٹھیک نہ رکھ سکے۔ اور اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام نہ دے سکے۔ اس لئے تم مرو واپس جاؤ۔ میری قائم مقامی کرو میں نے تمھیں اوس کا والی مقرر کیا۔ میرے لڑکے کو انتظام مملکت سکھاؤ اور اوس کے فرائض تم انجام دو۔

بکیر نے اپنے ساتھ لیجانے کے لئے خراسان کے ایسے شہسوار منتخب کئے جنھیں وہ خوب جانتا تھا اور جن پر بھروسہ کرتا تھا۔ اون کے ساتھ اوس نے پلٹ کر مرو کا رُخ کیا۔ اور پھر دریائے جیحوں کو عبور کیا۔

اُمیہ نے بخارا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ ابو خالد ثابت خزاعہ کا آزاد غلام اُنکی فوج کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

جب اُمیہ بخارا کی طرف چلا آیا۔ اور بکیر نے دریا کو عبور کرلیا تو عتاب اللقوۃ نے بکیر سے کہا کہ ہم نے اور ہمارے خاندان والوں نے اپنی جانیں دیکے خراسان پر قبضہ کیا تھا۔ اور اوس کا انتظام کیا۔ ہم نے درخواست کی تھی کہ قریش میں سے کوئی ایسا شخص ہمارا امیر بنایا جائے جو ہم میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرے اور انتظام درست رکھے۔ مگر ایسا شخص ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے جس نے ہمیں کھلونا بنا رکھا ہے۔ کبھی اس جیل خانہ میں رکھتا ہے کبھی دوسرے میں بدل دیتا ہے۔

بکیر نے کہا اچھا پھر کیا صلاح ہے۔ عتاب نے کہا کہ صلاح یہی ہے کہ ان کشتیوں کو تو آگ کی نذر کردو۔ مرو چلو۔ امیر کی اطاعت کا جُوا گلے سے اُتار دو۔ اور وہاں چل کے رہو۔ اور جب تک ہو سکے عیش کرو۔

احنف بن عبد اللہ العنبری نے بھی عتاب کی رائے کی تائید کی۔ مگر بکیر نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ میرے بہادر ساتھی تباہ ہو جائینگے۔

عتاب نے کہا کہ کیا آپ ان لوگوں کی عدم موجودگی سے خائف ہیں اگر یہ مٹ گئے تو میں اہل مرو میں سے جس قدر آدمی آپ چاہیں گے آپ کے پاس لے آوں گا۔ بکیر نے کہا کہ اس حرکت سے مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ عتاب نے کہا کہ اسکی ایک

ایک بڑی آسان صورت یہ ہے کہ آپ صرف اس بات کا اعلان کر دیجیے گا کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا۔ اوس سے خراج نہیں لیا جائیگا۔ پھر دیکھیے کہ پچاس ہزار مسلح شہسوار آپ کے پاس آجائیں گے جو اون لوگوں سے زیادہ اطاعت شعار اور فرماں بردار ہوں گے۔

بکیر نے کہا کہ اُمیہ اور اوس کے تمام ساتھی تباہ ہو جائیں گے عتاب نے جواب دیا کہ وہ کیوں ہلاک ہونے لگے۔ اون کے پاس ہر طرح کا سامان ہے۔ ہتھیار ہیں۔ انکی تعداد کثیر ہے اور وہ بہادر ہیں۔ اون کے پاس تو اس قدر ساز و سامان ہے کہ وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے چین تک جا سکتے ہیں۔

غرض کہ اب بکیر نے کشتیاں جلا دیں۔ مرو واپس آیا۔ اُمیہ کے بیٹے کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور لوگوں کو دعوت دی کہ تم اُمیہ کا ساتھ چھوڑ دو۔ لوگوں نے اوس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اُمیہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ اوس نے معمولی تاوان جنگ قبول کر کے بخارا والوں سے مصالحت کر لی۔ اور واپس پلٹا۔

حکم دیا کہ کشتیاں بنائی جائیں۔ کشتیاں مہیا کی گئیں۔ اُمیہ نے بنی تمیم کے اون معزز اشخاص کو جو اوس کے ہمرکاب تھے مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ لوگوں کو بکیر کی حرکتوں پر تعجب نہیں ہوتا۔

جب میں خراسان آیا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں بکیر سے ہوشیار رہوں۔ اوس کے خلاف میرے پاس شکایتیں کی گئیں اور بیان کیا گیا کہ اوس نے مال غنیمت میں تصرف بیجا کیا ہے۔ مگر میں نے اون تمام باتوں پر چشم پوشی کی۔ نہ کسی بات کی تحقیق و تفتیش کی اور نہ اوس کے مقرر کردہ عہدہ داروں سے کوئی تعارض کیا۔ میں نے اوس کے سامنے اپنے محافظ دستہ کی سرداری پیش کی۔ اوس نے قبول نہیں کی میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔ پھر میں نے اوسے گورنر مقرر کیا۔ اخیر لوگوں نے اوسکی جانب سے مجھے ڈرایا۔ اور میں نے حکم دیا کہ وہ ابھی یہیں مقیم رہیں۔ اور اوس کی غرض صرف اتنی تھی کہ میں دیکھوں کہ اون کا رنگ ڈھنگ کیا رہتا ہے۔ اوس کے بعد میں نے اونھیں مرو واپس بھیجدیا۔ تاکہ وہاں کے معاملات کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ میرے ان تمام احسانات کو اونھوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور ان تمام مراعات کا مجھے یہ صلہ دیا جو آپ کے سامنے ہے۔

اون لوگوں نے اُمیہ سے کہا کہ بکیر کا طرز عمل یہ نہیں ہے۔ یہ اصل میں عتاب اللقوۃ کی شرارت ہے اوسی نے بکیر کو کشتیاں جلا ڈالنے کا مشورہ دیا تھا۔

اُمیہ نے کہا کہ عتاب کی کیا حقیقت ہے وہ تو ایک ہرجائی مرغی ہے، جب اس بات کی اطلاع عتاب کو ہوئی تو اوس نے چند شعر موزوں کر کے اپنے دل کا بخار نکالا۔

کشتیاں تیار ہو گئیں۔ اُمیہ نے دریا کو عبور کر کے مرد کا رخ کیا۔ اور موسیٰ بن عبداللہ کا خیال بھی ترک کر دیا۔ اور کہنے لگا اے خداوندا میں نے بکیر کے ساتھ احسان کیا تھا۔ اوس نے میرے احسان کا بدلہ برائی سے دیا۔ اور جو حرکت اوس نے کی ہے وہ سب پر روشن ہے اے خداوندا اب تو ہی اوس سے میرا بدلہ لینے والا ہے، شماس بن وثار نے جو ابن خازم کے قتل کے بعد سجستان سے واپس آ کر اس مہم میں اُمیہ کے ساتھ تھا کہا کہ انشا اللہ میں اوسے آپ کی طرف سے بھگت لوں گا۔

اُمیہ نے شماس کو آٹھ سو فوج کے ساتھ آگے بھیجا۔ شماس مقام باسان پر جو بنی نصر کی ملکیت میں تھا آکر فروکش ہوا۔ بکیر بھی اوس کی طرف چلا۔ مُدرک بن انیف بھی اوس کے ساتھ تھا جس کا باپ شماس کے ہمراہ تھا۔

بکیر نے شماس سے کہلا بھیجا کہ کیا تیرے سوا بنی تمیم میں اور کوئی شخص نہ تھا جو میرے مقابلہ پر آتا۔ اور اوسے لعنت ملامت بھی کی۔

شماس نے کہلا بھیجا کہ تو مجھ سے زیادہ قابل ملامت اور باعتبار اپنی حرکتوں کے مجھ سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ تو نے امیہ سے وفاداری نہیں کی اور جو احسانات اوس نے تیرے ساتھ کئے اوس کا احسان نہیں مانا۔ جب وہ خراسان آیا۔ اوس نے تیری عزت کی۔ نہ تجھ سے اوس نے کوئی تعارض کیا۔ اور نہ تیرے مقرر کردہ عہدہ داروں کو چھیڑا۔ مگر تو نے اوس کا یہ بدلہ دیا۔ کہ اوس کے مقابلہ پر آیا ہے۔

بکیر نے شماس پر شب خون مارا اور اوس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اپنی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کے کسی شخص کو قتل نہ کرو۔ اور البتہ اوس کے اسلحہ چھین لو۔ چنانچہ جب وہ کسی شخص کو پکڑتے تھے تو اوس کے ہتھیار لیکر اوسے چھوڑ دیتے تھے۔ غرض کہ اسی طرح شماس کی تمام جماعت تتر بتر ہو گئی۔

شماس موضع بُوینہ میں جو قبیلہ بنی طے کی جاگیر میں تھا آکر فروکش ہوا۔ اُمیہ بھی کشمائین آکر قیام پذیر ہوا۔ اب شماس بن وثار بھی اُمیہ کے پاس واپس آگیا۔

اس مرتبہ اُمیہ نے ثابت بن قطبہ بنی خزاعہ کے آزاد غلام کو بکیر کے مقابلہ کے لئے

آگے بڑھایا بکیر اوس سے مقابل ہوا۔ اور اوسے گرفتار کر لیا۔ اوس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اور چونکہ ثابت نے کوئی احسان بکیر کے ساتھ کیا تھا اس لئے بکیر نے اوسے چھوڑ دیا۔

ثابت اُمیّہ کے پاس واپس آگیا۔ اور اب خود اُمیّہ اپنی فوج کے ساتھ بکیر کے مقابلہ پر آیا۔ بکیر نے اوس کا مقابلہ شروع کیا۔

ابو رستم الخلیل بن اوس العبشمی بکیر کے محافظ دستہ کا سردار تھا۔ اوس دن یہ خوب بہادری سے لڑا۔ اسپر اُمیّہ کی فوج والوں نے طنزاً اوسے "اے عارمہ کے شوہر کے محافظ دستہ کے سردار" کہہ کر پکارا۔ عارمہ بکیر کی لونڈی تھی۔ ابو رستم یہ الفاظ سن کر ذرا جھجکا۔ بکیر نے اوس سے کہا کہ ان لوگوں کی بکواس کا تم مطلقاً خیال نہ کرو۔ اور بے شک عارمہ کا شوہر ایک ایسا بہادر شخص ہے جو اوس کی حفاظت کرتا ہے۔ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ۔"

دونوں فوجوں میں پھر جنگ شروع ہوئی۔ اور دیر تک لڑتے رہے۔ آخر کار بکیر پسپا ہوا۔ اور مقام حائط میں داخل ہوا۔ اور سوق عتیقہ میں آکر فروکش ہوا۔

اُمیّہ نے باسان میں ڈیرے ڈالے اور اب یہ دونوں مد مقابل میدان یزید میں سرگرم کارزار ہوتے رہے۔ پہلے دن بکیر کی فوج کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ مگر بکیر نے اونھیں سنبھال لیا۔ پھر دوسرے روز اوسی میدان میں جنگ ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے بکیر کے پاؤں پر تلوار کا ایک وار کیا۔ بکیر گھسیٹتا ہوا چلنے لگا۔ اور ہریم اوسے بچاتا جاتا تھا۔

اوس تمیمی شخص نے دعا مانگی کہ اے اللہ تو ہماری تائید کر اور فرشتے امداد کے لئے بھیج۔ ہریم نے اوس سے کہا کہ تو اپنی جان بچا۔ فرشتوں کو تیری کچھ پروا نہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے۔ مگر اوس شخص نے پھر دعا مانگی۔ کہ اے اللہ تو فرشتوں کو ہماری امداد کے لئے بھیج دے۔

ہریم نے کہا یا تو مجھ سے علحدہ رہ ورنہ میں تجھے قتل کر کے فرشتوں کے پاس چھوڑ جاؤں گا۔ ہریم نے بکیر کو بچایا۔ اور اوسے اپنی فوج میں لے آیا۔ بنی تمیم کے ایک اور شخص نے چلا کر کہا۔ اے اُمیّہ۔ اے قریش کے رسوا کرنے والے۔ یہ سنکر اُمیّہ نے قسم کھائی کہ اگر یہ شخص میرے قابو میں آگیا تو میں اُسے حلال کر ڈالوں گا۔ چنانچہ یہ شخص پکڑا گیا۔ اور اُمیّہ نے اوسے شہر کی فصیل کے دونوں دمدموں کے درمیان ذبح کر ڈالا۔

دوسرے دن پھر مقابلہ ہوا۔ آج بکیر بن وشاح نے ثابت بن قطبہ کے سر پہ تلوار کا ہاتھ مارا

اور فخریہ لہجہ میں کہا کہ میں ابن وشاح ہوں۔ فوراً ہی حریث بن قطبہ ثابت کے بھائی نے بکیر پر حملہ کیا۔ بکیر پسپا ہوا۔ اوسکی فوج کے پاؤں بھی اوکھڑ گئے۔ حریث بکیر کے پیچھے چلا۔ اور جب پل کے قریب پہونچے تو حریث نے بکیر کو للکارا۔ بکیر نے پلٹ کر حریث پر حملہ کیا۔ مگر حریث نے اوس کے سر پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار خود کو کاٹتی ہوئی اوس کے سر پر بیٹھی۔ بکیر گر پڑا۔ مگر اوسکے ساتھی اوسے شہر میں اوٹھا کر لے آئے۔ غرض کہ اسی طرح ان دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا۔

بکیر کے ساتھی خوب زرق برق رنگین لباس سرخ و زرد رنگ کی عبائیں اور پائجامے پہن کر صبح کو نکلتے تھے اور شہر کی فصیل پر بیٹھکر باتیں کیا کرتے تھے۔ اون میں سے ایک شخص اُمیہ کی فوج والوں کو مخاطب کر کے اعلان کر دیتا تھا کہ اگر کسی شخص نے ہم پر ایک تیر بھی چلایا تو ہم اوسکے عوض تمھارے اہل و عیال میں ایک شخص کا سر کاٹ کر فصیل سے پھینکدیں گے۔ اس وجہ سے کوئی شخص اون پر تیر نہیں چلاتا تھا۔

بکیر کو اب یہ خوف ہوا کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا تو لوگ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لئے اوس نے صلح کی درخواست کی۔ اُمیہ کی فوج والے بھی صلح کے خواہشمند تھے۔ کیونکہ اون کے اہل و عیال شہر میں تھے۔ اونھوں نے بھی اُمیہ سے درخواست کی۔ کہ آپ صلح کر لیجیے، اور وہ خود بھی صلح و آشتی کو اچھا سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس شرط پر صلح ہوئی کہ اُمیہ چار لاکھ درہم بکیر کو دے۔ اور اسی طرح اوس کے اور ساتھیوں کو بھی انعام دے۔ اور خراسان کے جس ضلع کو بکیر پسند کرے اُمیہ اوسے اوس ضلع کا حاکم مقرر کر دے اور بحیر جو کچھ اوس کے بارے میں کہے اوس پر اعتماد نہ کرے۔ اور اگر اُمیہ کو اوس کی طرف سے کچھ شبہ ہو تو چالیس روز تک بکیر کو امان دیجائے۔ اوس کے بعد وہ مرو سے چلا جائیگا۔

اُمیہ نے بکیر کے لئے عبدالملک سے وعدۂ امان حاصل کر لیا۔ اور رباب سنجان پر بکیر کو عہد نامہ لکھکر دیدیا۔ اور پھر اُمیہ شہر میں داخل ہوا۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ہمراہ جہاد کے لئے گیا ہی نہیں۔ بلکہ جب اُمیہ جہاد کے لئے جانے لگا تو اوس نے بکیر کو مرو پر اپنا قائمقام کر دیا۔ امیہ کے جاتے ہی بکیر نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اُمیہ واپس آیا۔ بکیر سے لڑا اور پھر اوس سے صلح کر کے مرو میں داخل ہوا اُمیہ نے بکیر سے جو جو وعدے کئے تھے وہ سب ایفا کئے۔ ہمیشہ اوسے انعام و اکرام دیتا رہتا تھا۔ اور اوس کی عزت کرتا تھا۔

اُمیہ نے عتاب اللقوہ کو بلا کر کہا کہ تو ہی نے بکیر کو بغاوت کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ عتاب نے کہا جی ہاں۔ اُمیہ نے کہا کیوں؟ عتاب نے کہا میں بالکل مفلس اور نادار ہو گیا تھا۔ مجھ پر قرضہ بہت زیادہ ہو گیا تھا اور قرضخواہ مجھے ستا رہے تھے۔

اُمیہ نے کہا افسوس صرف اتنی بات کی وجہ سے تو نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالدی۔ اور جب کہ مسلمان دشمنان ملت سے برسرجہاد تھے تو نے دریا کے پل کی کشتیاں جلا ڈالیں اور تجھے اللہ کا خوف نہیں آیا۔

عتاب نے کہا بے شک ہوا تو یہی ہے اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اُمیہ نے پوچھا کہ تجھ پر کس قدر قرضہ ہے، عتاب نے کہا بیس ہزار اُمیہ نے کہا کہ تم اس قسم کی حرکتوں سے آیندہ اجتناب کرو جس سے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا ہو اور میں تمھارے قرضہ کو ادا کر دیتا ہوں۔

عتاب نے کہا بہتر ہے میں اب آپ کے حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ امیہ نے کہا مگر مجھے امید نہیں کہ تم جیسا کہہ رہے ہو ویسا کرو گے۔ خیر میں عنقریب تم پر جو قرضہ ہے اوسے ادا کر دوں گا۔ چنانچہ اُمیہ نے حسب وعدہ اوس کے قرضہ کو ادا بھی کر دیا۔

اُمیہ ایک نرم طبیعت سخی اور بامروت آدمی تھا جس قدر انعام و اکرام اوس نے دئے ہیں خراسان کے کسی حاکم نے اتنے نہیں دئے۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے اوس نے خراسان پر بڑی سختی سے حکومت کی، سخت متکبر تھا۔ کہا کرتا تھا کہ تمام خراسان اور سجستان میرے باورچی خانہ کے خرچ کے لئے کافی نہیں۔

اُمیہ نے بحیر کو اپنے محافظ دستہ کی سرداری سے معزول کر دیا۔ اور اوس جگہ عطا بن ابی السائب کو مقرر کیا۔ اور بکیر کے ساتھ جو جنگ ہوئی اور پھر اوس کی معافی وغیرہ اوس نے یہ تمام واقعات عبدالملک کو لکھ بھیجے۔

عبدالملک نے حکم دیا کہ ایک فوج اُمیہ کے پاس خراسان بھیجی جائے اس حکم کے ہوتے ہی لوگوں نے اپنی اپنی تنخواہیں چونکہ جانا نہیں چاہتے تھے دوسروں کو منتقل کرنا شروع کیں چنانچہ شقیق بن مسلیل الاشعری نے اپنی تنخواہ بنی جرم کے ایک شخص کے حوالے کر دی۔

اُمیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ اور اون پر سختی شروع کی۔

بکیر ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا تھا قبیلۂ بنی تمیم کے کچھ لوگ اوس کے پاس بیٹھے تھے۔

اون لوگوں نے اُمیہ کے تشدد کی شکایت کی اور اوسے بُرا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ خراج وصول کرنے کے لئے اِن دیہاتی زمینداروں کو امیہ نے ہم پر مسلط کر دیا ہے۔

بحیر۔ ضرار بن حصین۔ اور عبدالعزیز بن جاریہ بن قدامہ بھی اوسوقت مسجد میں موجود تھے بحیر نے یہ واقعہ اُمیّہ کے سامنے بیان کیا۔ اُمیّہ نے اوسے جھٹلایا بحیر نے کہا کہ فلاں فلاں لوگ اور مزاحم بن ابی مجشر السلمی اس کے گواہ ہیں۔ آپ اون سے دریافت فرمالیں۔

امیہ نے مزاحم کو بلا کر واقعہ پوچھا۔ مزاحم نے کہا کہ بکیر محض مذاق کر رہا تھا۔ امیہ خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد بحیر پھر امیہ کے پاس آیا اور اوس نے قسم کھا کر کہا کہ بکیر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ دوں۔ اور اوس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں اُمیّہ کو قتل کر ڈالتا۔ اور خراسان کو ہضم کر لیتا مگر امیّہ نے اوس کا یہ جواب دیا کہ میں تمھارے بیان کو سچ نہیں سمجھتا۔ اوس نے جو کچھ کہا تھا وہ کیا۔ پھر میں نے اوسے امان دیدی۔ اور رابطۂ اتحاد قائم کر لیا۔ اب میں اوس کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتا۔

بحیر۔ ضرار بن حصین اور عبدالعزیز بن جاریہ کو بلالایا۔ اِن دونوں نے شہادت دی کہ بکیر نے ہم سے کہا تھا کہ اگر تم دونوں میرے ساتھ ہو جاؤ تو میں اس مخنث قرشی (اُمیّہ) کو قتل کر ڈالوں۔ اور ہم سے یہ بھی خواہش کی تھی کہ آپ کو دھوکے سے ہلاک کر ڈالیں۔

اُمیّہ نے کہا کہ جس واقعہ کی تم نے شہادت دی ہے اوس کو تم ہی خوب جانتے ہو۔ اوسکے متعلق میں ایسا گمان نہیں رکھتا۔ مگر اب جبکہ تم نے اس بات کی شہادت دی ہے اس کے باوجود میرا خاموش رہنا میری کمزوری پر محمول ہوگا۔

اُمیّہ نے اپنے صاحب اور محافظ دستہ کے سردار عطا بن ابی السائب کو حکم دیا کہ جب بکیر اور اوس کے دونوں بھتیجے بدل اور شمردل میرے پاس آئیں اور میں دربار سے اُٹھ جاؤں تم اون سب کو گرفتار کر لینا۔

امیہ نے دربار منعقد کیا۔ بکیر اور اوس کے دونوں بھتیجے بھی آئے جب وہ بیٹھ گئے۔ اُمیّہ اپنے تخت سے اُٹھ کر اندر چلا گیا۔ لوگ باہر جانے لگے۔ بکیر بھی باہر جانے لگا۔ لوگوں نے حسب الحکم امیہ بکیر اور اوس کے دونوں بھتیجوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

اُمیّہ نے بکیر کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو نے یہ باتیں کہی تھیں۔ بکیر نے کہا کہ آپ اون سے

ثبوت لیجئے۔ اور فیصلہ میں جلدی نہ کیجئے۔ اور محلوقہ کے بیٹے کی باتوں پر نہ جائیے۔

اُمیّہ نے اوسے قید کردیا اور اُس کی لونڈی عارمہ کو بھی گرفتار کر کے قید کردیا۔ اور احنف بن عبداللہ العنبری کو قید کیا اور کہا کہ تو ہی نے بکیر کو میرے خلاف بغاوت کرنے کا مشورہ دیا۔

دوسرے دن بکیر کو قید خانہ سے باہر نکالا۔ بحیر۔ ضرار اور عبدالعزیز بن جاریۃ نے اوس کے خلاف اس بات کی شہادت دی کہ اوس نے ہم سے کہا تھا کہ ہم آپ کو قتل کرڈالیں۔

اب بھی بکیر نے کہا کہ آپ ان سے ثبوت لیجئے۔ اِن کی شہادت کافی نہیں۔ کیونکہ یہ میرے دشمن ہیں۔

اُمیّہ نے زیاد بن عقبہ (جو اہل نجد کے سردار تھے) ابن والان العدوی جو اوس وقت بنی تمیم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ اور یعقوب بن خالدالذہلی سے کہا کیا آپ اسے قتل کریں گے۔ کسی نے حامی نہیں بھری۔ اُمیّہ نے بحیر سے کہا کہ کیا تم اسے قتل کرتے ہو۔ بحیر نے کہا جی ہاں چنانچہ اُمیّہ نے بکیر کو بحیر کے حوالہ کردیا۔

یعقوب بن قعقاع بن اعلم الازدی جو بکیر کا دوست تھا وہ اپنی جگہ سے اوٹھا اور اُمیّہ کے چمٹ گیا۔ اور نہایت لجاجت سے عرض پرداز ہوا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں۔ آپ بکیر کو چھوڑ دیجئے کیونکہ جو عنایتیں آپ نے اوس پر کی ہیں وہ خود بخود آپ نے کی ہیں۔

اُمیّہ نے کہا۔ یعقوب! خود اوس کی قوم والے ہی اوسے قتل کررہے ہیں اونھوں نے اوسکے خلاف شہادت دی ہے۔ میرا کیا قصور ہے۔

عطا بن ابی السائب نے جو اُمیّہ کے محافظ دستہ کا سردار تھا یعقوب سے کہا کہ امیر سے علٰحدہ ہو جاؤ۔ یعقوب نے انکار کیا۔ اس پر عطا نے اپنی تلوار کے قبضہ کی طرف سے یعقوب کو مارا۔ جس سے اوس کی ناک زخمی ہوگئی۔

یعقوب باہر چلا آیا۔ اور اوس نے بحیر سے کہا کہ دیکھو صلح کے وقت تمام لوگوں نے بکیر سے اوس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ تم بھی اس عہد میں شریک تھے۔ تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اس عہد کو توڑو۔ بحیر نے کہا اے یعقوب میں نے اوس سے کوئی عہد نہیں کیا تھا۔

بحیر نے بکیر سے وہ تلوار لے لی جسے بکیر نے اسوار الترجمان سے جو ابن خانم کا ترجمان تھا یہ چھین لی تھی۔

اس پر بکیر نے بحیر سے کہا کہ اگر تم نے اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کیا تو بنی سعد میں پھوٹ پڑ جائے گی اس لئے تم تو الگ ہو جاؤ اور امیہ کو چھوڑ دو جو اوس کا جی چاہے میرے ساتھ کرے۔ بحیر نے کہا اے اصبہانی لونڈی کے بیٹے۔ جب تک میں اور تو دونوں زندہ ہیں ہمارے قبیلہ کی حالت کسی طرح نہیں سنبھل سکتی۔

بکیر نے کہا اے مخلوقہ کے بیٹے اچھا پھر تم اپنا کام کرو۔ اس کے بعد بحیر نے بکیر کو قتل کر ڈالا۔ اُمیّہ نے اوس کی لونڈی عارمہ بحیر کو دیدی۔

لوگوں نے احنف بن عبداللہ العنبری کی اُمیّہ سے سفارش کی۔ امیہ نے اوسے جیل خانہ سے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ تو ہی نے بکیر کو میرے خلاف بھڑکایا اور مشورہ دیا تھا مگر میں ان لوگوں کی خاطر تیری خطا معاف کرتا ہوں۔

اُمیّہ نے بنی خزاعیہ کے ایک شخص کو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے مقابلہ پر بھیجا۔ عمر بن خالد بن حصین الکلابی نے اسے دھوکے سے قتل کر ڈالا اوس کی فوج کے بعض لوگوں نے موسیٰ سے امان حاصل کر لی۔ اور اوس کے ساتھ ہو لئے۔ اور بعض لوگ اُمیّہ کے پاس چلے آئے۔

اسی سال اُمیّہ نے دریائے بلخ کو عبور کیا تاکہ کفار سے جہاد کریں مگر کسی مقام پر اوس کا محاصرہ کر لیا گیا اور اُمیّہ اور اوس کی فوج کی ایسی بُری گت ہوئی کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے مگر کسی نہ کسی طرح اس آفت سے اونھیں نجات ملی۔ اور اُمیّہ اپنی فوج کو لیکر مرو واپس چلے آئے۔ اس موقع پر عبدالرحمٰن بن خالد بن العاص بن ہشام بن مغیرہ نے اُمیّہ کی ہجو میں چند شعر کہے۔

اسی سال ابان بن عثمان نے جو مدینہ کے حاکم تھے لوگوں کو حج کرایا۔ کوفہ اور بصرہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ اور خراسان کے گورنر اُمیّہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے دونوں سال یعنی ۷۶ و ۷۷ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شبیب، قطری، عبیدہ بن ہلال اور عبدرب الکبیر کی ہلاکت ۷۸ھ میں ہوئی۔

اسی سنہ میں ولید موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں سے جہاد کرنے گیا۔

## ۷۸ھ کے واقعات

اسی سال عبدالملک نے اُمیّہ بن عبداللہ کو خراسان کی گورنری سے برطرف کر دیا اور

خراسان اور سجستان بھی حجاج بن یوسف کے ماتحت کردیئے گئے جب یہ دونوں صوبے بھی حجاج کے ماتحت ہوگئے۔ اوس نے اپنے عامل اون پر مقرر کردیئے۔

# اُن عاملوں کا بیان جنھیں حجاج نے خراسان اور سجستان پر مقرر کیا اور اُن کے تقرر کے وجوہات و اسباب وغیرہ

جب حجاج کو شبیب اور مطرف کے قضیہ سے نجات ملی اوس نے کوفہ سے روانہ ہوکر بصرہ کی راہ لی۔ اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا قائمقام مقرر کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حجاج نے پہلے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو اپنا قائمقام مقرر کیا تھا۔ مگر پھر اوسے معزول کرکے اوس کی جگہ مغیرہ بن عبداللہ کو سرفراز کیا۔

مہلب جو خارجیوں کے قضیہ سے فارغ ہوچکے تھے وہ بھی اب کوفہ ہی میں حجاج کے پاس چلے آئے۔

مہلب خارجیوں کے قضیہ سے فراغت پاکر اسی سنہ ۷۸ھ میں حجاج کے پاس چلے آئے۔ حجاج نے اونھیں اپنے برابر تخت حکومت پر جگہ دی۔ اور حکم دیا کہ مہلب کے ساتھیوں میں جن جن لوگوں نے دشمن کے مقابلہ میں نمایاں اور قابل قدر خدمات انجام دی ہوں میرے سامنے پیش کئے جائیں۔ مہلب لوگوں کو پیش کرتے جاتے تھے اور جس جس شخص کی شجاعت کی تعریف کرتے حجاج اوس کی تصدیق کرتا جاتا تھا۔ حجاج نے اون لوگوں کو سواریاں دیں۔ انعام دیا۔ اور اون کی تنخواہوں میں اضافہ کردیا۔ اور کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے عمل کے طور پر سلطنت کی حمایت کی ہے۔ یہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انھیں انعام و اکرام دیا جائے۔ یہ سرحدوں کے محافظ ہیں۔ اور وہ بہادر ہیں جن سے دشمن جلتے اور خار کھاتے ہیں۔

جب حجاج نے مہلب کو خراسان کے ساتھ سجستان کا بھی ناظم مقرر کیا تو مہلب نے عرض کی کہ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو سجستان کے حالات سے مجھ سے زیادہ واقف ہے اور رجو کابل اور زابل کا عامل رہ چکا ہے۔ ان صوبوں کا افسر مال بھی تھا۔ اون سے لڑ بھی چکا ہے اور صلح بھی کرچکا ہے۔

حجاج نے کہا کہیئے وہ کون شخص ہے؟ مہلب نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کا نام لیا۔

حجاج نے اون کی تجویز منظور کر لی۔ مہلب کو خراسان کا اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر دیا۔

اوس وقت تک خراسان اور سجستان کے عامل اُمیّہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن اُمیّہ تھے۔ یہ براہ راست عبد الملک کے ماتحت تھے۔ حجاج کو جب عراق پر بھیجا گیا اون علاقوں کے معاملات میں کچھ دخل نہ تھا۔

اب اسی سال میں عبد الملک نے اُمیّہ کو برطرف کر دیا۔ اور خراسان اور سجستان کو بھی حجاج ہی کے ماتحت کر دیا۔

غرض کہ مہلب خراسان اور عبید اللہ بن ابی بکرہ سجستان روانہ ہو گئے۔ البتہ عبید اللہ اس ۷۸ھ کے آخر تک وہیں رہے۔

اس بیان کی روایت یہ ہے کہ ابی مخنف نے ابی المخارق سے یہ واقعات سنے اس کے علاوہ علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ ۷۸ھ کے اوائل ہی میں خارجیوں کی تباہی کے بعد جب یہ دونوں صوبے حجاج کے ماتحت کیے گئے تو حجاج نے مہلب کو سجستان کا اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ مگر مہلب سجستان کو ناپسند کرتے تھے۔ اور وہاں جانا نہیں چاہتے تھے۔ اس معاملہ کے متعلق اونھوں نے حجاج کے محافظ دستے کے افسر اعلیٰ عبد الرحمٰن بن عبید بن طارق سے ملاقات کی۔ اور کہا کہ امیر نے مجھے تو سجستان کا عامل مقرر کیا ہے۔ اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا ہے حالانکہ خراسان سے میں بہ نسبت ان کے بہت زیادہ واقف ہوں۔ میں خراسان کے حالات سے حکم بن عمرو الغفاری کے زمانہ سے واقف ہوں اور اسی طرح عبید اللہ بن ابی بکر سجستان سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ آپ امیر سے عرض کریں کہ وہ مجھے خراسان بھیجدیں اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو سجستان بھیجدیں۔ عبد الرحمٰن نے کہا کہ اچھا میں عرض کروں گا مگر تم زاذان فروخ سے بھی کہدو کہ جب یہ بات میں امیر سے کہوں وہ میری تائید کر دیں۔ مہلب نے اون سے بھی تذکرہ کیا۔ زاذان فروخ نے وعدہ کر لیا کہ میں تائید کروں گا۔

چنانچہ عبد الرحمٰن نے حجاج سے کہا کہ جناب والا نے مہلب کو سجستان کا عامل مقرر فرمایا ہے۔ حالانکہ اس خدمت کے لئے عبید اللہ بن ابی بکرہ مہلب سے زیادہ موزوں ہیں اور سجستان پر اون کا زیادہ اثر ہے۔ زاذان فروخ نے بھی اس قول کی تائید کی

مگر حجاج نے کہا مینے تو اب اس تقرر کیلئے پروانہ لکھدیا ہے اسپرزاذان فروخ نے کہا کہ اس پروانہ کا بدلنا کون مشکل کام ہے غرضکہ حجاج نے ابن ابی بکرہ کو سجستان بدل دیا اور مہلب کو خراسان کا عامل مقرر کر دیا۔

مہلب سے دس لاکھ درہم اہواز کی مالگزاری کے طلب کے گئے۔ خالد بن عبداللہ نے اہواز پر مہلب کو عامل مقرر کیا تھا۔

مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ سے کہا کہ خالد نے مجھے اہواز کا عامل مقرر کیا تھا اور تمھیں اصطخر کا اب حجاج نے مجھ سے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کیا ہے۔ اس میں سے نصف میں ادا کروں گا۔ اور نصف تم ادا کرو۔

مہلب کے پاس کچھ روپیہ نہ تھا اور جب وہ معزول کر دیئے گئے تھے تو اوٴنھیں قرض لینا پڑا تھا، مہلب نے قرض لینے کے لئے ابو مادیہ عبداللہ بن عامر کے آزاد غلام سے جو اون کا خزانچی تھا گفتگو کی۔ اور ابو ماویہ نے تین لاکھ درہم مہلب کو قرض دیدیئے۔

مہلب کی بیوی خیرۃ القشیرۃ نے کہا کہ اس رقم سے تو مطالبہ پورا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اوس نے خود اپنے تمام زیورات اور دوسرا خانگی سامان فروخت کر کے پانچ لاکھ پورے کئے اور پانچ لاکھ مغیرہ اوس کا بیٹا لایا۔ اس طرح یہ دس لاکھ کی رقم مہلب نے حجاج کو ادا کر دی۔

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا، حبیب رخصت ہونیکے لئے حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اوسے خدا حافظ کہا اور دس ہزار درہم اور ایک سبز رنگ کی مادہ خچر اوسے عطا کی۔ حبیب روانہ ہوا اور اوسی خچر پر سوار خراسان پہونچا حالانکہ اوس کے اور تمام ساتھی گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے۔ جن کی برابر ڈاک بیٹھی ہوئی تھی۔ بیس روز کی منزل کے بعد یہ جماعت خراسان پہونچی۔ مگر جیسے ہی یہ شہر میں داخل ہو رہے تھے کہ جلانے کی لکڑی کے گٹھے لوگ بار کئے لئے جا رہے تھے یہ مادہ خچر اونھیں دیکھکر چمکی۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ باوجودیکہ اس قدر مسافت طے کر کے یہ آئی ہے مگر اب بھی اس میں یہ دم خم باقی ہے۔

غرض کہ حبیب مرو میں داخل ہوا اور رائیہ سے کسی قسم کا تعارض کئے بغیر مسلسل دس ماہ تک مقیم رہا۔ ۷۹ھ ہجری میں مہلب مرو آئے۔

اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابان بن عثمان مدینہ کے گورنر تھے۔ کوفہ بصرہ خراسان سجستان اور کرمان کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے اور عبداللہ بن ابی بکرہ سجستان کے عامل تھے۔ شریح کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

اس سال عبدالملک نے یحیٰ بن الحکم کو کفار سے جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا۔

# ۷۹ سنہ کے اہم واقعات

اسی سال شام میں مرض طاعون شدت سے پھیلا قریب تھا کہ پوری آبادی فنا ہو جائے اسی وجہ سے اس سنہ میں کوئی مہم جہاد پر نہیں بھیجا گیا۔
اسی سال رومیوں نے باشندگان انطاکیہ پر حملہ کر کے اونھیں لوٹا اور تباہ و برباد کیا۔
اسی سال عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل پر جہاد کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
جب حجاج نے مہلب کو خراسان اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تو یہ دونوں عہدہ دار اپنے اپنے مستقر پر ۷۸ سنہ ہجری میں آگئے اس سال کے ختم ہونے تک عبیداللہ اپنے مستقر میں رہے۔ اور پھر رتبیل سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔
رتبیل سے مسلمانوں کی صلح تھی۔ اس سے پہلے عرب اس سے خراج وصول کیا کرتے تھے۔ اکثر اوقات وہ خراج دینا بند کر دیا کرتا اور نہیں دیتا تھا۔ اوس کے اس طرز عمل کی وجہ سے حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو حکم دیا کہ تمہارے پاس جس قدر فوج ہے اوسے لیکر رتبیل کی سرکوبی کو جاؤ۔ اور جبتک اوس کے علاقہ کو پامال۔ اوس کے قلعوں کو مسمار۔ اوس کی فوج کو تہ تیغ اور اوس کے دوسرے متعلقین کو لونڈی غلام نہ بنالو واپس نہ آنا غرض کہ عبیداللہ بن ابی بکرہ کوفہ اور بصرہ کے جس قدر مسلمان اون کے پاس تھے اونھیں ساتھ لیکر جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔
شریح بن ہانی الحارثی اہل کوفہ کی جماعت کے سردار تھے اور خود عبیداللہ بصرہ والوں کے سردار تھے۔ اور یہ ہی ان دونوں فوجوں کے سر عسکر بھی تھے۔
عبیداللہ اس مہم کو لیکر روانہ ہوئے۔ رتبیل کے علاقہ میں در آئے اور جس قدر مویشی اور دوسرے مال و متاع پر اون کا ہاتھ پڑا اوس پر قبضہ کر لیا۔ قلعوں اور قلعہ بند شہروں کو مسمار کر دیا۔ اور رتبیل کے اکثر علاقہ پر قبضہ کر لیا۔
رتبیل کی فوج نے جس میں ترک تھے یہ طرز عمل اختیار کیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مسلسل پیچھے ہٹتے چلے گئے اور علاقہ پر علاقہ خالی کرتے گئے اس طرح جب مسلمانوں کی فوج بہت دور اون کے اندرون ملک میں ایسے مقام تک چلی گئی جہاں سے ترکوں کا دارالحکومت صرف

اٹھارہ فرسخ کے فاصلہ پر تھا تو اب ترکوں نے مسلمانوں کو پہاڑوں کے دروں میں اور پرپیچ گھاٹیوں میں گھیر لیا۔ اور تمام تجارتی منڈیاں اور قصبات مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ دیئے اور ان تمام قصبات نے مسلمانوں کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔

مگر اب مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا کہ ہم ان پہاڑوں میں گھر چکے ہیں اور ہماری تباہی یقینی ہے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے عبید اللہ نے شریح بن ہانی سے کہلا بھیجا کہ میں ترکوں سے اس شرط پر صلح کرنا چاہتا ہوں کہ اونھیں کچھ روپیہ دیدیا جائے۔ اور وہ ہمیں اس حصار سے نکل جانے دیں۔

چنانچہ عبید اللہ نے سات لاکھ درہم تاوان دیکر صلح کرلی۔ جب شریح سے ملاقات ہوئی تو شریح نے اون سے کہا کہ جس قدر زرتاوان تم نے ادا کیا ہے امیر المومنین اسے تم سب لوگوں کی تنخواہوں سے وضع کرلیں گے۔

عبید اللہ نے کہا اگر ہماری تنخواہیں بند ہو جائینگی تو ہم زندہ نہیں رہینگے؛ ہم تنخواہوں کے بند ہو جانے کو اپنی تباہی پر ترجیح دیتے ہیں۔

اسپر شریح نے کہا کہ میری عمر پوری ہو چکی ہے۔ میرے لئے اب زندگی کا کوئی مزا باقی نہیں رہا۔ جو گھڑی پیش آتی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ یہی میری ساعت واپسیں ہے۔ میں عرصۂ دراز سے شہادت کا طالب ہوں اور اگر آج کے دن بھی مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی تو میں سمجھوں گا کہ پھر یہ درجہ مجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

اس کے بعد شریح نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے للکارا کہ دشمن پر حملہ کرو، عبید اللہ بن ابی بکرہ نے کہا کہ تم تو بڈھے ہو گئے ہو۔ سٹھیا گئے ہو۔

شریح نے کہا کہ بس آپ نہ بولئے۔ آپ کو تو یہ پسند ہے کہ لوگ تذکرہ کریں کہ یہ عبید اللہ کا باغ ہے اور یہ اون کا حمام ہے۔ اسکے بعد پھر شریح نے تمام مسلمانوں کو متوجہ کر کے کہا کہ تم میں سے جو شخص درجۂ شہادت حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ میری طرف آجائیں۔

کچھ رضا کار، کچھ سوار اور کچھ غیرت مند لوگ اون کے ساتھ ہو گئے۔ اور دشمن سے سرگرم کارزار ہوئے تقریباً تمام مسلمان جنگ میں کام آئے۔ تھوڑے سے بچے۔ شریح نہایت بہادری سے رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمن سے لڑتے رہے اور شہید ہوئے۔ ان میں سے جو بچے وہ اس علاقہ کو چھوڑ کر فرار ہوئے۔ اور جب اس علاقہ سے

مسلمانوں کے علاقہ میں آگئے تو اور مسلمان اس شکست خوردہ فوج کے لئے کھانا لیکر آئے۔ اون لوگوں کی بھوک اور تھکن کی وجہ سے یہ حالت تھی کہ جس کسی نے پیٹ بھر کھانا کھایا مرگیا اس لئے لوگ اب اونھیں کھانا کھلاتے ہوئے بھی ڈرنے لگے تھے۔ اور پھر جب تک کہ اون کی قوت ہاضمہ پورے طور پر عود نہ کر آئی تھوڑا تھوڑا کھانا اونھیں کھلاتے رہے۔

حجاج کو ان تمام واقعات کی اطلاع پہونچی۔ اوسے رتبیل کی تمام اگلی پچھلی حرکتیں یاد آگئیں۔ اور یہ واقعہ تو حد ہی کو پہونچ گیا تھا۔ اس لئے حجاج نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں جناب والا کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کی جس قدر فوج سجستان میں تھی وہ سب تباہ ہو گئی۔ بہت تھوڑے آدمی اوس میں سے بچے ہیں۔ دشمن کو جو فتح حاصل ہوئی اوس کی وجہ سے اوس کے حوصلے مسلمانوں کے خلاف بہت بڑھ گئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے علاقہ میں گھس آیا ہے اور اوس نے مسلمانوں کے تمام قلعوں اور مستحکم قصروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ اہل بصرہ اور کوفہ کی ایک زبردست فوج اوسکی سرکوبی کے لئے بھیجدوں مگر میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے جناب والا کی رائے معلوم ہو جائے۔ پس اگر آپ مہم بھیجنے کی اجازت مرحمت فرماویں تو میں اپنی رائے پر عمل کرونگا۔ اور اگر جناب والا کا منشا مزید مہم بھیجنے کا نہ ہو تو آپ اپنی فوج کے مالک و مختار ہیں۔ کسی کو دخل دینے کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے یہ خوف ہے کہ اگر رتبیل اور اوس کے ساتھ جو اور مشرکین کی جماعت ہے اون کی سرکوبی کے لئے زبردست مہم نہ بھیجی گئی تو وہ اس تمام علاقہ پر قبضہ کر لیں گے۔

اسی سنہ میں مہلب خراسان کے گورنر مقرر ہو کر آئے۔ اور اُمیّہ واپس گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے قاضی شریح نے منصب قضا سے استعفا دیدیا۔ اور اس معاملہ میں اونھوں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری سے مشورہ لیا تھا۔ حجاج نے استعفا منظور کر لیا۔ اور ابو بردہ کو قاضی مقرر کر دیا۔ واقدی اور دوسرے اصحاب سیر کے بیان کے مطابق اس سال ابان بن عثمان نے جو عبدالملک کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج عراق اور تمام ممالک مشرقیہ کا گورنر تھا۔ اور حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے

عامل تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس علاقہ میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں اون کی سربراہی تو مہلب کے ذمہ تھی۔ اور لگان وصول کرنیکا کام اون کے بیٹے مغیرہ کے تفویض تھا۔ ابو بردہ بن موسیٰ کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

## سنہ ۸۰ھ کے اہم واقعات

اس سال مکہ میں ایک زبردست سیلاب آیا۔ جو تمام حجاج کو بہالیگیا۔ اور مکہ کے تمام مکانات غرق آب ہوگئے۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا کیونکہ جہاں تک اوس کی رسائی ہوئی وہ ہر شے کو بہالیگیا۔

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ بطن مکہ میں ایسا خوفناک سیلاب آیا کہ حاجیوں کو بہالیگیا۔ اور اسی وجہ سے اس سنہ کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا۔ میں نے اونٹ دیکھے جن پر سامان اور مرد و عورتیں سوار تھیں۔ اور پانی اونھیں بہائے لیئے جارہا تھا۔ اور اون کے بچنے کی کوئی تدبیر نہ تھی۔ پانی بڑھتے بڑھتے۔ رکن[۲] کعبہ تک پہونچ گیا تھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال بصرہ میں شدت سے مرض طاعون پھیلا۔

اسی سال مہلب نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور کش پر فوج کشی کی۔ جس وقت مہلب نے کش پر چڑھائی کی ابو الادہم زیاد بن عمرو الزمانی مہلب کے مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔ اونکے ماتحت تین ہزار فوج تھی۔ حالانکہ اون کے مقابلہ میں دشمن کی تعداد پانچ ہزار تھی مگر اپنی شجاعت خیر خواہی اور عقلمندی کی وجہ سے یہ اکیلے دو ہزار فوج کے مساوی تھے۔

جس وقت مہلب کش کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ختل کے بادشاہ کا چچیرا بھائی اون کے پاس آیا اور اوس نے بادشاہ ختل سے لڑنے کی استدعا کی۔ مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس شہزادہ کے ساتھ روانہ کیا۔

یزید ایک مقام پر خیمہ زن ہوگیا اور ختل کے بادشاہ کا جس کا نام سبل تھا چچیرا بھائی ایک اور مقام پر فروکش ہوا۔

سبل نے اپنے چچیرے بھائی پر شب خون مارا اور اوس کے فرودگاہ میں آکر تکبیر

---

[۱] لغوی معنے بہالیجانا۔ [۲] وہ مقام جہاں حجر الاسود رکھا ہے۔

کہنا شروع کی۔ چونکہ تکبیر مسلمانوں کا نعرہ جنگ ہے اس وجہ سے سَبل کے چچیرے بھائی کو یہ خیال ہوا کہ عربوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ جب اس شہزادہ سے عربوں کی فوج سے علٰحدہ اپنا پڑاؤ ڈالا اوس وقت سے خود عربوں کو اسکی جانب سے دھوکے کا خطرہ تھا۔

سَبل اپنے چچیرے بھائی کو گرفتار کرکے قلعہ میں لے آیا۔ اور تہ تیغ کر ڈالا۔

یزید بن المہلب نے سَبل کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا مگر چند روز کے بعد کچھ روپیہ بطور تاوان جنگ کے لیکر محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور یزید مہلب کے پاس واپس چلا آیا۔

جب اوس شہزادہ کی ماں کو جسے سَبل نے قتل کیا تھا اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہوئی۔ اوس نے سَبل کی ماں سے کہلا بھیجا کہ یاد رکھو اب سَبل کی بھی خیر نہیں ہے جس شخص کو سَبل نے قتل کیا ہے اوس کے سات بھائی ہیں جو سب کے سب درپے انتقام ہیں اور تیرا بیٹا صرف تنہا ہی ہے۔

سَبل کی والدہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ شیر کے بچے کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے سور کے بچے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو مقام رنجن پر فوج کشی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اوس کے مقابلہ کے لئے بخارا کا رئیس چالیس ہزار فوج لیکر بڑھا۔ کفار میں سے ایک شخص نے مسلمانوں سے مبارز طلب کیا۔ حبیب کا آزاد غلام جبلہ اوس سے نبرد آزما ہوا۔ جبلہ نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اون کی اصل فوج پر حملہ کرکے اوس میں سے بھی تین آدمیوں کو تہ تیغ کرکے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی تمام فوج واپس پلٹ آئی۔ دشمن بھی اپنے علاقہ کی طرف پسپا ہو گیا۔

دشمن کی ایک جماعت نے ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ حبیب چار ہزار فوج لیکر اون پر ٹوٹ پڑا۔ اونھیں سخت نقصان پہونچایا۔ اور شکست دی۔ اور اوس گاؤں کو جلا کر پھر اپنے باپ کے پاس واپس چلا آیا۔

اسی وجہ سے اس مہم کا نام لوگوں نے محترقہ رکھدیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس گاؤں کو حبیب کے آزاد غلام جبلہ نے آگ لگائی تھی۔ مہلب دو سال تک کش پر پڑے رہے۔ بعض لوگوں نے اون سے کہا کہ اگر آپ

سغد اور اوس سے اور آگے کے علاقہ پر فوج کشی کرتے تو زیادہ مناسب تھا۔ مہلب نے جواب دیا کہ میرے لئے یہ ہی بہت ہے کہ میں اپنی اس فوج کو صحیح وسالم مع بچا کر لیجاؤں۔
ایک روز دشمن کی فوج کا ایک شخص تنہا جنگ کے لئے نکلا۔ مسلمانوں کی جانب سے اوس کے مقابلہ پر ہریم بن عدی خالد بن عدی کے باپ نکلے ہریم اپنے خود پر عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ یہ ایک نہر کے قریب پہنچے وہ مشرک کچھ دیر تک کاوا دے دیکر اون پر حملہ کرتا رہا۔ مگر آخر کار ہریم نے اوسے قتل کیا۔ اور اوس کے تمام ہتھیار اور لباس پر قبضہ کرلیا۔
اس پر مہلب نے اون سے کہا کہ اگر تم مارے جاتے اور تمہارے عوض دشمن کے ایک ہزار سپاہی بھی قتل کردئے جاتے تو میرے خیال میں وہ ایک ہزار تمہارا خونبہا نہ ہوتے۔
اسی مقام کش پر مہلب نے بنی مضر کے بعض لوگوں پر کچھ الزام لگایا اور اونھیں قید کردیا۔ جب مہلب دشمن سے صلح کرکے واپس پلٹے تو انھوں نے اونھیں رہا کردیا۔
حجاج کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حجاج نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم نے اون لوگوں کو کسی جرم پر قید کیا تھا تو اون کا رہا کردینا خلاف مصلحت ہے اور اگر بلا وجہ قید کیا تھا تو یہ ظلم ہے۔
مہلب نے جواباً لکھا کہ جب مجھے اون کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا میں نے قید کردیا۔
مہلب نے جن لوگوں کو قید کیا تھا اون میں عبد الملک بن ابی الشیخ القشیری بھی تھے۔
جب مہلب نے اہل کش سے کچھ رقم تاوان پر صلح کرلی تو یہ اوسے وصول کرنے کھڑے ہوئے۔ اسی اثناء میں ابن الاشعث کا خط اون کے پاس آیا جس میں مہلب سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ حجاج کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ اور اوس کے خلاف میری مدد کیجئے۔ مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔
اسی سنہ میں حجاج نے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کو ترکوں کے بادشاہ رتبیل سے لڑنے کے لئے سجستان بھیجا۔
حجاج کے ابن الاشعث کو اس مہم پر بھیجنے کی وجہ اہل سیر نے مختلف طور سے بیان کی ہے اسی طرح اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ اوس وقت جبکہ حجاج نے ابن الاشعث کو اس مہم پر مقرر کیا ہے وہ کہاں تھے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ جب حجاج کا خط جس میں اوس نے عبید اللہ بن ابی بکرہ کے رتبیل کے علاقہ میں بڑھنے اور پھر اون کی فوج کی تباہی کی اطلاع

دی تھی۔ عبد الملک کے پاس پہنچا عبد الملک نے اوس کا حسب ذیل جواب دیا۔
حمد وثنا کے بعد۔ میرے پاس تمھارا خط پہنچا جس میں تم نے علاقہ سیستان میں مسلمانوں
کی تباہی کی اطلاع دی ہے اوس کے متعلق سنو مسلمانوں پر تو جہاد فرض ہی ہے وہ اپنی
خوابگاہوں کو چلے گئے ہیں اللہ تعالی اونھیں اجر دینے والا ہے۔
اور تم نے اس علاقہ کی طرف جو مزید فوج بھیجنے کے متعلق میری رائے دریافت
کی ہے کہ آیا وہ بھیجی جائے یا نہ بھیجی جائے اُسکے متعلق مجھے تمھاری رائے سے اتفاق ہے کہ تم ضرور
بھیجدو۔
حجاج تمام ملک عراق میں سب سے زیادہ ابن الاشعث سے عداوت رکھتا تھا اور
کہا کرتا تھا کہ جب میں عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کو دیکھتا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ اوسے
قتل کر ڈالوں۔
نمیر بن وعلۃ الہمدانی ثم الیناعی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں
ابن الاشعث آئے۔ حجاج نے اونھیں دیکھنے کے ساتھ ہی کہا کہ میں اوس کی چال کو دیکھتا ہوں
اور میرا یہ جی چاہتا ہے کہ میں اوسے قتل کر ڈالوں۔
جب عبد الرحمن حجاج کے پاس سے اوٹھے تو نمیر بھی اوٹھے اور اون سے پہلے ہی
سعید بن قیس السبیعی کے دروازہ پر آکر اون کے انتظار میں کھڑے رہے۔ جب عبد الرحمن
دروازہ سے باہر نکلنے لگے تو نمیر نے اون سے کہا کہ ذرا دروازہ کے اندر چلئے مجھے آپ سے
ایک نہایت راز کی بات کہنا ہے۔ مگر اوس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ جبتک حجاج بقید حیات
ہے آپ اس کا ہرگز تذکرہ نہ کریں۔
عبد الرحمن نے کہا بہتر ہے آپ فرمائیں۔
نمیر نے کہا کہ حجاج تمھارے متعلق یہ کہہ رہا تھا۔ اس پر عبد الرحمن نے کہا کہ جب تک میں
اور حجاج زندہ ہیں میں برابر اوس کی تباہی کی کوشش میں لگا رہوں گا۔ اور اگر میں ایسا نہ کروں
تو واقعی پھر میں اوس سزا کا مستحق ہوں جس کا اظہار حجاج نے کیا ہے۔
اب حجاج نے بیس ہزار فوج اہل کوفہ کی اور بیس ہزار اہل بصرہ کی تیار کرنی شروع کی۔ اس
فوج کی ترتیب اور آراستگی میں پوری کوشش کی تمام لوگوں کو پوری پوری تنخواہیں دیدیں۔
خوبصورت خوبصورت گھوڑے اور پورے ہتھیار دئے۔

حجاج نے تمام فوج کا باقاعدہ معائنہ شروع کیا جس شخص کی شجاعت کی تعریف اوس کے سامنے بیان کی جاتی تھی حجاج اوسے انعام واکرام دیتا تھا۔

عُبَاد بن الحصین الحبطی اور حجاج دونوں فوج کا معائنہ کر رہے تھے عبید اللہ بن ابی محجن الثقفی عبدالرحمٰن بن ام الحکم الثقفی کے پاس جاتے ہوئے عُبَاد کے سامنے سے گزرے۔ عُبَاد نے اونھیں دیکھتے ہی کہا کہ میں نے اون کے گھوڑے سے زیادہ کوئی گھوڑا حسین وجمیل نہیں دیکھا۔ اور گھوڑا ہی سپاہی کی بڑی قوت اور اوس کا ہتیار ہے۔ اور یہ مادہ خچر بھی بڑی مضبوط ہے۔ اس پر حجاج نے اونھیں پانسو پچاس درہم زیادہ دئے عطیۃ العنبری حجاج کے پاس سے گزرا حجاج نے اوسے دیکھکر عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم ان کا خیال رکھنا اور انھیں انعام واکرام دینا۔

جب یہ دونوں فوجیں پوری طرح کیل کانٹے سے لیس ہوگئیں تو حجاج نے عُطارد بن عمیر التمیمی کو اس فوج کا سردار بناکر روانہ کیا۔ عطارد نے اھواز آکر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد حجاج نے عبیداللہ بن حجر بن ذی الجوشن العامری کو بھیجا۔ پھر اوسے بھی موقوف کر کے اوسکی جگہ عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو بھیجا۔

جب حجاج نے عبیداللہ بن حجر کو اس خدمت سے سبکدوش کر دیا۔ اور اوس کی جگہ عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔ عبدالرحمٰن کا چچا اسمٰعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آیا اور اوس سے کہا کہ آپ عبدالرحمٰن کو اس مہم کا سردار نہ بنائیے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ بغاوت کر بیٹھے گا۔ آج تک اوس کا طرزِ عمل یہی رہا ہے کہ جب اوس نے دریائے فرات کے پل کو عبور کیا پھر کسی حاکم کی اطاعت نہیں کی۔

حجاج نے جواب دیا کہ وہاں صرف عبدالرحمٰن ہی میرے لئے خطرناک اور مجھ سے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں۔

بہر حال حجاج نے عبدالرحمٰن کو اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ عبدالرحمٰن اس فوج کے ساتھ سنہ ہجری میں سجستان پہنچا۔ سجستان پہنچ کے تمام باشندوں کو خطبہ سننے کے لئے بلایا۔ اور منبر پر چڑھکر حسب ذیل تقریر کی۔

اے لوگو! حجاج نے مجھے تمھارے سرحدی علاقوں کی حفاظت اور تمھارے دشمنوں سے جنھوں نے تمھارے شہروں کو لوٹا اور تمھارے اکثر افراد کو تہ تیغ کیا ہے۔

جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ میں سے کوئی بھی اہل فوج سے پیچھے نہ رہ جائے ورنہ وہ مستوجب سزا ہوگا۔" آپ سب اپنی فوجی قیام گاہوں میں حاضر ہو جائیں۔

چنانچہ تمام لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اون کے لئے بازار لگا دیئے گئے۔ اور اب لوگوں نے جنگ کے لئے تیاری شروع کی۔ ہتیار وغیرہ درست کرنے لگے۔ اس تیاری کی اطلاع رتبیل کو ہوئی۔ اوس نے خوف زدہ ہو کر عبدالرحمن کو ایک خط لکھا جس میں اوس نے مسلمانوں کی پچھلی مرتبہ کی تباہی پر معذرت کی اور لکھا کہ مسلمانوں نے مجھے جنگ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں آپ سے صلح کی درخواست کرتا ہوں۔ اور خراج دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ عبدالرحمن نے اوس کی درخواست منظور نہیں کی۔ اور نہ خراج لینا پسند کیا۔ بلکہ اپنی زبردست فوج کے ساتھ اوس کے علاقہ میں دھاوا شروع کر دیا۔

جب عبدالرحمن رتبیل کے علاقہ کے پہلے شہر میں داخل ہوئے۔ رتبیل نے اپنی تمام فوج اپنے پاس بلا لی۔ اور تمام علاقہ۔ تجارتی منڈیاں اور قلعے عبدالرحمن کے لئے چھوڑ دئے۔

عبدالرحمن جس شہر پر قبضہ کرتے تھے اوس پر اپنا عامل مقرر کر کے بھیجدیتے تھے۔ اوس کی حفاظت کے لئے فوجی دستے بھی بھیجدیتے تھے ایک شہر سے دوسرے شہر تک ڈاک کا سلسلہ بھی قائم کر دیا۔ پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں پہرے قائم کر دئے۔ اور ایسی جگہ پر جہاں سے خطرہ کا احتمال تھا فوجی چوکیاں بٹھادیں۔

جب عبدالرحمن نے اوس کے بڑے وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور مویشیوں اور بہت سا مال غنیمت قبضہ میں کر لیا اپنی فوج کو مزید پیشقدمی کرنے سے روک دیا اور کہا کہ اس سال یہ ہی ہمارے لئے کافی ووافی ہے جو ہمیں مل چکا ہے اب ہمیں چاہیئے کہ خراج وصول کریں اور لگان مشخص کریں۔ تاکہ اس اثناء میں مسلمان یہاں کے راستوں سے نڈر ہو جائیں۔ اور پھر آیندہ سال آگے بڑھیں گے۔ ہر سال رتبیل کے علاقہ پر رفتہ رفتہ قبضہ کرتے جائیں گے۔ اور اسی طرح ایک دن اوس کے تمام خزانوں اور اہل وعیال پر قبضہ کر لیں گے۔ اون کے بعید ترین شہروں اور مضبوط ترین قلعوں پر قابض ہو جائیں گے۔ اور پھر جبتک کہ اللہ اون کفار کو بالکل تباہ نہ کر دیگا ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے۔

پھر عبدالرحمن نے اون تمام فتوحات کی اطلاعیں جو مسلمانوں کو دشمن کے علاقہ میں

حاصل ہوئیں - اور اُن احسانات کی جو اللہ تعالیٰ نے اون پر کئے حجاج کو خط کے ذریعہ سے اطلاع کردی - اور اپنی وہ رائے بھی لکھدی جسپر آیندہ عمل کرنیکا اونھوں نے ارادہ کیا تھا۔

دوسرے لوگوں نے ابن الاشعث کے سجستان کا عامل مقرر کئے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ حجاج نے پہلے ہمیان بن عدی السدوسی کو اس لئے کرمان بھیجا کہ یہ اوس علاقہ کی حفاظت کریں اور عاملان سند اور سجستان میں سے جس کسی کو امداد کی ضرورت ہو یہ اوسے امداد دیں - مگر ہمیان اور اوس کی فوج حجاج سے باغی ہوگئی - حجاج نے ابن الاشعث کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابن الاشعث نے ہمیان کو شکست دی - اور حجاج نے اونھیں ہمیان کی جگہ مقرر کردیا - اسی درمیان میں سجستان کے عامل عبیداللہ بن ابی بکرہ کا انتقال ہوگیا - حجاج نے ابن الاشعث کو اون کی جگہ سجستان کا عامل مقرر کردیا - اور اوس کے لئے باقاعدہ طور پر فرمان لکھدیا۔

اس کے علاوہ حجاج نے ایک اور فوج سجستان بھیجنے کے لئے تیار کی علاوہ معمولی تنخواہوں کے بیس لاکھ درہم اس فوج پر خرچ کئے لوگ اوسے جیش الطواویس[1] کہنے لگے اور ابن الاشعث کو رتبیل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔

ابان بن عثمان نے اس سال لوگوں کو حج کرایا - مگر بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اس سال حج کرایا۔

مدینہ کے حاکم ابان بن عثمان تھے - عراق اور تمام مشرقی ممالک کا گورنر حجاج تھا - اور حجاج کی جانب سے خراسان کے عامل مہلب تھے ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے - اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے - اس سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے یزید کو جہاد کے لئے بھیجا۔

---

[1] طواویس - طاؤس کی جمع ہے جس کے معنے مور کے ہیں۔

# سنہ ۸۰ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں شہر قالیقلا مسلمانوں نے فتح کیا۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبیداللہ
کو جہاد کے لیے بھیجا اور اس نے اس شہر کو فتح کیا۔

اسی سال بحیر بن ورقاء الصریمی خراسان میں مارا گیا۔ اسکا تفصیلی بیان حسب ذیل ہے۔
بحیر نے امیہ بن عبداللہ کے حکم سے بکیر کو قتل کیا تھا۔ اوس پر عثمان بن رجاء بن جابر
بن شداد۔ متعلقہ بنی عوف بن سعد نے جو انبار میں سے تھا چند شعر کہے جس میں خاندان بکیر
کے افراد کو بکیر کا بدلا لینے کے لئے ابھارا تھا۔

جب بحیر کو معلوم ہوا کہ انبار مجھے دھمکی دے رہے ہیں اوس نے بھی دو فخریہ شعر کہکر
اپنے دل کا غبار نکالا۔

قبیلہ بنی عوف بن کعب بن سعد کے سترہ آدمیوں نے بکیر کے خون کا قصاص لینے کے لئے عہد
کیا۔ چنانچہ شمردل نامی ایک شخص صحرا سے روانہ ہوکر خراسان پہنچا۔ جب اوس کی نظر بحیر پر پڑی
جو اوس وقت کھڑا ہوا تھا شمردل نے فوراً اوس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اوسے گرا دیا اور اپنے
دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے بحیر کا کام تمام کر دیا ہے اسی اثناء میں لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے
اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسکے تعاقب میں چلے شمردل گھوڑے سے گر گیا اور مارا گیا۔

جب اس کوشش میں ناکامیابی ہوئی تو پھر صعصعہ بن حرب العوفی متعلقہ بنی جندب صحرا سے
اسی خیال سے روانہ ہوا۔ اوس نے اپنا تمام سامان فروخت کرکے اوس کے بجائے
ایک گدھا خرید لیا۔

صعصعہ سجستان آیا اور بحیر کے رشتہ داروں کے پڑوس میں آکر ٹھیرا۔ اُن سے نہایت ہی
نرمی و اخلاق سے پیش آنے لگا۔ اور کہا کہ میں اہل یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں
یہ شخص ہمیشہ بحیر کے عزیزوں کے پاس آتا تھا اور اون میں بیٹھنے اٹھنے لگا تھا جب
وہ لوگ اچھی طرح اوس سے مانوس ہو گئے تو ایک دن کہنے لگا کہ خراسان میں میری کچھ
میراث تھی اوس پر دوسرے لوگوں نے غاصبانہ طریقہ پر قبضہ کر لیا ہے اور مجھے یہ
معلوم ہوا ہے کہ خراسان میں بحیر کا بہت کچھ اثر اور دخل ہے آپ لوگ اون کے نام ایک
سفارشی خط مجھے لکھدیجیے تاکہ وہ اس معاملہ میں میری اعانت کریں چنانچہ بحیر کے رشتہ داروں

بکیر کے نام خط لکھ کر دیدیا صعصعہ سجستان سے روانہ ہوکر مرو پہنچا اوس وقت مہلب کفار سے جہاد میں مصروف تھے۔

مرو میں بنی عوف کے جو لوگ تھے اون کی ایک جماعت سے اوس کی ملاقات ہوئی صعصعہ نے اونھیں اپنے مرو آنے کی غرض وغایت بتائی۔ بکیر کا آزاد غلام صیقل نے جوش انبساط میں صعصعہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

صعصعہ نے اس سے خنجر کی فرمائش کی صیقل نے اُسے خنجر بنادیا اور اوسے خوب تپا کر کئی مرتبہ گدھی کے دودھ میں غوطے دیئے۔

صعصعہ مرو سے روانہ ہوکر دریا کو عبور کرکے مہلب کے لشکرگاہ میں پہنچا مہلب اوس روز مقام اخرون میں غزوکش تھے بکیر سے ملا اور وہ سفارشی خط اونھیں دیا اور کہا کہ میں قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ ابن ابی بکرہ کے ساتھیوں میں تھا سجستان میں میری جو جائداد تھی وہ تو جاتی رہی۔ مرو میں کچھ باقی ہے اُسے بیچنے کے لئے آیا ہوں اس کام سے فارغ ہونے کے بعد یمامہ واپس چلا جاؤنگا۔

اس پر بکیر نے حکم دیا کہ اخراجات ضروری کے لئے کچھ روپیہ اوسے دیدیا جائے۔ اپنے پاس ہی اوسے ٹھہرایا۔ اور کہا کہ جس معاملہ میں چاہو تم میری امداد دے سکتے ہو۔

صعصعہ نے کہا کہ اس فوج کی واپسی تک میں یہیں آپ کے پاس ٹھہرا رہونگا۔

چنانچہ صعصعہ ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کے بکیر کے ساتھ مقیم رہا بکیر کے ساتھ مہلب کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا اور اس طرح اور لوگوں سے اس کی جان پہچان بھی ہو گئی تھی۔

بکیر کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ مبادا کوئی شخص اچانک مجھ پر حملہ کردے۔

اسی وجہ سے وہ کسی شخص پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ مگر جب صعصعہ بکیر کے رشتہ دار وں کا سفارشی خط لے کر اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں قبیلہ بکر بن وائل سے تعلق رکھتا ہوں بکیر اس کی جانب سے بے خطر ہو گیا تھا۔

ایک روز بکیر مہلب کے دیوانخانہ میں معمولی قمیص چادر اور جوتے پہلے ہوئے بیٹھا ہوا تھا کہ صعصعہ بھی آیا اور اوس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ پھر اُس سے اور قریب ہو گیا اور اس طرح اوس پر جھک پڑا کہ گویا کوئی بات کہنا چاہتا ہے اور پھر یکایک اوس کی

پشت پر سے کمر میں خنجر بھونک دیا جو پیٹھ تک اوتر گیا اس پر لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے۔ مگر اوس نے صاف صاف کہدیا کہ میں نے بکیر کا بدلہ لیا ہے۔

ابو العجفا بن ابی القرقار نے جو آج کل مہلب کے محافظ دستہ کا افسر تھا اوسے گرفتار کرکے مہلب کے سامنے پیش کیا۔ مہلب نے اس سے کہا کہ تیرا مقصد پورا نہیں ہوا اور تو نے مفت میں اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔ بجیر کی حالت خطرناک نہیں ہے۔

صعصعہ نے کہا کہ میں نے ایسا کاری وار لگایا ہے کہ وہ بچ نہیں سکتا خنجر پیٹ تک اوتر گیا ہے اوس کے پیٹ کی بدبو میرے ہاتھوں میں آتی ہے۔

مہلب نے اُسے قید کردیا۔ انبار کے کچھ لوگ جیل خانہ میں اوس سے جاکر ملے اور اونھوں نے اوس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

دوسرے روز چاشت کے وقت بجیر نے داعی اجل کو لبیک کہا جب صعصعہ کو بجیر کے مرنے کی خبر ہوئی تو اوس نے کہا کہ اب جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو مجھے کچھ پروا نہیں اب بنی عوف کی عورتوں کی نذریں پوری ہوگئیں میں نے اپنا بدلا لے لیا ہے۔ اب جو کچھ میرا حشر ہو مجھے اوس کی پروا نہیں۔

کئی مرتبہ تنہائی میں مجھے موقع حاصل ہوا تھا کہ میں اوس کا کام تمام کردیتا مگر میں نے اسطرح چپ کے سے مارنا بزدلی خیال کیا۔

مہلب نے ان باتوں کو سن کر کہا کہ میں نے اس جیسا شخص موت سے نڈر اور صابر کبھی نہیں دیکھا۔

بعد ازاں مہلب نے بجیر کے چچیرے بھائی ابو سویقہ کو اوس کے قتل کرنے کا حکم دیا انس بن طلق نے اوس سے کہا کہ بجیر تو اب قتل ہو ہی چکا ہے۔ وہ تو واپس آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تم صعصعہ کو قتل نہ کرو۔

ابو سویق نے ایک نہ سنی۔ صعصعہ کو قتل کرڈالا اوس پر انس نے اوسے بہت کچھ برا بھلا کہا۔

دوسرے راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ بجیر ابھی زندہ تھا کہ مہلب نے صعصعہ کو بجیر کے پاس بھیجدیا۔ اس پر انس بن طلق العبشمی نے بجیر سے کہا کہ

تم نے بکیر کو قتل کیا تھا اوس کا بدلا اوس شخص نے تم سے لیا ہے تم اُسے چھوڑ دو۔
مگر بجیر نے ایک نہ سنی لوگوں سے کہا کہ اوسے میرے قریب لاؤ اور صعصعہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک کہ تو زندہ ہے
لوگوں نے صعصعہ کو بجیر کے قریب کردیا۔ بجیر نے اوسکے سر کو اپنے دونوں پیروں کے درمیان رکھا اور کہا "اے کمینے۔ صبر کر تو بدترین مخلوق ہے" ابن طلق نے بجیر سے کہا خدا تجھپر لعنت کرے میں تو تجھسے اوس کی سفارش کر رہا ہوں اور تو اوسے میرے ہی سامنے قتل کئے ڈالتا ہے۔
مگر بجیر نے اُسے اپنی تلوار سے قتل کر ڈالا پھر بجیر بھی مرگیا اُسپر مہلب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ جہاد تو منحوس ہوا کہ بجیر اس میں قتل کئے گئے! صعصعہ کے قتل کئے جانے کی وجہ سے قبیلۂ عوف بن کعب اور انباء بگڑ بیٹھے اور کہنے لگے کہ صعصعہ کو کیوں قتل کیا گیا۔ اوس نے تو بکیر کا بدلہ لیا تھا قبیلۂ مقاعس اور دوسرے تحت کے قبیلے اون کے مقابلے پر اوٹھ کھڑے ہوئے جب لوگوں نے دیکھا کہ اس طرح فتنہ و فساد بڑھ جائیگا تو اون میں جو ارباب عقل اور دانشمند تھے اونھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بجیر کی جان تو بکیر کے معاوضہ میں سمجھ لی جائے البتہ صعصعہ کی جان کی دیت دیدی جائے چنانچہ قبیلۂ مقاعس والوں نے صعصعہ کی جان کے عوض دیت ادا کردی قبیلۂ انباء والوں میں سے ایک شخص نے صعصعہ کی تعریف میں دو شعر بھی کہے۔
عبدربہ البکیر ابو وکیع جو صعصعہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا وہ صحرا میں بکیر کے قبیلے والوں کے پاس آیا اور اون سے مطالبہ کیا کہ چونکہ صعصعہ نے بکیر کی موت کا بدلا لینے کے لئے اپنی جان قربان کی ہے اس لئے آپ لوگ اوس کی جان کے عوض دیت ادا کیجئے۔
چنانچہ بکیر کے قبیلہ نے صعصعہ کی دیت ادا کی اسطرح اُسکی دو دیتیں دی گئیں۔
ابو مخنف کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث اور اوس کے ساتھ عراق کی جو فوج تھی اوس نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حجاج سے جنگ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے۔
مگر واقدی یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

# عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کی حجاج سے بغاوت
# اور
# اوس کے تفصیلی واقعات

عبد الرحمن بن محمد الاشعث کو علاقہ رتبیل میں جو کچھ کامیابی ہوئی اور اب آیندہ وہ جس طرز عمل پر کاربند ہونا چاہتے تھے، اِن تمام باتوں کی اطلاع اونھوں نے حجاج کو کردی۔ اس کا بیان ہم پہلے سنہ ۷۹ھ کے واقعات میں کر چکے ہیں۔ البتہ سنہ ۸۰ھ کے واقعات جو اون سے متعلق ہیں اُن کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

حجاج نے ابن الاشعث کے خط کے جواب میں اُنھیں لکھا،

حمد و ثنا کے بعد۔ تمھارا خط مجھے ملا۔ جو کچھ تم نے لکھا تھا میں نے اُسے سمجھا۔ مگر تمھارے خط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ایک ایسے شخص نے لکھا ہے جو صلح و آشتی کا بدل و جان متمنی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے ایسے ذلیل و حقیر دشمن سے تعلقات پیدا کرلئے ہیں جس نے مسلمانوں کی ایک جرار اور بہادر فوج کو ہلاک کیا تھا۔

اے عبد الرحمن کی ماں کے بیٹے یاد رکھو اگر تم نے میری فوج اور میرے صریح احکام کی موجودگی میں دشمن سے اجتناب کیا تو تمھارا حشر وہی ہوگا۔ جیسا کہ اور مسلمانوں کا ہوچکا ہے میں تمھاری اوس رائے کو جسے تم فوجی چال سمجھتے ہو ہرگز ایسا خیال نہیں کرتا بلکہ یہ محض تمھاری کاہلی اور بزدلی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، اسلئے اب میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ تم میری پہلی ہدایت پر عمل کرو دشمن کے ملک میں بڑھتے چلے جاؤ۔ اوس کے تمام قلعوں کو مسمار، جنگجو سپاہیوں کو تہ تیغ اور اہل و عیال و متعلقین کو لونڈی غلام بنالو۔

اس خط کے بعد ہی حجاج نے حسب ذیل دوسرا خط ابن الاشعث کے نام لکھا۔ حمد و ثنا کے بعد۔ جو مسلمان تمھارے پاس ہیں انہیں احکام دیدو کہ تاوقتیکہ اُس تمام علاقہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمان فتح نہ کرلیں تم برابر اس مفتوحہ علاقہ میں مقیم رہو اور زراعت شروع کردو۔

اس خط کے بعد ہی پھر ایک تیسرا خط حجاج نے ابن الاشعث کو لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں نے دشمن کے علاقہ میں بڑھنے کے لئے تمھیں جو حکم دیا ہے تم اُس کی

فوراً تعمیل کرو۔ ورنہ تم علیحدہ ہو جاؤ۔ اور اسحٰق بن محمد تمھارے بھائی تمھاری جگہ سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہیں۔

خط پڑھکر ابن الاشعث نے کہا کہ میں خود ہی اسحاق کے بوجھ کو اٹھاؤں گا۔ عبدالرحمن اسحاق سے ملا۔ اسحاق نے اُس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کیجیے۔ مگر اس پر عبدالرحمن نے اوسے دھمکی دی کہ اگر تم نے کسی سے اس بات کا تذکرہ کیا تو میں تمھیں قتل کرڈالوں گا۔ اسحٰق نے خیال کیا کہ شاید عبدالرحمن میرے مارنے کے لئے تلوار اوٹھانا چاہتے ہیں اس لئے اوس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھدیا۔

عبدالرحمن نے تمام فوج کو خطبہ سنانے کے لئے بلایا، اور حمد و ثنا کے بعد کہا آپ لوگ واقف ہیں کہ میں آپ کا بہی خواہ ہوں ایسا کام کرنے کے لئے تیار ہوں جس سے آپ کو نفع پہنچے دشمن کے مقابلہ کے لئے میں نے جو طرز عمل آپ کے لئے تجویز کیا تھا میں نے اوس کے بارے میں آپ کے ارباب عقل اور تجربہ رکھنے والے لوگوں سے مشورہ لے لیا تھا، اُس میری رائے کو ان صاحبوں نے آپ کے لئے اس وقت اور آیندہ کے لئے بھی مناسب سمجھا تھا۔ اس معاملہ کی اطلاع میں نے آپ کے امیر حجاج کو بھی کردی تھی اوس کے جواب میں حجاج نے مجھے یہ خط لکھا ہے جس میں مجھے بزدل اور کمزور بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں فوراً آپ لوگوں کو لیکر دشمن کے ملک میں بڑھتا چلا جاؤں۔ یہ وہی علاقہ ہے۔ جس میں ابھی حال ہی میں آپ کے دوسرے بھائی تباہ ہو چکے ہیں مگر پھر بھی چونکہ میں بھی آپ کا ایک فرد ہوں اس لئے اگر آپ اس حکم پر عمل کرنا چاہتے ہوں تو میں بھی تیار ہوں اور اگر آپ اسپر عمل پیرا نہیں ہونا چاہتے تو بھی میں آپ کے شریک حال ہوں۔

اسپر ہر طرف سے لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم ہرگز پیشقدمی نہیں کریں گے بلکہ ہم اوس دشمن خدا کو نہیں مانتے۔ نہ اوس کی اطاعت کرنیکے لئے تیار ہیں۔

مطرف بن عامر بن واثلۃ الکنانی نے بیان کیا ہے کہ اس موقع پر سب سے پہلے میرے باپ نے جو شاعر تھے اور مقرر بھی تھے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے حجاج کی مثال اوس شخص کی ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ تو اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر۔ اگر یہ ہلاک ہو جائے گا تو ہلاک ہو جائے تجھکو کیا پروا اور اگر زندہ بچ گیا تو بھی تو ہی اُس کا مالک ہے۔ حجاج تمہ برابر بھی تمھاری پروا

نہیں کرتا اسی وجہ سے اوس نے تمہیں ایسے پرخطر ممالک میں بھیجا ہے۔ اگر تمہیں فتح ہوئی تو مال غنیمت تو تم حاصل کروگے۔ مگر اس علاقہ کی آمدنی ساری اوس کی ہے اس طرح اسکی طاقت و دبدبہ میں اضافہ ہوگا، اور اگر دشمنوں نے تم پر فتح پائی۔ تو بس اس وقت حجاج کے نزدیک تم ایسے قابل عداوت دشمن ہوجاؤ گے جن کی تکالیف کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا اور جس پر مطلقاً رحم نہیں کیا جاتا۔

اس لئے آپ لوگ دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیجیئے۔ اور عبدالرحمن کو اپنا امیر بنا لیجئے اور میں ہی اس کی ابتدا کرتا ہوں اور آپ سب کو اوس پر گواہ بناتا ہوں۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ہر طرف سے صدائیں آئیں۔ ہم آپ کی رائے پر عمل کرتے ہیں اور دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیتے ہیں!

اس کے بعد عبدالمومن بن شبیث بن ربعی التیمی جو عبدالرحمن کے اس مہم پر روانہ ہونے کے بعد سے محافظ دستہ کا سردار تھا تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا۔

اے اللہ کے بندو! خوب سمجھ لو اگر تم نے حجاج کے احکام کی تعمیل کی تو وہ حکم دے گا کہ تا بہ زندگی تم اوسی علاقہ کو اپنا وطن سمجھو اور جس طرح فرعون نے فوجوں کو دشمن کے علاقہ میں عرصہ تک مقیم رکھا تھا اسی طرح یہ بھی تمھیں یہیں رکھے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے اوس فوج کو جو مہم پر بھیجی جاتی ہے مستقل طریقہ پر دشمن کے ملک میں حکماً و جبراً رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح تمھیں کبھی موقع نہیں ملے گا کہ اپنے اعزا و احباب سے مل سکو اور یوں ہی اس دنیا سے چل بسوگے بہتر ہے کہ اپنے اس امیر کے ہاتھ پر جو یہاں موجود ہیں بیعت کرو اور پھر اپنے دشمن پر پلٹ پڑو۔ اور اپنے ملک سے اُسے نکال دو،

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی تمام لوگ بیعت کرنے کے لئے عبدالرحمن کی جانب بڑھنے اور بیعت کرنے لگے۔

عبدالرحمن بن الاشعث نے کہا کہ آپ لوگ میرے ہاتھ پر ان ان مقاصد کے حصول کے لئے بیعت کیجئے۔ سب سے پہلے یہ کہ ہمیں دشمن خدا حجاج سے کوئی تعلق نہیں دوسرے یہ کہ اُس کے مقابلہ میں آپ لوگ میری امداد و حمایت کریں۔ تاکہ ہم اُسے سرزمین عراق سے نکال دیں غرض کہ انھیں امور کے لئے لوگوں نے ابن الاشعث کے ہاتھ پر بیعت کی مگر اس موقع پر ابن الاشعث نے عبدالملک کی ترک اطاعت وغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

عمر بن ذر القاص راوی ہے کہ میرا باپ اس وقت وہاں موجود تھا اور چونکہ ابن الاشعث کے بھائی قاسم بن محمد کے ساتھ ہو گیا تھا اس لئے ابن الاشعث نے اسے مارا پیٹا تھا اور قید کر دیا تھا مگر اس موقع پر جب ابن الاشعث نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھ لی اونھوں نے میرے باپ کو جیل خانہ سے بلایا۔ انھیں خلعت وانعام دیا۔ اور پھر وہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ ہو گئے۔ قاص زبردست مقرر تھا۔

عبد الرحمن جب سجستان سے روانہ ہونے لگے تو اونھوں نے مقام بست پر عیاض بن ہمیان البکری (متعلقہ بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ) کو اور زرنج پر عبد اللہ بن عامر التیمی کو رئیس مقرر کر دیا۔ اور پھر رتبیل کے پاس صلح کرنے کے لئے سفیر بھیجا اور اس شرط پر دونوں میں صلح ہو گئی کہ اگر اس کشمکش میں ابن الاشعث کامیاب ہوں، تو رتبیل آئندہ سے خراج نہ دے اور اگر ابن الاشعث کو شکست ہو اور وہ رتبیل کے پاس آجائیں تو رتبیل انھیں پناہ دے گا۔ بہر حال جب عبد الرحمن سجستان سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو الخشنی بھی اون کے آگے آگے گھوڑے پر سوار چلتا تھا اور اپنے اشعار پڑھتا جاتا تھا۔

عبد الرحمن نے عطیہ بن عمرو العنبری کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا تھا حجاج نے بھی اوس کے مقابلہ کے لئے رسالہ بھیجا جب کبھی عطیہ کی حجاج کے رسالہ سے جنگ ہوئی اوس نے شکست دی اس پر حجاج نے دریافت کیا کہ کون شخص ہمارے مقابل ہے لوگوں نے اوس سے کہا کہ عطیہ ہے اس موقع پر بھی الخشنی نے دو شعر کہے۔

غرض کہ عبد الرحمن نے اس فوج کے ہمراہ عراق کا رخ کیا اس سے پہلے اوس نے ابو اسحٰق السبیعی کو دعوت دی تھی کہ تم میرے ساتھ ہو جاؤ اور عبد الرحمن اُس سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے ماموں ہو اس لئے اُس نے دریافت کیا کہ ابو اسحٰق آئے یا نہیں!

ابو اسحٰق سے لوگوں نے کہا کہ عبد الرحمن آپ کو پوچھ بھی رہے تھے مگر آپ اُن کے پاس نہیں گئے۔ مگر ابو اسحٰق نے عبد الرحمن کے پاس جانا کچھ اچھا نہیں سمجھا اور نہیں گیا۔

عبد الرحمن بڑھتا ہوا کرمان پہنچا۔ حجاج نے خرشۃ بن عمرو التمیمی کو رسالہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابو اسحٰق بھی کرمان پر فروکش ہوا مگر جنگ جماجم تک عبد الرحمن کی اس بغاوت کے جھگڑے میں شریک نہیں ہوا۔

جب یہ تمام فوجیں سرزمین فارس میں داخل ہوگئیں تو لوگوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ جب ہم نے حجاج کے خلاف جو عبدالملک کا عامل ہے علم بغاوت بلند کر دیا ہے تو گویا ہم نے عبدالملک سے بھی بغاوت کر دی ہے۔

یہ سب لوگ اس مشورہ کے بعد عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہوئے، سب سے پہلے تیحان بن ابجر متعلقہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں جس طرح اپنا کرتا اُتار ڈالتا ہوں اسی طرح میں نے آج سے عبدالملک کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن سے اوتار دیا۔

تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی تمام لوگوں نے اوس کی تقلید کی اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

عبدالرحمٰن نے اتباع قرآن پاک، سنت رسول اللہ، گمراہی اور فسق و فجور کے سرغنوں کی ترک نصرت اور ایسے لوگوں کے خلاف جنھوں نے منہیات شرعیہ کو جائز قرار دے لیا تھا۔ جہاد پر آمادگی کے لئے لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔ جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا اُس سے بیعت لے لی جاتی تھی۔

جب حجاج کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی اس نے عبدالرحمٰن کے باغیانہ طرز عمل کی عبدالملک کو خط کے ذریعہ اطلاع دی اور درخواست کی کہ آپ فوراً میری امداد کے لئے فوج روانہ فرمائیے اس کارروائی کے بعد حجاج بصرہ آگیا۔

دوسری طرف مہلب کو عبدالرحمٰن کی اس بغاوت کا علم اسی وقت ہو چکا تھا۔ جب کہ عبدالرحمٰن ابھی سجستان ہی میں تھا۔ اس پر مہلب نے ابن الاشعث کو لکھا، حمد و صلوٰۃ کے بعد، اے عبدالرحمٰن تم نے رسول اللہ صلعم کی امت کے خلاف اپنا پاؤں سخت گمراہی و ضلالت کی رکاب میں رکھا ہے، دیکھو خواہ مخواہ اپنی جان عزیز کو ورطۂ ہلاکت میں نہ ڈالو، مسلمانوں کے قیمتی خون کو نہ بہاؤ۔ اتحاد امت میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اپنے عہد اطاعت و وفاداری کو نہ توڑو، اگر تم یہ کہو کہ میں اپنے ساتھیوں سے خوف زدہ ہوں کہ مبادا وہی میری جان کے درپے ہو جائیں" تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اوس سے ڈرو، اس لئے خون بہا کر، یا محرمات کو حلال سمجھ کر تم اپنی جان کو اللہ کے سامنے مجرم نہ بناؤ۔ والسلام علیک۔

اسی طرح مہلب نے حجاج کو حسب ذیل خط لکھا،

حمد و صلواۃ کے بعد، اہل عراق آپ کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں، اُنکی مثال ایک ایسے سیلاب کی ہے جو بلندی سے پستی کی طرف آرہا ہو، اور جب تک کہ وہ ہموار سطح تک نہیں پہونچ جاتا کوئی شے اُس کی روانی کو روک نہیں سکتی بعینہ یہی مثال اہل عراق کی ہے۔ کارروائی کی ابتدا میں ان میں بہت زیادہ جوش و خروش ہوتا ہے، اور اپنے اہل و عیال سے ملنے کا جذبہ اون کے سروں پر سوار ہوتا ہے، اس جوش کی حالت میں کوئی چیز انھیں روک نہیں سکتی۔ البتہ جب وہ اپنے اہل و عیال میں پہونچ جائیں اور ان میں گھل مل جائیں اوس وقت آپ اُن کے خلاف کارروائی کریں اور انشاءاللہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کو اون پر فتح دینے والا ہے۔

حجاج نے اس خط کو پڑھکر کہا اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے وہی ہوتا ہے اُس کے ماسوا کچھ نہیں اگرچہ میں اون کا ہم خیال تو نہیں ہو سکتا مگر اس میں شبہ نہیں کہ اون کا مشورہ خیر خواہانہ ہے۔

جب حجاج کا خط عبدالملک کے پاس پہنچا اُسے سخت تشویش پیدا ہوئی تخت پر سے اُوتر پڑا۔ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلوا بھیجا اور اس خط کو پڑھوایا۔

خالد نے عبدالملک کے اس خوف و ہراس کو دیکھکر عرض کی کہ امیرالمومنین اگر یہ فتنہ سجستان کی سمت سے رونما ہوا ہے تو آپ ہرگز خوف نہ کریں البتہ اگر یہ فتنہ خراسان سے اوٹھا ہوتا تو آپ کے لیے محل تشویش تھا، عبدالملک اپنے قصر امارت سے برآمد ہوکر رعایا کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد و صلواۃ کے بعد کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق پر میری زندگی دوبھر ہوگئی ہے اور اونھوں نے میری طاقت کا اندازہ لگانے میں جلد بازی سے کام لیا ہے، اے خداوندا تو اُن پر اہل شام کی تلواروں کو مسلط کردے تاکہ وہ پھر تیری خوشنودی کے حلقہ میں آجائیں اور جب وہ تیری خوشنودی حاصل کرلیں تو پھر کوئی ایسا فعل نہ کریں جو تیری ناراضی کا باعث ہو اس تقریر کو ختم کرکے عبدالملک منبر سے اتر آئے۔

حجاج ابتک بصرہ ہی میں اقامت گزیں رہا اور عبدالرحمن کے مقابلہ کے لئے تیاریاں کرنے لگا اور مہلب کی رائے پر عمل کرنے کا خیال ترک کردیا۔

ملک شام سے عبدالملک کی طرف سے روزانہ حجاج کے پاس سو سو، پچاس پچاس دس دس، اور اس سے کم کی تعداد میں شہسوار ڈاک کے ذریعہ سے پہنچنا شروع ہوئے۔

اور اسی طرح حجاج نے بھی عبدالملک کے پاس روزانہ خطوط کی ڈاک لگادی جسمیں

عبدالرحمن کی گھڑی گھڑی کی نقل و حرکت کہ وہ آج کس پرگنہ میں مقیم ہوا اور کہاں سے اوس نے کوچ کیا اور کون کون سی جماعتیں اس کے ساتھ شامل ہوتی جاتی ہیں مندرج ہوتی تھی۔

فضیل بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ ہماری چھاؤنی اسوقت کرمان میں تھی اور اس میں چار ہزار کوفہ اور بصرہ کے سوار متعین تھے جب ابن محمدؒ بن الاشعث کا اس مقام سے گزر ہوا تو یہ تمام فوج اوس کے ہمراہ ہوگئی۔

حجاج نے اپنی ہی رائے پر عمل کرنے کا فیصلہ کرلیا کہ وہ خود آگے بڑھکر ابن الاشعث کا مقابلہ کرے، اسی غرض سے وہ شامی فوج کو لیکر مقام تستر آیا مطہر بن حر العکی یا جذامی اور عبداللہ بن رمثیۃ الطائی کو اپنے آگے کیا۔ اور مطہر ہی ان دونوں جماعتوں کے افسر اعلیٰ تھے یہ دونوں سردار آتے آتے دریائے قارون تک پہونچے دوسری جانب عبدالرحمن ابن محمدؒ نے اپنے سواروں میں سے ایک دستہ علیحدہ کرکے جن کی تعداد تین سو تھی عبداللہ بن ابان الحارثیؒ کے ماتحت کردیا تھا تاکہ وہ عبدالرحمن اور اُس کی اصل فوج کے لئے بیرونی فوجی چوکی کے فرائض انجام دے۔

جب مطہر بن حر اس دستہ کے قریب پہنچا اوس نے عبداللہ بن رمثیۃ الطائی کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ نے اپنا رسالہ آگے بڑھادیا مگر اوسے شکست ہوئی۔ اور وہ واپس ہوکر عبداللہ کے پاس آگیا۔

اس جھڑپ میں اوسکے اکثر ساتھی زخمی ہوئے۔

ابو زبیر الہمدانی جو اس وقت ابن محمدؒ کے ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ ابن محمدؒ نے اپنی فوج کو اپنے پاس جمع کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ سے دریا کو عبور کرو۔

تمام لوگوں نے اپنے گھوڑے اسی مقام سے جہاں سے عبور کرنے کا حکم دیا گیا تھا دریا میں ڈالدیئے اور پلک مارتے ہی ہمارے رسالہ کے بیشتر حصہ نے دریا کو عبور کرلیا ابھی پوری فوج نے عبور بھی نہیں کیا تھا کہ ہم نے مطہر بن حر اور عبداللہ بن رمثیۃ الطائی پر حملہ کردیا اور یوم الاضحیٰ ۸۱ھ میں ہم نے ان دونوں کو شکست دی اُنپر سخت جانی نقصانات پہنچائے اور اُن کے تمام لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔

حجاج تقریر کررہا تھا کہ اس شکست کی خبر ابو کعب بن عبید بن سرجس نے اُسے دی۔ اس پر حجاج نے لوگوں سے کہا کہ آپ یہاں سے بصرہ چلئے کیونکہ وہاں فوجی صدر مرکز ہے۔

ہو رہے ہیں اور تمام ضروریات زندگی مہیا ہیں کیونکہ یہ مقام جس میں ہم مقیم ہیں اتنی بڑی فوج کے بار کو برداشت نہیں کر سکتا، حجاج نے بصرہ کا رخ کیا۔ اہل عراق کا رسالہ اُس کے تعاقب میں چلا، حجاج کی فوج والوں میں سے جس کسی کو اکا دکا یہ پاجاتے اُسے قتل کر ڈالتے اور جو کچھ اون کے پاس ہوتا اوس پر قبضہ کر لیتے۔

حجاج کی یہ کیفیت تھی کہ کسی طرف توجہ نہیں کرتا تھا بلکہ سیدھا بصرہ کا رخ کئے چلا جاتا تھا جب اوس نے زاویہ جا کر قیام کر لیا تو حکم دیا کہ محلہ کلاء میں تاجروں کے پاس جس قدر غلہ ہے اوس پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ لوگ غلہ پر قبضہ کر کے زاویہ لے آئے اور بصرہ کو اہل عراق کے لئے چھوڑ دیا اس وقت حجاج کی جانب سے حکم ابن ایوب بن الحکم بن عقیل الثقفی بصرہ کا عامل تھا۔

اب اہل عراق بصرہ میں داخل ہو گئے۔

جب ان باغیوں کے مقابلہ میں پہلی مرتبہ حجاج کو زک اوٹھانی پڑی اور اوس نے پسپائی شروع کی تو مہلب کے خط کو منگوا کر پڑھا اور کہنے لگا کہ مہلب جو ایک نہایت تجربہ کار فوجی افسر ہیں اونھوں نے ہمیں یہ مشورہ دیا تھا کہ ہم ابھی اہل عراق کی مزاحمت نہ کریں مگر افسوس ہے۔ کہ ہم نے نہ مانا۔ ابو مخنف کے علاوہ اور راویوں کا یہ بیان ہے اس زمانہ میں حکم بن ایوب بصرہ کے میر بخشی تھے اور عبداللہ بن عامر بن مسمع پولیس کے افسر اعلیٰ تھے۔

حجاج اپنی فوج کو لے کر رستقباذ میں فروکش ہوا (یہ مقام ضلع اہواز کے پرگنہ دستوی میں شامل ہے)، اور مقابلہ کے لئے فوجی انتظامات کئے، دوسری طرف ابن الاشعث نے تستر میں آکر پڑاؤ کیا۔ ان دونوں کے درمیان صرف ایک دریا حائل تھا۔

حجاج نے مطہر بن حر العکی کو دو ہزار فوج کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اِس فوج نے ابن الاشعث کی ایک چوکی پر چھاپہ مارا۔ مگر ابن الاشعث فوراً مقابلہ کے لئے جھپٹا۔ یہ واقعہ ۸۱ھ کے عرفہ کی شام کو پیش آیا، بیان کیا جاتا ہے کہ اہل عراق نے شامیوں کے پندرہ سو آدمی قتل کئے بقیۃ السیف شکست کھا کر حجاج کے پاس واپس آ گئے۔

اس روز حجاج کے پاس ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔ حجاج نے اس فوج کو تقسیم کر کے اپنے افسروں اور سرداروں کے زیر قیادت کر دیا اور اِن افسروں کو مختلف دستوں پر مقرر کر کے بصرہ کی طرف پسپائی شروع کی۔

ابن الاشعث نے اپنی فوج کے سامنے تقریر کرنا شروع کی اور کہا کہ حجاج تو کوئی چیز نہیں ہے ہم تو عبدالملک سے لڑنا چاہتے ہیں۔

بصرہ کے باشندوں کو جب معلوم ہوا کہ حجاج کو شکست ہوئی تو عبداللہ بن عامر بن مسمع نے چاہا کہ اُس کی واپسی کا راستہ روک دینے کے لئے دریا کے پل کو توڑ ڈالے مگر حکم بن ایوب نے ایک لاکھ درہم رشوت دیکر اوسے اس منصوبہ سے باز رکھا۔

جب حجاج بصرہ پہونچ گیا اوس نے ابن عامر کو بلایا اور وہ ایک لاکھ درہم واپس لے لئے

غرض کہ ابی زبیر الہمدانی کی پہلی روایت کے مطابق جب عبدالرحمٰن بن محمدؒ بصرہ میں داخل ہوا تو اوس کے ہاتھ پر حجاج کے مقابلہ میں لڑنے اور عبداللہ الملک کی اطاعت سے نکلنے کے لئے بصرہ کے تمام باشندوں نے جس میں عابد و زاہد اور ادھیڑ عمر کے تمام لوگ شریک تھے، بیعت کی۔

بنی ازد کے قبیلہ جہاضم کے ایک شخص عقبہ بن عبد الغافر نامی جو صحابی بھی تھے عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے جھپٹے اور حجاج کے خلاف لڑنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔

حجاج نے اپنے گرد خندق کھود لی۔ اور عبدالرحمٰن نے بصرہ کے چاروں طرف خندق کھودی۔

سنہ ۸۱ھ آخر ماہ ذی الحجہ میں عبدالرحمٰن بصرہ میں داخل ہوئے،

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور اسی سنہ میں ابن ابی ذئب پیدا ہوا۔

ابان بن عثمان مدینہ کے عامل تھے، عراق اور تمام دوسرے مشرقی صوبجات کا ناظم اعلیٰ حجاج بن یوسف تھا۔

اور حجاج کی جانب سے مہلب خراسان کے فوجی گورنر تھے اور اون کا بیٹا مغیرہ بن مہلب خراسان کا افسر مال تھا ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ اور عبدالرحمٰن بن اُذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔

## سنہ ۸۲ھ کے اہم واقعات

مقام زاویہ پر حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے معرکے اور اُن کی تفصیل۔

عبدالرحمن آخر ماہ ذی الحجہ ۸۱ھ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ ماہ محرم الحرام ۸۲ھ میں حجاج اور اوس کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔

ایک دن دونوں فریقوں میں شدید ترین معرکہ جدال و قتال گرم ہوا مگر آخر کار عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی۔ شامی پسپا ہو کر حجاج کے قریب آ گئے عراقی پیش قدمی کر کے اون کی خندقوں تک جا پہنچے یہاں بھی جنگ ہوئی۔ تمام قریش اور بنی ثقیف شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع پر حجاج کے آزاد غلام عبید بن موہب نے جو حجاج کا میر منشی بھی تھا یہ شعر کہا۔

فر البراء و ابن عمہ مصعب　　وفرت قریش غیر آل سعید

(براء اور اون کا چچیرا بھائی مصعب میدان جنگ سے بھاگ گئے)　　(اور سعید کے خاندان والوں کے علاوہ تمام قریش والوں نے بھی راہ فرار اختیار کی۔)

اسی طرح پھر دونوں فریقوں میں آخر ماہ محرم الحرام میں ایک اور مقابلہ ہوا اس جنگ میں عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی، شامیوں کا میمنہ اور میسرہ الٹ گیا اُن کے نیزے منتشر ہو گئے اور تمام صفیں درہم برہم ہو گئیں دشمن بڑھتے بڑھتے اوس جگہ تک پہونچ گیا جہاں کہ ہم لوگ حجاج کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

حجاج لڑائی کا یہ رنگ دیکھتے ہی اپنے دونوں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور تقریباً ایک بالشت اوس نے اپنی تلوار بھی نیام میں سے باہر کھینچ لی تھی اور کہنے لگا، کہ سخت خطرہ اور مصیبت کے وقت مصعب نے کسقدر دلیری اور بہادری ظاہر کی اللہ ہی کے لئے اُن کی خوبیاں ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ اس جملہ سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ حجاج کا ارادہ بھاگنے کا نہیں ہے میں نے اپنے والد کی جانب آنکھ ماری کہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں اوس کا خاتمہ کر دوں مگر اونھوں نے اس طرح آنکھ کا اشارہ میری جانب کیا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے سختی سے منع کرتے ہیں۔ میں خاموش ہو رہا میں نے مڑ کر دیکھا کہ سفیان بن ابرو الکلبی

نے عراقیوں پر حملہ کر کے دشمن کو اس موقع سے پیچھے ہٹا دیا ہے۔
میں نے حجاج سے کہا کہ جناب والا کو خوش خبری ہو کہ دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے اس پر حجاج نے مجھسے کہا کہ کھڑے ہو کر دیکھو۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا اور عرض کی بیشک اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہزیمت دی، پھر حجاج نے زیاد کو حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر دیکھو، زیاد کھڑے ہوئے اور دیکھکر کہنے لگے کہ بلا شبہ دشمن کو شکست ہوئی یہ سنتے ہی حجاج سجدہ میں گر پڑا۔
جب میں واپس پلٹا تو میرے باپ نے مجھے بہت کچھ برا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ تو نے تو میری اور میرے خاندان کی تباہی کا ارادہ کیا تھا۔
اس معرکہ میں عبدالرحمن بن عوسجہ ابو سفیان النہمی اور عقبہ بن عبدالغافر الازدی ثم الجہنی اُن قاریوں میں جو ایک دستہ میں کھڑے ہوئے تھے مارے گئے۔
عبداللہ بن رزام الحارثی۔ منذر بن الجارود اور عبداللہ بن عامر بن مسمع بھی مقتول ہوئے عبداللہ بن عامر کا سر حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے دیکھکر کہا کہ مجھے تو یہ خیال نہ تھا کہ ہم دونوں میں کبھی جدائی ہوگی حالانکہ اب تو ان کا سر میرے سامنے لایا گیا ہے۔
اس معرکہ میں سعید بن یحییٰ بن سعید بن العاص نے ایک شخص سے مبارزت کی اور اوسے تہ تیغ کیا اس مقتول شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا نام نصیر تھا اور یہ مفضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا آزاد غلام تھا اور دلیر شخص تھا۔ اس سے پہلے حجاج سعید کی نخوت آمیز چال پر اوسے ملامت کیا کرتا تھا مگر جب آج اوسے فوج کی صفوں کے درمیان اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ میں اب آیندہ کبھی ان کی چال کی وجہ سے اونھیں برا بھلا نہیں کہوں گا۔
طفیل بن عامر بن واثلہ بھی اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس شخص نے عبدالرحمن کے ہمراہ کرمان سے آتے ہوئے فارس میں چند شعر کہے تھے جس میں حجاج کی موت کی آرزو کی گئی تھی۔ اس کے قتل ہونے کے بعد حجاج نے کہا کہ تو نے میرے لئے ایسی بات کی تمنا کی تھی کہ خدا کے علم میں تو اُس کا زیادہ مستحق تھا۔ دنیا ہی میں اوس نے فوراً ہی تجھے تیرے کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ اور آخرت میں وہی تجھے عذاب بھی دینے والا ہے۔

دشمن نے شکست کھائی - اور عبدالرحمن نے کوفہ کا رخ کیا اور جو کوئی اُن کے ساتھ تھے وہ بھی اُن کے ساتھ ہو لیئے اسی طرح بصرہ کے جو لوگ قتو شہسوار تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے -

جب عبدالرحمن کوفہ چلے گئے تو دوسرے بصریوں نے عبدالرحمن ابن عباس ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کرلی -

عبدالرحمن بن عباس اس بصریوں کی جماعت کے ہمراہ پانچ روز تک حجاج سے اس قدر شدید جنگ کرتا رہا کہ جس کی نظیر دیکھنے کا لوگوں کو کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا مگر پھر یہ بھی پلٹا اور ابن الاشعث سے جا ملا - بصریوں کی فوج کی ایک جماعت بھی اوس کے پیچھے ہو گئی اور اوس سے جا ملی -

حریش بن ہلال السعدی متعلقہ بنی انف الناقہ جو جنگ میں مجروح ہوا تھا سفوان آیا اور زخموں کی وجہ سے مرگیا ،

اس جنگ میں زیاد بن مقاتل بن مسمع از بنی قیس بن ثعلبہ بھی کام آیا یہ شخص عبدالرحمن کے ہمراہ بکر بن وائل کے رسالہ کے دستہ اور پیدل سپاہ کا سردار تھا اوس کی بیٹی حمیدہ نے اوس پر نوحہ کرنا شروع کیا اور یہ شعر پڑھنے لگی کہ

حامی زیاد علی رایتیہ و فرجذی بنی العنبر

زیاد نے اپنے دونوں جھنڈوں کی حفاظت کی شر اور بنی العنبر کے سوار بھاگ گئے ،

بلتع السعدی نے جو بصرہ کے محلہ مربد میں گھی کی تجارت کرتا تھا حمیدہ کو یہ شعر پڑھتے سنا کہ وہ اس طرح اپنے باپ پر نوحہ کر رہی ہے اور بنی تمیم پر الزام لگا رہی ہے - بلتع نے اپنا گھی تو اپنے دوسرے ساتھیوں کے حوالے کیا اور خود اوس کے مکان کے نیچے آ کر کھڑا ہوا اور چند شعر اس کے جواب میں کہے -

بقیہ ایام ماہ محرم اور ماہ صفر کا ابتدائی زمانہ حجاج نے بصرہ میں بسر کیا اور پھر ایوب بن الحکم بن ابی عقیل کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا -

ابن الاشعث پہلے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا ، حجاج کوفہ پر عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی حرب بن امیہ کے حلیف کو اپنا قائمقام مقرر کر کے آیا تھا ،

ایک روایت کے مطابق چار ہزار شامی فوج عبدالرحمٰن کے پاس تھی اور دوسری روایت میں مذکور ہے کہ ان کی تعداد صرف دو ہزار تھی۔

اس زمانہ میں حنظلہ بن الورّاد متعلقہ بنی ریاح بن یربوع التمیمی اور ابن عتاب ابن ورقاء مدائن کے حاکم تھے۔ اور مطر بن ناجیۃ الیربوعی ہتیم کو توالی تھے مطر کو جب عبدالرحمٰن کا حال معلوم ہوا تو یہ بھی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے ابن الحضرمی ان کے مقابلہ کے لئے قلعہ بند ہو گئے تمام اہل کوفہ نے مطر بن ناجیہ کے ہمراہ ابن الحضرمی اور انکی شامی فوج پر دھاوا کر دیا اور ان کا قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ مگر پھر اس شرط پر مطر نے ابن الحضرمی سے صلح کر لی کہ وہ قلعہ سے نکل جائے اور قلعہ کو اس کے حوالے کر دے۔

ابن الحضرمی نے اس شرط کو مان لیا اور صلح کر لی۔

یونس بن ابی اسحٰق بیان کرتا ہے کہ میں نے شامیوں کو قلعہ پر سے کھجور کے درخت کے تنے کی سیڑھی کے ذریعہ اُترتے ہوئے دیکھا۔ قلعہ کا دروازہ مطر بن ناجیہ کے داخل ہونیکے لئے کھول دیا گیا۔ دروازہ پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور اس ہجوم میں مطر گھر گیا، مطر نے اپنی تلوار میان سے باہر نکالی اور شامیوں کے خچروں کی ایک ٹولی کو جو قلعہ سے نکل رہے تھے ہلاک کیا اور اس طرح راستہ نکال کر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ تمام لوگ اوس کے پاس جمع ہو گئے اور اوس نے دو دو سو درہم انھیں دیئے۔

یونس کہتے ہیں کہ میں نے مطر کو روپیہ تقسیم کرتے ہوئے دیکھا ابو سقر بھی اُن لوگوں میں تھے جنھیں روپیہ دیا گیا تھا۔

ابن الاشعث شکست کھا کر کوفہ کی طرف آیا اور دوسرے لوگ بھی اُسکے ساتھ کوفہ آگئے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمٰن اور حجاج کے درمیان دیر جاجم کی جنگ ہوئی واقدی کہتے ہیں کہ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں یہ جنگ ہوی۔ اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ۸۳ھ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔

## حجاج اور ابن الاشعث کی دیر جاجم پر جنگ اور اوسکے واقعات کا تفصیلی بیان

ابو الزبیر الہمدانی ثم الارحبی بیان کرتے ہیں کہ پہلی جنگ میں مجھے کچھ زخم آئے تھے

جب ہم کوفہ پہنچے ہیں تو میں ابن الاشعث کے ہمراہ تھا۔

جب ابن الاشعث کوفہ کے قریب پہنچ گئے تو اہل کوفہ ان کے استقبال کو آئے اور زبارا کے پل کو عبور کرنے کے بعد اہل کوفہ نے انکا استقبال کیا جب ابن الاشعث بھی ان کے قریب پہنچ گئے تو مجھ سے کہنے لگے کہ چونکہ آپ زخمی ہیں میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ پہلی ہی مرتبہ اہل کوفہ زخمی سے ملیں اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو راستہ سے ذرا ہٹ جائیں چنانچہ میں راستہ سے ایک طرف کو ہو گیا اور اہل کوفہ آ پہنچے جب ابن الاشعث کوفہ میں داخل ہو گئے تو بلا استثنا تمام باشندے ان کے پاس آئے مگر سب سے پہلے بنی ہمدان اُن کے پاس آئے عمرو بن حریث کے مکان کے قریب لوگوں نے ابن الاشعث کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

بنی تمیم کے کچھ لوگ البتہ ایسے تھے جو مطر کے پاس پہنچے اور اوس کی حمایت و حفاظت میں ابن الاشعث سے لڑنے کے لئے تیار ہوئے مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں اُن کی پیش نہ گئی۔

عبدالرحمن نے سیڑھیاں منگوائیں۔ قلعہ کی دیواروں پر نصب کیں لوگ قلعہ پر چڑھ گئے اور مطر کو گرفتار کر لائے۔

مطر نے عبدالرحمن سے درخواست کی آپ مجھ پر رحم کریں اور مجھے قتل نہ کریں کیونکہ میں آپکے تمام شہسواروں میں افضل ہوں اور جنگ کے موقع پر اُن سب سے زیادہ کارآمد ہوں۔

عبدالرحمن نے مطر کو قید کر دیا مگر بعد میں معافی دیدی اور رہا کر دیا۔

مطر نے عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بصری بھی عبدالرحمن کے پاس آ گئے۔

اوسی محرم میں وہ تمام فوجیں جو بیرونی چوکیوں اور سرحدی ناکوں پر متعین تھیں وہ بھی عبدالرحمن کی طرفدار ہو گئیں اور اُن کے پاس چلی آئیں۔

اہالی بصرہ میں سے جو لوگ عبدالرحمن کے پاس آئے تھے ان میں عبدالرحمن بن العباس ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا اس شخص نے اسی جنگ میں شہرت حاصل کی اور ابن الاشعث کے کوفہ چلے آنیکے بعد تین دن تک حجاج سے بصرہ میں لڑتا رہا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اعدی الرحمن کو ہلاک کرے اوسنے تو راہ فرار اختیار کی اور قریش کا ایک لونڈا اس کے بعد تین دن تک لڑتا رہا۔

حجاج نے بصرہ سے خشکی کے راستہ کوچ شروع کیا۔ قادسیہ اور عذیب کے درمیان گذرا مگر دشمن نے اُسے قادسیہ پر پڑاؤ کرنے سے روکا۔ ابن الاشعث نے عبدالرحمن بن العباس کو کوفہ اور بصرہ کے سواروں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ حجاج کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا اور اس فوج نے حجاج کو قادسیہ پر ٹھہرنے نہیں دیا۔

عراقی بھی حجاج کے ساتھ ساتھ بڑھتے گئے۔ اور وادی سباع کی طرف بڑھے پھر دونوں فوجوں نے ساتھ ساتھ کوچ شروع کیا۔ حجاج نے دیر قرۃ[1] پر آکر پڑاؤ کیا اور عبدالرحمن بن العباس نے دیر جماجم پر ڈیرے ڈالے پھر ابن الاشعث بھی دیر جماجم آگئے۔ اور حجاج دیر قرۃ پر مقیم تھا۔

بعد میں حجاج کہا کرتا تھا کہ کیا یہ بات سچ نہیں کہ جب کبھی ابن الاشعث مجھے دیکھتا تھا تو وہ پرندوں کو اُڑا کر میرے متعلق شگون لیا کرتا تھا۔ میں دیر قرۃ پر فروکش ہوا اور ابن الاشعث نے دیر جماجم پر قیام کیا۔

تمام کوفی۔ بصری۔ کوفہ اور بصرہ کے قرّا اور وہ فوجیں جو مختلف چوکیوں اور سرحدی علاقہ میں متعین تھیں۔ دیر جماجم پر یکجا ہوگئیں اور سب کی سب حجاج کے خلاف لڑنے پر تلی ہوئی تھیں۔ اس مخالفت کی وجہ صرف حجاج کی ذات تھی جس سے یہ تمام لوگ بغض و عداوت رکھتے تھے اور نفرت کرتے تھے۔

صرف اُس فوج کی تعداد جسے باقاعدہ تنخواہیں ملتی تھیں ایک لاکھ تھی۔ اور اسی قدر آزاد غلام اُن کے ہمراہ تھے۔

دیر قرۃ پر فروکش ہونے سے پہلے ہی حجاج کی امداد کے لئے عبدالملک کی فرستادہ امدادی فوج پہنچ چکی تھی اس مقام پر قیام کرنے سے پہلے حجاج کا ارادہ یہ تھا کہ وہ ہیت اور ملک جزیرہ کی جانب چلا جاوے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ میں شام اور جزیرہ کے قریب رہوں تاکہ شام سے امدادی فوجیں جلد جلد اُسے پہونچتی رہیں اور ملک جزیرہ کے سامانِ خوراک کی ارزانی اور افراط سے وہ متمتع ہوتا رہے۔

مگر دیر قرۃ پہونچکر حجاج کہنے لگا کہ اس مقام سے بھی امیرالمومنین سے بعید نہیں ہے علاوہ بریں

---

[1] قرۃ سکون اور اطمینان کو کہتے ہیں اور جماجم جمع ہے جمجمہ کی جس کے معنے کاسۂ سر کے ہیں۔

خلا لیج اور عین التمر بھی ہمارے قریب ہی واقع ہیں۔ غرض کہ پھر اسی مقام پر اُس نے پڑاؤ کر دیا۔

ابن الاشعث اور حجاج دونوں نے اپنی اپنی فوجوں کے گرد خندق کھودلی اور مورچے لگادیئے دونوں فریق اپنی خندقوں سے نکل نکل کر جنگ کرتے تھے اور جب ایک فریق اپنی خندق کو آگے بڑھاتا تھا تو دوسرا بھی اُسے دیکھکر اپنی خندق آگے بڑھاتا تھا۔ غرض کہ اسی طرح دونوں مقابل فوجوں میں روز بروز معرکۂ جدال وقتال زیادہ سخت ہوتا جارہا تھا۔

جب اس کیفیت کی اطلاع اہل شام اور قریش کے سربرآوردہ لوگوں کو ہوئی تو وہ اور دوسرے موالی عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر حجاج کی موقوفی سے اہل عراق خوش ہو جائیں تو ہمارے خیال میں حجاج کا برطرف کردینا اُنسے لڑنے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے، اس لئے جناب والا حجاج کو عراق کی گورنری سے برطرف کردیجئے۔ اہل عراق پھر سابق کی طرح آپ کے مطیع وفرماں بردار ہو جائیں گے اور ہماری اور اُن کی جانیں بھی سلامت رہیں گی۔

عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو جو اُس وقت موصل میں تھا بلا بھیجا۔ یہ دونوں اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ دربار امارت میں حاضر ہوئے عبدالملک نے انھیں حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور اہل عراق کے سامنے یہ بات پیش کرو کہ ہم حجاج کو برطرف کرتے ہیں اور تمھیں بھی اسی طرح باقاعدہ وظیفے ملا کریں گے جس طرح کہ شامیوں کو ملتے رہیں ابن الاشعث عراق کے جس شہر کو پسند کریں وہاں چلے جائیں اور جب تک وہ زندہ رہیں اور میں خلیفہ ہوں وہ اُس شہر کے حاکم رہیں گے، اگر اہل عراق ان شرائط کو قبول کرلیں تو حجاج کو موقوف کردیا جائے۔ اور اسکی جگہ محمد بن مروان عراق کے گورنر ہوں اور اگر عراقی ان مراعات کو نامنظور کردیں تو پھر حجاج ہی اہل شام کی جماعت کا افسر رہے اور وہی مہمات جنگ کا انصرام کرتا رہے، اور پھر تم دونوں بھی اُس کے ماتحت رہنا اور اُس کے احکام کی تعمیل کرنا۔

اس سے زیادہ نازک اور تکلیف دہ موقع حجاج کو کبھی عمر بھر میں پیش نہیں آیا تھا کیونکہ اُسے ڈر لگا ہوا تھا کہ مبادا اہل عراق ان تجاویز پر لبیک کہدیں تو میں اونچی ولایت سے علاحدہ کردیا جاؤں گا انھیں خطرات کی بنا پر اُس نے عبدالملک کو لکھا

کہ اگر آپ نے میری برطرفی کا معاملہ اہل عراق کے سپرد کر دیا تو یہ اس وقت تو خاموش ہو جائینگے مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپکے خلاف کارروائی کرنے کی انھیں اور بیش از بیش جرأت ہو گی، کیا جناب والا کو معلوم نہیں کہ عراقی اشتر کے ہمراہ ابن عفانؓ پر چڑھ دوڑے اور جب اُن سے پوچھا گیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو تو انھوں نے سعید بن العاص کی برطرفی کا مطالبہ کیا، مگر اس مطالبہ کے پورا ہونے کے بعد ابھی ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ یہ لوگ پھر ابن عفانؓ پر چڑھ دوڑے اور انھیں قتل کر ڈالا۔

آپ اسے خوب سمجھ لیں کہ فولاد ہی لوہے کو نرم کرتا ہے جو کچھ جناب والا نے سوچا ہے خدا کرے کہ اس میں بھلائی ودیعت ہو، والسلام۔

مگر اس خط نے عبدالملک کے فیصلہ پر کچھ اثر نہیں ڈالا۔ اور چونکہ وہ لڑائی سے بچنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے سابقہ تجویز پر عمل درآمد کر لینے کا تصفیہ کر دیا۔

جب عبدالملک کا بیٹا اور بھائی دونوں حجاج کے پاس آ گئے تو عبداللہ ابن عبدالملک نے میدان میں نکل کر اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا کہ میں عبداللہ امیرالمومنین کا بیٹا ہوں اور امیرالمومنین آپ کو یہ مراعات دینا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد محمدؒ بن مروان نے بڑھ کر کہا کہ میں امیرالمومنین کا قاصد ہوں جسے انھوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور پھر وہی مراعات اور تجویزیں اُن کے سامنے پیش کیں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

عراقیوں نے کہا کہ آج شب کو ہم واپس جا کر مشورہ کریں گے اور پھر اسکا جواب دینگے۔

چنانچہ بلااستثنا تمام اہل عراق رات کے وقت ابن الاشعث کے پاس اُن شرائط پر غور و خوض کرنے کے لئے جمع ہوئے، ابن الاشعث تقریر کرتے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا کہ تمھیں آج ایک ایسا موقع ملا ہے کہ فوراً اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اگر اس بہترین موقع کو ہاتھ سے جانے دیا تو مجھے خوف ہے کہ اہل الرائے کل اس پر کف افسوس و حسرت ملیں گے، آج ہمارے اور تمھارے دشمنوں کے درمیان برابری پر فیصلہ ہو رہا ہے، اگر آپ لوگوں کو جنگ زاویہ میں نقصان اٹھانا پڑا تو جنگ تستر میں آپ کے دشمن سخت نقصان برداشت کر چکے ہیں۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو شرائط آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں آپ فوراً اونھیں قبول کرلیں ۔ اخلاقی نقطۂ نظر سے اس وقت آپ ہی کی حالت اُن سے زیادہ اچھی ہے اور آپ ہی لوگ غالب اور فتح مند تسلیم کئے جاتے ہیں ۔ آپ کے دشمن آپ سے خوف زدہ ہیں آپ اونھیں نقصان پہونچا چکے ہیں ۔ اس لئے اگر آپ نے اِن شرائط کو اس وقت قبول کرلیا تو پھر تا بہ حیات آپ ہی انپر دلیر رہیں گے اور آپ ہی کی بات اُن کے مقابلہ میں وزنی رہے گی ۔

اِس پر ہر جانب سے لوگ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اونھیں تباہ و برباد کر دیا ہے، قحط ۔ تنگی، افلاس، بھوک ۔ قلت سامان خوراک اور ذلت اُن کے قرین ہے، ہم تعداد میں زیادہ مرفہ الحال ہیں ہمارے پاس سامان خوراک کثرت سے موجود ہے ۔ ہم کبھی اِن شرائط کو قبول نہیں کریں گے اور اِس کے بعد اب پھر دوسری مرتبہ اونھوں نے عبد الملک سے اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کیا ۔

عبد اللہ بن ذواب السلمی اور عمیر بن تیجان نے سب سے پہلے اُٹھ کر عبد الملک سے اپنی بغاوت کا اعلان کیا ۔ بلکہ اس مرتبہ اِن کے اس ارادۂ بغاوت میں فارس کے مقابلہ میں اور بھی استحکام اور تاکید کا اظہار ہوا ۔

محمد بن مروان اور عبد اللہ بن عبد الملک حجاج کے پاس آئے ۔ اور کہا کہ آپ جائیں اور آپ کی فوج آپ کو اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا پورا پورا اختیار ہے کیونکہ ہمیں بارگاہ خلافت سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں ۔

اس پر حجاج نے کہا کہ میں نے آپ حضرات سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ ابن الاشعث کی اس بغاوت کا اصلی مقصد آپ کے خاندان کو برباد اور تباہ کرنا ہے ۔ پھر اس کے بعد حجاج نے کہا کہ میں جو اپنی جان اس جنگ میں کھپا رہا ہوں یہ آپ ہی لوگوں کی خاطر ہے، جو کچھ عروج اور اقتدار مجھے حاصل ہے یہ حقیقت میں آپ ہی کا ہے ۔

یہ دونوں سردار جب حجاج سے ملتے تھے تو اُسے امیر کے خطاب کے ساتھ سلام کرتے تھے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خود حجاج بھی دونوں سرداروں کو امیر کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا ۔

غرض کہ اُن دونوں نے جنگ کا تمام انتظام اور ذمہ داری حجاج ہی کے سپرد کردی اور حجاج جنگ کا افسر اعلیٰ ہوگیا۔
محمد بن السائب کہتے ہیں کہ جب تمام لوگ مقام دیر جاجم پر جمع ہوگئے تو میں نے سنا کہ عبدالرحمٰن بن محمد کہہ رہے تھے۔ کہ بنی مروان کی نسبت عار دلانے کے لئے زرقاء کی طرف کیجاتی ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ یہی ان کا صحیح ترین نسب ہے باقی رہے بنی العاص تو یہ صفوریہ کے کفار میں سے ہیں۔ اب اگر امارت کے دعوے کے لئے قریش کھڑے ہوں تو میں نے انھیں بالکل نامرد ہی بنادیا ہے اور اُن کا تمام کس بل نکال لیا ہے۔ اور اگر عرب اس کے مدعی ہوں تو میں اسکا مستحق ہوں میں ابن الاشعث بن قیس کا فرزند ہوں۔
ان الفاظ کو اُس نے بلند آواز سے ادا کیا تاکہ سب لوگ سن لیں،
اب دونوں فریق جنگ کے لئے بڑھے۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو میسرہ پر عمارۃ بن تمیم اللخمی کو، رسالہ پر سفیان بن ابرد الکلبی کو اور پیدل سپاہ پر عبدالرحمٰن بن حبیب الحکمی کو سردار مقرر کیا،
اسی طرح ابن الاشعث نے اپنے میمنہ پر حجاج بن جاریۃ الخثعمی کو، میسرہ پر ابرد بن قرۃ التمیمی کو، رسالہ پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث الہاشمی کو پیدل سپاہ پر محمد بن سعد بن ابی وقاص کو اپنے آہن پوش رسالہ پر عبداللہ ابن رزام الحارثی کو اور قاریوں کی جماعت پر جبلۃ بن زہر بن قیس الجعفی کو سردار مقرر کیا
ابن الاشعث کے ہمراہ پندرہ قریشی بھی تھے جن میں عامر الشعبی سعید بن جبیر، ابوالبختری الطائی، اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی شامل تھے۔
غرض کہ روزانہ دونوں فوجوں میں معرکۂ جدال وقتال گرم ہونے لگا، عراقیوں کو کوفہ اور اُس کے مضافات سے تمام ضروریات زندگی برابر پہونچ رہی تھیں اور وہ بڑے مزے میں زندگی بسر کررہے تھے بلکہ بصرہ والے بھی انھیں امداد پہونچا رہے تھے برخلاف اس کے شامی نہایت بری حالت میں تھے۔ اُنھیں ہر چیز نہایت گراں قیمت پر ملتی تھی، سامان خوراک کی قلت تھی۔ اور گوشت تو بالکل مفقود ہی ہوگیا تھا۔ انکی حالت گویا محصورین کی سی تھی۔
مگر ان تمام مشکلات اور تکالیف کے باوجود شامی نہایت ثابت قدمی اور شجاعت کیساتھ

اپنے دشمنوں سے صبح و شام نہایت ہی خونریز و شدید جنگ کرتے رہتے تھے۔
کبھی حجاج اپنی خندق کو دشمن کے قریب بڑھاتا تھا تو دوسری مرتبہ اہل عراق اپنی خندق آگے بڑھاتے تھے۔ غرض کہ اس روز تک جس میں جبلۃ بن زحر مقتول ہوئے ہیں۔ لڑائی کا یہی رنگ رہا۔
ایک روز حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو جو ایک شجاع جنگ میں ثابت قدم رہنے والا اور بڑا رعب و دبدبہ کا سردار تھا۔ اور جس کے دستہ فوج کا نام قرا ونکا دستہ تھا دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ دستہ دشمن پر متواتر حملے کرتا رہتا تھا۔ اور ہر حملہ میں پوری داد مردانگی و شجاعت دیتا تھا او راسی وجہ سے اس دستہ نے خاص شہرت اور نام آوری حاصل کی۔
حسب قاعدہ ایک روز دونوں فوجیں جنگ کے لئے معرکۂ کارزار میں آئیں حجاج نے اپنی فوج کو باقاعدہ جنگ کی ترتیب میں تقسیم کر کے دشمن پر حملہ کیا۔
اسی طرح محمدؐ نے اپنی فوج کی آگے پیچھے سات صفیں قائم کیں،
حجاج نے قرّا کے اس دستہ پر حملہ کرنے کے لئے جس کی قیادت جبلۃ بن زحر کر رہے تھے اپنی فوج کے تین دستے تیار کئے اور ان پر جراح بن عبداللہ الحکمی کو سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں بھیجا۔ یہ تینوں دستے جبلۃ بن زحر کے دستہ کے سامنے بڑھے۔
ایک شخص جو رسالہ کے ان تینوں حملہ کرنے والے دستوں میں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ جبلۃ اور اس کے ایک دستہ پر ہمارے ہر دستہ نے باری باری تین حملے کئے مگر ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

اسی سنہ میں مغیرہ بن مہلب نے خراسان میں انتقال کیا، مغیرہ اپنے باپ کی جانب سے مرو کے تمام علاقہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ رجب ۸۲ھ میں انھوں نے انتقال کیا۔
مغیرہ کی خبر مرگ یزید اور مہلب کی فوج والوں کو معلوم ہوئی۔ فوج تو چاہتی نہ تھی کہ مہلب کو یہ خبر سنائی جائے مگر یزید چاہتا تھا کہ انھیں کسی طرح معلوم ہو جائے۔ اسلئے اس نے عورتوں کو نوحہ و بکا کرنے کا حکم دیا۔ جب عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کیا تو مہلب نے وجہ دریافت کی، لوگوں نے مغیرہ کی موت کی خبر سنائی۔ مہلب نے انا اللہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور اس قدر سخت رنج اونھیں ہوا کہ وہ اپنے جذبات کو چھپا نہ سکے اس پر اون کے بعض خاص دوستوں نے اونھیں برا بھلا بھی کہا۔
مہلب نے یزید کو بلایا اور حکم دیا کہ تم مرو جاؤ۔ مہلب کی یہ حالت تھی کہ بیٹے کو

انتظام حکومت کے متعلق ہدایات دیتے جاتے تھے اور قطرہائے اشک سے اُن کی ڈاڑھی شبنم زار بنی ہوئی تھی۔

حجاج نے مہلب کو مغیرہ کی موت کی وجہ سے تعزیت کا خط لکھا، مغیرہ ایک نہایت عمدہ سردار تھا۔

جس روز مغیرہ کا انتقال ہوا ہے اُس روز مہلب نے دریائے جیحون کے اُس پار مقام کش پر فوج کشی کر رکھی تھی۔

غرض کہ یزید ساٹھ یا بعض کہتے ہیں کہ ستر سواروں کے ساتھ مرو روانہ ہوا، یزید کے ہمراہیوں میں جماعۃ بن عبدالرحمٰن العتکی۔ عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری دینار السجتانی ہیثم بن منخل الجرموزی، غزوان الاسکاف مقام زم کا رئیس (یہ شخص مہلب کے ہاتھ پہ اسلام لایا تھا اور عتیک کا آزاد غلام عطیہ بھی تھے۔) ایک لق و دق ریگستان میں پانسو ترکوں کی ایک جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا۔

ترکوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم تو تاجر ہیں، ترکوں نے کہا کہ مال تجارت کہاں ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے آگے روانہ کر دیا ہے، اُس پر انھوں نے کہا کچھ ہمیں بھی دو۔

یزید نے تو دینے سے بالکل انکار کر دیا، مگر جماعۃ نے کچھ کپڑے اور باریک ململ کے تھان اور ایک کمان اُن کی نذر کی۔ اور ترک اُسے لیکر واپس پلٹ گئے، مگر پھر انھوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور اُن پر واپس پلٹ کر آئے، اس پر یزید نے کہا کہ میں تو اِن کی عادت سے پہلے ہی سے خوب واقف تھا۔

غرض کہ دونوں فریقوں میں نہایت ہی شدید جنگ شروع ہوئی، یزید ایک ایسے ٹٹو پر سوار تھا جو بالکل زمین سے لگا ہوا تھا، اس کے ہمراہ ایک خارجی تھا جسے یزید نے گرفتار کیا تھا۔

اس خارجی نے یزید سے رحم کی درخواست کی۔ یزید نے درخواست منظور کر لی اور اُسے آزادی دیدی۔ یزید نے اُس سے پوچھا ہی تھا کہ کہو کیا ارادہ ہے کہ اُس خارجی نے ترکوں پر حملہ کر دیا اور اُن میں جا گھسا اور پھر ان کے پیچھے سے نکل کر آیا تو معلوم ہوا کہ اُس نے ایک ترک کو موت کے گھاٹ اوتار دیا تھا۔ اُس کے بعد

اس نے دوبارہ حملہ کیا اور ان میں جا گھسا اور ایک ترک کو قتل کر کے ان کے سامنے نکل آیا۔ اور پھر یزید کے پاس واپس آیا۔

اس معرکہ میں یزید نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا اور خود یزید کی پنڈلی میں ایک تیر آکر لگا اب ترکوں کا جوش و خروش اور جنگ میں اُن کی دلیری اور بڑھ گئی، ابو محمد الزمی نے راہ فرار اختیار کی مگر یزید برابر اُن کے مقابلہ پر جما رہا اور آخر کار ترک علیحدہ ان کے آڑ آ گئے اور کہنے لگے کہ بیشک ہم نے آپ سے بدعہدی کی مگر آپ اُس وقت تک میدان جنگ سے واپس نہیں پلٹ سکتے جب تک ہم میں کا آخری شخص بھی اپنی جان نہ دیدے یا جب تک کہ تم سب لوگ کام نہ آ جاؤ یا یہ کہ آپ ہمیں کچھ مال اور دیجئے تو ہم واپس چلے جائیں،

یزید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ایک حبہ نہیں دونگا مگر مجاعہ نے اُس سے عرض کی کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دلا کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی جان پر رحم کریں اور آج اسے موت کے بھینٹ نہ چڑھاویں۔ مغیرہ پہلے ہی مر چکے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کو اُن کی موت کا کس قدر صدمہ اٹھانا پڑا ہے اور اُن کی کیا حالت ہوئی ہے

یزید نے کہا مغیرہ کی جتنی زندگی مقدر تھی وہ انھوں نے پوری کی اور میں بھی اپنی زندگی سے زیادہ ایک منٹ زندہ نہیں رہوں گا۔

مگر پھر بھی مجاعہ نے اپنا زرد رنگ کا عمامہ ترکوں کی طرف پھینک دیا۔ ترک اُسے اٹھا کر چلتے ہوئے۔

اب ابو محمد الزمی کچھ شہسواروں اور سامان خوراک کو لے کر واپس آئے۔ یزید نے اُن سے کہا کہ آپ تو ہمیں دشمن کے نرغہ میں تباہ ہونے کے لئے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس پر ابو محمد نے عرض کیا کہ میں اس غرض سے گیا تھا کہ امدادی فوج اور سامان خوراک آپ کے لئے لے آؤں۔

اسی سنہ میں مہلب نے اہل کش سے کچھ تاوان لیکر صلح کر لی اور مرو کے ارادہ سے واپس پلٹے۔

## مہلب کی کش سے مراجعت
## اور
## اُس کے اسباب و تفصیل

مہلب بنی مضر کے بعض لوگوں کو کسی الزام کی وجہ سے قید کر کے "کش" سے

واپس چلا گیا اور کسی شخص کو اُن پر اپنے بعد متعین کر دیا خزاعۃ کے آزاد غلام حُریث بن قطبیہ کو بھی اپنا قائم مقام بنا دیا اور اُسے حکم دیا کہ ترکوں سے جب تم تاوان وصول کر لو تب اُنکے یرغمال جو تمھارے پاس ہیں اونھیں واپس کر دینا۔

مہلب نے دریائے جیحون کو عبور کر کے بلخ میں آ کر قیام کیا اور یہاں سے حریث کو خط لکھا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ جب تم دشمن کے یرغمال اُن کے حوالے کر دو گے وہ تم پر پھر بھی غارت گری کریں گے اس لئے تاوان لینے کے بعد بھی تم اُنھیں رہائی نہ دینا۔ البتہ جب بلخ پہونچ جاؤ تب اُنھیں واپس کر دینا۔

حریث نے ملک کش سے کہا کہ مجھے مہلب نے ایسا حکم دیا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم فوراً ہمارا مطالبہ ادا کر دو۔ میں تمھارے یرغمال تمھارے حوالے کر دونگا اور اُن سے جا کر کہد ونگا کہ آپ کا خط میرے پاس اس وقت پہونچا جب کہ میں اپنا مطالبہ وصول کر کے اُن کے یرغمال اُنھیں واپس دے چکا تھا۔

چنانچہ بادشاہ کش نے فوراً ہی رقم تاوان ادا کر دی اور حریث نے یرغمال اُسکے حوالے کر دیے اور بلخ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اثنائے راہ میں اُنھیں ترکوں نے جن سے پہلے یزید کا مقابلہ ہو چکا تھا اب یہ مطالبہ پیش کیا کہ جسطرح یزید نے اپنی جان کا فدیہ ہمیں دیا تھا اسی طرح آپ بھی اپنا اور اپنے ساتھیوں کی جان کا فدیہ ہمارے حوالے کیجئے۔

حریث نے فدیہ دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اپنی ماں کا بیٹا نہیں بلکہ یزید کی ماں کا بیٹا ہوں گا۔

اس پر ترکوں اور حریث میں جنگ ہوی۔ حریث نے اکثر کو تو قتل کر ڈالا اور بعض کو قید کر لیا۔ دوسرے ترکوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا مگر حریث نے اُن پر احسان رکھکر اُنھیں چھوڑ دیا اور رقم فدیہ بھی واپس کر دی، مہلب کو جب معلوم ہوا کہ حریث نے ترکوں کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ اگر میں فدیہ دوں تو اس وقت گویا مجھے یزید کی ماں نے جنا ہو۔ اُنھیں بہت بُرا معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اب اُس کی یہ شان ہو گئی ہے کہ اپنے عزیز قریب کا بیٹا بننے میں اُسے عار ہے۔

حریث بلخ آ گیا۔ مہلب نے دریافت کیا کہ دشمن کے وہ یرغمال کہاں ہیں۔ حریث نے

کہا کہ میں نے تاوان لیکر انھیں رہا کر دیا۔ مہلب نے پوچھا کہ کیا میں نے اپنے خط کے ذریعہ سے تمھیں اُن کے رہا کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا۔

حریث نے کہا آپ کا خط اس وقت مجھے موصول ہوا جب کہ میں انھیں رہا کر چکا تھا، اور آپ کو جو خطرہ تھا میں اُس سے محفوظ رہا۔

اس پر مہلب نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اب مجھے ساری حقیقت معلوم ہو چکی ہے تم نے ترکوں اور اُن کے بادشاہ کے پاس رسوخ حاصل کرنے کے لئے میرے خط سے اُسے آگاہ کر دیا۔

مہلب نے حکم دیا کہ حریث کو برہنہ کیا جائے۔ جب حریث برہنہ ہونے سے بہت گھبرایا تو مہلب کو یہ خیال ہوا کہ شاید یہ مبروص ہے اُسے ننگا کرایا اور تیس درے اُسے لگوائے۔

چونکہ اپنا برہنہ ہونا اُسے نہایت ناگوار ہوا تھا اس لئے حریث نے کہا کہ بجائے تیس کے چاہے تین سو کوڑے آپ نے میرے لگائے ہوتے مگر مجھ برہنہ نہ کیا ہوتا اور قسم کھائی کہ میں مہلب کو قتل کرڈالوں گا۔

ایک روز مہلب اور حریث گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے تھے، حریث مہلب کے پیچھے تھا اُس کے ساتھ اوس کے دو غلام بھی تھے۔ حریث نے انھیں مہلب کو قتل کرڈالنے کا حکم دیا۔ ایک نے تو صاف انکار کیا اور وہاں سے واپس پلٹ گیا، اور جب ایک چلا گیا تو دوسرا غلام تنہا ہونے کی وجہ سے مہلب پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرسکا۔

حریث نے مکان واپس آکر اپنے غلام سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

غلام نے عرض کیا حضور صرف آپ کی خاطر نہ اپنی جان کی خاطر، کیونکہ میں خوب جانتا تھا کہ اگر میں نے مہلب کو قتل کرڈالا تو آپ بھی مارے جائیں گے اور میں بھی مارا جاؤں گا مگر مجھے اپنی جان کی تو پرواہ نہ تھی صرف آپ کا خیال تھا، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس فعل کا خمیازہ صرف مجھ ہی کو بھگتنا پڑے گا تو میں ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔ اور مہلب کو قتل کرڈالتا۔

حریث نے مہلب کے پاس آنا جانا ترک کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے درد اور تکلیف ہے، مگر مہلب کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ حریث جھوٹ موٹ کے لئے بیمار

بنا ہے اور وہ مجھے دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے۔

مہلب نے ثابت بن قطبہ سے کہا کہ تم اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں اُنھیں اپنے بیٹوں کے مثل سمجھتا ہوں۔ جو سزا میں نے اُسے دی تھی وہ محض بغرض اصلاح اور تادیبا تھی بسا اوقات خود اپنے بیٹوں کو میں نے تادیبا مارا پیٹا ہے۔

ثابت اپنے بھائی کے پاس آیا۔ اُسے قسمیں دلائیں اور کہا کہ مہلب کے پاس چلو، حریث نے جانے سے انکار کیا اور مہلب کی جانب سے اپنے خوف کا اظہار کیا، اور کہنے لگا کہ بخدا جو سلوک اُنھوں نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے بعد میں نہ تو کبھی اُن کے پاس جاؤنگا اور نہ اُن پر بھروسا کروں گا اور نہ خود وہ مجھ پر اعتماد کریں گے۔

اُس کے بھائی ثابت نے جب اُس کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو کہا کہ اگر تمھاری یہی رائے ہے تو بہتر ہے کہ تم ہمیں لیکر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس چلے چلو۔ ثابت کو یہ خوف پیدا ہوا کہ حریث ضرور مہلب پر قاتلانہ حملہ کرے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم سب مارے جائیں گے۔

غرض کہ یہ دونوں بھائی اپنے تین سو طرفداروں اور دوسرے ان عربوں کو لیکر جو اپنی اپنی جماعتوں سے بھاگ کر اون میں آملے تھے موسیٰ کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے

## اسی سنہ میں مہلب بن ابی صفرہ نے انتقال کیا

## مہلب کی وفات اور جائے وفات کا بیان

مہلب کش سے مرو آرہے تھے۔ چلتے چلتے مقام زاغول متعلقہ علاقہ مرو الروذ پر جب پہونچے۔ تو کچھ لوگوں کے بیان کے مطابق اُن کے منہ میں سواک لگی جس سے زخم ہوگیا یا دوسرے لوگوں کے بیان کے مطابق کانٹا لگا۔

بہرحال جب اُن کی حالت نازک ہوئی تو مہلب نے اپنے بیٹے حبیب اور دوسرے بیٹوں کو جو وہاں موجود تھے اپنے پاس بلایا۔ سرکنڈے منگوائے اور وہ سب ایک گٹھے کی شکل میں باندھ دیئے گئے۔ مہلب نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ کیا ان سرکنڈوں کو تم اس اجتماعی حالت میں توڑ سکتے ہو۔ سب نے کہا کہ نہیں۔ پھر مہلب نے پوچھا کہ اگر انھیں علیحدہ علیحدہ کردیا جائے تب توڑ سکتے ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا بے شک۔

اس پر مہلب نے کہا کہ بس بعینہ یہی مثال جماعت کی ہے، میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو صلۂ رحم کرو کیونکہ اس سے عمر بڑھتی ہے اور جان و مال کی زیادتی ہوتی ہے۔ تفریق سے بچتے رہنا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ آخرت میں دوزخ ہے اور دنیا میں ذلت و کمزوری ہے، آپس میں دوستی اور میل ملاپ رکھنا، اپنے مقصد کو متحد کرنا۔ اور اختلاف کو گنجائش نہ دینا۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے رہنا۔ اس سے تمھاری حالت درست رہیگی۔ جب حقیقی بھائیوں میں اختلاف ہوجاتا ہے تو علاتی بھائیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ تم پر ایک دوسرے کی اطاعت اور آپس میں اتحاد رکھنا فرض ہے۔ تمھارے افعال ہمیشہ تمھارے اقوال سے افضل رہیں کیونکہ میں ایسے ہی شخص کو پسند کرتا ہوں جسکے کام اُسکے دعووں سے زیادہ ہوں۔ ایسی باتوں سے ہمیشہ بچتے رہنا جس کی وجہ سے تمھیں جواب دہ ہونا پڑے اور ہمیشہ اپنی زبان کو لغزشوں سے بچانا۔ یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کا پاؤں پھسل جائے تو وہ سنبھل سکتا ہے مگر جس کی زبان اُس کے قابو میں نہو وہ ہلاک ہوجاتا ہے۔

جو شخص تمھارے پاس آیا جایا کرے اُس کے ساتھ مراعات کا سلوک کرنا اور اُس کے حقوق کا لحاظ رکھنا۔ اُس کا صبح و شام تمھارے پاس آنا ہی اُس کی یاد دہانی کے لئے کافی ہو۔ بجائے بخل کے سخاوت اختیار کرنا۔ عربوں کو محبوب رکھنا اور اُن پر احسان کرتے رہنا۔ عرب وہ قوم ہے جس کا ہر فرد محض تمھارے زبانی وعدہ پر اپنی جان تک قربان کردے گا چہ جائے کہ تم کوئی احسان اس پر کروگے تو وہ کیا کچھ تمھاری خاطر نہ کر گزرے گا۔

لڑائی میں ہمیشہ تانّی و تدبر اور چالوں سے کام لینا کیونکہ یہ باتیں جنگ میں محض شجاعت دکھانے سے زیادہ کارآمد ہیں۔

جب دو حریفوں میں مقابلہ ہوتا ہے تو جو قسمت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے البتہ کوئی شخص اگر حزم و احتیاط سے کام لے اور اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے نہایت ہی قابلیت سے کارروائی کی اور فتح حاصل کی اور اس کی تعریف کیجاتی ہے اور اگر اس قدر حزم و احتیاط سے کام لینے کے باوجود اسے ناکامی کا سامنا ہوتا ہے تب بھی لوگ اُس پر الزام نہیں رکھتے بلکہ کہتے ہیں کہ اُس نے کوئی غلطی نہیں کی

اور نہ اُس سے کوئی لغزش ہوئی مگر کیا کیا جائے کہ قسمت غالب تھی، اُس کے سامنے کوئی کیا کر سکتا۔

ہمیشہ کلام پاک کی تلاوت جاری رکھنا۔ رسول اللہ صلعم کی سنت اور نیک لوگوں کے طریقہ زندگی کو اپنا معیار زندگی بنانا خفیف حرکتوں اور اپنی مجلسوں میں زیادہ گوئی سے اجتناب کرنا۔ میں یزید کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں اور حبیب کو اُس وقت تک کیلئے فوج کا افسر اعلےٰ مقرر کرتا ہوں جب تک کہ یہ اُسے یزید کے پاس پہونچا دیں۔ تم لوگ یزید کی مخالفت نہ کرنا۔

اس پر مفضل نے عرض کیا کہ اگر آپ خود انھیں اپنا جانشین نہ بھی بناتے تو خود ہم لوگ انھی کو اپنا سردار بناتے۔

مہلب نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حبیب کو اپنا وصی بنایا حبیب ہی نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور پھر مرو کی طرف روانہ ہوا۔

یزید نے عبدالملک کو اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ مہلب مجھے اپنا جانشین بنا گئے ہیں۔ حجاج نے اس وصیت کی توثیق کی اور انھیں باقاعدہ مہلب کا جانشین تسلیم کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مرنے کے وقت وصیت کرتے ہوئے مہلب نے یہ کہا تھا کہ اگر صرف میرے اختیار میں ہوتا تو میں حبیب کو اپنے بیٹوں کا سردار مقرر کرتا

## مہلب نے ماہ ذی الحجہ ۸۲ھ میں انتقال کیا۔

اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو مہلب کے انتقال کے بعد خراسان کا والی مقرر کیا اور عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق (۱۳) جمادی الآخر ۸۲ھ کو عبدالملک نے ابان بن عثمان کو موقوف کیا۔ اور اُن کی جگہ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔ ہشام نے گورنری کا جائزہ لیتے ہی نوفل بن مساحق العامری کو منصب قضا سے علٰحدہ کر دیا۔ نوفل کو یحییٰ ابن حکم نے مدینہ کا قاضی مقرر کیا تھا یحییٰ کی علٰحدگی کے بعد جب ابان بن عثمان اس عہدہ پر مقرر ہوئے تو انھوں نے نوفل کو انکی جگہ برقرار رکھا۔

سات برس تین مہینے تیرہ دن ابان مدینہ کے گورنر رہے،
ہشام بن اسمٰعیل نے ابن نوفل کے بجائے عمرو بن خالد الزرقی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔
اس سال ابان بن عثمان ہی نے لوگوں کو حج کرایا۔
حجاج کوفہ۔ بصرہ اور تمام مشرقی صوبجات کا گورنر تھا اور یزید بن مہلب حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل تھا۔

## ۸۳ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

### مقام دیر جماجم پر عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی شکست کا واقعہ

ابوزبیر الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں اس رسالہ کے دستہ میں تھا جو جبلۃ بن زحر کے ماتحت تھا۔ جب شامیوں نے پے در پے کئی حملے ہم پر کئے تو عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی الفقیہ نے ہم سب کو مخاطب کر کے کہا، "واے قراء کے گروہ! میدان جنگ سے بھاگنا کسی شخص کے لئے اس قدر مذموم نہیں ہے جتنا کہ آپ لوگوں کے لئے ہے، میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جب ہمارا شامیوں سے مقابلہ ہوا یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص کسی فعل جرم کا ارتکاب یا کسی بری بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیئے جاتے ہوئے دیکھے اور وہ اپنے دل ہی دل میں اسے برا سمجھے تو وہ خدا کے سامنے ذمہ داری سے بچ جائے گا۔ اور اگر کوئی اپنی زبان سے اس فعل پر نفرت کا اظہار کرے اور مخالفت کرے تو اسے اس کا اجر نیک ملے گا اور اس کا مرتبہ پہلے شخص سے افضل ہے، مگر جو مظالم اور منہیات کے ارتکاب کے خلاف اس لئے تلوار اٹھائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان غالب اور ظالموں کی خواہشیں مغلوب ہوں تو بے شک وہ ایسا شخص ہے کہ جس نے ہدایت کے راستہ کو پالیا اور اس کا قلب نور ایمان سے منور ہے، پس تم ان لوگوں سے جہاد کرو جو منہیات کا ارتکاب کرتے ہیں، مذہب میں نئی نئی اختراع کرتے ہیں اور اپنے ان افعال کو مطلقاً برا نہیں سمجھتے۔"

ابو البختری نے کہا کہ آپ لوگ اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے جنگ کیجیے، کیونکہ بخدا اگر دشمن نے آپ پر فتح پائی تو نہ صرف آپ کے مذہب میں فساد پھیلائے گا بلکہ آپ کے مال و اسباب اور جائداد پر قبضہ کر لے گا۔

شعبی کہنے لگے اے مسلمانوں! دشمنوں سے لڑو، اُن سے لڑنے میں آپ کو کسی قسم کا باک نہ ہونا چاہیئے کیونکہ تمام روئے زمین پر کوئی قوم ایسی نہیں جو اِن سے زیادہ ظالم اور جفاجو ہو، آپ لوگوں کو فوراً اُن پر بڑھکر حملہ کر دینا چاہیئے۔

سعید بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ دشمنوں سے لڑیں۔ اور اِس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیئے کہ اُن کے خلاف لڑنے میں آپ کسی طرح اپنے آپ کو گنہگار نہ سمجھیں، بلکہ آپ تو اُن کے معاصی، اُن کے مظالم۔ مذہب اسلام میں اُن کی بیجا مداخلت اور بدعات اور اِس وجہ سے کہ اُنھوں نے کمزوروں کو ذلیل اور نماز کو مردہ کر دیا ہے برسرِ پیکار ہیں۔

ہم سب کے سب شامیوں پر حملہ کرنے کے لیئے مستعد ہو گئے، جبلة نے ہم سے کہا کہ دیکھئے جب آپ لوگ دشمن پر حملہ آور ہوں تو پوری جرأت اور ثابت قدمی سے حملہ کیجیئے گا، اور جب تک کہ آپ لوگ اُن کی صفوں پر جا کر ٹوٹ نہ پڑیں اپنی پشت دشمن سے نہ پھیریئے گا۔

غرض کہ اب ہم نے پوری شجاعت و بسالت اور طاقت کے ساتھ دشمن کے رسالوں کے دستوں پر حملہ کیا اور اُن کے تینوں اگلے دستوں پر اِس بے جگری سے حملہ کیا اور ایسا سخت نقصان پہونچایا کہ وہ تتر بتر ہو گئے،

ہم بڑھتے ہوئے دشمن کی اصلی صف پر ٹوٹ پڑے اور اُنھیں بھی بہت نقصان پہونچایا اور جبلة کی جانب سے اُنھیں ہٹا دیا۔

جب ہم واپس پلٹے تو دیکھا کہ جبلة مقتول پڑے ہیں مگر ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح مارے گئے۔

اس واقعہ سے ہمیں سخت صدمہ ہوا اور ہماری تمام شجاعت و بسالت ختم ہو گئی ہم میں بددلی پھیل گئی ہم اپنی اُسی جگہ آکر ٹھہر گئے جہاں پہلے کھڑے تھے، ہمارے دستہ کے قاری لوگ بھی اب اپنی جان بچانے لگے، جبلة ابن زحر کی موت ہمارے لئے ایسی رنج دہ تھی کہ گویا ہمارا کوئی بھائی یا باپ مر گیا ہے، اور خصوصاً جنگ کے اس نازک موقع پر اِس کا مارا جانا ہمارے لئے اور بھی سخت تکلیف دہ ہوا۔

ابو البختری الطائی نے کہا کہ جبلة کی موت کے اِس قدر رنج کا اظہار آپ کی جماعت

میں نہونا چاہیئے اِس لئے کہ وہ بھی آپ ہی سے ایک آدمی تھے، جو دن اُن کی موت کا مقرر تھا اُس میں اُنھیں موت آئی اُس میں کسی طرح بھی ایک دن کی تقدیم و تاخیر ہو ہی نہیں سکتی تھی، آپ تمام لوگ بھی ایک نہ ایک دن موت کا مزا چکھنے والے ہیں اور جب موت کا پیام آئے گا تو اُس پر لبیک کہیں گے۔

مگر میں نے جب قاریوں کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آثار حزن و ملال اُن کے چہروں پر نمایاں تھے اُن کی زبانوں پر مہر خاموشی لگی ہوئی تھی، اور کمزوری و بددلی اُن کی حالت سے ظاہر تھی، اُسی کے مقابلہ میں شامیوں پر اس واقعہ سے ایک خاص خوشی و انبساط طاری تھا اور اونھوں نے طنزاً ہم سے کہا کہ اے دشمنانِ خدا تم ہلاک ہوئے اور اللہ نے تمہارے اصل سرغنہ کو ہلاک کر ڈالا۔

ابو یزید السکسکی بیان کرتے ہیں کہ جب جبلہ اور اُن کے ساتھیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ ہم پسپا ہوئے، دشمن نے ہمارا تعاقب کیا۔ ہماری فوج کا ایک دستہ ایک سمت پھٹ کر علیحدہ ہوگیا۔ ہم نے دیکھا کہ جبلہ کے ساتھی ہماری فوج والوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور خود جبلہ ایک ٹیلہ پر اِس غرض سے کھڑے ہیں کہ اُن کے ساتھی واپس پلٹ کر پھر اُنھی کے پاس چلے آئیں، اسپر ہمارے بعض سپاہیوں نے کہا کہ بلاشبہہ یہ جبلہ ابن زحر ہیں، اس اثنا میں کہ اُن کے ساتھی دوسری جانب جنگ میں مصروف ہیں ہمیں اون پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہم اُنھیں قتل کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔

غرض کہ ہم نے فوراً اُن پر حملہ کر دیا۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اُنھوں نے بھاگنے کا مطلقاً خیال نہیں کیا بلکہ تلوار لیکر ہم پر جھپٹے، جب اُس ٹیلہ سے وہ نیچے اوتر آئے تو ہم نے نیزوں سے اُنھیں چھید دیا اور گھوڑے سے اتار کر زمین پر گرا دیا، اُن کے ساتھی واپس پلٹے اور جب ہم نے اُنھیں آتے ہوئے دیکھا تو ہم لوگ ایکطرف کو ہٹ گئے، اُن لوگوں نے جبلہ کو مقتول دیکھا بل انت العبد وانا الیہ راجعون پڑھا اور سخت صدمہ اور رنج اُن پر طاری ہوا جسے دیکھکر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

جبلہ کی موت سے اون کے ساتھیوں پر اِس قدر اثر اور مایوسی طاری ہوئی اون کی جنگ اور جارحانہ کارروائی میں ہم نے اِس کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا۔

جبلہ کے ساتھیوں میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُن کی موت نے ہمیں سخت نقصان پہونچایا اور اس وجہ سے ہم پر بددلی طاری ہوگئی، بسطام بن مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی آئے اُن کے آنے سے ہماری ہمت بڑھ گئی، اور ہم نے کہا کہ یہ شخص بے شک جبلہ کا صحیح قائم مقام ثابت ہوگا۔

جب ابو البختری نے اِس بات کو کسی شخص کی زبان سے سنا تو ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تمہارا بُرا ہو کیا تم میں سے کوئی شخص مارا جائے گا تو تم سمجھ لوگے کہ بس اب تباہی اور موت نے ہمیں گھیر لیا۔ اور کیا اگر ابھی ابن مصقلہ بھی مارے جائیں تو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالدو گے اور کہو گے کہ اب کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کے زیر قیادت ہم لڑیں، یہ نہایت ہی نامناسب بات ہوی کہ ہم نے امیدوں کو تم سے وابستہ کیا۔

بسطام رے سے آرہے تھے کہ اثنائے راہ میں قتیبہ کی اور اُن کی ملاقات ہوئی۔ قتیبہ نے اُن سے کہا کہ آپ حجاج اور شامیوں کا ساتھ دیں بسطام نے قتیبہ کو عبدالرحمن اور عراقیوں کی حمایت کرنے کی دعوت دی، مگر کسی نے بھی دوسرے کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اور بسطام نے کہا کہ میں عراقیوں کے ساتھ مرنے کو شامیوں کے ساتھ زندہ رہنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ اور یہ مقام ماسبذان پر آکر فروکش ہوئے۔

جب بسطام محمدؒ کے پاس پہونچے تو محمدؒ سے درخواست کی کہ آپ مجھے بنی ربیعہ کے رسالہ کا سردار مقرر کردیجیے، محمدؒ نے اُن کی درخواست منظور کرلی۔

بسطام نے بنی ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا کہ جنگ کے موقع پر میرے مزاج میں غیر معمولی سختی اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے آپ مہربانی فرما کر ایسے موقع پر تحمل سے کام لیجئے گا۔ اور میری باتوں کا بُرا نہ مانیے گا۔

بسطام ایک بہادر سردار تھے، ایک روز کا واقعہ ہے کہ فوج جنگ کے لئے میدان مصاف میں آئی۔ یہ بنی ربیعہ کے رسالہ کو لیکر دشمن پر حملہ آور ہوئے اور بڑھتے بڑھتے اُن کے فوجی قیام گاہ تک جا پہونچے، تیس عورتوں کو گرفتار کر کے جس میں لونڈیاں اور باندیاں تھیں اپنے لشکرگاہ کی طرف واپس پلٹے، مگر جب لشکرگاہ کے قریب آئے تو اُن عورتوں کو واپس کردیا، اور یہ پھر حجاج کے لشکرگاہ میں آگئیں اس پر حجاج نے

کہا کہ دشمن نے اچھا کیا کہ ان لونڈیوں کو رہا کر دیا۔ اور اس طرح انھوں نے اپنی عورتوں کو بچا لیا ورنہ اگر کل مجھے اُن پر فتح حاصل ہوتی تو میں اُن کی عورتوں کو قید کر لیتا۔

دوسرے روز پھر دونوں فریقوں میں مقابلہ ہوا۔ عبداللہ بن ملیل الہمدانی نے اپنے رسالہ کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا۔ اور اُن کے لشکرگاہ میں جا پہونچا۔ اٹھارہ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

عبداللہ کے ہمراہ طارق بن عبداللہ الاسدی تیرانداز بھی تھے، ایک معمر شامی اپنے خیمہ سے نکلا۔ اسدی اپنے کسی شخص سے کہنے لگا کہ اس شیخ کو میرے سامنے سے ہٹا دو شاید میں اُسے تیر مار دوں، یا حملہ کر کے نیزہ سے ہلاک کر ڈالوں۔

فوراً ہی اُس ضعیف العمر شخص نے بلند آواز سے کہا "اے اللہ تو ہم پر اور اُن پر عافیتہ نازل فرما"

اِس پر اُس اسدی نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو قتل کروں۔ اور اُسے چھوڑ دیا فوراً ہی ابن ملیل اُن عورتوں کو لے کر اپنے لشکرگاہ کی طرف چلا۔ مگر پھر انھیں بھی رہا کر دیا۔ اس موقع پر بھی حجاج نے اپنا پچھلا قول دُہرایا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ ولید بن نحیت الکلبی متعلقہ بنی عامر اپنا دستہ لے کر جبلتہ بن زحر کی طرف بڑھا اور ایک ریت کے ٹیلہ پر سے ولید اِس پر جھپٹا۔ ولید ایک موٹا تازہ جسیم شخص تھا اور جبلتہ ایک میانہ قد اور گٹھیلے بدن کا آدمی تھا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا ولید نے جبلتہ کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ جبلتہ گر پڑا، اُس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے اور ولید جبلتہ کا سر لے آیا۔

ابو مخنف اور عوانتہ الکلبی دونوں راوی ہیں کہ جبلتہ کا سر حجاج کے سامنے لایا گیا حجاج نے اسے دو نیزوں پر اٹھا کر شامیوں سے کہا اس پہلی کامیابی کی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں، آج تک کوئی باغیانہ جنگ ایسی نہیں ہوئی کہ جس میں کوئی یمنی بڑا سردار نہ مارا گیا ہو، اور یہ بھی یمن کے بڑے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔

ایک اور دن کا واقعہ ہے کہ دونوں مقابل حریف جنگ کے لئے باہر نکلے ایک شامی نے میدانِ جنگ میں نکل کر دشمن کے سامنے تنہا مقابلہ کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حجاج بن جاریتہ اُس کے مقابلہ میں آیا۔

حجاج نے حملہ کر کے اُس پر نیزہ کا ایک وار کیا اور اُسے گھوڑے سے گرا دیا۔ مگر پھر اس شخص کے اور ساتھیوں نے حملہ کر کے اُسے بچا لیا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ یہ شخص ابو ورد ابن الخثعمی تھا۔ اس پر حجاج بن جاریتہ نے کہا کہ میں اب تک اُسے پہچانتا نہ تھا اگر پہلے سے پہچان لیتا تو کبھی اس سے مبارزت نہ کرتا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری قوم کا ایسا شخص مفت مارا جائے۔

عبدالرحمن بن عوف الرواسی جسکی کنیت ابو حمید تھی مبارزت کے لئے میدان جنگ میں نکلا۔ اُس کے مقابلہ کے لئے شامیوں کی طرف سے اُسکا چچازاد بھائی نکل کر آیا تھوڑی دیر تک دونوں شمشیر زنی کرتے رہے اور دونوں کہنے لگے کہ میں بنی کلاب کا نوجوان بہادر ہوں، اُس پر ایک نے دوسرے سے اُس کی شخصیت دریافت کی اور جب پوچھ لیا تو علیحدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن رزام الحارثی حجاج کے دستہ کی جانب بڑھکر آیا اور کہنے لگا کہ ایک ایک آدمی میرے مقابلہ پر بھیجتے جاؤ۔ ایک شخص اُس کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ عبداللہ نے اُسے قتل کیا اور اسی طرح تین روز تک روزانہ ایک ایک شخص کو قتل کرتا رہا۔ چوتھے دن عبداللہ پھر مقابلہ کے لئے اکیلا بڑھا اُسے دیکھکر حجاج کی فوج والوں نے کہا "وہ آیا کاش خدا اُسے نہ لاتا"

اس مرتبہ حجاج نے جراح کو حکم دیا کہ تم جاکر مقابلہ کرو، جراح مقابلہ کے لئے بڑھا چونکہ جراح عبداللہ کا دوست تھا۔ عبداللہ نے اُس سے کہا جراح! بھلا تم میرے مقابلہ پر کیوں آئے ہو۔ جراح نے جواب دیا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات مجبور تھا کیا کرتا عبداللہ نے کہا کہ میں ایک اچھی ترکیب بتاتا ہوں جراح نے کہا وہ کیا، عبداللہ نے کہا کہ میں تمھارے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ جاتا ہوں اور پھر تم حجاج کے پاس واپس چلے جانا حجاج تمھاری بہادری کی تعریف کرے گا اور تمھیں عزت کی نگاہ سے دیکھے گا چونکہ اپنی قوم کے تم جیسے شخص کو میں قتل کرنا نہیں چاہتا اور چاہتا ہوں کہ تم سلامت رہو اسلئے تمھارے مقابلہ سے بھاگ جانے پر مجھے جو لوگ لعن طعن کریں گے میں اسے بہ داشت کرلونگا اور مجھے اُس لعنت ملامت کی کچھ پروا نہیں۔

جراح نے کہا اچھا ایسا ہی کرو۔

جراح نے عبداللہ پر حملہ کیا۔ عبداللہ اس کے سامنے سے کنا ئی کاٹتا جاتا تھا، چونکہ اس کے حلق کا کوا کٹا ہوا تھا اُسے پیاس بہت معلوم ہوتی تھی۔ ایک غلام پانی کی صراحی لئے ساتھ تھا جب اُسے پیاس معلوم ہوتی تو غلام اُسے پانی پلا دیتا۔

غرض کہ جب عبداللہ جراح کے مقابلہ سے کنا ئی کاٹنے لگا اور پیچھے ہٹا تو جراح نے اس مستعدی سے اُس پر حملہ کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُسے قتل ہی کر ڈالیگا، اُس کے اس تیور کو دیکھکر غلام نے چلا کر کہا کہ یہ تو سچ مچ آپ کی جان کے درپے ہے، عبداللہ یہ سنتے ہی پلٹ پڑا اور گرز کے کئی وار جراح کے سر پر کئے اور جراح کو زمین پر گرا دیا۔ اور غلام کو حکم دیا کہ اس کے چہرے پر پانی ڈالو اور اُسے پانی بھی پلاؤ۔ غلام نے حکم کی تعمیل کی، عبداللہ نے جراح سے کہا کہ تم نے مجھے اچھا معاوضہ دیا۔ میں تو تمھاری سلامتی کا خواہاں اور تم میری جان کے درپے!

جراح نے کہا کہ نہیں میں تمھیں مارنا نہیں چاہتا تھا۔ عبداللہ نے کہا اچھا! چلے جاؤ۔ تعلقات خاندانی اور عزیزداری کی وجہ سے میں تمھیں چھوڑے دیتا ہوں۔

سعید الحرشی کہتے ہیں کہ اُس روز میں اول صف میں استادہ تھا، کہ ایک عراقی جس کا نام قدامہ بن حریش التیمی تھا اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے شامی جرامقہ کے گروہ!

میں تمھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں تاکہ ہم آپس میں صلح کر لیں اور اگر تم میری دعوت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو ایک شخص کو میرے مقابلہ کے لئے نکل آنا چاہیئے۔

ایک شامی بڑھا۔ قدامہ نے اُسے قتل کیا اور اسی طرح ایک ایک کر کے چار شامیوں کو اُس نے قتل کیا۔ حجاج نے اس رفتار کو دیکھکر اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص اس ناپاک کتے کے مقابلہ پر نہ جائے، اس حکم کے سنتے ہی تمام لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھٹک گئے

میں نے حجاج سے جا کر عرض کیا کہ آپ نے تو یہ حکم دیدیا کہ اب کوئی شخص اُس کتے کے مقابلہ پر نہ جائے حالانکہ جو شخص اُس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اُن کی موت کا وقت آچکا تھا۔ اس شخص کی موت کا بھی ایک مقررہ وقت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اب وہ وقت قریب آگیا ہے اس لئے آپ اُن لوگوں کو جو میرے ساتھ آئے ہیں

اجازت دیجئے کہ اب ان میں سے کوئی شخص اُس کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے؛

حجاج نے کہا کہ اُس کتے کی ہمیشہ سے یہ ہی عادت ہے اُس نے اپنی وہشت لوگوں میں بٹھادی ہے خاص تمھاری جمعیت والوں کو میں اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جی چاہے اُس کا مقابلہ کرے سعید الحرشی نے اپنے ساتھیوں کے پاس آکر انھیں اس اجازت سے مطلع کیا؛

جب اُس شخص نے پھر مبارزت کے لئے کسی مقابل کو بلایا۔ سعید الحرشی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نکلا۔ قدامتہ نے اُسے بھی قتل کیا؛

اس واقعہ سے سعید پر بڑا اثر ہوا اور چونکہ اُس نے حجاج سے بہت بڑھ چڑھکر دعوے کئے تھے اس لئے اُسے اور بھی زیادہ حزن و ملال ہوا؛

قدامتہ نے پھر بلند آواز سے کہا " کہ کوئی اور ہے جو میرا مقابلہ کرے "، سعید پھر حجاج کے پاس گیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے اوس کتے کا مقابلہ کرنے کی اجازت دیجئے۔

حجاج نے کہا کہ یہ تو تمھاری مرضی پر موقوف ہے؛

سعید نے کہا کہ میں آپکی مرضی پر کام کرنے کے لئے موجود ہوں، پھر حجاج نے کہا کہ ذرا اپنی تلوار مجھے دکھلاؤ، سعید نے تلوار حجاج کو دی، حجاج نے کہا کہ میرے پاس ایک تلوار ہے جو اِس سے زیادہ وزنی ہے اور حکم دیا کہ وہ تلوار سعید کو دیدیجائے، پھر حجاج نے سعید کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری زرہ تو نہایت عمدہ اور تمھارا گھوڑا نہایت قوی ہے اب دیکھوں کہ اِس کتے کے مقابلہ میں تم کیا کرتے ہو؛

سعید نے عرض کیا کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر فتح دے گا، حجاج نے کہا اچھا جاؤ خدا کی برکت وحفاظت تمھارے شامل حال رہے؛

سعید میدان جنگ میں بڑھا۔ قدامتہ کے قریب پہونچا۔ قدامتہ نے کہا اے دشمن خدا ٹھہر جا۔ سعید ٹھہر گیا اور اس کی بات سے اُسے خوشی ہوئی؛

قدامتہ نے کہا کہ یا تو پہلے تم چپ چاپ کھڑے رہو اور مجھے تین وار کرنے دو اور یا پہلے میں خاموش کھڑا رہتا ہوں اور تم تین وار مجھ پر کرلو اور اس کے بعد پھر تم اسی طرح اپنے آپ کو میرے سپرد کردینا اور میں تم پر تین وار کروں گا،

سعید نے کہا پہلے تم مجھے وار کرنے دو،

قدامہ نے اپنا سینہ اپنے زین کے ہرنے پر رکھ لیا اور کہا کہ مارو،

سعید نے خوب اچھی طرح تلوار تول کر نہایت اطمینان سے اُس کے خود پر ہاتھ مارا مگر شمہ برابر اثر نہیں ہوا۔ اس وجہ سے سعید کو اپنی تلوار اور اپنے وار پر اعتماد نہیں رہا مگر پھر اُس نے سوچا کہ مجھے اُس کے کندھے کے جوڑ پر تلوار مارنی چاہیے کیونکہ یا تو میں اُسے قطع ہی کر دونگا ورنہ کم از کم اُس کے ہاتھ کو آیندہ وار کرنے سے کمزور کر دوں گا۔ چنانچہ اس مرتبہ اُس نے کندھے کے جوڑ پر تلوار ماری مگر کچھ کارگر نہ ہوی۔ اس سے اُسے بھی سخت مایوسی ہوی اور اُن لوگوں کو بھی جو اصل لشکر میں کھڑے تھے جب اس واقعہ کا علم ہوا تو سخت رنج ہوا۔ غرض کہ سعید نے تیسرا وار کیا وہ بھی بیکار گیا،

اب قدامہ نے تلوار نیام سے باہر نکالی اور سعید سے کہا کہ چپ کھڑے ہو جاؤ، سعید نے اپنے آپ کو اُس کے حوالے کر دیا۔ قدامہ نے ایک ہی ہاتھ ایسا لگایا کہ سعید زمین پر گر پڑا،

قدامہ بھی گھوڑے سے اُتر پڑا اور سعید کے سینہ پر چڑھ بیٹھا، اور اپنی جرابوں سے ایک چھری یا خنجر نکالا۔ اور اسے سعید کے حلق پر ذبح کرنے کے لئے رکھا۔ اس پر سعید نے اُسے خدا کا واسطہ دلا کر کہا کہ میرے قتل کرنے میں تمھیں وہ عزت و ناموری حاصل نہیں ہو گی جو مجھے چھوڑ دینے میں ہو گی،

قدامہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ سعید نے اُسے اپنا نام بتایا، قدامہ نے کہا بہتر ہے، اے دشمن خدا جا چلا جا اور حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع کر دینا۔

سعید دوڑتا ہوا حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے پوچھا کہو کیا ہوا۔ سعید نے عرض کیا کہ حقیقت یہ ہے آپ زیادہ واقف تھے،

ابو یزید السکسکی (گزشتہ روایت کے سلسلہ میں) بیان کرتے ہیں کہ ابو البختری الطائی اور سعید بن جبیر دونوں اس آیت کو آخر تک پڑھ رہے تھے "وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا" ترجمہ (کوئی شخص بغیر اللہ کے حکم کے مر نہیں سکتا۔ ہر ایک کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے) اور پھر حملہ کرتے ہوئے دشمن کی صف پر ٹوٹ پڑتے تھے۔

پورے سو دن تک دونوں حریفوں میں معرکہ کارزار گرم رہا۔

غرۂ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری منگل کے دن صبح کے وقت ابن محمد بن الاشعث نے دیر جماجم پر آکر پڑاؤ کیا۔ اور ۱۴ جمادی الآخر بدھ کے دن بوقت چاشت جبکہ اچھی طرح دھوپ پھیل چکی تھی اونھیں شکست ہوئی۔ حالانکہ آخری جنگ کے دن تمام گزشتہ مواقع کے مقابلہ میں عراقی شامیوں کے مقابلہ میں نہایت دلیر تھے۔ اور شامیوں کی حالت بہت ہی سقیم تھی۔

غرض کہ ۱۴۔ جمادی الآخر ۸۳ھ بروز چہار شنبہ دونوں حریفوں میں پھر مقابلہ شروع ہوا۔ عراقی تمام دن اس خوبی اور عمدگی سے لڑے کہ اس سے پہلے وہ کبھی اس طرح نہیں لڑے تھے۔ اونھیں شکست کا مطلقاً خیال نہیں تھا۔ بلکہ اونھی کا پلہ شامیوں کے مقابلہ میں بھاری تھا۔

جنگ کی ابھی یہ ہی حالت تھی کہ اتنے میں سفیان بن ابرد الکلبی اپنے رسالہ کے ساتھ اپنی فوج کے میمنہ سے بڑھا۔ اور ابرد بن قرۃ التمیمی کے قریب پہونچا جو عبدالرحمن بن محمد کے میسرہ پر متعین تھا۔

ابرد بن قرۃ نے بغیر کسی شدید مقابلہ کے شکست کھائی۔ لوگوں نے اس کے اس طرز عمل کی بہت مذمت کی۔ اور چونکہ وہ ایک بہادر شخص تھا اور جنگ سے بھاگنا اوس کی سرشت کے خلاف تھا اس لئے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ اُس نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا ہے، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اوسے امان دیدی گئی ہے اور اسی شرط پر اوس سے دشمن نے صلح کرلی ہے کہ وہ اپنی فوج کو لیکر پسپا ہوجائے گا۔

بہر حال جب ابرد بن قرۃ نے پسپا ہونا شروع کیا تو اوس سمت کی تمام صفیں اپنی جگہ سے اوکھڑ گئیں۔ اور جس کا جدھر منھ اوٹھا اوسی رخ اُس نے بھاگنا شروع کیا۔

عبدالرحمن بن محمد منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکارنے لگے کہ اے بندگان خدا میں ابن محمد ہوں میرے پاس آؤ عبداللہ بن رزام الحارثی اُن کے پاس آئے اور منبر کے نیچے کھڑے ہوگئے، عبداللہ بن ذواب السلمی بھی اپنا رسالہ لے کر آئے۔ اور عبدالرحمن کے قریب آکر ٹھہر گئے۔

عبدالرحمن اوسی طرح منبر پر جمے رہے۔ یہاں تک کہ شامی فوجیں اون کے بالکل قریب

آ گئیں اور شامیوں نے اون پر تاک تاک کر تیر برسانا شروع کئے۔ عبدالرحمن نے ابن زرام کو حکم دیا کہ دشمن کے اس رسالہ اور پیدل سپاہ پر حملہ کرو۔ ابن زرام نے حملہ کر کے اونھیں روک دیا۔

اس کے بعد شامیوں کی ایک اور فوج جس میں پیدل سپاہ اور رسالہ دونوں تھے عبدالرحمن کی طرف بڑھی۔ اس مرتبہ عبدالرحمن نے ابن ذواب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ابن ذواب نے حملہ کر کے اوس فوج کی پیش قدمی اوس جانب روک دی۔

عبدالرحمن اوس وقت تک منبر ہی پر جمے رہے یہاں تک کہ شامی اون کے لشکرگاہ میں داخل ہو گئے۔ اور انھوں نے تکبیر کہی۔

عبدالرحمن بن یزید بن المفضل الازدی جن کی بھتیجی عبدالرحمن کی بیوی تھیں عبدالرحمن کے پاس منبر پر چڑھکر آئیں اور اُن سے کہا کہ آپ منبر سے اوتر آئیے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نہ اوتریں گے تو گرفتار کر لئے جائینگے۔ اور اگر اس مقام سے واپس چلے چلینگے تو شاید پھر آپ اس قابل ہو جائیں کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے فوج جمع کر لیں۔ اور شاید کسی اور دن اللہ تعالیٰ اونھیں آپ کے ہاتھوں تباہ کر دے۔

عبدالرحمن اوتر آئے۔ اب عراقیوں نے اپنا لشکرگاہ چھوڑ دیا۔ اور اس طرح پسپا ہونا شروع کیا۔ کہ پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

خود عبدالرحمن اپنے خاندان کے اور لوگوں اور ابن جعدہ بن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ سے روانہ ہوئے۔ اور جب مقام فلوجہ میں بنی جعدہ کے موضع کے مقابل آئے تو کشتی منگوائی اور اس میں بیٹھکر دریا کو عبور کیا۔ ابھی یہ جماعت دریا کو عبور ہی کر رہی تھی کہ بسطام بن مصقلہ بھی وہاں پہونچے اور دریافت کیا کہ آیا عبدالرحمن بھی کشتی میں ہیں یا نہیں۔ اگرچہ لوگوں نے اونھیں جواب نہیں دیا مگر اُنھیں گمان غالب تھا کہ عبدالرحمن ضرور اس کشتی میں ہیں۔

عبدالرحمن اسی حالت میں کہ تمام ہتھیاروں سے مسلح اور گھوڑے پر سوار تھے اپنے مکان پہونچے۔ اُن کی صاحبزادی مکان سے نکلکر آئیں اور اُن سے چمٹ گئیں۔ اوسی طرح اون کے اور گھر والے بھی روتے ہوئے آئے۔ عبدالرحمن نے اونھیں صبر اور سکون کی تلقین کی اور کہا کہ کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں اگر تمھیں چھوڑ کر نہ جاونگا

تو اپنی موت کے آنے تک تمھارے ساتھ زندگی بسر کروں گا۔ اگر میں مر بھی جاؤں تو رزاق مطلق جو تمھیں اس وقت روزی پہونچا رہا ہے وہ تو زندہ جاوید ہے۔ وہ میرے بعد بھی تمھیں اسی طرح رزق پہونچائیگا۔ جس طرح کہ میری زندگی کے زمانہ میں پہونچاتا ہے۔ اس کے بعد عبد الرحمن اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوکر کوفہ سے چلدیئے

محمد بن سائب الکلبی بیان کرتے ہیں کہ جب دن اچھی طرح چڑھگیا اور زوال قریب ہوگیا اوس وقت عراقی شکست کھاکر بھاگے۔ میں مع اپنے نیزہ۔ تلوار اور ڈھال کے دوڑتا ہوا آیا۔ اوسی دن اپنے گھر پہونچ گیا اور میں نے اپنے اسلحہ اوتارے بھی نہ تھے کہ

حجاج نے حکم دیدیا کہ دشمن کا تعاقب نہ کیا جائے۔ بلکہ اوسے اپنی حالت پر چھوڑدیا جائے۔ تاکہ وہ تتر بتر ہوجائیں۔ اور نقیب نے اعلان کردیا کہ جو شخص حجاج کے پاس واپس آجائے گا اوسے امان دی جائیگی اس واقعہ کے بعد محمد بن مروان موصل چلے گئے اور عبداللہ بن عبدالملک نے شام کا رخ کیا۔ اور یہ دونوں حجاج کو عراق میں سیاہ سفید کا اختیار دیکر چلے گئے۔

حجاج کوفہ آیا۔ مصقلۃ بن کرب بن رقبۃ العبدی کو جو ایک مقرر شخص تھا اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور اُن سے کہا کہ ہر اوس شخص کو جس کے ساتھ ہم نے احسان کیا ہے اور پھر اوس نے ہماری مخالفت کی تم لعن طعن کرو۔ اوس کی ناسپاس گزاری۔ بدعہدی اور جو ذاتی عیب اوس کا تمھیں معلوم ہو اوس کی بنا پر تم ہر شخص کو ملامت کرو۔ اور اوس کی توہین کرو۔

جو شخص حجاج کے ہاتھ پر بیعت کرنے آتا تھا حجاج اوس سے پوچھتا تھا کہ کیا تم اسبات کی شہادت دیتے ہو کہ تم کافر ہو۔ جو شخص اس کا جواب اثبات میں دیتا تھا تو اُس سے بیعت لیتا تھا۔ ورنہ قتل کرادیتا تھا۔

قبیلۂ خثعم کا ایک شخص جو دونوں حریفانہ جماعتوں سے بالکل الگ تھلگ دریائے فرات کے دوسرے کنارہ اوس زمانہ میں رہتا تھا بیعت کرنے آیا۔ حجاج نے اوس کا حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ میں تو ہمیشہ سے اس موقع سے بالکل علیحدہ واقعات کے آخری نتیجہ کا انتظار کررہا تھا۔ جب آپ کو فتح حاصل ہوئی تو اب آیا ہوں کہ اور

لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں۔

حجاج نے کہا خوب! آپ منتظر تھے، اچھا تم اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرو کہ تم کافر ہو، اُس شخص نے کہا کہ میں بدترین خلائق ہوں گا اگر اسی برس تک خدا کی عبادت کرنے کے بعد اب خود اپنی زبان سے اپنا کفر تسلیم کروں۔

حجاج نے کہا اگر ایسا نہ کروگے تو میں تمھیں قتل کرڈالوں گا۔ اوس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ مجھے قتل کرڈالیں گے تو مجھے اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ میری عمر ہی اب کتنی باقی ہے، میں تو خود ہی موت کا صبح و شام منتظر ہوں۔

حجاج نے اوس کے قتل کا حکم دیا اور اوسکی گردن ماردی گئی۔ اس پر جتنے لوگ چاہے وہ قریشی ہوں یا شامی۔ اوس کے طرفدار ہوں یا مخالف جو اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اونھوں نے اوس شخص پر ترس کھایا اور اوس کے قتل کا افسوس کیا۔

حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تم سے امیر المومنین حضرت عثمان رضؓ کا قصاص لیا جائے گا۔ اور میں تو چاہتا تھا کہ کسی طرح تم پر میرا قابو چل جائے۔

کمیل نے کہا کہ بخدا میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں میں سے آپ کس پر زیادہ ناراض ہیں آیا حضرت عثمانؓ پر جب کہ اونھوں نے اپنے آپ کو قصاص کے لئے ہمارے حوالے کردیا یا مجھ پر جب کہ میں نے اون سے قصاص نہیں لیا۔ اور انھیں معاف کردیا۔

اس کے بعد کمیل نے حجاج کو مخاطب کرکے کہا کہ اے بنی ثقیف کے شخص تو مجھ پر اپنے دانت نہ پیس۔ ریت کے ٹیلہ کی طرح مجھ پر کیوں گرتا ہے۔ اور بھیڑیے کی طرح دانت نہ دکھا۔ میری عمر صرف اسقدر باقی ہے جتنی کہ گدھے کی پیاس ہوتی ہے کہ وہ اگر صبح کے وقت پانی پی لیتا ہے تو شام کو مرجاتا ہے اور شام کو پیتا ہے تو صبح کو جان دیدیتا ہے جو کچھ تجھے کرنا ہے کر۔ کیوں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور قتل کے بعد حساب کتاب ہوجائے گا۔

حجاج نے کہا کہ اسکی تمام ذمہ داری تجھ پر عائد ہوتی ہے۔ کمیل نے کہا کہ جی ہاں یہ اوس وقت ہوتا جب کہ فیصلہ کا اختیار آپ کو ہوتا۔

حجاج نے کہا کہ ہاں تو حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں تھا۔ اور تو نے امیر المومنین عبدالملک سے بغاوت کی۔

حجاج نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ کمیل آگے لایا گیا۔ اور ابو الجہم بن کنانۃ الکلبی متعلقہ بنی عامر بن عوف منصور بن جہور کے چچازاد بھائی نے اوسے قتل کیا؛

اس کے بعد ایک دوسرا شخص حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اوسے دیکھکر کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے کفر کی شہادت نہ دے گا کہ اس پر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا جناب والا مجھے اپنی ہی جان کے خلاف دھوکا دینا چاہتے ہیں؟ اجی جناب میں تو تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ کافر ہوں۔ بلکہ فرعون سے بھی میرا کفر کچھ بڑھا ہی ہوا ہے۔ اوس کے اس کہنے پر حجاج کو ہنسی آگئی اور اوس نے اوسے رہائی دیدی؛

حجاج نے ایک ماہ کوفہ میں اقامت کی اور شامیوں کو عراقیوں[1] کے مکانات میں سکونت کا اختیار دیا؛

دیر جماجم کی جنگ کے بعد اس سنہ میں مقام مسکن پر ایک اور جنگ حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان ہوئی۔ جسکی تفصیل یہ ہے؛

جنگ جماجم کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن پہونچا۔ اور بہت سے لوگ اوس کے جھنڈے کے تلے جمع ہو گئے۔ اسی طرح عبید اللہ بن عبد الرحمن بن سمرۃ بن حبیب بن عبد شمس القرشی جماجم سے بھاگ کر بصرہ آیا، ایوب بن الحکم بن ابی عقیل حجاج کا چچازاد بھائی بصرہ کا عامل تھا۔

عبید اللہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا؛

عبد الرحمن بن محمد بھی بصرہ چلا آیا۔ اور عبید اللہ بھی بصرہ میں موجود تھا تمام لوگ عبد الرحمن کے پاس جمع ہو گئے ابن الاشعث کے بصرہ آتے ہی عبید اللہ عبد الرحمن بن الاشعث کے

---

[1] اصل متن میں یہ عبارت ہے؛
وعزل اهل الشام عن بيوت اهل الكوفة۔ جس کے معنے ہیں کہ کوفیوں کے مکانات سے شامیوں کو نکالدیا۔ مگر حاشیہ میں یہ نسخہ بھی موجود ہے؛
وانزل اهل الشام بيوتات اهل الكوفة۔ جو زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور صحیح معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے میں نے اس حاشیہ والے نسخہ کو اختیار کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ یہ خیال نہ سمجھیے گا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ بلکہ آپ ہی کی خاطر میں نے بصرہ پر قبضہ کیا ہے۔

اب حجاج بھی بصرہ کے ارادہ سے روانہ ہوکر پہلے مدائن پر آیا۔ پانچ روز یہاں مقیم رہا۔ اور پھر تمام فوج کو کشتیوں میں سوار کرادیا تاکہ دریا کو عبور کرکے مدائن پر حملہ کرے۔ محمد بن سعد کو معلوم ہوا کہ شامی ہماری طرف دریا کو عبور کرکے آرہے ہیں اُس نے مدائن خالی کردیا اور سب کے سب پھر ابن الاشعث سے جا ملے۔ حجاج ابن الاشعث کی طرف چلا۔ تمام لوگ ابن الاشعث کے ہمراہ مقام مسکن پر بڑھ کر آئے تاکہ یہاں دشمن کا مقابلہ کریں، اہل کوفہ اور نیز تمام شکست خوردہ متفرق اور پریشان جماعتیں ابن الاشعث سے اس مقام پر آملیں۔

ابن الاشعث نے لوگوں کو میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے پر بہت کچھ لعنت ملامت کی۔ اُن میں سے اکثر نے بسطام بن مصقلہ کے ہاتھ پر آخری دم تک لڑنے کے لئے عہد کیا۔ عبدالرحمن نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لی ایک طرف تمام پانی بھر گیا۔ اور اب لڑنے کے لئے صرف ایک ہی سمت باقی رہ گئی

خالد بن جریر بن عبداللہ القصری خاص کوفہ کے دستۂ فوج کے ساتھ خراسان سے عبدالرحمن کے پاس چلا آیا۔ اور اس جنگ میں شریک ہوگیا۔

شعبان کے پندرہ روز تک دونوں حریفوں میں نہایت ہی شدید معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ ۱۵ - شعبان کو زیاد بن غنیم القینی جو حجاج کی بیرونی محافظ چوکیوں کا افسر اعلیٰ تھا مارا گیا۔ اُس کی موت سے حجاج اور اُسکی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا۔

شعبان کی پندرھویں تمام شب حجاج نے اپنی فوج میں چل پھر کر بسر کی۔ فوج سے کہتا جاتا تھا کہ تم لوگ اطاعت شعار ہو وہ باغی ہیں تم اللہ کی خوشنودی کے لئے برسر پیکار ہو اور وہ ایسی بات کے لئے کوشش کرتے ہیں جس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اون کے مقابلہ میں ہمیشہ تمھارے ساتھ بھلائی کی ہے آج کوئی معرکہ اب تک ایسا پیش نہیں آیا ہے جس میں تم نے اپنی شجاعت اور عزم و استقلال کے ساتھ جنگ نہ کی ہو۔ اور آخر میں تمھیں اون پر فتح حاصل نہ ہوئی ہو اس لئے صبح سویرے ہی پوری مستعدی اور چستی کے ساتھ دشمن پر حملہ کرو۔ اور مجھے اس بات میں مطلقاً شبہ نہیں

کہ تمھیں فتح حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ
غرض کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوتے ہی فوج نے جنگ کی پوری تیاری کی۔ اور سویرا ہوتے ہی دشمن پر جا ٹوٹے۔ ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جس وقت کہ سفیان بن ابرد کے رسالہ کو دشمن کے مقابلہ سے پسپا ہونا پڑا اسی وقت عبدالملک ابن المہلب حجاج کی مدد کو آپہونچا۔ اوس نے عراقیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔
حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ اِس منتشر شدہ رسالہ کو بھی اپنے میں شامل کر لو۔ کیوں کہ اب میں دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالملک نے حکم کی تعمیل کی۔ اور اب ہر طرف سے شامیوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عراقی شکست کھا کر بھاگے۔ ابوالنجتر الطائی اور عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ میدان جنگ میں کام آئے۔ مرنے سے پہلے ان دونوں نے کہا تھا کہ میدان جنگ سے بھاگنا کسی وقت بھی ہمارے لئے زیبا نہیں اور پھر دونوں مارے گئے۔
بسطام بن مصقلہ بصرہ اور کوفہ کے چار ہزار غیور بہادروں کو لیکر مقابلہ کیلئے بڑھے۔ ان تمام شہسواروں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے تھے بسطام نے اُن سے کہا کہ یاد رکھو اگر راہ فرار اختیار کر کے اپنے تئیں موت کے چنگل سے بچا سکتے تو ہم ضرور بھاگ جاتے مگر موت تو دیر سویر آنے ہی والی ہے اس لئے ایسی شے سے بھاگنا جس سے ملے بغیر چارہ ہی نہیں فضول ہے ہم لوگ حق و صداقت پر ہیں اس لئے تمھیں حق کی حمایت میں لڑنا چاہیئے۔ اور بالفرض اگر حق پر نہ بھی ہوتے تب بھی عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔ غرض کہ بسطام اور یہ بہادر جماعت نہایت جوانمردی سے لڑتی رہی۔ اس نے کئی مرتبہ شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ حجاج نے جب دیکھا کہ کسی طرح اُن پر قابو نہیں چلتا تو تیر اندازوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ تیر اندازوں کے علاوہ اور کوئی اون کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔
جب کہ تیر اندازوں نے اون پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں نے بھی چاروں طرف سے اونھیں محاصرہ میں لے لیا۔ اس جماعت کے بیشتر افراد میدان جنگ میں کام آئے۔ اور بہت تھوڑے باقی بچے۔
بکیر بن ربیعۃ بن ابی ثروان الضبّی قید کر کے حجاج کے سامنے لایا گیا حجاج نے

اوسے قتل کرڈالا۔

ابو جہضم بھی ایک ایسے شخص کو گرفتار کر کے حجاج کے سامنے لایا جسکی دلیری و بہادری سے حجاج خوب واقف تھا۔ اس پر اوس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص انعام واحسان ہے کہ تمہارا ایک لونڈا عراقیوں کے ایک ایسے بہادر شخص کو گرفتار کر لایا ہے میں اسے مارے ڈالتا ہوں۔ حجاج نے اوس شخص کو بھی قتل کرڈالا۔

ابن الاشعث اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ سجستان کی طرف چلا۔ حجاج نے عمارۃ بن تمیم اللخمی اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد بن الحجاج کو ابن الاشعث کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مگر اس فوج کا سپہ سالار عمارۃ ہی تھا۔

عمارۃ بن تمیم عبد الرحمٰن کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اور مقام سوس پر اوسے جالیا۔ عبد الرحمٰن نے کچھ دن چڑھے تک اوس کا مقابلہ کیا اور پھر اُس نے اور اُسکی فوج نے شکست کھائی۔ اور یہ تمام لاؤ لشکر سابور آیا۔ اس مقام پر علاوہ اور لوگوں کے جو عبد الرحمٰن کے ہمراہ تھے بہت سے کرد بھی اوس سے آملے۔

پہاڑ کے درہ پر عمارۃ نے اوس جماعت سے نہایت شدید جنگ کی۔ اوس کی سپاہ کے بیشتر آدمی مجروح ہوئے۔ عمارۃ اور اُس کی فوج نے شکست کھائی اور درہ کا راستہ دشمن کے لئے چھوڑ دیا عبد الرحمٰن یہاں سے روانہ ہو کر کرمان پہونچے۔ واقدی کہتے ہیں کہ بصرہ کے محلۂ زاویہ پر محرم ۸۳ھ ہجری میں عبد الرحمٰن اور حجاج کے درمیان جنگ ہوئی۔

عبد الرحمٰن جب کرمان پہونچے تو عمرو بن لقیط العبدی نے جو اُن کی طرف سے کرمان کا عامل تھا اون کا استقبال کیا۔ اور اُن کی مہمانداری کا سارا انتظام کیا۔ عبد الرحمٰن کرمان میں اقامت پذیر ہو گئے۔

قبیلۂ بنی عبد قیس کے ایک معمر شخص نے جس کا نام معقل تھا عبد الرحمٰن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے جنگ میں بزدلی کی۔ عبد الرحمٰن نے کہا کہ میں نے ہرگز بزدلی نہیں کی۔ میں اپنی پیدل سپاہ کو لیکر دشمن کے پیدلوں پر ٹوٹ پڑا۔ اپنے رسالہ کو لیکر اون کے رسالہ پر جھپٹا۔ پیدل ہو یا سوار میں نے سب کا مقابلہ کیا۔ اور

میں کبھی پسپا نہیں ہوا۔ تمام معرکوں میں صرف اوس وقت میں نے دشمن کے لئے میدان چھوڑا ہے جب کہ میں نے دیکھا کہ اب ایک شخص بھی میرے ہمراہ لڑنے والا نہیں رہا ہے۔ مگر کیا کیا جائے میں اوس فیصلہ کو نہیں بدل سکتا تھا جو قسمت میں میرے خلاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ابن الاشعث اپنے ساتھیوں کو لیکر کرمان کے دشت کی طرف نکل گیا

جب ابن الاشعث نے جنگل کی راہ لی شامی اون کے تعاقب میں چلے بعض شامی اوسی صحرا کے ایک قلعہ میں داخل ہوے۔ اوس میں انھیں ایک خط ملا جس میں کسی کوفی نے ابی جلدۃ الشکری کے بعض اشعار رقم کئے تھے جن میں وطن کی جدائی۔ سفر کی صعوبت اہل وعیال کی مفارقت اور ناکامیابی پر حسرت وافسوس کا اظہار کیا گیا تھا۔

چلتے چلتے عبد الرحمن علاقہ سجستان کے شہر زرنج پہونچے۔ یہاں کا عامل بنی تمیم کا ایک شخص عبد اللہ بن عامر البعار متعلقہ بنی مجاشع ابن دارم تھا۔ جسے عبد الرحمن ہی نے اپنی طرف سے زرنج پر عامل مقرر کیا تھا۔

جب عبد الرحمن شکست کھاکر زرنج پہونچے تو اوس شخص نے شہر کا دروازہ بند کرلیا۔ اور اُنھیں داخل ہونے سے روک دیا۔ کئی دن تک عبد الرحمن اس امید میں کہ دروازہ کھل جائیگا اور ہم شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ شہر کے باہر پڑے رہے۔ مگر جب یہاں سے مایوس ہو گئے تو وہاں سے روانہ ہو کر مقام بُست آئے۔ اس مقام پر عبد الرحمن نے بکر بن وائل کے ایک شخص عیاض بن ہمیان، ابو ہشام بن عیاض السدوسی کو عامل مقرر کیا تھا۔ اوس نے عبد الرحمن کا استقبال کیا۔ اور کہا کہ آپ یہاں فروکش ہوں عبد الرحمن نے وہاں قیام کرلیا۔

یہ شخص موقع کا منتظر رہا۔ اور جب عبد الرحمن کے ساتھی اونھیں چھوڑ کر ادھر اُودھر ہو گئے۔ عیاض نے عبد الرحمن کو گرفتار کر کے قید کرلیا۔ اور چاہتا تھا کہ اونھیں حجاج کے حوالے کر کے اپنے لئے امان اور انعام ومرتبہ حاصل کرے۔ ادھر رتبیل کو خبر ہو چلی تھی کہ عبد الرحمن میرے پاس آرہے ہیں وہ فوج لیکر اون کے استقبال کو بڑھا۔ مگر جب اوسے یہ کیفیت معلوم ہوئی اوس نے بُست کا محاصرہ کرلیا۔ اور عیاض کو کہلا بھیجا کہ خبردار یاد رکھو کہ اگر عبد الرحمن کا بال بھی بیکا ہوا تو تمہاری خیر نہیں پھر میں اوس وقت تک یہاں سے محاصرہ نہیں ہٹاؤں گا جب تک کہ تجھ پر قابو نہ پالوں۔ اور پھر تجھے اور تیرے تمام ساتھیوں

کو قتل کر ڈالوں گا۔ تیرے اہل و عیال کو لونڈی غلام بناؤں گا۔ اور تیرا تمام مال و متاع اپنی فوج میں تقسیم کر دوں گا۔ عیاض اس دھمکی سے ڈر گیا۔ اوس نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرے جان و مال کے لئے وعدۂ معافی عطا فرماویں تو میں عبدالرحمن کو مع تمام اوس روپیہ کے جو اُس کے پاس تھا آپ کے سپرد کر دوں گا۔

غرضکہ مذکورۂ بالا شرائط پر دونوں میں صلح ہوگئی عبدالرحمن کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور وہ رتبیل کے پاس چلے آئے۔

عبدالرحمن نے رتبیل سے کہا کہ اس شخص کو میں ہی نے اس مقام کا عامل مقرر کیا تھا۔ اور مجھے اس پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا اور پھر جو کچھ نمک حرامی اور بے وفائی اوس نے میرے ساتھ کی اور جو سلوک مجھ سے روا رکھا وہ آپ کے بھی پیش نظر ہے اس لئے اب آپ اوسے میرے حوالہ کر دیجئے تاکہ میں اوسے قتل کروں۔

رتبیل نے کہا کہ میں اوسے امان دے چکا ہوں اور اب یہ نہیں چاہتا کہ بدعہدی کروں۔ اسپر عبدالرحمن نے کہا کہ اچھا آپ اجازت دیجئے کہ میں اوسے خوب تھپڑ اور مکے رسید کروں۔ اور اُسکی توہین و تذلیل کروں۔ رتبیل نے یہ بات البتہ مان لی۔ اور ابن الاشعث نے اوسے مار پیٹ کر خوب اپنے دل کا بخار نکالا۔

عبدالرحمن رتبیل کے ساتھ اوس کے علاقہ میں چلا آیا۔ رتبیل نے اپنے پاس اونھیں مہمان رکھا۔ اور اُن کی بیحد توقیر و تعظیم کی۔ عبدالرحمن کے ہمراہ شکست خوردہ فوج کی بھی ایک بڑی جماعت تھی۔

اس جماعت کے علاوہ عبدالرحمن کی شکست خوردہ فوج کا اور جو بیشتر حصہ باقی تھا یا وہ بڑے بڑے سردار اور افسر جنھوں نے حجاج کی مخالفت میں کوئی جتن اوٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور چونکہ حجاج کی اول مرتبہ دعوت امان کو رد کر چکے تھے اس لئے اب اونھیں امان حاصل کرنے کی کوئی توقع نہ تھی یہ سب کے سب عبدالرحمن کی جستجو اور تلاش میں پھرتے پھرتے سجستان آئے۔ اسی طرح علاقہ سجستان اور خود شہر سجستان کے اور بہت سے لوگ اون کے ساتھ ہوئے۔ غرض کہ اب اون کی کل تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی تھی۔

اس جماعت نے عبداللہ بن عامر البعار پر حملہ کر کے اوس کا محاصرہ کر لیا اور عبدالرحمن کو جو اوس وقت رتبیل کے پاس تھا خط کے ذریعہ اطلاع دیدی کہ ہم آپ کے پاس آرہے ہیں

اور ہماری اتنی تعداد ہے اور فلاں قبیلے اور جماعتیں ہمارے ساتھ ہیں۔
عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب اس جماعت کو نماز پڑھاتے تھے۔ ان لوگوں نے عبدالرحمن بن محمدؒ کو یہ بھی لکھا کہ آپ ہمارے پاس آجایئے۔ تاکہ ہم خراسان چلیں کیونکہ وہاں ہمارے طرفداروں کی ایک زبردست فوج ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہوکر اہل شام سے لڑنے پر آمادہ ہوجائیں علاوہ بریں خراسان ایک وسیع وعریض ملک ہے جس میں کثرت سے قلعے ہیں۔ اور بے انتہا آبادی ہے۔
عبدالرحمن بن محمدؒ نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ اور بُست کے علاقہ سے روانہ ہوکر اپنی فوج کے ہمراہ اُس جماعت کے پاس آئے۔ ان تمام لوگوں نے عبداللہ بن عامر البعار کا محاصرہ کرلیا۔ اور اُس سے ہتیار رکھوا لئے۔ عبدالرحمن نے اوسے خوب پٹوایا۔ سزا دلوائی اور قید کردیا۔
اب عمارۃ بن تمیم شامی فوج کے ہمراہ اس جماعت کے مقابل ہوا۔ عبدالرحمن کی فوج نے عبدالرحمن سے کہا کہ آپ سجستان تو دشمن کے لئے چھوڑ دیں اور ہمیں سب کو لیکر خراسان چلئے عبدالرحمن کہنے لگے کہ یزید بن المہلب خراسان کا گورنر ہے۔ اور وہ ایک جوان اور بہادر آدمی ہے۔ وہ کبھی اپنی خوشی سے اپنی حکومت آپ کے حوالے نہیں کرے گا۔ اور بالفرض اگر اوس کی مرضی کے بغیر تم لوگ علاقۂ خراسان میں داخل بھی ہوگئے تو وہ بجلی کیطرح تمہارے مقابلہ کے لئے کوندکر آئیگا۔ اور پھر شامی بھی برابر تمہارا تعاقب کررہے ہیں۔ اسلئے میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ تم ان دو دشمنوں کے بیچ میں گھر جاؤ۔ اور اس طرح تمہارا مقصد بھی فوت ہوجائے گا۔
اُس پر اور تمام لوگ کہنے لگے کہ اہل خراسان تو ہمارے اہل وطن ہیں ہمیں پوری توقع ہے کہ اگر ہم سرزمین خراسان میں داخل ہوگئے تو ایسے لوگوں کی تعداد جو ہمارا ساتھ دیں گے اون سے زیادہ ہوگی جو ہمارا مقابلہ کریں گے۔ علاوہ بریں خراسان ایک طویل وعریض علاقہ ہے جہاں چاہینگے ایک طرف کو ہورہیں گے۔ اور پھر حجاج یا عبدالملک کے مرنے تک وہیں ٹھہرے رہینگے۔ یا پھر جیسا مناسب سمجھیں گے ویسا کریں گے۔
عبدالرحمن نے کہا اچھا اللہ کا نام لیکر میرے ساتھ چلو۔ یہ تمام فوج روانہ ہوکر ہرات آگئی۔ اب تک کوئی بات اون کے علم میں ایسی نہیں آئی تھی جس سے اونھیں کچھ شبہ ہوتا کہ یکایک

عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرۃ القرشی دو ہزار فوج کے ساتھ چپکے سے عبدالرحمن کے لشکرگاہ سے چلا گیا اور جس راستہ سے وہ جانا چاہتے تھے اوس راستہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے چلدیا۔

صبح کے وقت عبدالرحمن تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ ان تمام معرکوں میں میں آپ کے ہمراہ شریک رہا۔ ہر موقع پر میں آپ لوگوں کی خاطر آخری دم تک دشمن کے مقابلہ پر جا رہا۔ مگر جب میں دیکھتا تھا کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی میدان جنگ میں نہیں ہے تو میں بھی مجبوراً پسپا ہو جاتا تھا۔ مگر جب میں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ آپ لوگ نہ لڑتے ہیں اور نہ دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہتے ہیں تو میں بھی ایک گوشہ عافیت و سلامتی میں چلا آیا تھا۔ آپ لوگوں نے یہاں بھی مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ بلکہ اپنے خط کے ذریعہ مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے پاس آؤں۔ کیونکہ آپ لوگوں نے مجھے لکھا تھا کہ ہم سب لوگ متحد الخیال اور ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ اور اب پھر دشمن کا مقابلہ کریں گے میں آپ کے پاس آیا۔ آپ سب کی صلاح ہوئی کہ میں خراسان چلوں۔ آپ نے اس بات کا ادعا کیا تھا کہ آپ سب کے سب میرا ساتھ دیں گے۔ اور کبھی مجھ سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر اس پر بھی عبیداللہ بن عبدالرحمن نے جو حرکت کی ہے وہ آپ پر روشن ہے۔ اس لئے آج کا تلخ تجربہ آپ لوگوں کی جانب سے میرے لئے کافی ہے میں تو اپنے اوسی دوست کے پاس واپس جاتا ہوں جہاں سے آیا تھا۔ جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ ہو جائے اور جو شخص میرے ساتھ نہیں جانا چاہے اوس کا جہاں سینگ سمائے میری طرف سے خدا کے حفظ و امان میں چلا جائے۔

ایک گروہ تو اصل جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ ایک گروہ نے عبدالرحمن کا ساتھ دیا۔ مگر بیشتر حصّہ نے عبدالرحمن کے جانے کے بعد عبدالرحمن بن العباس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

عبدالرحمن ابن محمد تو پھر رتبیل کے پاس چلا آیا۔ اور دوسری جماعت نے خراسان کا رخ کیا۔

جب یہ لوگ ہرات پہونچے تو رقاد الازدی متعلقہ بنی عتیک سے اُن کی مڈبھیڑ ہوئی عراقیوں نے اوسے قتل کر دیا۔ اور اب خود یزید بن المہلب اون کی طرف بڑھا۔

مفضل بن محمد راوی ہیں کہ مسکن پر شکست کھانے کے بعد ابن الاشعث تو کابل چلا گیا۔ عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ ہرات آگیا۔ عبیداللہ نے ابن الاشعث کے بھاگنے پر اوسے برا بھلا کہا اور راس کی مذمت کی عبدالرحمن بن عباس سجستان آیا۔ یہاں ابن الاشعث کی

شکست خوردہ فوج عبدالرحمن بن عباس کے پاس جمع ہوگئی۔ اور وہ اس پوری جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد بیس ہزار بیان کی گئی ہے خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات آیا یہاں رقاد بن عبید العتکی سے اون کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اور عراقیوں نے اوسے قتل کرڈالا۔

عبدالرحمن بن عباس کے ہمراہ عبدالرحمن بن المنذر بن الجارود متعلقہ بنی عبد القیس بھی تھا۔

یزید بن مہلب نے عبدالرحمن بن عباس کو لکھا "کہ اور دوسرے وسیع وعریض علاقے موجود ہیں اور وہاں ایسے لوگ ہیں جو اقتدار اور قوت میں مجھ سے کم ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ کسی دوسرے ایسے علاقہ میں چلے جائیں جو میرے حدود و اختیار سے باہر ہو۔ کیونکہ میں آپ سے لڑنا نہیں چاہتا۔ اگر سفر کے اخراجات کے لئے آپ کو روپیہ کی ضرورت ہو تو میں روپیہ سے بھی آپ کی امداد کرنے کے لئے تیار ہوں"۔

عبدالرحمن بن عباس نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم یہاں آپ سے جنگ کرنے کے لئے فروکش نہیں ہوئے ہیں اور نہ یہاں مستقل طور پر قیام کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ذرا دم لے لیں۔ اور پھر انشاء اللہ یہاں سے چلے جائیں گے۔ اور ہمیں آپ کی مالی امداد کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

یزید کا قاصد یہ جواب لیکر واپس چلا آیا۔ مگر اب عبدالرحمن نے سرکاری مالگزاری وصول کرنا شروع کی۔ جب یزید کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ جس شخص کا ارادہ یہ ہو کہ وہ چندے آرام لیکر چلا جائے گا وہ خراج وصول نہیں کیا کرتا اس لئے اب یزید نے چار ہزار یا چھ ہزار سواروں کے ساتھ اپنے بھائی مفضل کو آگے روانہ کیا۔ اور پھر خود چار ہزار سوار لیکر اوس کے بعد روانہ ہوا۔

یزید نے پورے ہتیار سجا کر اپنے تیئں وزن کرایا۔ تو اوس کا وزن چار سو رطل نکلا۔ اس پر کہنے لگا کہ میرا وزن اب اس قدر زیادہ ہوگیا ہے کہ میں جنگ میں جانے سے مجبور ہوں۔ بھلا کون گھوڑا میرے اس بار کو برداشت کرسکیگا؟ پھر اپنا گھوڑا جس کا نام کاہل تھا منگوایا اور اس پر سوار ہوا۔

یزید نے اپنے ماموں جدیع بن یزید کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور مرو الروذ کے راستہ سے روانہ ہوا۔ اپنے باپ کی قبر پر آیا۔ تین روز یہاں قیام کیا۔ اور اپنے تمام ساتھیوں کو سو سو درہم انعام تقسیم کیا پھر ہرات پہنچا یہاں پہونچکر اُسنے عبدالرحمن بن عباس کو

کہلا بھیجا کہ اب آپ نے اچھی طرح آرام لے لیا ہے۔ خوب کھا پیکر موٹے ہو گئے اور خراج بھی وصول کر لیا جس قدر خراج آپ نے وصول کر لیا ہے وہ میں آپ کو معاف کئے دیتا ہوں بلکہ اگر آپ چاہیں تو مجھ سے اور بھی لے سکتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ اس مقام سے کسی دوسرے علاقہ میں چلے جائیں۔ کیونکہ میں قسم کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے لڑنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

مگر عبدالرحمن نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور مقابلہ پر اصرار کیا۔ اوسکے ہمراہ عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرۃ بھی تھا عبدالرحمن نے خفیہ طور پر یزید کی فوج میں سازش کی۔ اونھیں بہت کچھ لالچ بھی دیا اور اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے دعوت دی کسی سپاہی نے یزید سے اس سازش کا ماجرا بیان کیا۔ یزید نے سنکر کہا کہ اب اون کا قصور ناقابل معافی ہو چکا ہے۔ کیا خوب میرا مزا چکھے بغیر وہ اپنی امارت کے خواہش مند ہیں یزید مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے آگئیں اور جنگ کے لئے تیار ہوئیں۔ یزید کے لئے ایک کرسی بچھا دی گئی اور وہ تو اس پر بیٹھ گیا۔ اور جنگ کا انتظام اپنے بھائی مفضل کے سپرد کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اپنا رسالہ آگے بڑھاؤ۔

مفضل رسالہ کو لیکر آگے بڑھا اور اب دونوں فوجوں میں معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ کچھ ایسی زیادہ دیر تک جنگ بھی نہیں ہوئی تھی کہ عبدالرحمن کی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ عبدالرحمن چند غیور اور دلیر آدمیوں کی جماعت کے ساتھ اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ قبیلۂ عبد والے بھی برابر اپنی اپنی جگہ جمے رہے۔

سعد بن نجد القردوسی نے حلیس الشیبانی پر جو عبدالرحمن کے سامنے تھا حملہ کیا۔ حلیس نے نیزہ کے ایک وار سے سعد کو اوس کے گھوڑے سے گرا دیا۔ مگر پھر اوس کے اور ساتھیوں نے آکر اوسے بچا لیا۔

عبدالرحمن اور اوس کی اس جماعت پر دشمن کی ایک کثیر تعداد ٹوٹ پڑی ان لوگوں کو پسپا ہونا پڑا۔ مگر یزید نے تعاقب کرنے کی ممانعت کر دی۔

یزید کی فوج نے عبدالرحمن کے فوجی قیام گاہ میں جو کچھ تھا اوس پر قبضہ کر لیا۔ اور کچھ قیدی بھی گرفتار کئے۔

یزید نے عطا بن ابی السائب کو حکم دیا کہ دشمن کے لشکر گاہ کی ہر چیز پر قبضہ کر لو منجملہ دوسرے مال غنیمت کے تیرہ عورتیں بھی اوس کے ہاتھ آئیں۔ یزید نے اونھیں مُرّہ

بن عطا بن ابی السائب کے حوالے کر دیا۔ قرۃ اون عورتوں کو بہلے طبسین لیکر آیا اور پھر عراق لے آیا یزید نے سعد بن نجد سے پوچھا کہ کس شخص نے تم پر نیزہ کا وار کیا تھا سعد نے کہا حلیس الشیبانی نے مجھ پر حملہ کیا تھا حالانکہ اگر میں پیدل بھی ہوں اور وہ سوار ہو تب بھی میں ہی طاقت و شجاعت میں اوس سے بڑھکر ہوں۔

جب حلیس کو اوس کے اس دعوے کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ بخدا سعد نے جھوٹ کہا میں پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں اوس سے زیادہ دلیر و بہادر ہوں۔

عبد الرحمن بن منذر بن بشر بن حارثہ بھاگ کر موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم کے پاس چلا گیا۔

قیدیوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر۔ عیاش بن الاسود بن عوف الزہری۔ طعلقام بن نعیم بن القعقاع بن معبد بن زرارہ۔ فیروز حصین۔ ابو العلج عبید اللہ بن معمر کا آزاد غلام خاندان ابی عقیل کا ایک شخص۔ سوار بن مروان۔ عبد الرحمن بن طلحہ بن عبد اللہ بن خلف اور عبد اللہ بن فضالۃ الزہرانی بھی شامل تھے۔ عبد الرحمن بن عباس سند چلا گیا۔ اور ابن سمرۃ مرو آگیا۔

اس جنگ کے بعد یزید بھی مرو واپس آگیا اور سبرۃ بن نخف بن ابی صفرہ کی حفاظت میں اون قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔

یزید نے ابن طلحہ اور عبد اللہ بن فضالۃ کو رہا کر دیا۔ بعض لوگوں نے عبید اللہ بن عبد الرحمن بن سمرۃ کی یزید سے چغلی کھائی۔ یزید نے اوسے بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ایک شخص جابر بن عمارہ کا بیان ہے کہ یزید نے اگرچہ ابن طلحہ کو معافی دیدی تھی مگر اوسے حکم دیدیا تھا کہ تم میرے پاس ہی رہو اور کہیں دوسری جگہ نہیں جا سکتے، عبد الرحمن ابن طلحہ نے قسم کھالی تھی کہ اوس احسان کے عوض جو یزید نے اس دام بلا سے نکال کر مجھ پر کیا ہے میں جہاں کہیں یزید کو دیکھوں گا اوس کے ہاتھ کو اظہار تشکر و عقیدت کی بنا پر بوسہ دوں گا۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص نے یزید سے کہا کہ چونکہ میرے والد ہی نے تمہارے باپ کو دعوت اسلام دی تھی اس لئے میں اوس دعوت کا واسطہ دیکر تم سے اپنی جان کی معافی کا خواستگار ہوں۔ یزید نے اون کی درخواست منظور کر لی۔ اور اونھیں بھی امان دیدی۔

مگر اس روایت میں کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اس طرح معافی مانگی ایک لمبی چوڑی بحث ہے۔

یزید نے بقیہ قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر بھی اِن قیدیوں میں شامل تھے۔ حجاج نے اُن سے کہا کہ تم ہی عبدالرحمن کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ عمر بن موسیٰ نے کہا جناب والا فتنہ و فساد کی ایک آگ بھڑکی جس نے اچھے اور برُوں سب کو لپیٹ لیا۔ ہم بھی اوس میں شریک ہو گئے۔ اب اگر آپ ہمیں معاف کر دیں تو یہ آپ کے انتہائی حلم و مروت کی بنا پر ہو گا۔ اور اگر آپ سزا دیں تو واقعی ہم مجرم ہیں آپ سزا دینے میں باحق بجانب ہیں۔

یہ سنکر حجاج کہنے لگا کہ تمھارا یہ دعویٰ کہ اس فتنہ نے اچھے اور برُے دونوں قسم کے اشخاص کو اپنے میں شامل کیا بالکل غلط ہے صرف بدکردار ہی اوس میں شامل ہوئے نیک اوس سے بالکل علٰحدہ رہے۔ مگر چونکہ تم نے اپنے قصور کا اعتراف کیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ اس اعتراف سے تمھیں فائدہ ہو۔

عمر بن موسیٰ حجاج کے سامنے سے ہٹا دیا گیا۔ اس سے دوسرے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اسے معافی دیدی جائے گی۔

اتنے میں طھلقام بن نعیم حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اوس سے دریافت کیا کہ بتاؤ عبدالرحمن بن محمد کی حمایت کرنے سے تمھاری کیا توقعات تھیں۔ کیا تمھیں یہ امید تھی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ گے۔ طھلقام نے کہا بے شک مجھے یہ ہی امید تھی اور مجھے آرزو تھی کہ جس مرتبہ پر عبدالملک نے تجھے سرفراز کیا ہے ایسا ہی عبدالرحمن مجھے سرفراز کریں گے۔ یہ سنتے ہی حجاج کو غصّہ آگیا اور اُس نے اوس کی گردن مارنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ طھلقام قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے بعد حجاج نے ابن معمر کی طرف جو اوس کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تھا دیکھا اور اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اسی طرح اور تمام قیدی بھی قتل کر ڈالے گئے۔

حجاج نے عمرو بن ابی قرۃ الکندی ثم الحجری کو جو ایک نہایت شریف آدمی تھے اور ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتے تھے معافی دیدی۔ اور اون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم تو میرے پاس آکر اپنی ضروریات بیان کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن الاشعث اور اشعث سے کوئی تعلق نہیں مگر اب تم نے ابن الاشعث کی حمایت کی اس سے معلوم ہوا کہ اون سے بے تعلقی کا اظہار واقعیت پر مبنی نہیں تھا۔ مگر علاوہ بریں اُس کی حمایت سے

نہ آپ کو کوئی عزت حاصل ہوئی اور نہ کوئی فائدہ۔

باغیوں کو جب دیر جاجم پر شکست ہوئی تو حجاج نے اعلان کرادیا تھا جو شخص رے میں قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے گا تو اوسے امان دیدی جائے گی۔ اس لئے بہت سے آدمی رَے میں قتیبہ کے پاس چلے گئے اون لوگوں میں عامر الشعبی بھی تھے۔

ایک روز حجاج نے شعبی کو یاد کیا، اور پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اور انھوں نے کیا کارروائی کی؟ یزید بن ابی مسلم نے جواب دیا کہ جناب والا مجھے اطلاع ملی ہے کہ شعبی رَے میں قتیبہ کے پاس چلے آئے ہیں۔

حجاج نے کہا اچھا میں کسی شخص کو بھیجتا ہوں کہ وہ شعبی کو میرے پاس لے آئے اور قتیبہ کو خط لکھا کہ میرے اس خط کے دیکھتے ہی تم شعبی کو بھیجدو۔ یہ خط دیکر قاصد روانہ کردیا گیا۔

شعبی کہتے ہیں کہ ابن ابی مسلم میرے مخلص دوست تھے۔ جب مجھے حجاج کے پاس لایا گیا تو ابن ابی مسلم سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ ابن ابی مسلم نے کہا کہ میں سوائے اس کے تمھیں اور کیا مشورہ دیسکتا ہوں کہ جہاں تک ہوسکے حجاج کے سامنے عذرخواہی کرنا۔ یہی مشورہ میرے اور دوستوں اور عزیزوں نے بھی مجھے دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میں نے اون لوگوں کے مشورہ کے بالکل خلاف عمل کیا۔ سب سے پہلے میں نے امیر کے لفظ سے خطاب کرکے حجاج کو سلام کیا۔ اور پھر کہا کہ اے امیر لوگوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی برأت کا اظہار کروں حالانکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ میرا یہ بیان حق وصداقت پر مبنی نہ ہوگا۔ مگر میں جناب والا سے بقسم عرض کرتا ہوں کہ اس موقع پر میں جو کچھ کہوں گا وہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہوگا۔ بخدا ہم نے آپ کے خلاف بغاوت کی۔ اور آپ کے خلاف کوئی دقیقہ کوشش اور جوش وجرأت کا اوٹھا نہیں رکھا۔ اور ہم نے اس کارروائی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ مگر نہ تو ہم بے گناہ رہے اور نہ اس جرم بغاوت کا ارتکاب کرکے ہمیں اقتدار حاصل ہوا۔ اللہ نے آپ کو ہم پر فتح دی۔ اس لئے اب اگر آپ ہمارے ساتھ سختی کا برتاؤ کریں گے تو خود ہمارے افعال وحرکات ہی اسکے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر آپ ہمیں معاف کردیں گے تو یہ آپ کے حلم وجذبات مروت کی بنا پر ہوگا۔ اور ارتکاب بغاوت کے ثبوت کے بعد آپ کو ہم پر پورا اختیار حاصل ہے۔

اس تقریر کو سن کر حجاج نے کہا کہ بخدا اعتراف جرم کی بنا پر میں تم کو اُن لوگوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں جو میرے سامنے اس حالت میں آتے ہیں۔ کہ ہمارے خونوں سے انکی تلواریں متقاطر ہوتی ہیں اور پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور ہم کسی جنگ میں شریک نہ تھے۔ جاؤ ہم نے تمہیں امان دی۔

میں واپس پلٹا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ حجاج نے پھر بلایا۔ اس سے مجھے خوف پیدا ہوا۔ مگر مجھے یاد آیا کہ حجاج مجھے وعدہ معافی دے چکا ہے! اس سے میرا خوف جاتا رہا۔

حجاج نے مجھ سے نہایت ہی نرم اور تعظیم کے لہجہ میں پوچھا کہ بتائیے ہمارے بعد دشمن کا کیا حال ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب والا کے خوف سے میری نیند جاتی رہی تھی۔ شائستہ گھوڑا مجھے سرکش معلوم ہوتا تھا۔ خوف میرا دامنگیر تھا۔ اور تمام بہترین اعزاء کی جدائی میرے قرین تھی۔ اور آپ سے کہیں چھٹکارا نہ تھا۔

حجاج نے مجھ سے کہا کہ اچھا جاؤ میں واپس چلا آیا۔ اعشیٰ ہمدانی مشہور شاعر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے اُسے دیکھ کر کہا اے دشمن خدا تو اپنا وہ قصیدہ مجھے سنا جس میں تو نے میری ہجو لکھی ہے۔ اور جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔

وبین الاشج وبین قیس باذخ

اعشیٰ نے کہا میں آپ کو وہ قصیدہ سناتا ہوں جو میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔ حجاج نے پہلے قصیدہ کے پڑھنے پر اصرار کیا۔ مگر اعشیٰ نے مدحیہ قصیدہ سنایا۔ جب قصیدہ ختم کر چکا تو تمام شامیوں نے حجاج سے اوسکی تعریف و توصیف کی۔ مگر حجاج نے کہا کہ نہیں یہ تعریف کا مستحق نہیں ہے۔ تمھیں معلوم نہیں کہ اس قصیدہ سے اسکا کیا مطلب تھا۔

پھر حجاج نے اعشیٰ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دشمن خدا تیرے اس مدحیہ کلام پر ہم تیری تعریف نہیں کرتے کیونکہ اس میں تو نے اپنے طرفداروں کی ناکامیابی پر اظہار افسوس کیا ہے اور ہمارے خلاف اون کے جذبات انتقام سے اپیل کی ہے۔ ہم نے تجھ سے اس قصیدہ کی فرمائش نہیں کی تھی بلکہ وہ قصیدہ سنا جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔

وبین الاشج وبین قیس باذخ

غرض کہ اعشیٰ نے یہ قصیدہ سنانا شروع کیا۔ اور جب اوس نے یہ مصرع پڑھا

بخ بخ لوالدہ وللمولود

توحجاج نے کہا اب تم کو کبھی یہ موقع نہیں ملیگا کہ تم کسی اور کے لئے یہ الفاظ استعمال کرو۔

حجاج نے اوسے سامنے بلاکر قتل کرا دیا۔

واقعات متذکرۂ بالا متعلقۂ اسیران جنگ بالکلیہ ابومخنف کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر اور ارباب سیر نے ان واقعات کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث کو شکست ہوئی یہ لوگ اور دوسری تمام شکست خوردہ فوج کے ساتھ رَے آئے۔ عمر بن ابی الصلت بن کنار بن نضر بن معاویہ کے آزاد غلام نے جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا رَے پر قبضہ کرلیا تھا۔ یہ تمام لوگ بھی اس سے آملے۔

حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو رَے کا حاکم مقرر کرکے روانہ کیا۔ اسیر اون تمام قیدیوں نے جنھیں یزید بن المہلب نے حجاج کے پاس روانہ کیا تھا اور دوسری شکست خوردہ فوج نے عمر بن ابی الصلت سے کہا کہ ہم آپ کو اپنا امیر مقرر کرتے ہیں۔ اور آپ ہمارے ساتھ قتیبہ سے لڑیں۔

عمر نے اس معاملہ میں اپنے باپ ابوالصلت سے مشورہ کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر اتنی بڑی جماعت تمھیں اپنا امیر بناتی ہے تو تم فوراً منظور کرلو۔ چاہے تم کل ہی قتل کر ڈالے جاؤ۔ چنانچہ عمر نے اپنا جھنڈا بلند کردیا۔ اور دشمن کے مقابلہ پر آیا مگر اوسے اور اوس کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور یہ شکست خوردہ فوج سجستان چلی گئی۔ سجستان پہونچکر اوس فوج نے عبدالرحمن بن محمد کو جو اوس وقت رتبیل کے پاس مقیم تھے دعوتی خط لکھا۔

اب یہاں سے اس روایت میں وہی تمام واقعات ہیں جو اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔

ابوعبیدہ نے بیان کیا ہے کہ جب یزید نے اون قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجنے کا قصد کیا تو اوس کے بھائی حبیب نے کہا کہ جب آپ ابن طلحہ کو بھی حجاج کے پاس بھیج رہے ہیں تو پھر آپ کا اہل یمن کی امداد و اعانت کا متوقع ہونا بے معنے ہے

اس پر یزید نے کہا کہ تم نہیں جانتے یہ حجاج کا معاملہ ہے۔ اُس کی مخالفت کرنا دانشمندی کے خلاف ہے۔
مگر پھر حبیب نے کہا کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرتے ہوئے کہ آپ معزول کردیے جائیں گے پھر بھی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ابن طلحہ کو نہ بھیجیے کیونکہ ہم اون کے زیر بار احسان ہیں۔ یزید نے کہا کہ ہم پر اون کے کیا احسانات ہیں۔ حبیب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جامع مسجد میں مہلب سے دو لاکھ درہم کا مطالبہ کیا گیا اور اسی ابن طلحہ نے وہ رقم اون کی طرف سے ادا کرکے اون کی گلوخلاصی کرائی تھی۔ یزید نے ابن طلحہ کو رہا کردیا۔ اور دوسرے قیدیوں کو حجاج کے پاس روانہ کردیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ اسیران جنگ حجاج کے پاس پہونچے تو اوس نے اپنے حاجب سے کہا کہ دیکھو جب میں تمھیں حکم دوں کہ قیدیوں کے سردار کو میرے پاس لاؤ تو تم فیروز کو میرے سامنے پیش کرنا۔
دربار عام میں تخت بچھایا گیا (حجاج اوس وقت واسط القصب میں مقیم تھا۔ اور یہ وہ زمانہ ہے کہ شہر واسط اب تک نہیں بنا تھا) حجاج نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ قیدیوں کے سردار کو میرے سامنے پیش کرو۔ حاجب نے فیروز سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ۔
فیروز کھڑا ہوا۔ حجاج نے اوس سے دریافت کیا کہ اے ابو عثمان بھلا تم کاہے کو ان باغیوں میں شریک ہوئے۔ نہ وہ تمھاری قوم سے ہیں اور نہ عزیز ہیں۔ فیروز نے کہا کہ ایک عام بغاوت برپا ہوئی اوس میں سب ہی لوگ شریک ہوئے۔ ہم نے بھی اوس میں شرکت کی۔
حجاج نے کہا کہ تم اپنی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ میرے نام لکھدو۔ اسپر فیروز نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ حجاج نے کہا پہلے لکھدو، فیروز نے کہا تو پھر اوس کے بعد کیا مجھے امان دی جائے گی۔ حجاج نے کہا کہ پہلے لکھدو تو اوس کے بعد دیکھا جائیگا۔
فیروز نے غلام کو مخاطب کرکے کہا کہ لکھو ہزار، ہزار، ہزار اور ہزار (گویا دس کھرب درہم) حجاج نے پوچھا کہ یہ روپیہ کہاں ہے؟ فیروز نے کہا کہ میرے پاس ہے۔ حجاج نے کہا کہ مجھے دیدو۔ اُسپر فیروز نے پوچھا کہ کیا اس رقم کے ادا کرنے کے بعد امان دیدی جائیگی؟ حجاج نے کہا کہ جب تم یہ رقم ادا کردو گے تمھیں ضرور قتل کرڈالوں گا۔ فیروز نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میری جان بھی لو اور یہ روپیہ بھی حجاج نے حاجب کو حکم دیا کہ

اسے میرے سامنے سے ہٹا دو۔ چنانچہ فیروز علیحدہ کھڑا کر دیا گیا۔

حجاج نے حکم دیا کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ محمد بن سعد پیش ہوئے۔ حجاج نے اُن سے کہا کہ تو شیطان کا پیرو ہے۔ سخت متکبر اور بڑا ہی مغرور ہے۔ تو نے یزید ابن معاویہ کی بیعت کرنے سے انکار کیا تاکہ اپنے تئیں حسین رضا اور ابن عمر رضا کا مماثل ظاہر کرے۔ اور پھر تو ابن کنانہ بنی نصر کے غلام یعنے عمر بن ابی الصلت کا موذن بن گیا۔ یہ کہتے ہوئے حجاج نے ایک ڈنڈے سے جو اوس کے ہاتھ میں تھا محمد بن سعد کو مارنا شروع کیا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ اُسپر محمدؒ نے اوس سے کہا کہ اے شخص جب ہم تیرے قبضہ اقتدار میں ہیں تو تجھے ہم پر نرمی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حجاج نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

محمدؒ نے حجاج سے کہا کہ تم میرے معاملہ کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دو اگر وہ معاف کر دیں گے تو اس کار خیر میں تمہاری بھی شرکت ہو جائے گی۔ اور تم جزائے خیر پاؤ گے اور اگر وہ میرے قتل کا حکم دیں گے تو تم اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاؤ گے۔ حجاج نے دیر تک اس معاملہ پر غور کیا مگر پھر اون کے قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ اور اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

اس کے بعد حجاج نے عمر بن موسیٰ کو بلایا اور کہا کہ اے ذلیل عورت کے غلام تو بھی ابن الحائک کے ساتھ گرز لیکر چوبداروں کی طرح کھڑا ہوتا تھا فارس کے حمام میں اوس کے ساتھ شراب پیتا تھا اور میری ہجو میں شعر کہتا تھا کہاں ہے فرزدق! اوٹھو اور وہ شعر سناؤ جو تم نے اسکے لئے کہا ہے فرزدق نے یہ شعر سنایا۔

وخضبت ایراٴک للزنا ولم تکن یوم الهیاج لتخضب الابطالا

(ترجمہ) تو نے اپنے عضو تناسل کو زنا کے لئے رنگین کیا ہے۔ حالانکہ تو نے میدان جنگ میں کبھی بہادروں کو ان کے خون سے نہیں رنگا۔)

عمر بن موسیٰ نے جواب دیا کہ کیا یہ میرا کم احسان ہے کہ میں نے اپنے عضو تناسل کو تیری ماں بہن اور جوروؤں سے علیحدہ رکھا ہے۔

حجاج نے اوس کے قتل کا بھی حکم دیدیا۔

پھر حجاج نے ابن عبید اللہ بن عبد الرحمن بن سمرہ کو بلایا۔ یہ ایک بالکل نوجوان شخص تھا

اوس نے عرض کی کہ جناب والا میں کم سن ہوں اپنے ماں باپ کے ساتھ تھا مجھے خود تو کچھ اختیار نہ تھا میرے ماں باپ جہاں جاتے میں بھی اون کے ساتھ رہتا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا ان تمام لڑائیوں کے دوران میں تیری ماں بھی تیرے باپ کے ساتھ رہی ہے۔ ابن عبید اللہ نے کہا جی ہاں۔ حجاج نے کہا کہ تیرے باپ پر خدا کی لعنت ہو۔

اس کے بعد حجاج نے طلقام بن نعیم کو بلا کر پوچھا کہ کہئے ابن الاشعث کی تو جو غرض و غایت تھی وہ تھی مگر آپ کے کیا توقعات تھے۔

طلقام نے جواب دیا کہ مجھے یہ امید تھی کہ جسطرح عبد الملک نے تجھے عراق کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا ہے اسی طرح ابن الاشعث اس خدمت پر مجھے سرفراز کریگا۔

حجاج نے اپنے غلام حوشب کو حکم دیا کہ اس کی گردن ماروے۔ حوشب کھڑا ہوا۔ طلقام نے اوس سے کہا اے ابن لطیفہ تو میرے زخم کو مت چھیڑ۔ غرض کہ اوسے بھی قتل کر دیا گیا۔

بعد ازاں عبد اللہ بن عامر پیش کیا گیا۔ جب یہ حجاج کے سامنے کھڑا ہوا تو کہنے لگا کہ اے حجاج اگر تو نے ابن المہلب کو اوس کے اُس جرم کی وجہ سے جسکا وہ مرتکب ہوا ہے معاف کر دیا تو خدا کرے کہ تو کبھی جنت کی صورت نہ دیکھے۔ حجاج نے پوچھا کہ اوس نے کیا کیا۔ اوس کے جواب میں عبد اللہ بن عامر نے یہ دو شعر پڑھے۔

| | |
|---|---|
| لانه كاس فى اطلاق اسرته | وقاد نحوك فى اغلالها مضرا |
| وقى بقومك ورد الموت اسرته | وكان قومك ادنى عنده خطرا |

(ترجمہ) اس لئے کہ اوس نے اپنے خاندان والوں کو رہائی دینے میں مکاری کی۔ اور بنی مضر کو بیڑیاں پہنا کر تیری طرف بھیجدیا۔ تیری قوم کی آڑ میں اوس نے اپنے خاندان کو موت کے گھاٹ سے بچالیا۔ حالانکہ تیری قوم سے اوسے سب سے کم اندیشہ تھا۔

حجاج تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ اور یہ بات اوس کے دل میں اوتر گئی مگر اُس نے عبد اللہ بن عامر سے کہا کہ خیر تجھے ان معاملات سے کیا تعلق اور پھر اوسے بھی قتل کرا دیا۔

یزید کی یہ حرکت حجاج کے دل میں برابر کھٹکتی رہی مگر آخرکار اُس نے یزید کو خراسان کی امارت سے موقوف کر کے اوسے قید کر دیا۔

حجاج نے حکم دیا کہ فیروز کو سخت سزا دیجائے، اور اب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دیجانے لگیں منجملہ اور تکلیفوں کے ایک یہ بھی تھی کہ فارس کے نرکنڈے چیر چیر کر اوس کے جسم پر باندھ دئے جاتے تھے۔ اور پھر اوسے گھسیٹا جاتا تھا اور جب اوسکا تمام بدن زخمی ہو جاتا تھا تو اوس پر سرکہ اور نمک چھڑکا جاتا تھا جب فیروز نے محسوس کر لیا کہ اب موت اوس کے سر پر ہے تو جلاد سے کہا کہ تمام لوگوں کو یہ یقین ہے کہ میں مارا جا چکا ہوں اور میری بہت سی امانتیں اون کے پاس ہیں جو کبھی تمہیں نہیں دیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے لیچلو تاکہ اونھیں معلوم ہو جائے کہ میں ابھی زندہ ہوں تاکہ وہ میلا روپیہ مجھے دیدیں اور تم یہ بات حجاج سے جاکر کہو۔ حجاج نے کہا اچھا اوسے لیجاؤ غرض کہ فیروز کو شہر کے دروازے کی طرف لے چلے۔ اوس نے بہت سے لوگوں کے مجمع میں چلا کر کہا کہ جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اوسے میں بتائے دیتا ہوں کہ میں فیروز بن حصین ہوں۔ میرا بہت سا روپیہ لوگوں کے پاس ہے اس لئے جس شخص کے پاس جو کچھ میرا ہو وہ سب اوسی کا ہے۔ میں دئے دیتا ہوں۔ اوس میں سے کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیا جائے۔ جو لوگ یہاں موجود ہیں اون پر فرض ہے کہ وہ میرے اس اعلان کو اون لوگوں تک پہونچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اب حجاج نے اوس کے قتل کا بھی حکم دیدیا۔ اور وہ قتل کر دیا گیا۔

یہ واقعات ابو بکر الہذلی کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر ابن شوذب کی روایت یہ ہے کہ حجاج کے اون عاملوں نے جو مفصلات پر متعین تھے حجاج کو لکھا کہ مالگزاری بہت کم ہو گئی ہے۔ اور ذمّی مسلمان ہو کر شہروں میں جا بستے ہیں۔ اس پر حجاج نے بصرہ اور دوسرے مقامات میں حکم دیدیا کہ جس شخص کا اصل وطن دیہات میں ہے وہ دیہات میں چلا جائے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات، چار و ناچار یہ لوگ ایک جماعت کی شکل میں آہ و بکا کرتے ہوئے نکلے اور شہر کے باہر پڑاؤ ڈال کر ٹھہر گئے یا محمداہ۔ یا محمداہ پکارتے جاتے تھے۔ اور کسی کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں جائیں۔

بصرہ کے قاری اور دوسرے نیک لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ چہروں پر نقاب ڈال کر اون کے پاس جاتے اور اون کی آہ و بکا کو سنکر اور حالت زار کو دیکھکر خود بھی رونے لگتے تھے۔ اسی واقعہ کے بعد ہی فوراً ابن الاشعث نے عراق پر چڑھائی کی اور

اسی وجہ سے بصرہ کے قاری ابن الاشعث کی حمایت میں حجاج کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

شیبانی نے بیان کیا ہے کہ جنگ زاویہ میں حجاج نے گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کرا دیا اور اُن میں سے صرف ایک شخص کی جان بخشی کی گئی جس کا بیٹا حجاج کے منشیوں میں تھا۔ حجاج نے اوس سے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمھارے باپ کی جان بخشی کر دی جائے۔ اوس نے کہا ہاں۔ اور پھر حجاج نے اوسے معافی دیدی۔

وعدۂ معافی کے متعلق اصل میں حجاج نے لوگوں کو دھوکہ دیا۔ پہلے تو نقیب کو حکم دیدیا کہ اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ جب عراقیوں کو شکست ہوئی تو نقیب نے اعلان کیا کہ فلاں فلاں اشخاص کو امان نہیں۔ اور ان سربرآوردہ لوگوں کے نام لے دئے۔ جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ مگر نقیب نے یہ نہیں کہا کہ اور تمام لوگوں کو امان دی جاتی ہے۔ مگر قدرتی طور پر عام لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ سوائے چند لوگوں کے باقی سب کو امان دیدی گئی ہے اس لئے یہ سب لوگ راہ فرار اختیار کرنے کے بجائے حجاج کے جائے قیام کی طرف پلٹے۔ اور جب سب جمع ہو گئے تو اونھیں حکم دیا کہ تمام ہتیار رکھدو۔ اور پھر کہا کہ آج میں تم پر ایسے شخص کو مسلط کرتا ہوں جس سے تمھاری کوئی قرابت نہیں ہے۔

غرض کہ حجاج نے اونھیں عمارہ بن تمیم اللخمی کے سپرد کر دیا۔ عمارہ نے اونھیں علیحدہ علیحدہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مقتولین کی تعداد کے متعلق ہشام بن حسان نے یہ بیان کیا ہے کہ جن لوگوں کو حجاج نے اس طرح قتل کرایا تھا اُن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔

مقام مسکن پر ابن الاشعث کی شکست کے متعلق مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ جو ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھا ایک اور بیان حسب ذیل بھی ہے۔

سرزمین ابزقباذ کے مقام مسکن پر حجاج اور ابن الاشعث جنگ کے لئے جمع ہوئے ابن الاشعث کا پڑاؤ دریائے خداش پر تھا جس کے پیچھے دریائے تیری رواں تھا۔ اور حجاج نے دریائے افرند پہ خیمے ڈالے۔ غرض کہ اس طرح دونوں فوجوں نے دجلہ سیب اور کرخ کے درمیان مورچے لگائے اور ایک ماہ یا اس سے کچھ کم دونوں حریفوں میں معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔

دشمن تک رسائی کا حجاج کو صرف وہی راستہ معلوم تھا کہ جس سے دشمن حملہ آور ہوتا۔ ایک ضعیف العمر جروا ہا زورق نامی حجاج کے پاس آیا اور اُس نے دشمن کے عقب پر حملہ کرنے کے لئے کرخ کے پیچھے سے ایک اور راستہ کا پتا دیا۔ اِس راستہ کا طول چھ فرسنخ تھا۔ اور جھاڑیوں اور دریا کے پایاب حصّہ سے ہوتا ہوا جاتا تھا۔

حجاج نے چار ہزار منتخب شامی بہادروں کو ایک سردار کی زیر قیادت اِس بڈھے کے ساتھ روانہ کیا۔ اور اِس فوج کے سردار سے کہہ دیا کہ تم لوگ اِس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ اور یہ چار ہزار درہم اپنے ساتھ لیتے جاؤ اگر یہ بڈھا تمھیں دشمن کی فوج کے عقب سے لیجاکر اون کے سروں پر کھڑا کردے تو یہ روپیہ اوسے دیدیا جائے اور اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو تم اوسے قتل کر ڈالنا۔ جب دشمن کو دیکھ لو تو فوراً اوس پر حملہ کردینا اور یا حجاج یا حجاج اپنا نعرۂ جنگ بنانا۔

نمازِ عصر کے وقت اوس رہبر نے اپنا رستہ لیا۔ اوس کے جاتے ہی عین نمازِ عصر کے وقت ابن الاشعث اور حجاج کی فوج میں جنگ چھڑ گئی۔ اور شام تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

ایک سابقہ قرارداد کے مطابق حجاج نے پسپا ہونا شروع کیا اور دریائے سیب کو عبور کرکے اوس کے پیچھے ہٹ آیا۔ ابن الاشعث حجاج کے فوجی قیام گاہ میں داخل ہوا۔ اور جو کچھ وہاں تھا اوسے لوٹ لیا۔ لوگوں نے اوسے یہ بھی مشورہ دیا کہ مناسب تھا کہ آپ حجاج کا تعاقب کرتے مگر ابن الاشعث نے کہا کہ ہم لوگ بہت تھک گئے ہیں۔ اور جنگ کی زحمت برداشت کر چکے ہیں۔ اس وقت تعاقب کرنا مناسب نہیں۔

اسکے بعد ابن الاشعث اپنے مستقر کو واپس آگیا۔ اوس کی فوج والوں نے ہتیار اوتار دیے۔ اور یہ احساس کرتے ہوئے کہ ہم نے دشمن پر فتح پائی ہے اطمینان سے سو رہے آدھی رات کو دشمن نے اچانک اپنے نعرۂ جنگ کو بلند کرتے ہوئے ابن الاشعث کی بے خبر فوج پر حملہ کیا۔ ایسی سراسیمگی پھیلی کہ کوئی شخص بھی اپنے لئے تصفیہ نہیں کرسکتا تھا کہ کہاں جائے۔ ادن کے بائیں جانب دریائے فارون اور سامنے دریائے دجلہ موجزن تھے۔ جسکا بہاؤ اور عمق ناقابل عبور تھا۔ مقتولین سے کہیں زیادہ دریا میں

غرق ہو گئے۔

جب حجاج نے اپنی فوج کی آواز سنی تو پھر دریائے سیب کو عبور کر کے اپنے پہلے فوجی قیام گاہ میں آگیا۔ اور اپنے رسالہ کو دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بڑھایا اس طرح حجاج کی ان دو فوجوں سے نے ابن الاشعث کو چکی کے دونوں پاٹوں کی طرح اپنے درمیان میں لے لیا۔ اور کچل ڈالا۔

ابن الاشعث تین سو ہمراہیوں کے ساتھ دجلہ کے کنارے پر آیا۔ اور کشتیوں کے ذریعہ بصرہ کی طرف چلا۔

حجاج نے ابن الاشعث کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے ہر چیز ضبط کر لی۔ اور جو شخص اوسے وہاں ملا اوس کو قتل کر ڈالا۔ اس طرح تقریباً چار ہزار آدمی اوس نے قتل کر ڈالے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ قتل ہوئے اون میں عبداللہ بن شداد بن الہاد بھی تھے۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ۔ عمر بن ضبیعۃ الرقاشی۔ بسر بن المنذر بن الجارود، اور حکم بن مخرمۃ (یہ دونوں عبدی تھے) اور بکیر بن ربیعہ بن شروان بھی قتل کئے گئے۔ ان سب کے سر ڈھالوں پر رکھکر حجاج کے سامنے پیش کئے گئے۔ حجاج بسطام کے سر کو دیکھتا جاتا تھا اور یہ شعر تمثیلاً پڑھ رہا تھا۔

اذا مررت بوادی حیۃ ذکر فاذھب ودعنی اقاسی حیۃ الوادی

(ترجمہ) جبکہ تیرا اوس نر سانپ کی ترائی میں سے گذر ہو تو جلد گذر جائیو اور مجھے چھوڑ دے تاکہ میں اوس ترائی کے سانپ کے مقابلہ کی زحمت برداشت کرتا رہوں۔

حجاج نے بکیر کے سر کو دیکھکر کہا کہ اس بدبخت کے سر کو کس شخص نے ان دوسرے لوگوں کے سروں کے ساتھ شامل کیا، اور پھر غلام کو حکم دیا کہ اس کا کان پکڑ کر علیحدہ پھینک دے۔ اور اس ڈھال کو مسمع بن مالک بن مسمع کے سامنے رکھدے۔ غلام نے اوس ڈھال کو مسمع کے سامنے رکھدیا۔ مسمع بن مالک رو پڑے۔ حجاج نے اوس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ غالباً تم ان کی موت کے غم میں روئے ہو۔ مسمع نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ اس رنج میں کہ یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

اسی سنہ میں حجاج نے شہر واسط کی بنا ڈالی۔ اس شہر کی بنا کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حجاج نے خراسان بھیجنے کے لئے اہل کوفہ کی ایک فوج جبری فوجی خدمت

کے قانون کے مطابق بھرتی کی۔ اس فوج نے منزلِ مقصود کو جانے کے لئے حمام عمر اجتماع شروع کیا۔

اس فوج میں کوفہ کا رہنے والا ایک اسدی نوجوان بھی تھا جسکی شادی ابھی حال ہی میں اوس کی چچازاد بہن سے ہوئی تھی۔ یہ نوجوان رات کے وقت لشکرگاہ سے اپنی بیوی کے پاس آیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک شخص نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ اسدی نے باہر آکر دیکھا تو ایک بدبست شامی ہے۔ اوس کی بیوی نے کہاکہ یہ شامی روزانہ اسی طرح مجھے آکر دق کرتا ہے۔ اور اس کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی میں نے اس کے بڑے بوڑھوں سے بھی اسکی شکایت کی ہے اور اونھیں اس کا علم ہو چکا ہے۔

اوس کے خاوند نے کہا اچھا اسے اندر آنے دو۔ عورت نے دروازہ کھولدیا۔ اور جب وہ شامی اندر آگیا تو پھر دروازہ بند کر دیا۔

اپنے خاوند کی خاطر اوس عورت نے مکان کی خوب آرائش کی تھی۔ قالین اور گدے بچھائے تھے اور خوشبودار اشیا سے اپنے گھر کو معطر بنایا تھا۔

شامی نے اس رنگ کو دیکھکر کہاکہ اب تم پر میرا راز فاش ہو گیا۔ اتنے ہی میں اسدی نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اور اسکا سر تن سے جدا ہو گیا۔ صبح کی اذان کیوقت اسدی اپنی چھاؤنی میں چلا گیا۔ اور اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو شامیوں کو اطلاع کر دینا کہ وہ اوسے اوٹھا لیجائیں۔ وہ ضرور تمھیں حجاج کے سامنے پیش کریں گے تم اصلی واقعہ بیان کر دینا۔

چنانچہ اوس خاتون نے ایسا ہی کیا۔ حجاج کے پاس مقتول کا مرافعہ کیا گیا اور یہ خاتون اوس کے سامنے پیش ہوئی۔ اوس وقت عنبسہ بن سعید بھی حجاج کے ساتھ اسکے تخت امارت پر ہم جلیس تھے۔ حجاج کے دریافت کرنے پر اوس خاتون نے تمام واقعہ بلا کم وکاست بیان کر دیا۔ حجاج نے سنکر کہاکہ بے شک تم سچی ہو۔ اور پھر اوس مقتول شامی کے وارثوں سے کہاکہ جاؤ اور اسے دفن کر دو۔ اسی کا قصور تھا نہ اسکا قصاص لیا جاسکتا ہے اور نہ دیت دلائی جاسکتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد نقیب نے ایک اعلان عام کر دیا کہ کوئی شخص کسی اور کے

مکان میں نہ جایا کرے۔

غرض کہ تمام لوگ اوسکے حکم سے شہر سے باہر نکلے۔ حجاج نے سفر مینا والوں کو بھیجا کہ وہ اُسکے قیام گاہ کا انتظام کریں۔ حجاج نے ہر طرف غور سے دیکھنے کے بعد کسکر کے قریب اقامت گزیں ہوا۔ وہ ابھی اسی موضع واسط میں تھا کہ اوس نے ایک راہب کو گدھی پر سوار سامنے سے آتے دیکھا۔ اس راہب نے دجلہ کو عبور کیا۔ اور جب وہ شہر واسط کے جائے وقوع پر پہونچا تو وہ گدھی ایک دم سے گر پڑی اور اوس نے پیشاب کر دیا۔ راہب اوتر پڑا۔ اور جس جگہ گدھی نے پیشاب کیا تھا وہاں کی مٹی کھود کر دریائے دجلہ میں ڈال آیا۔ یہ تمام واقعہ حجاج کے سامنے ہوا۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ۔ راہب سامنے آیا۔ حجاج نے اوس سے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیوں کیا۔ راہب نے کہا کہ ہمارے صحائف میں لکھا ہوا ہے کہ اس مقام پر ایک مسجد بنائی جائے گی۔ اور جب تک دنیا میں ایک بھی مُوحّد باقی رہے گا یہاں اللہ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ اسی کے بعد حجاج نے شہر واسط کی حد بندی کی۔ اور اوسی جگہ مسجد بنوائی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ اور اون کی جگہ ہشام بن اسماعیل المخزومی کو مقرر کیا۔ اور ہشام ہی نے لوگوں کو اس سال حج کرایا۔

سوائے مدینہ طیبہ کے اور باقی تمام صوبوں پر وہی لوگ حاکم اور عامل تھے۔ جو سنہ گزشتہ میں تھے۔ البتہ مدینہ کے ناظم کے عزل ونصب کے متعلق ہم اوپر ہی بیان کر چکے ہیں۔

## سنہ ۸۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں عبدالملک کے بیٹے عبداللہ نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا۔ اور شہر مصیصہ فتح کیا۔ نیز اسی سنہ میں حجاج نے ایوب ابن القریہ کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ شخص ابن الاشعث کے ساتھیوں میں تھا۔ دیر جماجم سے بھاگ آنے کے بعد حوشب بن یزید کے پاس جو حجاج کی طرف سے

کوفہ کا عامل تھا آیا کرتا تھا۔ جوشب اپنے ملازمین سے کہتا رہتا تھا کہ اس شخص کو جو میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تم اپنی نگاہ میں رکھو۔ کیونکہ ایک آدھ ہی روز میں حجاج کا میرے نام ایسا حکم آئے گا جسکی تعمیل مجھے کرنا ہی پڑے گی۔ چنانچہ یہ ہی ہوا کہ ایک روز ایوب جوشب کے ساتھ کھڑا تھا کہ حجاج کا یہ خط پہونچا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عراقی کو جو میرا دشمن ہے پناہ دی ہے۔ اِس خط کے دیکھتے ہی تم ابن القریۃ کو اوس کی مشکیں کس کے کسی معتبر شخص کی حراست میں میرے پاس بھیجدو۔ جوشب نے خود خط کو پڑھکر ابن القریۃ کو پڑھنے کے لئے دیا۔ اوس نے پڑھکر کہا کہ حکم کی تعمیل میں مجھے کچھ چون و چرا نہیں ہے چنانچہ جوشب نے اوس کی مشکیں کسکر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے پوچھا کہ کہو اس موقع کا بھی تم نے کچھ انتظام کر رکھا ہے کہ اب کیا جواب دو گے؟

ابن القریۃ نے کہا کہ جی ہاں تین لفظ ہیں جو گویا ایستادہ سواریاں ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ "دنیا۔ آخرۃ۔ اور نیکی و احسان "۔

اس پر حجاج نے کہا اچھا اب اون کی ذرا تشریح کرو۔ ابن القریۃ نے کہا بہتر ہے ابھی کئے دیتا ہوں۔

دنیا مال موجودہ کا نام ہے۔ جس سے نیک و بد سب ہی متمتع ہوتے ہیں۔ آخرۃ یہ میزان عدل ہے۔ اور ایسی عدالت ہے جس میں باطل کا دخل نہیں۔ اب رہا احسان یہ اگر میرے خلاف استعمال کیا جائے تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ میں اپنی خطاؤں کا خود ہی معترف ہوں۔ اور اگر اس سے مجھے کچھ فائدہ پہونچنے والا ہو تو میں ضرور اوس سے بہرہ اندوز ہونگا۔

حجاج نے کہا کہ اچھا اب تو آپ تلوار کا اعتراف کیجیے گا جب وہ آپ پر پڑے،

اسپر ابن القریۃ نے حجاج سے درخواست کی کہ آپ میری لغزش کو معاف فرما دیجئے اور مجھپر مہربانی فرمائیے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی رہوار ایسا نہیں جس نے کبھی ٹھوکر نہ کھائی ہو۔ اور نہ کوئی ایسا شہسوار ہے جو کبھی منھ کے بل نہ گرا ہو۔

مگر حجاج نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز معاف نہیں کرونگا۔ اور ابھی تجھے دوزخ دکھاتا ہوں۔

ابن القریہ کہنے لگا کہ چونکہ مجھے اوس کی گرمی اب محسوس ہو رہی ہے اس لئے اس تکلیف سے تو مجھے فوراً بچا دیجئے۔

حجاج نے پہرہ دار کو حکم دیا کہ اسے آگے بڑھاؤ۔ اور قتل کر ڈالو۔ جب حجاج نے ابن القریہ کو خون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں اوسے چھوڑ دیتا تاکہ اوس کی نہایت ہی فصیح و بلیغ گفتگو سن سکتا۔ پھر حجاج نے اوس کی لاش کے باہر اوٹھا لیجانے کا حکم دیا۔ اور اوسے باہر نکال کر پھینکدیا گیا۔

عوانتہ راوی ہیں کہ جب حجاج نے ابن القریہ کو خاموش رہنے کا حکم دیا تو اوس نے کہا کہ اگر میری تمہاری طاقت مساوی ہوتی تو پھر یا تو ہم سب کو زیر کر لیتے اور یا تمھیں بھی ایک زبردست ناقابل تسخیر شخص کا مقابلہ کرنا پڑتا۔

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے نیزک کے قلعہ واقع باذغیس کو فتح کیا۔ نیزک اس قلعہ میں اکثر فروکش ہوا کرتا تھا۔ یزید اوس سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا اوس کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لئے خبر رساں مقرر کر دیئے۔ جب یزید کو نیزک کی روانگی کی اطلاع ملی تو اوس کی راہ میں مزاحم ہوا۔ نیزک کو بھی معلوم ہوا کہ دشمن میری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہے وہ پلٹ گیا۔ اور اس شرط پر صلح کر لی کہ قلعہ میں جو کچھ ہے وہ سب یزید کو دیدیا جائے۔ اور نیزک اپنے اہل و عیال کے ساتھ قلعہ سے چلا جائے نیزک اس قلعہ کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا جب اوسے دیکھتا سجدہ کرتا۔

یزید نے اس فتح کی خبر حجاج کو بھیجدی۔ یزید کے تمام مراسلات موسومہ حجاج یحییٰ ابن یعمر العدوانی لکھا کرتا تھا جو بنی ہذیل کا حلیف تھا۔ اس واقعہ کے متعلق یحییٰ نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا۔

دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اون پر قابو دیدیا اون میں سے کچھ لوگوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ بعض کو قید کر لیا۔ اور بقیۃ السیف نے پہاڑوں کی چوٹیوں میں۔ عمیق غاروں، گھنے جنگلوں اور دریاؤں کے گہواروں میں پناہ لی۔

اس خط کے طرز تحریر کو دیکھکر حجاج نے دریافت کیا کہ یزید کا منشی کون ہے؟ لوگوں نے یحییٰ کا نام لیا۔ حجاج نے یزید کو لکھا کہ یحییٰ کو میرے پاس بھیجدو چنانچہ یزید نے اوسے ڈاک کے ذریعہ حجاج کے پاس بھیجدیا۔ یہ شخص اپنے زمانہ کا

بہترین انشا پرداز تھا۔
حجاج نے اوس کا وطن دریافت کیا۔ یحیےٰ نے کہا "اہواز" اسپر حجاج نے تعجب سے کہا کہ اور اُسپر یہ فصاحت۔ یحیےٰ نے جوابدیا کہ میں نے اپنے باپ کے کلام کو یاد کرلیا ہے۔ اور وہ خود ایک بڑے فصیح شخص تھے۔ حجاج نے کہا یہ فصاحت یہیں سے آئی ہے۔
پھر حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید بھی بول چال میں غلطی کرتے ہیں؟ یحیےٰ نے کہا ہاں۔ اسپر حجاج نے پوچھا اور وہ فلاں صاحب بھی۔ یحیےٰ نے کہا بے شک۔ پھر حجاج نے پوچھا کہ میرے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا میں بھی بول چال میں غلطی کرتا ہوں؟ یحیےٰ نے کہا کہ ہاں کچھ یوں ہی سی آپ بھی غلطی کرتے ہیں کہیں تو ایک حرف کو کم کر دیتے ہیں اور کہیں زیادہ۔
اِنَّ کی جگہ اَنَّ اور اَنَّ کی جگہ ان پڑھتے ہیں۔ اِس تنقید سے حجاج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں تمھیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اسکے بعد سرزمین عراق میں میں نے تمھیں دیکھا تو قتل کرڈالوں گا۔ یحیےٰ خراسان پلٹ گیا۔
اس سال ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے حج کرایا۔ مختلف صوبجات پر وہی لوگ اس سال بھی حاکم تھے جن کے نام ہم ۸۳ھ ہجری کے واقعات میں بتا چکے ہیں۔

## ۸۵ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی موت اور اوس کے اسباب و واقعات
جب ابن الاشعث ہرات سے واپس رتبیل کے پاس جانے لگے اونکے ہمراہ ایک شخص علقمہ بن عمرو قبیلہ اود کا بھی تھا۔ علقمہ نے ابن الاشعث سے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ مملکت بادشاہ رتبیل میں داخل ہونا نہیں چاہتا ابن الاشعث نے وجہ دریافت کی تو علقمہ نے کہا کہ مجھے تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی جان کا خطرہ ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حجاج رتبیل کے نام خط بھیجے گا جس میں لالچ اور خوف دیکر تمھاری سپردگی کا مطالبہ ہوگا۔ اور رتبیل یا تو تمھیں زندہ حجاج کے پاس بھیجدیگا۔ یا قتل کرڈالیگا۔ اب بھی موقع باقی ہے۔ اس وقت پانسو بہادر ایسے ہیں جنھوں نے ہمارے ہاتھوں پر

اس لیے بیعت کی ہے کہ ہم کسی شہر میں گھس کر قلعہ بند ہو جائیں اور اس وقت تک مقابلہ کریں جب تک کہ ہمیں امان نہ مل جائے۔ یا ہم سب کے سب عزت کی موت مارے جائیں۔ عبدالرحمٰن نے اُن سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو میں آپ کی غمخواری کروں گا۔ اور عزت و توقیر کروں گا۔ مگر علقمہ نے جانے سے انکار کر دیا۔

عبدالرحمٰن علاقہ رتبیل میں چلے گئے۔ اور یہ پانسو شہسوار وہاں سے روانہ ہو کر کسی مقام میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ مودود النصری کو اونھوں نے اپنا سردار مقرر کر لیا۔ عمارۃ بن تمیم اللخمی نے آکر اون کا محاصرہ کر لیا یہ جماعت اُس سے لڑی اور اوس کی پیش نہ جانے دی آخر کار عمارہ کو اونھیں امان ہی دیتے بنی۔ یہ لوگ اوس کے پاس چلے آئے اور عمارۃ نے اپنے وعدۂ معافی کو برقرار رکھا۔

اب حجاج نے رتبیل کو ابن الاشعث کی سپردگی کے بارے میں خط پہ خط بھیجنے شروع کئے۔ اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو میرے حوالہ نہ کر دیا تو دس لاکھ سپاہ سے تمھاری سلطنت کو روند ڈالا جائیگا۔

رتبیل کے پاس ایک شخص عبید بن ابی سبیع التمیمی الیربوعی تھا۔ اوس نے رتبیل سے کہا کہ میں حجاج سے تمھارے لئے یہ عہد لے لیتا ہوں کہ سات سال تک تم سے خراج نہ لیا جائیگا۔ بشرطیکہ تم ابن الاشعث کو اوس کے حوالہ کر دو۔ رتبیل نے کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو جو مانگو گے پاؤ گے۔ عبید نے حجاج کو لکھا کہ رتبیل میری ہر بات کو مانتا ہے اور میں اوس وقت تک اوس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ ابن الاشعث کو آپ کے حوالہ نہ کر دیگا۔ ان خدمات کے صلہ میں حجاج نے بھی اس شخص کو بہت کچھ روپیہ بطور انعام دیا۔ اور رتبیل سے بھی اوس نے ان خدمات کا معاوضہ لیا۔ غرض کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کے سر کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اور حجاج نے اوس کے بدلہ میں سات سال کا خراج معاف کر دیا۔

حجاج کہا کرتا تھا کہ رتبیل نے تو دشمنِ خدا ابن الاشعث کو میرے پاس بھیجدیا تھا مگر اوس نے خود چھت سے گر کر خودکشی کر لی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یزید کی بیٹی ملیکہ کو کہتے سنا ہے کہ بخدا عبدالرحمٰن مر گئے اور اُن کا سر میں اپنی ران پر رکھا ہوا دیکھ رہی ہوں۔

عبدالرحمن کو سل ہوگئی تھی۔ انتقال کے بعد جب لوگوں نے اونھیں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو رتبیل نے کسی ملازم کو بھیجکر اون کا سر کٹوا منگوایا۔ اور اوسے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ علاوہ ازیں اون کے خاندان کے اٹھارہ آدمیوں کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ اور حجاج کو اوس کی اطلاع دی۔ حجاج نے لکھا کہ اون سب کو قتل کرکے اون کے سر میرے پاس بھیجدو۔

حجاج نے اونھیں زندہ اپنے پاس بلانا پسند نہیں کیا کہ مبادا وہ اپنے معاملہ کو عبدالملک کے سامنے پیش کریں اور عبدالملک اون میں سے کسی ایک کو بھی معافی دیدیں۔

ابن ابی سبیع اور ابن الاشعث کے مابین جو واقعہ پیش آیا اس کے متعلق مذکورۃ الصدد بیان کے علاوہ جو ابومخنف کی روایت پر مبنی تھا ایک اور حسب ذیل روایت بھی ہے جسکا راوی ابی عبیدہ معمر بن المثنی ہے، اوس کا بیان ہے کہ عمارہ کرمان سے روانہ ہوکر سیستان آیا۔ یہاں ایک شخص مودود العنبری عامل تھا۔ عمارہ نے اوس کا محاصرہ کرلیا۔ پھر اوسے امان دیدی۔ اور اس طرح کل علاقۂ سیستان اون کے تصرف میں آگیا۔ اس قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد عمارہ نے حجاج کا حسب ذیل خط ایک قاصد کے ذریعہ رتبیل کے پاس بھیجدیا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ میں عمارہ کو ایسے تیس ہزار شامیوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ پر بھیجتا ہوں جو ہمیشہ سے وفاشعار اور فرماں بردار رہے ہیں اونھوں نے کبھی خلیفہ سے بغاوت نہیں کی۔ اور نہ باغیوں سے شرکت کی۔ اُن میں سے ہر شخص کو سو درہم ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے اس سے بھی یہ خوب متمتع ہوتے ہیں۔ اور ابن الاشعث کی تلاش میں بھیجے گئے ہیں۔

رتبیل نے ابن الاشعث کو حوالہ کرنے سے انکار کردیا۔ ابن الاشعث کے پاس عبید بن ابی سبیع التیمی بھی تھا جو اون کا خاص آدمی تھا۔ اور اسی کو ابن الاشعث نے اپنا سفیر بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا تھا۔ رتبیل کے پاس پہنچکر اوس نے خاص تعلقات پیدا کرلئے اور اوس سے کہا کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو حوالہ نہ کردیا تو سخت مصیبت میں پھنس جاؤگے۔

عبدالرحمن کے بھائی قاسم بن الاشعث نے اون سے کہا بھی کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ تیمی بے وفائی کریگا۔ بہتر ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ عبدالرحمن نے اوسے

قتل بھی کرنا چاہا مگر یہ ہوشیار ہو گیا۔ اور عبدالرحمن کی رتبیل سے شکایت کی۔ حجاج کا خوف اوس کے دل میں جاگزیں کر دیا۔ اور مشورہ دیا کہ عبدالرحمن کو حجاج کے حوالہ کر دیجئے۔ رتبیل نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔

عبید پوشیدہ طور پر عمارہ بن تمیم اللخمی کے پاس آیا اور اون سے کہا کہ اگر ابن الاشعث آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو آپ کتنا روپیہ اوسکے معاوضہ میں دیں گے۔ عمارہ نے دس لاکھ درہم کہے۔ عبید عمارہ کے پاس ٹھہر رہا۔ عمارہ نے اس معاملہ کے متعلق حجاج سے استصواب کیا۔ حجاج نے حکم دیا کہ عبید اور رتبیل دونوں کی شرائط کو منظور کر لو۔

عبید نے تو دس لاکھ مانگے۔ اور رتبیل نے یہ شرط کی کہ دس سال تک میرے خلاف کوئی جنگ نہ کی جائے۔ دس سال کے بعد میں نو لاکھ درہم سالانہ بطور خراج کے ادا کرتا رہوں گا۔

عمارہ نے ان دونوں کے مطالبات کو منظور کر لیا۔ رتبیل نے ابن الاشعث کو اپنے سامنے حاضر کئے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اور اوس کے خاندان کے تیس اور شخص حاضر کئے گئے۔ ہتکڑیاں اور بیڑیاں پہلے ہی سے تیار تھیں۔ عبدالرحمن اور اوسکے بھائی قاسم کے گلے میں بیڑیاں ڈالدی گئیں۔ اور اُن سب کو عمارہ کی قریب ترین سرحدی فوجی چوکی میں بھیجدیا گیا۔

عبدالرحمن کے اور جس قدر ساتھی تھے اون سے رتبیل نے کہدیا کہ جہاں تمہارا سینگ سمائے چلے جاؤ۔ جب عبدالرحمن عمارہ کے قریب رہ گیا اوس نے ایک کوٹھے سے گر کر خودکشی کر لی۔ اُسکا سر کاٹ کر اور دوسرے قیدی عمارہ کے پاس لائے گئے۔ عمارہ نے اون سب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور ابن الاشعث۔ اوس کی بیوی اور اُس کے دوسرے اعزا کے سروں کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے اوس کے سر کو عبدالملک کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ اور عبدالملک نے اوسے عبدالعزیز کے پاس جو اوسوقت مصر کے گورنر تھے بھیجدیا۔

عبدالملک کے سامنے جب ابن الاشعث کا سر لایا گیا اوس نے اوسے ابن الاشعث کی ایک قریبی رشتہ دار عورت کے پاس جو کسی قریشی کے گھر میں تھی ایک خواجہ سرا کے ہاتھ بھیجدیا جب سر اوس عورت کے سامنے رکھا گیا تو اوس نے کہا کہ میں اس خاموش اور

کی آمد پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ یہ ایک اولو العزم بادشاہ تھا جس کا مطمح نظر اوس کی اعلیٰ وارفع شان کے شایاں تھا۔ مگر قسمت برگشتہ تھی اس لئے اوسے کامیابی نہیں ہوئی۔

خواجہ سرا اوس سر کو لیجانے لگا۔ اوس عورت نے سر کو اوس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور کہا کہ میں اوس وقت تک نہ لیجانے دونگی جب تک کہ اپنی آرزو پوری نہ کرلونگی۔ پھر اوس نے خطمی منگوائی۔ اوس سر کو غسل دیا۔ غلاف پہنایا۔ اور کہا کہ اب لیجا۔

خواجہ سرا سر کو لے گیا اور عبدالملک سے یہ داستان سنائی۔ جب اوس عورت کا شوہر اوس کے پاس آیا تو اوس نے کہا کہ اگر تیرا بس چلتا تو شاید تو اوس سے استقرار حمل کرالیتی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے کسی شخص نے علاقہ رتبیل کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ ابن الاشعث نے کچھ اشعار پڑھکر اوسے غیرت دلائی۔ اوس شخص نے ابن الاشعث کی طرف پلٹ کر کہا کہ اے ریشائیل کاش اتم ہی کسی جنگ میں ثابت قدم رہے ہوتے تو ہم تمھارے سامنے ہی اپنی جانیں قربان کرتے تو یہ تمھارے لئے اس موجودہ حالت سے زیادہ اچھا ہوتا۔

انھیں معرکوں میں سے کسی معرکہ پر حجاج جارہا تھا۔ حمید الارقط شاعر بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ حمید نے یہ اشعار پڑھے:-

ما زال یبنی خندقا و یھدمہ　　عن عسکر یقودہ و فیسلمہ
حتی یصیر فی یدیک مقسمہ　　ھیھات من مصفہ منھزمہ
ان اضا الکظاظ من لا یسئامہ

(ترجمہ) ہمیشہ وہ خندق بناتا رہا۔ اور اوسے منہدم کرتا رہا۔ اوس لشکرگاہ کے گرد جس کی وہ قیادت کرتا تھا اور پھر اوسے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اوسکی قسمت کی باگ تیرے ہاتھوں میں آگئی۔ اس شکست خوردہ میدان مصاف پر افسوس ہے مصائب و شدائد جنگ کو وہی شخص برداشت کرسکتا ہے جسے وہ تھکا نہ سکیں۔

حجاج نے ان اشعار کو سن کر کہا کہ یہ اشعار اوس فاسق اعشیٰ ہمدان کے شعر سے زیادہ حقیقت سے مملو ہیں۔ اعشیٰ ہمدان کا شعر یہ تھا۔

نبئت ان بنی یوسف　　خر من زلق فتبا

(ترجمہ) مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوسف کا لونڈا ایک چکنے پتھر سے گرا اور ہلاک ہوگیا۔

وہ اب اوسے معلوم ہوا ہوگا کہ کون پھسلا اور تباہ ہوا۔ کون منھ کے بل گرا۔ کس نے خوف کھایا۔ اور محروم رہا۔ اور کس نے شبہہ کیا اور شک میں پڑا گیا!!!

حجاج نے ان جملوں کو اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ ادا کیا کہ جسقدر حاضرین تھے سب اوس کے غیظ و غضب سے خوف زدہ ہو گئے اور ارلقیط بھی چپ ہو گیا۔

حجاج نے اوس سے کہا کہ جو اشعار تم سنا رہے تھے سناؤ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ ارلقیط نے کہا کہ میری جان امیر اور "اللہ کی جانب سے غالب فرماں روا پر سے قربان ہو جب میں نے آپ کو اس جوش و غضب کی حالت میں دیکھا میرے تمام رگ پٹھے خوف سے کانپنے اور تھرتھرانے لگے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا۔ اور زمین چکر کھانے لگی حجاج نے کہا بے شک اللہ ہی کی حکومت غالب و مقتدر ہے۔ وہی اشعار سناؤ۔ ارلقیط نے پھر شعر سنائے۔

ایک روز حجاج کہیں جا رہا تھا۔ اوس کے ہمراہ زیاد بن جریر بن عبد اللہ البجلی بھی تھا۔ یہ کانا تھا۔ حجاج نے ارلقیط سے کہا کہ تم نے ابن سمرہ کے لیے جو شعر کہے تھے وہ ذرا سناؤ۔ ارلقیط نے یہ شعر پڑھے۔

یا اعور العین فدیت العورا کنت حسبت الخندق المحفورا

یرد عنك القدر المقدورا ودائرات السوء ان تستدیرا

(ترجمہ) اے کانے میں تیری ایک چشمی پر فدا ہو جاؤں۔ تو نے خیال کیا تھا کہ یہ خندقیں تجھے اون مصائب سے بچا سکینگی جو تیرے لئے مقدر ہو چکی ہیں۔ یا تیری ہلاکت اور بدبختی کے دائرے اپنا دور بدل دیں گے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد الرحمن بن الاشعث ۸۵ ہجری میں ہلاک ہوا۔ اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اوسکی جگہ اوسکے بھائی مفضل کو مقرر کیا۔

## یزید کی برطرفی کے اسباب و واقعات

حجاج عبد الملک سے ملنے گیا تھا۔ واپسی میں اوس نے ایک دیر میں قیام کیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک بڑا عالم و فاضل عیسائی راہب رہتا ہے

حجاج نے اوسے بلایا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ کی کتابوں میں اس حالت کا ذکر ہے جس میں کہ اس وقت ہم اور آپ ہیں۔
راہب نے کہا کہ جی ہاں جو واقعات آپ پر گذر چکے ہیں۔ گذر رہے ہیں اور گذرنے والے ہیں وہ سب مذکور ہیں۔
حجاج نے پوچھا کہ کیا صریحی طور پر نام بنام اون کا ذکر ہے یا صرف قرائن اور اُن کی صفات بتائی گئی ہیں۔
راہب نے کہا کہ جہاں صرف صفات بیان کئے گئے ہیں وہاں نام نہیں ہے اور جہاں نام ہے وہاں صفات کا ذکر نہیں۔
حجاج نے پوچھا اچھا فرمایئے کہ ہمارے موجودہ امیرالمومنین کے کیا خصوصیات ہیں۔ راہب نے کہا کہ ہم اپنے زمانہ میں اونھیں ایک نہایت ہی مُدبر بادشاہ جانتے ہیں جو اون کی مخالفت کریگا پچھاڑ دیا جائیگا۔
حجاج نے کہا کہ اون کے بعد کون ہوگا۔ راہب نے کہا ولید۔ حجاج نے پوچھا اون کے بعد کون؟
راہب نے کہا کہ ایک ایسا شخص جسکا نام ایک نبی کا نام ہے جس سے خیر و برکت کا افتتاح ہوگا۔
حجاج نے پوچھا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ راہب نے کہا ہاں مجھے بتا دیا گیا ہے۔
حجاج نے پوچھا کیا آپ میرے منصب ولایت کو جانتے ہیں؟ راہب نے کہا ہاں جانتا ہوں۔
حجاج نے پوچھا کہ میرے بعد کون والی ہوگا؟ راہب نے کہا یزید نامی ایک شخص ہوگا
حجاج نے پوچھا کہ آیا میری زندگی میں یا میرے بعد۔ راہب نے کہا مجھے یہ نہیں معلوم
حجاج نے پوچھا اوس کے خصوصیات آپ جانتے ہیں۔ راہب نے کہا کہ وہ ایک بدعہدی کریگا۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔
اس گفتگو سے حجاج کے دل میں خیال آیا کہ یزید بن المہلب ہی میرا مقابل ہے۔
حجاج نے پھر کوچ شروع کیا۔ اور سات روز تک چلتا رہا۔ اوس راہب کے قول سے اوسے خوف پیدا ہوگیا تھا۔ مستقر پر پہونچکر عراق کی صوبہ داری سے اوس نے عبدالملک کو اپنا استعفا لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے اوس کے جواب میں لکھا کہ مجھے تمہارا

اصلی منشا معلوم ہو گیا ہے تم یہ چاہتے ہو کہ تمھارے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کروں
تو سن لو کہ میں تمھیں ایک مفید آدمی سمجھتا ہوں اس لئے تم اپنا استعفا واپس لے لو۔ اور
اب کبھی مرتے دم تک استعفا نہ دینا۔

ایک روز حجاج تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اوس نے عبید بن موہب کو بلایا۔ عبید حجاج کے
پاس آیا۔ حجاج اوس وقت زمین کرید رہا تھا۔ حجاج نے اپنا سر اوٹھا کر عبید سے کہا کہ اہل کتاب
بیان کرتے ہیں کہ میرے ماتحت عہدہ داروں میں سے ایک شخص یزید نامی عراق کا گورنر
ہوگا۔ میں نے یزید بن کبشہ یزید بن حصین بن نمیر، اور یزید بن دینار کا خیال کیا مگر ان لوگوں
میں سے کوئی بھی عراق میں نہیں ہے اور نہ اونھیں اس کا کوئی موقع ہے۔ ہو نہو یہ یزید
بن المہلب ہی ہے۔

عبید نے عرض کیا کہ آپ ہی نے اونھیں عزت دی۔ اُنھیں اس منصب جلیلہ پر
سرفراز کیا۔ اون کے طرفداروں کی تعداد بھی کثیر ہے۔ بہادر بھی ہیں۔ اطاعت شعار
ہیں۔ اور دولت مند نصیبہ ور بھی ہیں۔ اور اس ترقی کے نہایت موزوں اور
اہل بھی ہیں۔

حجاج نے یزید کے برطرف کر دینے کا ارادہ ہی کر لیا۔ مگر کوئی حیلہ اوسکے ہاتھ نہ آیا۔
خیار بن سبرۃ بن ذوئب بن ارقجہ بن محمد بن سُفیان جو مہلب کے سرداروں میں تھا حجاج
کے پاس آیا۔ حجاج نے اوس سے یزید کی حالت اور روش دریافت کی۔ خیار نے
کہا کہ وہ نہایت ہی وفاکیش اور خلیق و بامروت آدمی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ تم جھوٹ
بولتے ہو۔ مجھ سے سچ سچ بیان کرو۔ خیار نے کہا کہ اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔ اس میں
شک نہیں کہ جو کچھ اب تک اونھوں نے کیا اوس کی بنیادیں کھوکھلی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ
بے شک تم نے سچ کہا۔

اس کے بعد حجاج نے خیار کو عمان کا ناظم کر دیا تھا۔

حجاج نے عبد الملک کو یزید اور خاندان مہلب کی شکایت لکھی کہ یہ لوگ زبیری
ہیں۔ عبد الملک نے اسکے جواب میں حجاج کو لکھا کہ یہ کوئی جرم کی بات نہیں ہے کہ
وہ لوگ خاندان زبیر کے طرفدار ہیں۔ بلکہ یہ جوش عقیدت جو اونھیں خاندان زبیر سے
ہے یہی اون کی ہمارے خاندان سے وفاداری کا باعث ہے۔

مگر پھر حجاج نے اوس راہب کے بیان پر عبدالملک کو لکھا کہ یہ لوگ ضرور بے وفائی کریں گے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور خاندان مہلب کی بہت شکایت کی ہے۔ تم ہی کسی ایسے شخص کا نام پیش کرو جو خراسان کی گورنری کا اہل ہو۔ حجاج نے مجاعستہ ابن سعر السعدی کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اسپر لکھا کہ جو خرابی تم آل مہلب میں بتاتے ہو وہی مجاعستہ میں بھی موجود ہے۔ کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو کہ انتظامی قابلیت رکھنے والا سیاست داں اور تمھارے احکام کی تعمیل کرنے والا ہو۔ اسپر حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اسے منظور کرلیا۔ اور حکم دیدیا کہ قتیبہ کو صوبہ دار بنا دیا جائے۔ یزید کو بھی معلوم ہوگیا کہ حجاج نے مجھے برطرف کردیا ہے۔ اوس نے اپنے اعزا سے پوچھا کہ بھلا کون شخص میرا جانشین بنایا جائیگا۔ سب نے کہا کہ قبیلۂ بنی ثقیف کا کوئی شخص ہوگا۔ یزید نے کہا نہیں۔ بلکہ تم ہی میں سے کوئی شخص عارضی طور پر مقرر کردیا جائیگا۔ اور جب میں اوس کے پاس چلا جاؤں گا تب اوسے بھی موقوف کرکے بنی قیس کا کوئی شخص مقرر کیا جائیگا۔ اور میرا خیال ہے کہ قتیبہ ہوں گے۔

غرض کہ جب عبدالملک نے یزید کی معزولی کی حجاج کو اجازت دیدی حجاج نے مناسب نہیں سمجھا کہ صاف صاف حکم بھیجے بلکہ یزید کو لکھا کہ اپنے بھائی مفصل کو چارج دیکر تم میرے پاس آؤ۔

یزید نے حصین بن منذر سے مشورہ لیا۔ حصین نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور کوئی بہانہ کردو۔ کیونکہ امیرالمومنین کی رائے تمھارے متعلق اچھی ہے اور یہ سب کچھ کیا دھرا حجاج کا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم نہ جاؤ گے اور روانگی میں جلد بازی نہ کرو گے تو امیرالمومنین تمھارے ہی برقرار رکھے جانے کا حکم دیدیں گے۔

یزید کہنے لگا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں حکم کی خلاف ورزی کروں ہمیں جو کچھ عروج و ترقی حاصل ہوئی یہ ہماری اطاعت و فرماں برداری کے طفیل ہے۔ میں مخالفت اور سرکشی کو معیوب سمجھتا ہوں۔

یزید نے سفر کی تیاری شروع کی۔ مگر حجاج کو اتنی دیر بھی ناگوار معلوم ہوئی اوس نے مفصل کو لکھا کہ میں تمھیں خراسان کا گورنر مقرر کرتا ہوں۔ اب مفصل نے یزید سے اصرار کرنا شروع کیا کہ تم فوراً چلے جاؤ۔ یزید نے اوس سے کہا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد کبھی

حجاج تمھیں اس عہدہ پر برقرار نہیں رکھیگا۔ اوس نے جو مجھے بلایا ہے اوس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ڈرتا ہے کہ مبادا میں بغاوت کر بیٹھوں۔ اور حکم کی خلاف ورزی کروں۔

مفضل کہنے لگا کہ آپ مجھ سے جل گئے۔ یزید نے کہا ارے بے وقوف بھلا میں اور تجھسے حسد کروں۔ تمھیں خود ہی عنقریب معلوم ہو جائیگا۔

یزید ربیع الآخر ۸۵ھ ہجری میں خراسان سے روانہ ہوا۔ اسکے بعد حجاج نے مفضل کو بھی برطرف کر دیا۔ اسپر ایک شاعر نے مفضل اور اوس کے ہم بطن بھائی عبد الملک کی ہجو میں چند شعر کہے۔ حضین نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دو شعر کہے۔

امرتك امرا حازما فعصيتني فاصبحت مسلوب الامارة نادما

فما انا بالباكي عليك صبابة وما انا بالداعي لترجع سالما

(ترجمہ) میں نے تجھے ایک نہایت عمدہ مشورہ دیا تھا۔ مگر تو نے اوسے نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی۔ اور تو نادم ہوا۔ نہ مجھے تیری حالت پر کسی قسم کی محبت کی وجہ سے کوئی صدمہ ہے۔ اور نہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے کہ تو صحیح و سالم پھر واپس آجائے۔

جب قتیبہ خراسان آیا تو اوس نے حضین سے کہا کہ تم نے یزید کی شان میں کیا کہا تھا! حضین نے یہ شعر پڑھے۔

امرتك امرا حازما فعصيتني فنفسك اولى اللوم ان كنت لائما

فان يبلغ الحجاج ان قد عصيته فانك تلقى امره متفاقما

(ترجمہ) میں نے تجھے ایک نہایت عمدہ مشورہ دیا تھا مگر تو نے نہ مانا۔ پس اگر تو کسی کو مورد الزام ٹھہرائے تو خود تیرا ہی نفس اوس ملامت کا زیادہ مستحق ہے۔ اگر حجاج کو معلوم ہو جائے کہ تو نے اوس کی نافرمانی کی ہے تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ اوس کا اقتدار نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے۔

قتیبہ نے پوچھا کہ تو نے کیا مشورہ دیا تھا جسے یزید نے نہ مانا حضین نے کہا کہ میں نے اوس سے کہا تھا کہ جسقدر درہم و دینار تیرے پاس ہوں سب حجاج کے پاس لیجانا۔

اسپر کسی شخص نے حضین کے بیٹے عیاض سے کہا کہ تیرا باپ تو بلاشبہ نہایت ہی چالاک گھوڑا ثابت ہوا۔ جب کہ قتیبہ نے اوس سے جرحی سوال کیا اور اوس نے جواب میں کہا کہ میں نے یزید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ تمام دینار و درہم امیر کے پاس لیجائے۔

حجاج نے یزید کو حکم دیا تھا کہ خوارزم پر جہاد کرو۔ یزید نے لکھا کہ اس مہم میں فائدہ کم

اور تکلیف زیادہ ہے۔ اسپر حجاج نے یزید کو لکھا کہ اچھا کسی شخص کو اپنا جانشین بناکر تم میرے پاس چلے آؤ۔ اس کے جواب میں یزید نے لکھا کہ میں خوارزم پر جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ حجاج نے جواب دیا کہ خوارزم پر چڑھائی نہ کرو کیونکہ واقعی اوس ملک کا یہی حال ہے جیسا کہ تم نے پہلے لکھا تھا۔ مگر یزید نے نہ مانا۔ اور فوج کشی شروع کردی۔ بعد ازاں خوارزم والوں سے صلح کرلی مال غنیمت میں لونڈی غلام بھی آئے۔ جب یہ فوج واپس آنے لگی اثنائے راہ میں سردی نہایت شدید پڑنے لگی۔ یزید کی فوج نے لونڈی غلاموں کے کپڑے خود لیکر پہن لئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب کے سب سردی سے ہلاک ہوگئے۔

یزید نے بلستانہ میں آکر قیام کیا۔ اس سال مروالروذ میں طاعون پھیلا۔ اور وہاں کے بہت سے باشندے نذر اجل ہوگئے۔

پھر حجاج نے یزید کو حکم دیا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ یزید روانہ ہوا۔ اور جس جس شہر سے گزرتا تھا وہاں کے باشندے اوس کے لئے پھول بچھاتے تھے۔

یزید ۸۲ھ ہجری میں خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ اور ۸۵ھ ہجری میں معزول کیا گیا۔ ربیع الآخر ۸۵ھ ہجری میں خراسان سے روانہ ہوا۔ اور قتیبہ اون کی جگہ صوبہ دار مقرر کیا گیا مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ ہشام بن محمدؒ نے یزید کی برطرفی کے واقعات اور طرح سے بیان کئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد اب صرف یزید ہی ایک ایسا شخص تھا جو خار کی طرح حجاج کے دل میں چبھ رہا تھا حجاج نے عراق کے اور تمام خاندانوں کو تو اچھی طرح پہلے ہی سے کچل ڈالا تھا۔ صرف یزید۔ اوس کا خاندان اور بصرہ اور کوفہ کے جو جو لوگ اوس کے ہمراہ خراسان میں تھے وہی اوس کے فولادی پنجہ سے اب تک محفوظ تھے۔ اس لئے عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے بعد اب عراق میں اسے سوائے یزید کے اور کسی سے کسی قسم کا اندیشہ باقی نہ تھا۔ چنانچہ اب حجاج نے یزید سے چالیں چلنا شروع کیں کہ کسی طرح اسے خراسان سے نکالدے۔ اور یزید کے پاس قاصد بھیجنے شروع کئے کہ تم میرے پاس آؤ۔ یزید جہاد اور دشمن کے ہر وقت خطرہ کا بہانہ کر جاتا تھا۔ عبدالملک کے آخری عہد حکومت تک یہ ہی معاملہ رہا۔ آخر کار حجاج نے عبدالملک سے یزید اور اوس کے خاندان کی اس بناپر شکایت کی کہ یہ لوگ آل زبیر کے

طرفدار ہیں۔ اون کی اطاعت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ اوسے معزول کر دیا جائے۔
عبد الملک نے جواب دیا کہ مجھے مہلب کی اولاد میں اگر وہ خاندان زبیر کے حامی اور ہی خواہ ہیں تو صرف اس بنا پر کوئی برائی نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ یہ تو اون میں ایک ایسا جوہر ہے کہ اوسی کے باعث اونہیں ہم سے عقیدت وارادت ہے۔ اس کے بعد اس روایت میں وہی بیان ہے جو روایت سابقہ میں پہلے مذکور ہو چکا۔

## مُفضّل کی باذغیس پہ فوج کشی اور اوس کی فتح

حجاج نے یزید کو خراسان کی صوبہ داری سے برطرف کر کے اوس کے بھائی مفضل کو ۸۵ھ ہجری میں بجائے اوس کے خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ مُفضّل نو ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ اسی زمانہ میں اوس نے باذغیس پر چڑھائی کی۔ اور اوسے فتح کیا۔ فتح میں بہت کچھ مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ جسے اوس نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر ایک کے حصے میں آٹھ آٹھ سو درہم آئے۔

باذغیس فتح کرنے کے بعد مُفضّل نے اخرون اور شومان پر چڑھائی کر کے فتح حاصل کی۔ مال غنیمت پایا۔ اور اوسے بھی تقسیم کر دیا۔

مُفضّل کا کوئی بیت المال نہیں تھا۔ جب اوس کے پاس کچھ آتا یا غنیمت حاصل ہوتی فوراً تقسیم کر دیتا۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم ترمذ میں قتل کیا گیا۔

## موسیٰ بن عبداللہ کے قتل اور اون کے ترمذ جانیکے واقعات و اسباب

جب موسیٰ کے باپ عبداللہ بن خازم نے مقام فرتنا میں بنی تمیم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس کا بیان پہلے آچکا ہے تو جو لوگ اوس کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اون میں سے بھی اکثر اوس کا ساتھ چھوڑ کر چلدئے۔ عبداللہ بن خازم نیشاپور کی طرف چلا گیا۔ مگر چونکہ مرو میں اوس کا بہت سا مال و اسباب موجود تھا اوسے یہ خوف ہوا کہ مبادا بنی تمیم اسپر قبضہ کر لیں۔ اس لئے اوس نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم مرو سے میرے تمام مال و اسباب کو لیکر نکل جاؤ۔ اور دریائے بلخ کو عبور کر کے کسی بادشاہ کے پاس پناہ گزین ہو جاؤ۔ یا کسی قلعہ پر قبضہ کر کے مقیم ہو جاؤ۔

غرض کہ موسیٰ دو سو بیس سواروں کے ساتھ مرو سے روانہ ہو کر آمل پہونچا۔ یہاں کچھ ڈاکو اون کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور اب چار سو کی جمعیت کے ساتھ موسیٰ آمل سے روانہ ہوا۔ بنی سلیم کے کچھ لوگ بھی جن میں فرعۃ بن علقمہ بھی تھے ان سے آملے۔
موسیٰ مقام زم کی طرف بڑھا۔ باشندوں نے اوس کا مقابلہ کیا۔ موسیٰ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور کچھ مال غنیمت بھی اوس کے ہاتھ آیا۔ موسیٰ دریائے جیحوں کو عبور کر کے بخارا پہونچا۔ حاکم بخارا سے پناہ مانگی۔ اوسے اون کی جانب سے اندیشہ پیدا ہوا۔ اور اس لئے اوس نے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک ڈاکو ہے اور اُسکے تمام ہمراہی بھی اوسی کی طرح جنگجو اور فتنہ پرداز ہیں۔ میں اونھیں پناہ نہیں دونگا مگر کچھ روپیہ سواری کے جانور اور کپڑے تحفۃً اونھیں بھیجدئے۔
یہاں سے مایوس ہو کر موسیٰ مقام نوقان میں بخارا کے ایک رئیس کے پاس پہونچا اوس رئیس نے اوس سے کہا کہ چونکہ تمام لوگ آپ سے خائف ہیں اس لئے آپ کا یہاں رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ وہ لوگ ہرگز آپ کو امان نہیں دیں گے۔
موسیٰ کئی مہینے اس رئیس کے پاس نوقان میں مقیم رہا۔ آخر یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ ایک ایک رئیس کے پاس پناہ لینے کے لئے جاتا یا کوئی قلعہ تلاش کرتا کہ اوس میں فروکش ہو جائے مگر ہر جگہ سے دھتکار دیا جاتا۔ اور کہیں اوسے جائے پناہ میسر نہ آتی۔ آخرکار سمرقند پہونچا۔ یہاں کے رئیس طرخون نے اوس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور ٹھیرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہاں آکر موسیٰ البتہ عرصہ تک مقیم رہا۔
باشندگان صغد ہر سال یہ رسم مناتے تھے کہ ایک دستر خوان بچھایا جاتا تھا جسپر گوشت، ملیدہ، روٹی اور شراب کی ایک صراحی رکھی جاتی تھی۔ تمام صغد میں جو سب سے زیادہ بہادر شخص ہوتا تھا وہی اوسے کھاتا تھا۔ اور اگر کوئی اور شخص اوس کھانے کو کھالیتا تھا تو پھر اون دونوں میں مقابلہ ہوتا۔ اور جو فتحمند ہوتا وہ اوس کھانے کا ہر سال مستحق ہوتا۔
موسیٰ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اوس کھانے کی حقیقت دریافت کی۔ جب اوسے اوسکی غرض و غایت معلوم ہو گئی تو پہلے تو وہ خاموش ہو رہا۔ اور پھر کہنے لگا کہ میں اس کھانے کو کھاؤنگا۔ اور شہسوار صغد سے مقابلہ کروں گا۔ اگر میں نے

اوسے قتل کیا تو پھر میں ہی صُغد کا بہادر بن جاؤں گا۔ چنانچہ وہ شخص بیٹھکر تمام کھانا چٹ کرگیا۔ جب اوس شخص کو اطلاع ہوئی جس کے لئے دسترخوان چنا گیا تھا وہ نہایت برہم ہوکر کہنے لگا کہ اے عرب آمجھ سے مقابلہ کر۔ عرب نے کہا کہ میں بھی تو یہی چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ اور عرب نے اوس صُغد کے بہادر کو تہ تیغ کرڈالا۔ اس پر بادشاہ صُغد نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اپنا مہمان بنایا۔ تمہاری تنظیم وتکریم کی۔ اور تم لوگوں نے اوس کا بدلہ مجھے یہ دیا کہ صُغد کے شہسوار اعظم کو قتل کرڈالا اگر میں نے تجھے (موسیٰ کو) اور تیرے ہمراہیوں کو وعدۂ معافی نہ دیا ہوتا تو میں ضرور تم سب کو قتل کرڈالتا۔ لہٰذا اب تم فوراً میرے شہر اور اوسکے مضافات سے چلے جاؤ۔

موسیٰ یہاں سے روانہ ہوکر کِس آیا۔ رئیس کِس نے طرخون سے امداد طلب کی۔ امدادی فوج آئی۔ موسیٰ سات سو جوانمردوں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر آیا شام تک دونوں مقابل دادِ مردانگی دیتے رہے۔ اور رات کی وجہ سے پھر علیحدہ علیحدہ ہٹ گئے۔

موسیٰ کے بہت سے ساتھی زخمی ہوچکے تھے۔ صبح کے وقت موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سروں کو منڈوالو۔ چنانچہ خارجیوں کے طریقہ کے مطابق سب نے اپنے سر منڈوادئے۔ (اور اہل عجم کی طرح جب کہ وہ مرنے کے لئے بالکل آمادہ ہوجاتے ہیں) اِن لوگوں نے چمڑے کے توشہ دان توڑپھوڑ ڈالے۔

موسیٰ نے زرعۃ بن علقمہ سے کہا کہ تم طرخون کے پاس جاؤ اور اوسے کسی تدبیر سے پُھسلا لو۔ زرعہ طرخون کے پاس آیا۔ طرخون نے اوس سے پوچھا کہ تمہارے سپاہیوں نے یہ کیا کیا ہے؟ اوس نے کہا کہ اب وہ مرنے پر بالکل آمادہ ہوگئے ہیں۔ اور بھلا آپ ہی فرمایئے کہ اگر جناب والا نے موسیٰ کو قتل کردیا یا اونھوں نے آپ کو قتل کردیا تو اس سے آپ کو کیا فائدہ پہونچیگا۔ اور آپ اوس وقت تک موسیٰ پر قابو نہیں پاسکتے جب تک کہ جتنے وہ ہیں اوتنے ہی آپ کے آدمی بھی موت کے گھاٹ نہ اوتار دیئے جائینگے۔ اور اگر بالفرض آپ نے موسیٰ اور اوس کے تمام ساتھیوں کو قتل بھی کرڈالا تب بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا کیونکہ یہ سمجھ لیجئے کہ عربوں میں اوسکی بڑی قدر ومنزلت ہے۔ جتنے لوگ خراسان آئیں گے سب آپ سے اون کے خون کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہوں گے۔ اگر آپ ایک سے بچ گئے تو کوئی اور آپکو قتل کرڈالیگا۔

طرخون نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے مگر میں کسی طرح کس اون کے حوالہ نہیں کر سکتا۔
زریحہ نے کہا تو اچھا آپ اون کے مقابلہ سے باز آئیے تاکہ وہ یہاں سے کسی اور طرف نکل جائیں۔ چنانچہ طرخون نے مقابلہ ترک کیا اور موسیٰ ترمذ آیا۔ ترمذ میں ایک قلعہ تھا جسکا ایک رخ دریا کی جانب تھا۔ اس قلعہ سے باہر موسیٰ ترمذ کے ایک زمیندار کے پاس آکر فروکش ہوا۔ یہ زمیندار بادشاہ ترمذ کا ہمسایہ اور اوس کا ماتحت تھا۔ اوس نے موسیٰ سے کہا کہ چونکہ بادشاہ ایک نہایت ہی حیادار اپنی عزت کا پاس کرنے والا ہے اگر آپ اوس سے دوستانہ طور پر پیش آئیں اور تحفے تحائف بھیجیں تو چونکہ وہ ایک ضعیف شخص ہے وہ ضرور آپ کو اپنے قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدیگا۔
موسیٰ نے کہا کہ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ میں اون سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے قلعہ میں اوترنے دیں۔ چنانچہ موسیٰ نے درخواست کی مگر بادشاہ ترمذ نے اوسے مسترد کر دیا۔ اب موسیٰ نے بلا کسی قسم کے عار سمجھے اوسے تحفے بھیجے دوستانہ مراسم سے ربط بڑھانا چاہا اور اون کے تعلقات دوستانہ قائم ہو گئے۔
ایک روز موسیٰ بادشاہ ترمذ کے ساتھ شکار کھیلنے بھی گیا۔ اور اب وہ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے بادشاہ سے پیش آنے لگا۔ بادشاہ نے موسیٰ کی دعوت کی۔ اور کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی عزت افزائی کروں۔ اس لئے کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں۔ اور صرف ایک سو ساتھی اپنے ہمراہ لائیگا۔
موسیٰ نے سو آدمیوں کا انتخاب کیا۔ یہ جماعت گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئی۔ شہر میں گھستے ہی اون کے گھوڑے ہنہنانے لگے۔ اسپر اہل ترمذ نے برا شگون لیا۔ اور مہمانوں سے کہا کہ گھوڑوں سے اوتر جائیں۔ سب مہمان اوتر پڑے۔ ایک مکان میں انھیں دو دو کر کے داخل کیا گیا۔ کھانا کھلایا گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد موسیٰ لیٹ گیا۔ اہل ترمذ نے اوس سے درخواست کی کہ اب جائیے۔ موسیٰ نے کہا کہ مجھے اس سے بہتر مکان نہیں مل سکتا۔ میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اب یہ جگہ یا تو میرے رہنے کا مکان بنے گی یا میری قبر۔
اب شہر ہی میں عربوں نے اہل ترمذ سے لڑنا شروع کیا۔ اون میں سے کچھ لوگوں کو مار ڈالا۔ اور کچھ بھاگ گئے۔ عرب اون کے مکانات میں گھس گئے۔ موسیٰ نے شہر پر

قبضہ کر لیا۔ اور بادشاہ ترمذ سے کہا کہ میں آپ سے اور آپ کے خاص لوگوں سے کسی قسم کا تعارض کرنا نہیں چاہتا۔ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ بادشاہ ترمذ اور باشندے ترمذ چھوڑ کر نکل گئے۔ ترکوں کے پاس آئے۔ اور طالب امداد ہوئے ترکوں نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ صرف سو آدمیوں نے تمہارے شہر میں گھسکر تمہیں وہاں سے نکالدیا۔ حالانکہ ہم نے مقام کس پر کامیابی سے اُن کی مدافعت کی۔ اب ہم اون سے ہرگز نہیں لڑیں گے۔

موسیٰ نے ترمذ میں اقامت اختیار کر لی۔ اوس کے اور ساتھی بھی جن کی تعداد سات سو تھی ترمذ میں آکر مقیم ہو گئے۔ جب اوس کا باپ مارا گیا تو اوس کے باپ کے ساتھی بھی جن کی تعداد چار سو تھی اس سے آملے۔ اس طرح اوس کی قوت بڑھ گئی۔ اور یہ لوگ نکل نکل کر اپنے آس پاس کے علاقہ پر غارت گری کرنے لگے۔

ترکوں نے ایک وفد موسیٰ کے پاس اس لیے بھیجا تاکہ وہ اوس کی حالت دیکھکے آئے موسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی نئی چال چلنی چاہیئے۔

اگرچہ نہایت سخت گرمی پڑ رہی تھی مگر موسیٰ نے بہت سی آگ جلوائی اور اپنے سپاہیوں کو سردی کے گرم کپڑے پہننے کا حکم دیا۔ اون لوگوں نے اون کپڑوں پر نمدے بھی پہن لئے۔ اور تاپنے کی غرض سے اپنے ہاتھ آگ کی جانب دراز کر دئے۔ موسیٰ نے ترکوں کے وفد کو سامنے بلایا۔ ترک یہ کیفیت دیکھکر بہت گھبرائے۔ اور مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ہے؟ عربوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس موسم میں سخت سردی معلوم ہوتی ہے اور موسم سرما میں سخت گرمی۔ ترک یہ دیکھکر واپس چلے گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ لوگ تو واقعی جنات ہیں۔ ہم ان سے کبھی نہیں لڑیں گے۔

ایک مرتبہ ترکوں کے بادشاہ نے موسیٰ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک قاصد کو زہر۔ تیر اور مشک دیکر اوس کے پاس بھیجا۔ زہر سے اس بات کا اشارہ تھا کہ ہماری لڑائی زہر کا خاصہ رکھتی ہے۔ اور تیر سے مراد جنگ تھی۔ البتہ مشک صلح کی نشانی تھی۔ اب اس میں سے موسیٰ چاہے جنگ کو اختیار کرے یا صلح کو۔

موسیٰ نے زہر کو آگ کے سپرد کر دیا۔ تیر کو توڑ ڈالا۔ اور مشک کو بکھیر دیا۔ اس واقعہ کو سن کر ترک بولے کہ عربوں کا ارادہ صلح کا نہیں ہے۔ اور انھوں نے اس طرح بتادیا ہے

کہ اون کی جنگ آگ کے مشابہ ہے۔ اور وہ ہمیں شکست دیں گے۔ غرض کہ اس لئے ترکوں نے عربوں سے جنگ نہیں کی۔

اسی اثناء میں بکیر بن وشاح خراسان کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اوس نے موسیٰ سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ البتہ جب امیہ صوبہ دار ہوکر آیا تو وہ خود موسیٰ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی میں بکیر نے اوس سے بدعہدی اور بغاوت کی اور اوسے مجبوراً مرو واپس آنا پڑا۔ امیہ اور بکیر کے درمیان صلح بھی ہوگئی مگر اوس سال اوس نے کوئی کارروائی نہیں کی مگر دوسرے سال بنی خزاعہ کے ایک شخص کو امیہ نے ایک زبردست فوج دیکر موسیٰ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔

اب اس موقع پر اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس گئے اور اون سے طالب امداد ہوئے پہلے تو ترکوں نے امداد دینے سے انکار کردیا۔ مگر جب اون لوگوں نے ترکوں سے بیان کیا کہ خود اونھیں کے ہم قوم اون پر چڑھائی کرکے آئے ہیں۔ اور اونھوں نے اون کا محاصرہ کرلیا ہے اس موقع پر اگر ہم اس مہم کی اعانت کریں تو ہم ضرور موسیٰ پر فتح حاصل کرلیں گے۔ ترکوں نے اس بات کو مان لیا۔ اور اہل ترمذ اور ترکوں کی ایک زبردست فوج بھی موسیٰ کے مقابلہ کے لئے بڑھی۔ خزاعی اور ترکوں دونوں نے ملکر موسیٰ کا محاصرہ کرلیا۔ موسیٰ دن کے ابتدائی حصہ میں تو خزاعی سے لڑتا اور آخری حصہ میں ترکوں سے نبرد آزما ہوتا۔ دو یا تین ماہ تک اسی طرح لڑتا رہا۔

ایک روز موسیٰ نے عمرو بن خالد بن حصین الکلابی سے جو ایک نہایت بہادر آدمی تھا کہا کہ ہماری اور اون کی جنگ نے بہت طول کھینچا ہے اب میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اس خزاعی پر شب خون ماروں۔ کیونکہ وہ لوگ ہمارے شب خون مارنے کے خیال سے بالکل بے خطر ہیں۔ اس معاملہ میں تمھاری کیا رائے ہے؟

عمرو نے کہا کہ شب خون مارنے کا خیال تو نہایت مناسب ہے مگر یہ عجمیوں پر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عرب بہت ہی ہوشیار قوم ہے فوراً خطرہ کو محسوس کرلیتے ہیں۔ اور رات کے وقت عجمیوں سے زیادہ جرأت کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ ترکوں پر شب خون مارئے اور مجھے توقع ہے کہ اللہ ہمیں کامیابی عطا فرمائیگا۔ پھر اکیلے خزاعی کو تو ہم بھگت لیں گے۔ کیونکہ ہم قلعہ کی حفاظت میں ہیں۔ اور وہ کھلے میدان میں پڑے ہیں۔ اور نہ وہ ہم سے

زیادہ ثابت قدم وصابر ہیں اور نہ جنگی چالوں کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔
موسیٰ نے بھی ترکوں ہی پر شب خون مارنے کا قصد کرلیا۔ اور جب ایک پہر رات گذر گئی موسیٰ چارسو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ عمرو سے کہا کہ تم ہمارے بعد روانہ ہونا۔ مگر قریب رہنا۔ جب ہماری تکبیر کی آواز تم سنو تم بھی تکبیر کہنا۔
موسیٰ نے دریا کے کنارے کنارے بڑھنا شروع کیا۔ دشمن کے لشکر سے دور نکل گیا۔ پھر مقام کفتان کی سمت سے بڑھنا شروع کیا۔ اور جب دشمن کے قریب پہونچ گیا تو اپنی فوج کے چار حصے کر دیئے۔ اور اونھیں حکم دیا کہ دشمن کے چاروں طرف پھیل جاؤ۔ جب ہماری تکبیر سنو تم بھی تکبیر کہنا۔
موسیٰ آگے بڑھا۔ عمرو کو اپنے آگے کیا۔ فوج اوس کے پیچھے ہوئی۔ جب پہرہ والوں پر سے اِن کا گذر ہوا اونھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ موسیٰ کی جماعت نے کہا کہ ہم راہ گیر ہیں۔ جب یہاں سے آگے نکل گئے تو فوج کے دستے حسب الحکم چاروں طرف پھیل گئے اور ایک ساتھ اونھوں نے تکبیر کی آواز بلند کی ترکوں کو دشمن کی اطلاع صرف اوس وقت ہوئی جب اون پر کچھا کچھ تلواریں پڑنے لگیں۔ ایسی بدحواسی اون پر طاری ہوئی کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ شکست کھاکر پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں کے سولہ آدمی کام آئے۔ مسلمانوں نے اون کی لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا۔ مال غنیمت میں ہتیار اور روپیہ ہاتھ آیا۔ صبح کے وقت خزاعی اور اوس کی فوج کی ہمتیں اس شکست سے ٹوٹی ہوئی تھیں اونھیں بھی خوف ہوا کہ کہیں ہم پر بھی شب خون نہ ماریں۔ اس لئے وہ چوکنے ہو گئے۔ عمرو نے موسیٰ سے کہا کہ چونکہ خزاعی کو برابر امداد پہونچ رہی ہے اور اُن کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اس لئے بغیر کسی چال کے تم فتح نہیں پا سکتے۔ مجھے اُن کے پاس جانے دو تاکہ میں اون کے سردار کو موقع پاکر تنہائی میں قتل کر دوں۔ اُس کی تدبیر یہ ہے کہ تم مجھے خوب مارو موسیٰ نے کہا کہ اب کیوں تم پٹنے کے لئے جلدی کر رہے ہو حالانکہ ہر وقت قتل کیلئے اپنے تئیں پیش کر رہے ہو۔ عمرو نے کہا کہ قتل کے لئے تو روزانہ میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہی ہوں۔ اور یہ معمولی مار پیٹ تو اوس شئے کے مقابلہ میں جسکا میں ارادہ کر رہا ہوں بالکل ہی آسان ہے۔ غرض کہ موسیٰ نے اوس کی بات مان لی۔ اور اوسے پچاس کوڑے لگائے عمرو موسیٰ کے لشکر سے نکل کر خزاعی کے پاس اجازت لیکر پہونچا۔ اور اُس سے

کہا کہ میں یمن کا باشندہ ہوں۔ عبداللہ بن خازم کے ہمراہ تھا۔ اُن کے قتل کے بعد میں اون کے بیٹے کے پاس چلا آیا۔ اور انھی کے ہمراہ تھا۔ اور سب سے پہلے میں ہی اونکا ساتھ دینے کے لئے آیا۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو موسیٰ نے مجھپر اتہام لگایا۔ مجھ سے سختی اور بداخلاقی سے پیش آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو ہمارے دشمنوں کا طرفدار ہے اور اُن کا مخبر ہے۔ اسپر مجھے خوب زدوکوب کیا۔ بلکہ مجھے تو یہ خوف تھا کہ شاید وہ مجھے قتل کرڈالیگا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ مارپیٹ کے بعد دوسرا قدم قتل ہی کا ہے۔ اس ڈر سے بھاگ آیا۔

خزاعی نے یہ داستان سنکر اوسے امان دیدی۔ اور عمرو اوس کے ساتھ رہنے لگا۔ ایک دن عمرو خزاعی کے پاس جب کہ وہ تنہا تھا آیا۔ اوس نے دیکھا کہ کوئی ہتیار وغیرہ اوس کے پاس نہیں ہے۔ عمرو نے خیرخواہانہ لہجہ میں خزاعی سے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے آپ جیسے سردار کو اس موقع پر بغیر ہتیار کے کسی وقت رہنا مناسب نہیں ہے۔

خزاعی نے کہا کہ میرے پاس ہتیار موجود ہے۔ یہ کہکر اوس نے اپنے بستر کا کونا ہٹایا۔ وہاں ایک شمشیر برہنہ رکھی تھی۔ عمرو نے تلوار لے لی اور اوسی سے خزاعی کا کام تمام کردیا۔

عمرو اوس جگہ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ لوگ اوس کے پیچھے جھپٹے۔ مگر عمرو اون کی پہونچ سے نکل گیا تھا۔ اگرچہ انھوں نے تعاقب کیا مگر عمرو صاف بچکر نکل گیا۔ اور موسیٰ کے پاس پہونچ گیا۔ اس سانحہ کے بعد خزاعی کی فوج منتشر ہوگئی۔ کچھ لوگوں نے دریا کو عبور کرکے مرو کا رخ لیا۔ اور کچھ لوگ موسیٰ کے پاس امان لینے کے لئے آگئے۔ موسیٰ نے اونھیں امان دیدی۔ اس مہم کی ناکامیابی کے بعد اُمیہ نے پھر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر روانہ نہیں کیا۔

اُمیہ معزول کیا گیا۔ اور اوس کی جگہ مہلب خراسان کے صوبہ دار مقرر کئے گئے۔ مہلب نے موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بیٹوں سے کہدیا کہ موسیٰ کو کبھی نہ چھیڑنا۔ تم لوگ اوسی وقت تک اُس نواح کے حاکم رہوگے جب تک کہ یہ احمق اپنی جگہ قائم ہے۔ جس روز یہ قتل کردیا گیا اوسی روز تم معزول ہوجاؤگے۔ اور

بنی قیس کا کوئی شخص خراسان کا صوبہ دار مقرر کردیا جائیگا۔

مہلب نے اپنی مدت العمر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر نہیں بھیجا۔ اون کے بعد یزید بن المہلب خراسان کا صوبہ دار ہوا۔ اس نے بھی موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ مہلب نے حریث بن قطبۃ الخزاعی کو مارا تھا۔ یہ اور اوس کا بھائی ثابت موسیٰ کے پاس چلے گئے۔ جب یزید صوبہ دار ہوا اوس نے اون دونوں کی جائداد اور معمورتوں پر قبضہ کرلیا۔ اون کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ اور اون کے داماد کو جس کی بیوی اُمّ حفص بنت ثابت تھی قتل کرڈالا۔ یزید کی اس حرکت کی اطلاع اون دونوں کو بھی ہوئی ثابت نے طرخون کے پاس جاکر اس کی شکایت کی۔ عجمی اس شخص کو بہت ہی محبوب رکھتے تھے۔ اوس کی آواز بلند تھی۔ اور وہ اوس کی بے انتہا تعظیم کرتے۔ اور وہ اوس کے وقار کو مانتے تھے۔ اوس کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص کسی بات کے پورا کرنے کے لئے عہد کرتا تو ثابت کی زندگی کی قسم کھاتا اور کبھی عہد شکنی نہ کرتا۔

یہ واقعہ سن کر طرخون کو غصہ آگیا۔ اوس نے نیزک، سبل، اہل بخارا اور اہل صغد کو اس کے لئے جمع کردیا۔ یہ تمام جماعت ثابت کے ساتھ موسیٰ کے پاس آئی۔ دوسری طرف عبدالرحمن بن العباس کی مفرور فوج ہراۃ سے، ابن الاشعث کی عراق اور کابل کی سمت سے اور کچھ خراسان کے رہنے والے بنی تمیم کے وہ لوگ جو ابن خازم کی بغاوت میں لڑ رہے تھے موسیٰ کے پاس آگئے۔ اس طرح آٹھ ہزار عرب جس میں بنی تمیم، قیس، ربیعۃ اور یمنی تھے موسیٰ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔

ثابت اور حریث نے موسیٰ سے کہا کہ اب آپ اس فوج کے ہمراہ دریائے جیحون کو عبور کرکے خراسان پر فوج کشی کیجئے۔ اور یزید کو نکال دیجئے۔ پھر ہم آپ ہی کو خراسان کا امیر بنادینگے۔ طرخون، نیزک، سبل اور اہل بخارا بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ نہایت عمدہ موقع ہے۔ موسیٰ نے اس تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر اوس کے اور دوستوں نے اوس سے کہا کہ یہ دونوں بھائی اس وقت تو یزید سے خوف زدہ ہیں۔ اگر آپ نے یزید کو خراسان سے نکال دیا اور یہ لوگ مامون ہوگئے تو پھر یہی قابض و متصرف ہوجائیں گے۔ اور خراسان کی امارت آپ سے چھین لیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ یہیں رہیں۔

موسیٰ نے اون کے مشورہ کو منظور کرلیا۔ ترمذ ہی میں رہا۔ اور ثابت سے کہہ دیا

کہ اگر ہم نے یزید کو خراسان سے نکال بھی دیا تو کیا ہوگا۔ کوئی دوسرا شخص عبدالملک کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آجائیگا۔ البتہ یہ کرنا چاہیئے کہ دریائے جیحون کے اوس پار کے علاقہ میں جو ہمارے متصل ہے یزید کے جو عامل و متصرف ہیں اونھیں نکال دیں اور اوس علاقہ پر قبضہ کرلیں تاکہ وہاں کی آمدنی سے ہم فائدہ اوٹھائیں۔

ثابت اس بات پر راضی ہوگیا۔ چنانچہ موسیٰ نے ماوراء النہر کے علاقہ میں جس قدر یزید کے عامل تھے اون سب کو نکال دیا۔ بہت سا روپیہ اونھیں ملا اور موسیٰ کے طرفداروں کی حالت اس سے بہت درست ہوگئی۔

اس کارروائی کے بعد طرخون۔ نیزک۔ سبل۔ اہل بخارا اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ اب انتظام سلطنت تو بالکل حریث اور ثابت کے ہاتھ میں آگیا۔ اور موسیٰ محض نام کا امیر رہ گیا۔ اس حالت کو دیکھکر موسیٰ کے دوستوں نے اوس سے کہا کہ اصل حکومت و اقتدار تو حریث اور ثابت کے ہاتھ میں ہے۔ اور آپ برائے نام امیر ہیں۔ اُن دونوں کو قتل کرڈالئے اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیجئے۔

موسیٰ نے اس تجویز کو مسترد کردیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اون دونوں کے ساتھ بے وفائی کروں۔ کیونکہ انھی دونوں نے میری حکومت و قوت کو مستحکم کیا ہے۔ اسپر وہ لوگ حریث اور ثابت سے حسد کرنے لگے۔ اور موسیٰ سے برابر اُن کی شکایت کرتے رہے کہ یہ دونوں ضرور تمہارے ساتھ بے وفائی کریں گے۔ بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ کے خیالات اون کی جانب سے خراب ہوگئے۔ اور اون کی تجویز کے موافق اوس نے حریث اور ثابت کو دفعتہً قتل کردینے کا ارادہ کرلیا۔

اسی اثناء میں اور ایک آفت الٰہی نازل ہوئی کہ جس نے اونکے تمام منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔ ستر ہزار ترک، تبتی اور ہیاطلہ (اوس میں اون لوگوں کا شمار نہیں ہے جو ننگے تھے یا جنکے خود بغیر کلغی کے تھے یہ تعداد صرف اُن لوگوں کی ہے جو کلغی دار خود پہنے تھے) کے لشکر نے موسیٰ پر فوج کشی کردی۔

ابن خازم تین سو پیدل اور تیس مسلح سواروں کے ساتھ شہر کے بالاحصار میں چلا آیا۔ ایک کرسی اوس کے لئے رکھ دی گئی۔ اور وہ اسپر بیٹھ گیا طرخون نے حکم دیا کہ گڑھی کی فصیل میں نقب لگائی جائے۔ موسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیدیا کہ دشمن کی مزاحمت نہ کرو جب دشمن کی پہلی جماعت گڑھی میں داخل ہوگئی اوس وقت بھی موسیٰ نے اپنے

آدمیوں سے یہی کہا کہ ابھی اون سے تعرض نہ کرو۔ بہت سوں کو آجانے دو۔ ایک فولادی تیر موسیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ اوس سے وہ پھڑا جاتا تھا۔ جب دشمن کثیر تعداد میں قلعہ میں گھس آیا موسیٰ نے حکم دیا کہ اب اون کی مزاحمت کی جائے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہوکر اون پر حملہ آور ہوا۔ اور فصیل کے اوس شگاف سے جس سے وہ گھسے تھے انہیں باہر نکالا۔ اور پھر واپس آکر کرسی پر متمکن ہوگیا۔ طرخون نے پھر اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مگر اونھوں نے واپس جانے سے انکار کردیا۔ پھر طرخون نے اپنے شہسواروں سے کہا کہ یہ شیطان ہے۔ جو تم کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھے جو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور جو شخص میرے اس بیان کو تسلیم نہ کرے اوسے چاہیئے کہ اوس پر حملہ کرے۔

مگر پھر اہل عجم کفتان کی منڈی کی طرف واپس چلے گئے۔

ایک مرتبہ عجمی موسیٰ کے گھوڑوں کو لوٹنے گئے۔ اس واقعہ سے موسیٰ بہت غمگین ہوا۔ اوس نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اپنی ڈاڑھی کو نوچنے لگا۔ ایک رات موسیٰ سات سو سپاہیوں کے ساتھ ایک ایسی ندی کے راستے راستے جس میں پانی نہ تھا اور اوس کے کناروں پر گھاس اُگی ہوئی تھی جس کا بہاؤ عجمیوں کی خندق کی طرف تھا۔ روانہ ہوا۔ صبح ہوتے وہ اون کے لشکر گاہ کے قریب پہونچ گیا۔ دشمن کے گھوڑے چرنے کے لئے نکلے۔ موسیٰ نے اون پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ اور اونھیں ہنکالایا۔ کچھ لوگوں نے اوس کا تعاقب کیا۔ موسیٰ کے آزاد غلام سوار نے اون پر پلٹ کر ایک شخص کو مارکے گرادیا۔ عجمی واپس چلے گئے۔ اور موسیٰ صحیح و سلامت گھوڑوں کے اوس گلے کو لے آیا۔

دوسرے دن عجمیوں نے پھر عربوں پر حملہ کیا۔ طرخون دس ہزار سپاہ کے ساتھ جو پورے ساز و سامان سے مسلح تھی ایک ٹیلہ پر جم گیا۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر تم نے اس جماعت کو ہٹادیا تو اوس کے بعد اوروں کا مقابلہ کرنا تو تمہارے لئے پھر بالکل آسان کام ہے۔

حریث بن قطبہ اس جماعت کی طرف بڑھا۔ اور تمام دن ایسی جوانمردی اور ثابت قدمی سے لڑا کہ دشمن کو اوس ٹیلہ سے نیچے ڈھکیل دیا۔ ایک تیر حریث کی

پیشانی پر لگا۔ پھر دونوں حریف علیحدہ ہٹ گئے۔ رات کو موسیٰ نے عجمیوں پر شب خون مارا۔
اوس کا بھائی خازم بڑھتے بڑھتے طرخون کے خیمہ کے بالکل قریب جہاں شمع روشن تھی
پہونچ گیا۔ اور ایک شخص کے جسم میں تلوار کا اگلا حصّہ بھونک دیا۔ اوس کے گھوڑے
کو نیزہ سے ہلاک کرڈالا۔ اور اوس شخص کو اوٹھا کر دریائے بلخ میں ڈالدیا۔ یہ شخص دو
زرہیں پہنے ہوا تھا۔ عجمی نہایت بری طرح مارے گئے۔ اور بہت مشکل اور مصیبت
سے اون کے بقیۃ السیف نے بھاگ کر جان بچائی۔ اس واقعہ کے دو روز کے
بعد حریث نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنے خیمہ ہی میں دفن کردیا گیا۔

موسیٰ عجمیوں کے سروں کو لیکر ترمذ روانہ ہوا۔ اون سروں سے اونھوں نے
دو محل تعمیر کئے۔ یہ سر ایک دوسرے کے مقابل جما دئے گئے تھے۔ حجاج کو جب اُس
واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ۔ تمام تعریفیں اوسی خدا کے لئے ہیں جس نے منافقین
کو کفار پر فتح دی "۔

حریث کے مرجانے سے موسیٰ کے دوستوں نے اوس سے کہا کہ حریث سے
تو اب ہمیں نجات مل گئی۔ اب آپ ثابت کی طرف سے بھی ہمیں مطمئن کردیجئے۔ موسیٰ نے
اس مرتبہ پھر اون کی تجویز مسترد کردی۔ رفتہ رفتہ ثابت کو بھی اس سازش کی اطلاع مل گئی۔
اوس نے محمد بن عبداللہ بن مرثد الخزاعی نصر بن عبدالحمید کے جوابی مسلم کا رنے پر عامل
تھا چچا کو جو موسیٰ بن عبداللہ کی خدمت میں تھا رشوت دیکر اپنا طرفدار بنالیا۔ اور اوس
سے کہا کہ تم ہرگز عربی زبان نہ بولنا۔ اگر کوئی تم سے تمہارا وطن دریافت کرے تو کہدینا
کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں۔

غرض کہ یہ شخص موسیٰ کے خادموں میں داخل ہوگیا۔ جو بات وہاں سنتا اوسے
ثابت سے بیان کردیتا۔ ثابت نے اوس سے کہہ رکھا تھا کہ جو بات میرے مخالف
کیا کریں اوسے خوب یاد رکھا کرو۔

اب ثابت پر بھی خوف طاری تھا۔ جب تک یہ شخص اگر روزانہ اوسے خبر نہ پہونچا دیتا
وہ نہ سوتا۔ اپنے خاص خدمت گاروں میں سے بعض کو حکم دیدیا تھا کہ وہ پہرہ دیتے
رہیں اور اوسی کے مکان میں رات بسر کریں۔ اون کے ساتھ کچھ عرب بھی تھے جو
اوس کی حفاظت کرتے تھے۔

ثابت کے مخالف برابر اپنی دراندازیوں پر مصر رہے اونھوں نے اوسے اسقدر تنگ کیا۔ کہ آخر ایک رات موسیٰ نے اون سے کہا کہ تم نے کہہ کہہ کر میرا ناک میں دم کردیا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو اوسی میں تمھاری ہلاکت ہے۔ تم نے حد سے زیادہ اون کے خلاف مجھ سے کہا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کیوں تم اونھیں قتل کرتے ہو۔ اور میں تو کبھی اون سے بدعہدی نہیں کروں گا۔

موسیٰ کے بھائی نوح نے اُسپر کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیدیجے ہم اس سے سمجھ لیں گے جب صبح وہ آپ کے پاس آئینگے تو آپ کے پاس پہونچنے سے پہلے ہم اونھیں کسی مکان میں لیجاکر قتل کرڈالیں گے۔ موسیٰ نے کہا دیکھو کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ تم سب تباہ ہوجاؤ گے۔ اور تم لوگ خود بھی اچھی طرح حالات سے واقف ہو۔

غلام اس تمام گفتگو کو سن رہا تھا اوس نے ثابت سے جاکر کہہ دیا۔ ثابت راتہی کو بیس سواروں کے ساتھ نکل کر چلتا ہوا۔ صبح کو اون لوگوں کو معلوم ہوا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کس طرف گیا ہے۔ کہ اوس کا تعاقب کرتے۔ غلام بھی اب وہاں نہ تھا۔ اس سے اونھوں نے سمجھا کہ غلام ثابت کا مخبر تھا۔ جو اون کی تمام باتوں کو سنتا رہتا تھا

ثابت حشورا چلا آیا اور شہر میں جاکر مقیم ہوا۔ بہت سے عرب او رعجم اوس کے پاس جمع ہوگئے۔ اسپر موسیٰ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم نے اپنے خلاف ایک اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بہتر ہے کہ اسے بند کردیا جائے۔

موسیٰ اوس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ ثابت بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اوس کے مقابلہ پر آیا۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ فصیل جلاڈالی جائے۔ موسیٰ اون سے لڑا اور اونھیں شہر کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ مگر ثابت اور اوسکی فوج نے شہر میں داخل ہونے سے حملہ آوروں کو روک دیا۔

رقبتہ بن الحر العنبری آگ میں سے گھس کر شہر کے دروازہ تک پہونچ گیا۔ یہاں ثابت کی فوج کا ایک شخص کھڑا اپنے ساتھیوں کی مدافعت کررہا تھا۔ رقبتہ نے اوسے قتل کردیا۔ اور پھر واپس پلٹ کر آگ میں سے گھس کر جو اب بہت ہی مشتعل ہوچکی تھی چلا آیا۔ یہاں تک کہ جو نمدہ وہ پہنے ہوئے تھا اوس کے کناروں میں بھی آگ لگ گئی تھی۔ رقبتہ نے اوسے اوتار ڈالا۔ اور پھر اپنی جگہ کھڑا ہوگیا۔

ثابت شہر کے اندر قلعہ بند ہو گیا اور موسیٰ نے اوس کے باہر کی گڑھی میں مورچہ لگایا۔ حشورا آتے ہوئے ثابت نے طرخون کے پاس امداد کے لئے قاصد بھیجا تھا۔ چنانچہ طرخون اوس کی امداد کے لئے آیا۔ جب موسیٰ کو معلوم ہوا کہ طرخون آ رہا ہے وہ محاصرہ چھوڑ کر ترمذ واپس آ گیا۔

اہل کش۔ بخارا۔ اور نسف نے بھی ثابت کی امداد کی اور اس طرح اسّی ہزار فوج ثابت کے پاس جمع ہو گئی۔ ثابت نے اس فوج کو لیکر موسیٰ پر حملہ کیا اوس کا محاصرہ کر لیا۔ سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی جس سے اون کی بُری گت ہو گئی۔

دن کے وقت ثابت کی فوج دریا کو عبور کر کے موسیٰ کا مقابلہ کرتی اور رات کو اپنے لشکرگاہ میں واپس آجاتی۔

ایک روز رقبہ جو ثابت کا مخلص دوست تھا۔ اور جو دوسروں کو اوس کے خلاف سازش کرنے سے ہمیشہ منع کیا کرتا تھا۔ اپنے لشکر سے نکل کر آیا۔ اور ثابت سے مبارزت کا خواہاں ہوا۔ ثابت بھی مقابلہ پر آیا۔ رقبہ بلاؤ کی کھال کی قبا پہنے ہوئے تھے۔ ثابت نے حال دریافت کیا۔ رقبہ نے کہا بھلا ایسے شخص کی تم کیا خیریت دریافت کرتے ہو جو اس سخت گرمی کے زمانہ میں اسقدر گرم پوستین پہنے ہے۔ اس کے بعد رقبہ نے اپنی فوج کی ناگفتہ بہ حالت بیان کی۔ ثابت نے سنکر کہا کہ آپ لوگوں نے اپنے ہاتھوں یہ مصیبت لی ہے۔ رقبہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی اون کے مشورہ اور تحریروں میں شریک نہیں ہوا۔ بلکہ جو کچھ اون لوگوں نے آپکے ساتھ کیا اوسے میں نے ناپسند کیا۔

ثابت نے کہا اچھا بتائیے کہ اگر آپ کو کچھ بھیجا جائے تو آپ کہاں ملیں گے۔ رقبہ نے کہا کہ میں محل الطفاوی کے پاس جو بنی قیس کے خاندان یعصر سے ہے ملوں گا۔ محل ایک بڈھا شراب فروش تھا۔ رقبہ اوسی کے پاس مقیم ہو گیا۔

ثابت نے پانسو درہم علی بن المہاجر الخزاعی کے ہاتھ رقبہ کو بھیجدئے اور کہلا بھیجا کہ ہمارے تاجروں کا ایک قافلہ بلخ سے سامان ضروریات لیکر آ رہا ہے۔ جب وہ یہاں پہونچ جائے اور تمھیں اوس کی آمد کی اطلاع ہو جائے تم مجھے کہلا بھیجنا میں تمھاری ضرورت کی چیزیں لیکر بھیجدوں گا۔ علی محل کے دروازہ پر آیا۔ اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ رقبہ اور محل بیٹھے ہیں اور شراب کا ایک قدح سامنے ہے۔ ایک

خوان بچھا ہے - اوس پر بھنا ہوا مرغ اور روٹیاں رکھی ہیں -
رقبہ ایک پراگندہ مو شخص تھا - ایک سرخ رضائی اوڑھے تھا - علی نے درہم کی تھیلی اور خط اوسے دیدیا - مگر بات نہیں کی - رقبہ نے تھیلی لے لی - اور ہاتھ ہی کے اشارے سے کہدیا کہ چلے جاؤ - اور اوس نے بھی کوئی بات نہیں کی -
رقبہ ایک جسیم شخص تھا جسکی آنکھیں گڑھی ہوئی تھیں - جبڑے اوبھرے ہوئے اور مضبوط تھے - دانتوں کے درمیان اس قدر فرجہ تھا کہ ہر دو دانتوں کے درمیان ایک دانت کی گنجایش تھی - اور اسکا چہرہ چپٹا ڈھال کی طرح معلوم ہوتا تھا -
جب موسیٰ کی فوج والے محاصرہ سے تنگ آ گئے تو یزید بن ہزیل نے کہا کہ ہم لوگوں کا ثابت کے پاس چلے جانا یا قتل ہو جانا بھوکے مرنے سے تو زیادہ اچھا ہے - اور میں اب ثابت کو دھوکہ سے قتل کر ڈالتا ہوں - یا اپنی جان دیدوں گا -
یزید اسی ارادہ سے ثابت کے پاس آیا - اوس سے امان کا خواستگار ہوا ظہیر نے ثابت سے کہا کہ میں اسے آپ کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہوں - یہ آپ کے پاس کسی لالچ سے یا آپ کی بہی خواہی کے لئے نہیں آیا ہے - بلکہ یہ دھوکہ دینے کے لئے آیا ہے - آپ اس سے ڈرئیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں -
ثابت نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایسے شخص پر حملہ کروں جو مجھ سے امان کا خواستگار ہو کر آیا ہو - اور یہ ابھی مجھے معلوم نہیں کہ یہ واقعی دھوکا دیگا یا نہیں -
ظہیر نے کہا تو اچھا مجھے اس سے ضمانت لے لینے دیجئے - اسپر ثابت نے یزید سے کہلا بھیجا کہ مجھے تو یہ گمان نہیں کہ جو شخص مجھ سے امان کا خواستگار ہو کر آیا ہے وہ بدعہدی کریگا - مگر یہ آپ کے عزیز آپ سے میرے مقابلہ میں زیادہ واقف ہیں جو شرائط یہ پیش کریں آپ اونھیں منظور کر لیں -
یزید نے ظہیر سے کہا کہ اے ابو سعید محض حسد کی وجہ سے تم میرے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہو - کیا جو جو ذلتیں مجھے برداشت کرنا پڑی ہیں وہ آپ کیلئے کافی نہیں ہوئی تھیں - اپنے وطن عراق اور اپنے اہل و عیال سے جدا ہوا - اور اب خراسان میں اس حال میں ہوں جو تم بھی دیکھ رہے ہو - کیا اب بھی مجھپر رحم نہیں آتا -
ظہیر نے کہا کہ اگر مجھے میری رائے پر تمہارے بارے میں عمل پیرا ہونے دیا جاتا تو

تمھیں کبھی ان باتوں کے کہنے کا بھی موقع نہیں ملتا۔ اچھا اب تم اپنے دونوں بیٹوں ضحاک اور قدامتہ کو بطور یرغمال میرے حوالہ کردو۔ یزید نے اپنے بیٹے ظہیر کے سپرد کردئے۔

یزید ثابت کی فوج میں رہنے سہنے لگا۔ موقع کا منتظر تھا کہ کوئی وقت آئے اور قتل کروں۔ مگر کوئی موقع اوسے نہ ملتا تھا۔ اسی اثنا میں زیاد القصیر الخزاعی کے لڑکے نے وفات پائی۔ مرو سے اوس کی موت کی خبر اوس کے باپ کو یہاں پہنچی ثابت اظہار ہمدردی اور تعزیت کے لئے اوس کے پاس گیا۔ ظہیر اور اوس کے خاندان والے جس میں یزید بن ہزیل بھی تھا اوس کے ساتھ ہو گئے۔ جب دریائے صغانیان پر یہ لوگ پہونچے تو یزید اور اوس کے ساتھ دو اور شخص ارادتاً پیچھے رہ گئے۔ اتنے میں ظہیر وغیرہ آگے بڑھ گئے تھے۔ یزید یہ موقع پاکر ثابت کے قریب پہونچا اور تلوار کا ایسا ہاتھ اوس کے سر پر مارا کہ تلوار دماغ تک اوتر گئی۔ مارنے کے ساتھ ہی یزید اور اوس کے دونوں ساتھی دریا میں کود پڑے۔ ظہیر نے اون پر تیر برسائے۔ مگر یزید تو تیر کر نکل گیا۔ اور وہ دونوں شخص مارے گئے۔

لوگ ثابت کو اٹھا کر اوس کے مکان لے آئے۔ صبح کے وقت جب طرخون کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اوس نے ظہیر کو حکم دیا کہ یزید کے دونوں بیٹے میرے سامنے لائے جائیں۔ غرض کہ دونوں لائے گئے۔ ظہیر نے ضحاک کو آگے بڑھایا۔ طرخون نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اوس کے جسم اور اوس کے سر کو دریا میں پھینکدیا۔ اس کے بعد ظہیر نے قدامہ کو آگے کیا۔ طرخون نے اُس پر حملہ کیا تلوار اوس کے سینہ میں لگی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس لئے اوسے زندہ ہی دریا میں ڈالدیا۔ اور وہ غرق ہو گیا۔ طرخون نے کہا کہ ان دونوں کے قتل کی ذمہ داری اُن کے باپ اور اوسکی بدعہدی پر ہے۔

یزید کو جب اپنے بیٹوں کے قتل کی خبر ہوئی تو اوس نے قسم کھائی کہ شہر میں جسقدر خزاعی ہیں اون سب کے بیٹوں کو میں قتل کرڈالونگا۔

اسپر عبداللہ بن ہذیل بن عبداللہ بن ہذیل بن ورقاء نے جو ابن الاشعث کی

مفرور فوج کے ساتھ موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ اوس سے کہا کہ اگر بنی خزاعہ کے ساتھ ایسا کرنا چاہتے ہو تو تمھارے لئے یہ بہت دشوار کام ہے۔

اس واقعہ کے سات روز کے بعد ثابت نے وفات پائی۔ یزید بن ہزیل بڑا بہادر، سخی اور شاعر تھا۔ اور ابن زیاد کے دور حکومت میں جزیرۂ ابن کاوان کا عامل بھی رہ چکا تھا۔

ثابت کے مرنے کے بعد عجمیوں کا اہتمام و انتظام طرخون کے متعلق رہا۔ اور ثابت کے ساتھیوں کا سردار ظہیر ہوگیا۔ مگر یہ دونوں کچھ اچھا انتظام قائم نہ رکھ سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اون کی قوت اور اقتدار میں ضعف رونما ہوگیا۔ اس بدانتظامی کو محسوس کر کے موسیٰ نے اون پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے طرخون سے اوس کے اس ارادہ کا تذکرہ کیا۔ طرخون سنکر ہنسا۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰ اپنے پاخانہ میں جاتے ہوئے تو ڈرتا ہے بھلا وہ کس طرح شب خون مارنے کی جسارت کرسکتا ہے۔ وہشت و ہراس نے اوس کے دل پر قبضہ کر رکھا ہے لشکرگاہ کی حفاظت کے لئے آج کوئی شخص پہرہ نہ دے۔

دو پہر رات گزرے موسیٰ آٹھ سو سپاہیوں کے ساتھ جنھیں اوس نے دن ہی سے تیار کر رکھا تھا اور اون کو چار دستوں پر تقسیم کر دیا تھا شب خون مارنے کے لئے روانہ ہوا۔ ایک دستہ کی قیادت رقبۃ بن الحر کے تفویض تھی۔ ایک پر موسیٰ کا بھائی نوح بن عبداللہ سردار تھا۔ ایک پر یزید بن ہزیل۔ اور ایک دستہ خود موسیٰ کے تحت میں تھا۔

غرض کہ اس ترتیب سے یہ فوج بڑھی۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہدیا تھا کہ جب تم دشمن کے لشکرگاہ میں داخل ہو جاؤ تو سب پھیل جانا۔ اور جو چیز تمھارے سامنے آئے اوسے تباہ کر دینا۔ اور گرا دینا۔ چار طرف سے یہ فوج دشمن کے لشکرگاہ میں داخل ہوئی۔ جو سواری کا جانور، آدمی، خیمہ یا غلہ کا ڈھیر اون کے سامنے پڑتا یہ اوسے تباہ و برباد کر دیتے۔

نیزک نے جب اس ہنگامہ کے شور و غل کی آواز سنی اوس نے ہتھیار اپنے بدن پر سج لئے۔ اور اوس تاریک رات میں کھڑا ہوگیا۔ علی بن المہاجر الخزاعی کو

حکم دیا کہ طرخون سے جا کر کہہ دو کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوا ہوں۔ اور یہ پوچھو کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ علی طرخون کے پاس آیا۔ دیکھا کہ طرخون ایک راوٹی میں بیٹھا ہے۔ اوس کے خدمت گاروں نے اوس کے آگے آگ روشن کر رکھی ہے۔ علی نے نیزک کا پیام اوسے سنایا۔ طرخون نے اوس سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور خود طرخون لشکر گاہ اور اوس شور و غل کی طرف آنکھ اوٹھا اوٹھا کر دیکھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں محمیتہ السلمی آیا۔ اور اوس نے آکر کہا کہ حم لا ینصرون (تم وہ فتح نہ پاینگے) خدمت گار علیحدہ ہٹ گئے۔ محمیتہ راوٹی میں گھس آیا۔ طرخون اوس کے مقابلہ کے لئے اوٹھا۔ محمیتہ نے جھپٹ کر تلوار کا وار اوس پر کیا۔ مگر اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ طرخون نے تلوار کی نوک اوس کے سینہ میں بھونک دی۔ اور اوسے پچھاڑ دیا۔ اور پھر کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ محمیتہ نکل کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد اوس کے خدمت گار واپس آئے۔ طرخون نے اون سے کہا کہ تم ایک شخص کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تم ایسے ڈرے گویا کہ تم نے آگ کو لپکتے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ بہت سے بہت یہی ہوتا کہ وہ تم میں سے ایک کو جلا ڈالتی۔

طرخون نے اپنی بات ابھی ختم ہی نہیں کی تھی کہ اوس کی باندیاں اوس کی راوٹی میں آگئیں۔ اور خدمت گار اوسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ طرخون نے چھوکریوں کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور علی سے کہا کہ اوٹھو۔ وہ دونوں کے دونوں باہر نکلے۔ دیکھا کہ نوح بن عبداللہ بن خازم قناتوں کے پاس پہونچ چکا ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر تھوڑی دیر تک وار کرتے رہے۔ مگر کوئی کسی کو کسی قسم کا زخم نہ پہونچا سکا۔ نوح پیچھے پلٹ کر چلا۔ طرخون نے اوس کا تعاقب کیا۔ اور نوح کے گھوڑے کی کمر میں تلوار بھونک دی۔ گھوڑا چراغ پا ہو گیا۔ اور نوح اور اوس کا گھوڑا دونوں دریائے صغانیاں میں گر پڑے۔ طرخون پھر واپس آیا۔ اوس کی تلوار خون چکاں تھی قناتوں میں داخل ہوا۔ علی بن المہاجر بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ پھر یہ دونوں اوسی راوٹی میں چلے آئے۔ طرخون نے اپنی باندیوں کو حکم دیا کہ وہ قناتوں میں چلی جائیں۔ چنانچہ اونھوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر اوس نے موسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم اس وقت اپنی فوج کو جنگ سے باز رکھو۔ صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے

چلے جائینگے ۔

موسیٰ نے اس تجویز کو منظور کرلیا ۔ اپنے لشکرگاہ واپس چلا آیا ۔ اور صبح کے وقت طرخون اور تمام عجمی قومیں اپنے اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں ۔

اہل خراسان کہا کرتے تھے کہ ہم نے موسیٰ سا بہادر اور کسی کو نہ دیکھا ۔ اور نہ سنا۔ دو سال تک اپنے باپ کی معیت میں لڑتا رہا ۔ پھر خراسان میں اِدھر اودھر پھرتا رہا ایک بادشاہ کے پاس پہونچا اوس کے شہر پر قبضہ کرکے اوسے وہاں سے نکال دیا ۔ پھر عربوں اور ترکوں کی فوجیں اوس کے مقابلہ پر آئیں ۔ دن کے اول حصہ میں یہ عربوں سے لڑتا رہا ۔ اور آخری حصہ میں ترکوں کے مقابلہ پر جوہر شجاعت وبسالت ظاہر کرتا رہا ۔

موسیٰ پندرہ سال تک اپنے قلعہ میں مقیم رہا ۔ اور ماوراءالنہر کا تمام علاقہ بلا شرکت غیرے موسیٰ کے تصرف میں تھا ۔

شہر قومس میں ایک شخص عبداللہ نامی رہتا تھا ۔ کچھ نوجوان اوس کے پاس آکر اوس کے ساتھ کھانے پینے اور عیش ونشاط میں شریک ہوتے تھے ۔ اور تمام اخراجات یہی شخص برداشت کرتا تھا ۔ اسی وجہ سے قرضدار ہوگیا تھا ۔ عبداللہ موسیٰ کے پاس آیا ۔ موسیٰ نے چار ہزار درہم اوسے دئے اور وہ اوس رقم کو اپنے نوجوان دوستوں کے پاس لے آیا ۔

جب یزید خراسان کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور مفضل اوس کا جانشین ہوا تو اوس نے موسیٰ سے جنگ کرکے حجاج کے پاس رسوخ حاصل کرنا چاہا ۔ اور اسی غرض سے اوس نے عثمان بن مسعود کو جسے یزید نے قید کر رکھا تھا جیل خانہ سے آزاد کرکے بلایا اور کہا کہ میں تمھیں موسیٰ کے مقابلہ پر بھیجتا ہوں ۔

عثمان نے کہا کہ مناسب ہے ۔ موسیٰ سے مجھے اپنے پھوپی زاد بھائی ثابت اور خزاعی کا بدلہ بھی لینا ہے ۔ تمھارے باپ اور بھائی نے بھی مجھ سے یا میرے خاندان سے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے ۔ تم نے مجھے زندان بلا میں ڈالا ۔ میرے چچیرے اور پھوپیرے بھائیوں کو جلاوطن کیا ۔ اور اُن کی تمام جائداد کو ضبط کرلیا ۔

مفضل نے کہا کہ یہ موقع اِن شکایتوں کے اظہار کا نہیں ہے ۔ اس تذکرہ کو جانے دو اور اب جاکر اپنا بدلہ لو ۔ غرض کہ مفضل نے اوسے تین ہزار فوج کے ہمراہ روانہ کیا ۔

اور اس سے کہا کہ تم نقیب سے اعلان کرا دو۔ کہ جو شخص میرے ساتھ جائیگا وہ باقاعدہ طور پر فوج کا سرکاری ملازم سمجھا جائیگا۔ نقیب نے بازار میں اس بات کا اعلان کر دیا اس کی وجہ سے بہت سے لوگ فوراً اوس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔
اس کے علاوہ مفضل نے مدرک کو جو اوس وقت بلخ میں تھا لکھ بھیجا کہ تم بھی عثمان کے ہمراہ جاؤ۔ اب عثمان اس فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب بلخ پہونچا رات کے وقت اپنے لشکر گاہ میں پھرنے کے لئے نکلا اوس نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ بخدا میں نے اوسے قتل کر ڈالا" یہ سنکر عثمان اپنے خاص مصاحبوں کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ رب کی قسم میں ضرور موسیٰ کو قتل کر ڈالوں گا۔
صبح کیوقت عثمان بلخ سے روانہ ہوا۔ مدرک بھی اوس کے ساتھ باولِ ناخواستہ روانہ ہوا۔ عثمان نے دریا کو عبور کیا۔ اور ایک جزیرہ میں جو ترمذ کے قریب واقع ہے آکر فروکش ہوا۔ (اب آج کل اس جزیرہ کا نام ہی جزیرۂ عثمان ہے۔ کیونکہ اسی جزیرہ میں عثمان پندرہ ہزار فوج کے ساتھ فروکش ہوا تھا۔)
عثمان نے سبل اور طرخون کو اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ یہ سب کے سب آئے۔ موسیٰ کا اونھوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور اب موسیٰ اور اوس کی فوج کو محاصرہ سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک رات کو موسیٰ کفتان پہونچا۔ اور کچھ سامانِ خوراک وہاں سے لے کے پھر واپس پلٹ آیا۔ دو مہینے سخت تنگی ترشی کی حالت میں بسر کیئے۔ عثمان نے شب خون کے پہلے ہی اپنے گرد خندق کھود رکھی تھی اس سے موسیٰ کو شب خون مارنے کا کوئی موقع بھی نہ مل سکا۔ مجبور ہو کر موسیٰ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بس آج جنگ کا فیصلہ کر دینا چاہیئے یا تخت یا تختہ۔ پہلے اہل صغد اور ترکوں پر حملہ کرو۔
غرض کہ اس آخری فیصلہ کن جنگ کے لئے موسیٰ اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہوا نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ آیا۔ اور اوس سے کہہ دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو تم شہر کو مدرک کے حوالہ کرنا۔ عثمان کے سپرد نہ کرنا۔
موسیٰ نے اپنی فوج کا ایک تہائی حصہ عثمان کے مقابل بھیجدیا۔ اور حکم دیا کہ جنگ میں تم پیش قدمی نہ کرنا۔ البتہ اگر تم پر حملہ کیا جائے تب تم بھی مقابلہ کرنا یہ حکم

دیگر خود موسیٰ نے طرخون اور اوس کی فوج کا رخ کیا۔ اور اس قدر ثابت قدمی اور شجاعت سے اون سے لڑا کہ طرخون اور تمام ترک شکست کھا کر پیچھے بھاگے۔ موسیٰ نے اونکی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جس قدر سامان وہاں تھا اوسے اوٹھا کر لانے لگے۔

دوسری جانب معاویہ بن خالد بن ابی برزہ نے عثمان کی طرف دیکھا۔ جو خالد بن ابی برزہ کے ایک ٹٹو پر سوار تھا اور اوس سے کہا کہ جناب والا گھوڑے سے اوتر جائیں۔ اسپر خالد نے عثمان سے کہا کہ آپ ہرگز نہ اوتریں کیونکہ معاویہ تو ہمیشہ فال بد ہی لیا کرتا ہے۔ اس کے بعد ہی ترکوں اور صغدیوں نے جوابی حملہ کیا۔ اور موسیٰ اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ موسیٰ نے اون کا مقابلہ کیا۔ مگر اوس کا گھوڑا زخمی کر دیا گیا۔ موسیٰ گر پڑا۔ اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ تو مجھے سوار کر لے۔ غلام نے کہا کہ موت سب کو بری معلوم ہوتی ہے۔ تمہارا جی چاہے تو میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ اگر ہم بچ سکے تو دونوں بچ جائیں گے۔ اور اگر مارے گئے تو دونوں مارے جائیں گے۔

موسیٰ اپنے غلام کے پیچھے سوار ہو گیا۔ جب موسیٰ اوچھل کر گھوڑے پر سوار ہوا تو عثمان نے اوس کی پھرتی اور مستعدی کو دیکھ کر کہا قسم ہے رب کعبہ کی یہ موسیٰ ہے جو گھوڑے پر سوار ہوا ہے۔

موسیٰ ایک خود پہنے تھا، جس پر ایک سرخ ریشم کا کپڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور اُسکی کلغی میں ایک بڑا آسمانجونی یاقوت لگا ہوا تھا۔

عثمان خندق سے نکلا۔ اب موسیٰ کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عثمان موسیٰ کی طرف بڑھا۔ موسیٰ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ اور وہ اور اوس کا آزاد غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ اتنے میں لوگ اون پر ٹوٹ پڑے۔ اور اوسے قتل کر ڈالا۔

عثمان کے نقیب نے اپنی فوج میں اعلان کر دیا کہ جس شخص کو تم پاؤ اوسے گرفتار کر لو۔ قتل نہ کرو۔ اسپر موسیٰ کے اکثر ساتھی تو اِدھر اودھر چلے گئے۔ کچھ پکڑے گئے۔ اور وہ عثمان کے سامنے پیش کئے گئے۔ ان قیدیوں میں سے جو عرب عثمان کے سامنے پیش کیا جاتا تھا عثمان اوس سے کہتا تھا کہ ہمارا خون بہانا تو تمہارے لئے حلال ہے اور کیا تمہارا خون بہانا ہم پر حرام ہو سکتا ہے۔ یہ کہتا اور قتل کرا دیتا۔ اور اگر عربوں کے علاوہ کوئی اور قیدی پیش کیا جاتا تو عثمان اوسے برا بھلا کہتا اور کہتا کہ یہ عرب تو مجھ سے

لڑتے ہیں اور میرے مخالف ہی ہیں مگر تو نے میری حمایت کیوں نہیں کی۔ اس کے بعد اوسے خوب پٹواتا۔

عثمان ایک نہایت ہی سخت دل اور بے رحم آدمی تھا۔ جس قدر قیدی اوس کے سامنے پیش ہوئے اوس نے سب کو قتل کرا دیا۔ البتہ اپنے آزاد غلام عبداللہ بن بدیل بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء کو جب دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے اوس کی رہائی کا حکم دیدیا۔ اسی طرح رقبۃ بن الحر کو بھی معافی دیدی۔ جب رقبۃ اوس کے سامنے پیش ہوا تو عثمان نے اوسے دیکھکر کہا کہ اوس نے ہمارے خلاف کوئی بڑا گناہ نہیں کیا ہے۔ یہ ثابت کا مخلص دوست تھا۔ دشمن کے ہمراہ تھا اوس سے بھی اس نے وفاداری کی۔

اور اپنے آدمیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تم نے کس طرح اسے قید کر لیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسکے گھوڑے کو نیزہ کا زخم لگا تھا یہ ایک گڑھے میں گر پڑا اور پکڑ لیا گیا۔

عثمان نے اوسے آزاد کر دیا۔ بلکہ سواری کے لئے گھوڑا بھی دیا۔ اور خالد بن ابی برزہ سے کہا کہ اسے اپنے پاس ٹھراؤ۔

واصل بن طلقۃ العنبری نے موسیٰ پر حملہ کیا تھا۔

عثمان کی نظر زرعہ بن علقمہ السلمی حجاج بن مروان اور سنان الاعرابی پر پڑی جو ایک طرف علیحدہ کھڑے تھے۔ عثمان نے اون سے کہا کہ تمھیں امان دی جاتی ہے۔ مگر لوگوں نے خیال کیا کہ اوس نے امان نہیں دی ہے۔ تاآنکہ اونھوں نے وعدۂ معافی اوس سے نہ لکھوا لیا۔

شہر ترمذ اب تک نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم ہی کے قبضہ میں تھا۔ اور اُس نے کہہ دیا تھا کہ عثمان کے حوالہ نہیں کروں گا۔ البتہ مدرک کے حوالے کر دونگا۔ چنانچہ شہر مدرک کے حوالے کر دیا گیا۔ مدرک نے نضر کو امان دیدی۔ اور پھر عثمان کے حوالہ کر دیا۔

مفضل نے اس فتح کی خوشخبری حجاج کو لکھی۔ حجاج نے پڑھکر کہا کہ یہ شخص ابن مہلبیہ بھی عجیب ہے کہ میں تو اسے ابن سمرہ سے لڑنے کے لئے حکم دیتا ہوں اور وہ لکھتا ہے کہ وہ ہی میری جائے پناہ ہے۔ اور اب لکھتا ہے کہ میں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا۔ موسیٰ ۸۵ھ میں قتل کیا گیا۔ بختری نے بیان کیا ہے کہ مغرا ابن المغیرا بن ابی صفرہ نے

موسی کو قتل کیا تھا۔
قتل ہونے کے بعد ایک سپاہی نے موسی کی پنڈلی کو زدوکوب شروع کی جب قتیبہ بن مسلم خراسان کا صوبہ دار مقرر ہوکر آیا تو اوس نے اوس شخص سے پوچھا کہ تو نے کیوں عرب کے اس بہادر کے ساتھ موت کے بعد ایسی ناشائستہ حرکت کی۔
اوس سپاہی نے کہا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا قتیبہ نے اوس کے قتل کا حکم دیدیا اوس کے سامنے ہی اوسے قتل کر دیا گیا۔

## عبدالملک کا اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہدی خلافت سے علیحدہ کرنا

اسی سنہ میں عبدالملک نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنے بعد خلافت کے حق سے محروم کردے۔ جب عبدالملک نے اس بات کا ارادہ کیا تو قبیصہ بن ذُویب نے اوسے منع کیا اور کہا کہ آپ خود ایسا نہ کریں۔ اس کارروائی سے ایک عام شور مچ جائیگا۔ اور شاید اوسے موت آکر خودبخود آپ کو اس قضیہ کی اودھیڑبن سے نجات دیدے۔
اسپر عبدالملک اپنے ارادہ سے باز رہا۔ مگر اوس کا قلب اس کام کے لئے بے چین تھا۔ ایک روز روح بن زنباع الجذامی جو عبدالملک کے نہایت ہی معزز اور سربرآوردہ مصاحبوں میں تھے عبدالملک کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ عبدالعزیز کو محروم کردیں تو ایک آواز بھی اون کی حمایت میں نہ نکلے گی۔
عبدالملک نے کہا کہ ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔ روح نے کہا کہ بے شک ایسا ہی ہوگا۔ سب سے پہلے میں خود آپ کی اس تجویز پر لبیک کہوں گا۔ عبدالملک کہنے لگا کہ انشاءاللہ یہی مناسب بھی ہوگا۔
یہی گفتگو کرتے ہوئے عبدالملک اور روح دونوں سو گئے رات کا وقت تھا کہ اتنے میں قبیصہ بن ذُویب عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے پہلے سے حاجبوں کو حکم دے رکھا تھا کہ دن اور رات کے چاہے کسی وقت قبیصہ آئیں اور میں تنہا ہوں یا صرف ایک شخص میرے پاس ہو تم اونھیں آنے دینا اور نہ روکنا۔ البتہ اگر عورتیں میرے پاس ہوں تو اونھیں دیوان خانہ میں بٹھا دینا۔ اور مجھے اون کے

آنے کی اطلاع کردینا۔

غرض کہ قبیصہ بلا اجازت کمرہ میں چلے آئے۔ شاہی مہر اونھیں کے پاس رہتی تھی۔ سکہ کا انتظام بھی اونھیں کے سپرد تھا۔ تمام سلطنت کی خبریں اور سوانح عبد الملک سے اون کے سامنے بیان کردی جاتیں اور عرضداشتیں اور خطوط بھی اون کے سامنے پڑھے جاتے، اور جو کوئی فرمان عبد الملک کی جانب سے شائع ہوتا وہ بھی اونکے اہم مرتبہ اور عزت کی وجہ سے اون کے سامنے پڑھ دیا جاتا تھا۔

قبیصہ نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی عبد الملک کو سلام کیا اور کہا کہ خدا امیر المومنین کو عبد العزیز کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے۔ عبد الملک نے پوچھا کہ کیا اون کا انتقال ہوگیا ہے قبیصہ نے کہا جی ہاں۔ عبد الملک نے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور روح کو مخاطب کرکے کہا لو اللہ نے خود بخود اوس کام کو انجام کو پہونچا دیا جسکے متعلق ہم سوچ رہے تھے اور پھر قبیصہ کی طرف دیکھکر کہا اے ابو اسحٰق یہ اس معاملہ میں تمھارے مخالف تھے قبیصہ نے پوچھا جناب والا کس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ عبد الملک نے وہ گفتگو جو اوسکی روح سے عبد العزیز کی علیحدگی کے متعلق ہوئی تھی بیان کی قبیصہ نے کہا کہ تاخیر ہی بہترین طرز عمل ہے۔ اور جلدی کی خرابیاں تو روشن ہیں۔ اسپر عبد الملک نے کہا کہ بسا اوقات عجلت ہی میں بہت کچھ بھلائی ہوتی ہے تم تو عمرو بن سعید کا واقعہ دیکھ چکے ہو کیا اوس معاملہ میں عجلت تاخیر سے زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئی

اسی سنہ ماہ جمادی الاول میں عبد العزیز بن مروان نے مصر میں وفات پائی۔ عبد الملک نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو اون کا جانشین کرکے اوسے مصر کا گورنر بنا دیا۔

مگر اس واقعہ کے متعلق مدائنی کا یہ بیان ہے کہ اسکی تحریک حجاج نے کی تھی اور اسی غرض سے اوس نے ایک وفد زیر سرکردگی عمران بن عصام العنزی عبد الملک کی خدمت میں بھیجا تھا۔ عمران نے اس معاملہ پر عبد الملک کے سامنے تقریر کی۔ وفد کے دوسرے ارکان نے بھی اونکی تائید کی۔ اور عبد الملک سے درخواست کی کہ عبد العزیز بن مروان کی جگہ آئندہ جانشین خلافت عظمیٰ ولید بن عبد الملک مقرر کئے جائیں۔

عمران بن عصام کی تمام تقریر اور قصیدہ خوانی سنکر عبد الملک نے کہا کہ عمران تم جانتے ہو وہ عبد العزیز ہے۔ عمران نے کہا کہ امیر المومنین آپ کسی بہانہ سے اونھیں حق خلافت

سے محروم کر دیجئے۔

علی کہتے ہیں کہ ابن الاشعث کے واقعہ سے پہلے ہی چونکہ حجاج نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے عمران بن عصام کو خاص طور پر بھیجا تھا۔ عبدالملک کا یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ ولید کو اپنا جانشین نامزد کر دے۔ مگر جب عبدالعزیز نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ تو عبدالملک بھی خاموش ہو گیا۔ یہاں تک کہ عبدالعزیز کی موت نے خود بخود اس قضیہ کا تصفیہ کر دیا۔

جب عبدالملک نے عبدالعزیز کے بجائے ولید کے لئے بیعت لینا چاہی تو عبدالعزیز کو لکھا کہ اپنا حق خلافت اپنے بھتیجے کو دیدیجئے۔ عبدالعزیز نے انکار کر دیا اسپر دوبارہ عبدالملک نے لکھا کہ چونکہ میں ولید کی سب سے زیادہ عزت وتوقیر کرتا ہوں اس لئے کم از کم آپ تو اپنے بعد یہ حق اوس کے لئے محفوظ کر دیجئے۔ عبدالعزیز نے اوس کے جواب میں لکھا کہ جیسا آپ اپنے بیٹے ولید کو سمجھتے ہیں ویسا ہی میں اپنے بیٹے ابوبکر کو سمجھتا ہوں۔ اس جواب کو پڑھکر عبدالملک نے عبدالعزیز کے لئے ان الفاظ میں بددعا کی۔

اے خداوندا جسطرح عبدالعزیز نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہے اسی طرح تو اوس سے اپنا تعلق منقطع کر لے ؟" اور پھر عبدالعزیز کو لکھا کہ مصر کا خراج بھیجدو۔ عبدالعزیز نے جواباً لکھا کہ "اے امیرالمومنین اب میری اور آپ کی اتنی عمر ہو گئی ہے کہ آپ کے خاندان کے جس شخص کی اتنی عمر ہوئی اوس کے بعد اوسکی زندگی بہت ہی تھوڑی ہوئی ہے۔ آپ اور میں دونوں اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم میں سے پہلے کون مرتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اب اس تھوڑی سی بقیہ زندگی میں آپ مجھے نہ ستائیں۔

عبدالملک پر اس تحریر کا بڑا اثر ہوا اور اُس نے کہا کہ اپنی عمر کی قسم اب تا بہ زندگی میں اوس شخص کو ہرگز نہ چھیڑوں گا۔ اور اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھیں دینا چاہے گا تو کسی بندہ کی مجال نہیں ہے کہ وہ اوس حق سے تمھیں محروم کر دے۔ اور ولید اور سلیمان سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی حرام کیا ہے۔ دونوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم کبھی نہیں۔ عبدالملک نے کہا اللہ اکبر قسم ہے رب کعبہ کی تم دونوں

ضرور اپنے مقصود کو حاصل کر دگے۔
جب عبدالعزیز نے عبدالملک کی تجویز خلافت کی جانشینی کے متعلق مسترد کر دی تو عبدالملک نے بددعا کی کہ اے اللہ جسطرح عبدالعزیز نے میرا ساتھ چھوڑا ہے اسیطرح تو بھی اوس کا ساتھ چھوڑ دے۔ اسپر عبدالعزیز کی وفات کے بعد اہل شام کہنے لگے کہ چونکہ عبدالعزیز نے امیرالمومنین کی تجویز مسترد کر دی تھی اور انھوں نے اوس کے لئے بددعا کی اللہ نے اوسے قبول کر لیا۔
حجاج نے عبدالملک کو لکھا کہ آپ محمد بن یزید الانصاری کو اپنا کاتب بنا لیجیے۔ اگر آپ کسی ایسے شخص کو کاتب بنانا چاہتے ہیں جو بھروسہ کے قابل رازدار، فاضل، عاقل اور دیندار ہو تو محمد بن یزید الانصاری سے بہتر اور کوئی آدمی آپ کو نہیں مل سکتا۔ آپ بلا خوف وخطر تمام اہم سے اہم راز کا اونھیں حامل بنا سکتے ہیں۔
عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور حجاج کو لکھا کہ محمد کو میرے پاس بھیجدو۔ حجاج نے محمد کو عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ اور عبدالملک نے اونھیں اپنا میر منشی بنا دیا۔
محمد بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنین عبدالملک کا یہ حال تھا کہ جو خط آتا میرے حوالے کر دیتے۔ بہت سی باتوں کو اور لوگوں سے چھپاتے مگر مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے۔ جو بات کسی عامل کو لکھتے مجھے ضرور بتا دیتے ایک روز دوپہر کے وقت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں مصر سے قاصد آیا خبررساں نے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اوس سے کہا کہ یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے جو تمھیں کہنا ہو مجھ سے کہدو۔ قاصد نے کہا نہیں میں نے کہا کہ اگر کوئی خط لائے ہو تو مجھے دیدو۔ اوس کا جواب بھی اوس نے نفی میں دیا۔ جو لوگ وہاں اوس وقت موجود تھے اون میں سے کسی شخص نے امیرالمومنین کو قاصد کے آنے کی اطلاع کی۔ امیرالمومنین باہر نکل آئے۔ اور مجھ سے پوچھا کیا ماجرا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مصر سے پیامبر آیا ہے۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ خط لے لو میں نے عرض کیا وہ کہتا ہے کہ میرے پاس خط نہیں ہے۔ پھر کہا کہ آنے کی وجہ دریافت کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے دریافت کیا تھا اوس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ اسپر امیرالمومنین نے کہا اچھا اوسے

اندر آنے دو۔ میں نے اوسے اندر جانے کی اجازت دیدی۔ پیامبر نے جاکر عرض کیا
کہ خدا امیر المومنین کو عبد العزیز کی موت کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے۔ امیر المومنین نے
انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ رونے لگے۔ پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر کہنے
لگے کہ خدا عبد العزیز پر رحم کرے۔ وہ تو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت
کر گئے۔ اور ہمیں اس رنج و اندوہ میں مبتلا کر گئے۔ پھر عورتیں اور تمام محل والوں
نے گریہ و بکا شروع کیا۔

دوسرے دن مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ عبد العزیز تو رحلت کر گئے مگر اب خلق اللہ
کے انتظام اور نگرانی کے لئے ایسے شخص کے بغیر تو چارہ نہیں جو میرے بعد خدمت
خلق کے اس اہم اور نازک فرض کے بار کو سنبھال سکے۔ تمہاری رائے میں کون شخص
اس منصب کا اہل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سب سے افضل اور اس منصب کے
اہل ولید ہیں۔ عبد الملک نے کہا کہ تمہاری رائے صحیح ہے۔ اب بتاؤ کہ اون کے
بعد اس خدمت جلیلہ کا کون اہل ہے۔ میں نے کہا سلیمان سے بڑھکر جو عرب
کے سب سے بہادر شخص ہیں اور کون اہل ہو سکتا ہے۔ امیر المومنین نے کہا کہ بیشک
صحیح کہتے ہو۔ اگر ہم اس بات کا تصفیہ ولید کے سپرد کر جاتے تو ولید اپنے ہی بیٹوں
کو ولی عہد خلافت مقرر کرتا۔ اچھا اب فرمان لکھدو کہ میرے بعد ولید ہوں اور اُن کے
بعد سلیمان خلیفہ ہوں۔ چنانچہ میں نے حسب الحکم فرمان لکھدیا۔

چونکہ ولید کے بعد اون کی جانشینی کے لئے میں نے سلیمان کی سفارش کی تھی
اس لئے ولید مجھ سے بہت ناراض تھے۔ اور اسی بنا پر کبھی کوئی اہم خدمت اونھوں
نے میرے تفویض نہیں کی۔

اب عبد الملک نے ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو لکھا کہ تم ولید اور سلیمان کیلئے
لوگوں سے حلف اطاعت لو۔ تمام لوگوں نے اون دونوں کے لئے وفاداری کا
حلف اوٹھالیا۔ مگر سعید بن المسیب نے انکار کردیا اور کہا کہ جب تک عبد الملک
زندہ ہیں میں اور کسی شخص کے لئے حلف وفاداری نہیں اوٹھا سکتا ہشام نے
اونھیں خوب زدوکوب کی۔ اور لوگ اونھیں ٹاٹ کے کپڑے پہنا کر مدینہ میں جو
پہاڑ کا درہ تھا اور جہاں لوگوں کو قتل اور سولی پر چڑھاتے تھے لے چلے۔ سعید کو

یقین ہوگیا کہ مجھے قتل کرنے کے ارادہ سے لئے جا رہے ہیں۔ مگر جب اوس مقام تک پہنچ گئے پھر واپس پلٹا لائے۔ اسپر سعید نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مجھے سولی پر چڑھانے کے لئے نہیں لئے جا رہے ہیں تو میں کبھی یہ کمبل کے کپڑے نہیں پہنتا۔ مگر میں نے تو خیال کیا تھا کہ چونکہ مجھے سولی پر چڑھانے کے لئے لیجا رہے ہیں اسی لئے یہ کپڑے پہنا رہے ہیں۔

عبدالملک کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ خدا ہشام کا بُرا کرے۔ جب انھوں نے بیعت کی سعید کو دعوت تھی اور اونھوں نے انکار کیا تھا تو اوسی وقت قتل کرا دیتا یا معاف کر دیتا۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد بنایا۔ اور اُن کے بعد اون کا جانشین سلیمان کو مقرر کیا۔ تمام شہروں کو حکم دیا کہ ان کے لئے بیعت لی جائے۔ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی اوس وقت مدینہ کے عامل تھے۔ تمام لوگوں نے بیعت کر لی۔ مگر سعید بن المسیب نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہشام نے اونھیں خوب مارا۔ تمام شہر میں اونھیں تشہیر کیا۔ اور قید کر دیا عبدالملک کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اوس نے ہشام کو اس حرکت پر لعنت ملامت کی۔ ہشام نے ساٹھ کوڑے سعید کے لگوائے تھے۔ اور موٹی اون کا جانگھیا پہنا کر تمام مدینہ میں اونھیں تشہیر کیا اور پھر درہ کی چوٹی پر اونھیں لے گئے۔

مگر حارث کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر نے جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا تو اوس نے لوگوں کو ابن زبیر کی بیعت کے لئے دعوت دی۔ سعید بن المسیب نے کہا کہ میں اوس وقت تک بیعت نہیں کروں گا تاوقتیکہ تمام لوگ بالاتفاق اونھیں خلیفہ تسلیم نہ کر لیں۔ جابر نے اسپر ساٹھ کوڑے سعید کے لگوائے۔ جب ابن زبیر کو اس واقعہ کا علم ہوا انھوں نے جابر کو لعنت ملامت کی۔ اور لکھا کہ ہمارے اور سعید کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے تم اونھیں چھوڑ دو۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں جمادی الاول ۸۴ھ ہجری میں وفات پائی۔

اون کی وفات کے بعد عبد الملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کے لئے لوگوں سے بیعت کی اور تمام شہروں کو حکم بھیجا کہ انکے لئے بیعت لیجائے۔ اوس زمانہ میں ہشام بن اسمٰعیل المخزومی مدینہ پر عبد الملک کا عامل تھا۔ اوس نے تمام باشندوں کو بیعت کے لئے بلایا۔ اور سب نے بیعت بھی کرلی۔ سعید بن المسیب کو بھی بلایا۔ اور اُن سے بھی بیعت کرنے کے لئے کہا مگر اونھوں نے انکار کردیا۔ اور کہا کہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں۔

ہشام نے اون کے ساٹھ کوڑے لگوائے۔ اون کا ایک جانگیا پہنا کر تمام شہر میں اونھیں تشہیر کیا۔ اور درہ کی چوٹی تک لیجا کر جب اونھیں واپس لانے لگے تو سعید کہنے لگے کہ اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ تم لوگ مجھے سولی دینے لیجا رہے ہو تو میں ہرگز یہ اون کا جانگیا نہ پہنتا۔

غرض کہ ہشام نے اونھیں پھر جیل خانہ میں واپس لاکر قید کردیا۔ اور اس تمام واقعہ اور اون کی مخالفت کی اطلاع عبد الملک کو لکھ بھیجی۔ عبد الملک نے اس فعل پر اوسے لعنت ملامت کی۔ اور لکھا کہ سعید ایسے شخص ہیں کہ ہمیں اونکی دوستی اور ہمدردی کی زیادہ ضرورت ہے۔ بجائے اسکے کہ اون کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کیجائے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ اون کا ارادہ نہ مخالفت کا ہے اور نہ وہ آپس میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔

اس سال ہشام نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور حجاج ہی تمام مشرقی ممالک کا مع عراق کے گورنر جنرل تھا۔

## ۸۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال عبد الملک نے وسط ماہ شوال میں وفات پائی۔ یوم پنجشنبہ وسط شوال ۸۶ھ ہجری میں عبد الملک نے وفات پائی۔ اور اس طرح تیرہ سال پانچ مہینے عبد الملک نے خلافت کی۔

ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۳ھ ہجری میں تمام لوگوں نے عبد الملک کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی تھی۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ وسط ماہ شوال ۸۶ھ ہجری بروز پنجشنبہ عبدالملک نے دمشق میں وفات پائی۔ اس طرح بیعت کے دن سے وفات تک اکیس سال ڈیڑھ ماہ ہوا۔ اس میں سے نو سال تک عبدالملک عبداللہ بن زبیر سے لڑتے رہے۔ اور اس دوران میں صرف شام میں اون کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی۔ مصعب بن زبیر کے قتل ہونے کے بعد پھر عراق میں بھی عبدالملک خلیفہ تسلیم کیے گئے اس طرح عبداللہ بن زبیر کے قتل اور تمام لوگوں کے عبدالملک کے خلیفہ تسلیم کرنے کے بعد سے اون کی مدتِ خلافت تیرہ سال اور سات روز کم چار ماہ رہجاتی ہے۔

اس کے متعلق ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالملک نے ۸۶ھ ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔ اور تیرہ سال ساڑھے تین ماہ حکومت کی۔

## عبدالملک کی عمر

عبدالملک کی عمر میں بہت کچھ اختلاف ہے، ایک روایت یہ ہے کہ اون کی عمر ساٹھ برس کی ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اٹھاون سال ہوئی مگر پہلا بیان صحیح ہے۔ کیوں کہ اگر تاریخ ولادت سے تاریخ وفات تک حساب لگایا جائے تو اون کی عمر ساٹھ سال ہوتی ہے ۲۶ھ ہجری حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور جنگ دار میں اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوئے جبکہ اون کی عمر دس سال کی تھی۔

ایک اور بیان سے پایا جاتا ہے کہ اُن کی عمر ترسٹھ سال ہوئی۔

## نسب اور کنیت کا بیان

عبدالملک کا نسب یہ ہے۔

عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف کنیت ابوالولید۔ اُن کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص تھیں۔

# اولاد اور بیویوں کا بیان

(۱) ولید۔ سلیمان۔ مروان الاکبر (متوفی) اور عائشہ۔ اُن کی ماں کا نام ولادۃ بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن خزیمہ بن رواحۃ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن نعیض تھا۔

(۲) یزید۔ مروان۔ معاویۃ (متوفی) اور اُم کلثوم ان کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان تھی۔

(۳) ہشام۔ اوسکی ماں اُم ہشام بنت ہشام اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرۃ المخزومی تھی۔

مدائنی کہتے ہیں کہ اُم ہشام کا نام عائشہ تھا۔

(۴) ابوبکر۔ اس کا نام بکار تھا۔ اور اوسکی ماں عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تھی۔

(۵) حکم متوفی۔ اسکی ماں اُم ایوب بنت عمرو بن عثمانؓ بن عفان تھی۔

(۶) فاطمہ بنت عبد الملک، اسکی ماں اُم المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھی۔

(۷) اور عبد اللہ، مسلمۃ، منذر، عنبسہ، محمد، سعید الخیر اور حجاج یہ لونڈیوں سے تھے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا بیویوں کے علاوہ عبد الملک کی اور بھی عورتیں تھیں جن میں سے ایک شقرا بنت مسلمہ بن جلس الطائی تھی۔ اور دوسری حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کوئی پوتی، پر پوتی تھی جسکی دادی حضرت عبد اللہ بن جعفر کی صاحبزادی تھیں۔

ایک مرتبہ سلمہ بن زید بن وہب بن نباتۃ الفہمی عبد الملک کے پاس آیا۔ عبد الملک نے اوس سے پوچھا کہ کون زمانہ بہترین زمانہ کون سے بادشاہ سب سے بہتر ہوئے ہیں سلمہ نے کہا کہ بادشاہوں کا تو سب کا یہ حال ہے کہ یا وہ مذمت کرنے والے ہیں یا تعریف کرنے والے۔ رہا زمانہ اوسکی یہ کیفیت ہے کہ بعض اقوام کو عروج پر پہونچا تا ہے۔ اور بعض کو قعر مذلت میں ڈھکیل دیتا ہے۔ ہر شخص اپنے زمانہ کی برائی کرتا ہے۔ کیونکہ زمانہ ہر نئی چیز کو پُرانی اور ہر چھوٹے بچہ کو بوڑھا کر دیتا ہے

اور سوائے ایک امید کے زمانہ کی ہر شے فانی ہے۔

عبدالملک نے پوچھا کہ اچھا اب مجھ سے ذرا فہم کا حال بیان کیجئے۔ سلمہ نے کہا کہ اون کی حالت کی تصویر ان شعروں میں کسی شاعر نے کیا خوب کھینچی ہے وہ اشعار یہ ہیں۔

درج اللیل والنہار علی فہم بن عمرو فاصبحوا کالرمیم
دخلت دارھو فاضحت یبابًا بعد عزّ وثروة ونعیم
وکذالک الزمان یذھب بالناس وتبقی دیارھم کالرمیم

(ترجمہ) (۱) دن اور رات کی گردش نے قبیلہ فہم بن عمرو کو مٹا کر خاک کر دیا۔ اونکے مکانات بالکل ویران اور چٹیل میدان کی طرح ہوگئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ قبیلہ نہایت عزت دولت اور خوش حالی میں بسر کرتا تھا۔ (۳) اور زمانہ کی تو یہ عادت ہی ہے کہ رہنے والوں کو بلاک کرڈالتا ہے اور اُن کے بعد اون کے مکانات مٹ کر صرف خاک کے تودے رہ جاتے ہیں۔

پھر عبدالملک نے سلمہ سے پوچھا کہ یہ حسب ذیل اشعار کس نے کہے ہیں۔

رأیت الناس مذ خلقوا وکانوا یحبون الغنی من الرجال
وان کان الغنی قلیل خیر بخیلاً بالقلیل من النوال
فما ادری علام وفیم ھذا وماذا یرتجون من البخال
اللدنیا فلیس ھنالک دنیا ولا یرجی لحادثة اللیالی

(ترجمہ) ابتدائے خلقت سے میں لوگوں کا یہ حال دیکھ رہا ہوں کہ وہ دولتمند اصحاب کو پسند کرتے ہیں چاہے وہ دولت مند بخیل اور کنجوس ہی کیوں نہوں۔ مگر میں نہیں جانتا کہ لوگ کیوں اور کس لئے بخل کرتے ہیں۔ اور اس بخل سے انھیں کس فائدہ کی توقع ہے۔ اگر دنیا کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں تو یہ ان کا خیال بالکل غلط ہے۔ دنیا کا کچھ اعتبار نہیں کیوں کہ آفات ناگہانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

سلمہ نے کہا کہ یہ اشعار میرے ہیں۔

ابو قطیفہ عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حسب ذیل اشعار عبدالملک کے متعلق کہے۔

نُبِّئتُ اَنَّ ابن القلمس عابنی ومن ذا من الناس الصحیح المسلم

فابصر سبیل الرشد سید قومہ ۔ وقد ابصر الرشد الرئیس المعمم
فمن انتم ھا خبرونا من انتم ۔ وقد جعلت اشیاۂ بد و وتکتم

(ترجمہ) مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن القلمس نے مجھپر عیب لگایا ہے ۔ اور بھلا اسے صحیح وسالم لوگوں سے کیا واسطہ ۔ پھر اوسکی قوم کے سردار نے صحیح راستہ پالیا اور اس میں شک نہیں کہ راہ راست کو جلیل القدر سردار ہی معلوم کیا کرتا ہے ۔

مگر تم کون ہو ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ کہ تم کون ہو ۔ اور تمام باتیں تو ظاہر ہی کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں مگر تم لوگ چھپائے جاتے ہو ۔

عبدالملک کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے مثل ذی عزت و منزلت خاندان کو کوئی شخص "تم کون ہو" کہہ کر خطاب کرے ۔ بخدا اگر وہ بات نہوتی جیسے تم جانتے ہو تو میں حکم دیتا کہ تمھیں تمھاری ناپاک اصل سے ملا دیا جاتا اور اتنا مارا جاتا کہ مر ہی جاتے ۔

عبدالملک نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اسوقت سوا میرے اور کوئی شخص خلافت عامہ کے حاصل کرنے کی طاقت اور اہلیت نہیں رکھتا ۔ اس میں شک نہیں کہ ابن زبیر بڑے عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کے نہایت سختی سے پابند ہیں مگر اپنے بخل کی وجہ سے وہ ایک کامیاب حکمراں نہیں ہو سکتے ۔

## ولید بن عبدالملک کی خلافت

اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک کے ہاتھ پر بہ حیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی گئی ۔

ولید اپنے باپ کو دفن کر کے مسجد میں آیا، ممبر پر چڑھا تمام لوگ اوس کے پاس جمع ہو گئے ۔ پھر اوس نے تقریر کی ۔ اور کہا ۔ اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون امیر المومنین کی موت سے جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی اوس میں اللہ تعالےٰ ہی ہماری امداد کرنے والا ہے ۔ اور تمام تعریفیں اوسی خدا کے لئے سزاوار ہیں جس نے خلافت دیکر ہم پر اپنا سب سے بڑا انعام و احسان کیا ہے، آپ لوگ کھڑے ہوں اور بیعت کریں ۔

سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام السلولی نے بیعت کی۔ اُن کے بعد ہی اور تمام لوگوں نے بیعت کی۔ اِس واقعہ کے متعلق واقدی بیان کرتے ہیں کہ ولید جب اپنے باپ کو دفن کرکے واپس آیا (عبدالملک دمشق کے باب الجابیہ کے باہر دفن کئے گئے) تو اپنے مکان میں نہیں گیا بلکہ سیدھا جامع دمشق میں آکر ممبر پر چڑھا۔ مناسب الفاظ میں حمد و ثنا کے بعد اوس نے کہا "آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس شے کو اللہ نے آگے رکھا ہے کوئی شخص اوسے پیچھے نہیں کرسکتا۔ اور جسے اوس نے پیچھے کیا ہے کوئی اوسے آگے نہیں بڑھا سکتا ہر متنفس کے لئے خداوند عالم نے پہلے ہی سے موت کا فیصلہ کردیا ہے۔ اِس سے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حاملین عرش بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔

ہماری قوم کے سردار دوسرے عالم میں نیک بندوں کے منازل کی طرف سدھار گئے۔ اون کا طرز عمل اور ہر فعل خدا کے لئے ہوتا تھا۔ جو شخص مخالفت یا بغاوت کرتا اوس پر وہ سختی کرتے اور اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے۔ ہمارے مقدس مذہب اسلام کے تمام ارکان پر اونھوں نے عمل کیا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ خلافت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت کی دشمنانِ خدا پر فوج کشی کی۔ وہ نہ کمزور تھے اور نہ ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ وفادار رہیں اور جماعت کے نظام میں تسبیح کے دانوں کی طرح منسلک رہیں۔ یہ خوب سمجھ لیجئے کہ تنہا شخص کے ساتھ ہمیشہ شیطان لگا رہتا ہے۔ جو شخص ہم پر اوس بات کو ظاہر کریگا جو اوس کے دل میں ہے ہم اوس سے ویسا ہی سلوک کریں گے اور جو مخالفت کے جذبات کو دل ہی دل میں چور کی طرح چھپائے رکھے گا وہ اپنے اسی مرض سے ہلاک ہو جائیگا۔

اس تقریر کے بعد ولید نے عبدالملک کے تمام سواری کے جانور دیکھے اون پر قبضہ کرلیا۔ ولید ایک نہایت ہی ظالم اور سخت گیر شخص تھا۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل مقرر ہوکر خراسان آیا۔ قتیبہ ۸۶ھ ہجری میں اوس وقت خراسان پہونچا جب کہ مفضل فوج کا معائنہ کر رہا تھا

اور اخرون اور شومان کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ کر رہا تھا قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ اور اونھیں جہاد پر برانگیختہ کیا۔ قتیبہ کی تقریر حسب ذیل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے کفار سے جہاد کرنے کو تمہارے لئے حلال کیا ہے تاکہ اوس کے دین کا غلبہ ہو۔ تم۔ برائیوں سے بچو۔ زیادہ دولت مند بنو۔ اور کفار تباہ و ہلاک ہوں۔ اور کلام پاک میں اپنے نبی محترم سے فتح کا حتمی وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھو اللذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظهره علے الدین کله ولو کره المشرکون

(ترجمہ) اللہ وہ مقدس ذات ہے جس نے اپنے رسول کو شمع ہدایت اور سچا دین دیکر مبعوث فرمایا۔ تاکہ اوسے تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے۔ چاہے مشرک اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔
اسی طرح خداوند برتر نے مجاہدین کے لئے بڑا ثواب اور اپنے پاس بڑے بڑے مراتب و مدارج دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔

ذالك بانهم لا یصیبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة فی سبیل الله
آخر آیت احسن ما کانوا یعملون تک۔

(ترجمہ) یہ مدارج اور یہ انعامات اونھیں اس لئے دئے جائیں گے کہ اللہ کی راہ میں نہ اونھیں پیاس معلوم ہوتی ہے نہ وہ تھکن محسوس کرتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور دقت و دشواری۔ آخر آیت میں کہتا ہے کہ اون کا طرز عمل نہایت ہی بہتر رہا ہے۔
اس کے بعد قتیبہ نے شہدا کے متعلق کہا کہ وہ زندہ ہیں اور اونھیں برابر اللہ کی طرف سے رزق پہونچتا رہتا ہے۔ چنانچہ خود خداوند عالم نے شہدا کے متعلق فرمایا ہے۔

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً بل احیاءٌ عند ربهم یرزقون

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اونھیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور اونھیں رزق پہونچایا جاتا ہے۔
اس لئے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے رب کے وعدہ کو حاصل کیجئے۔ اور اپنے تئیں انتہائی مصیبت و تکلیف کے برداشت کرنے کے لئے تیار رکھئے اور خود میں ہمیشہ ڈھیل اور کاہلی سے محترز رہو گا۔

# اون واقعات کا بیان جو اِس سال خراسان

## میں قتیبہ کو پیش آئے

قتیبہ تمام فوج کے سازوسامان، ہتھیار اور گھوڑوں کا معائنہ کرنے کے بعد جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ اوس نے مرو پر دو شخصوں کو اپنا قایم مقام بنایا۔ فوج کا سردار ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا۔ اور مالگزاری پر عثمان بن السعدی کو مقرر کیا۔

جب قتیبہ طالقان پہونچا یہاں بلخ کے کچھ زمیندار اور دوسرے سردار اوس کے ساتھ ہو گئے۔ جب دریا کو عبور کیا تو اوس پار بیش الاعور صغانیان کے بادشاہ نے تحفے تحائف اور سونے کی کنجی پیش کر کے اِس کا استقبال کیا۔ اور اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ اور قتیبہ وہاں گیا۔ اسی طرح کفتان کا بادشاہ بھی بہت سا روپیہ اور تحفے تحائف لیکر اوسکی خدمت میں آیا۔ اور اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ قتیبہ بیش کے ساتھ صغانیان گیا۔ بادشاہ صغانیان نے اپنا علاقہ اوس کے حوالہ کر دیا۔ بادشاہان اخرون اور شومان بیش کے ہمسایہ تھے۔ اونھوں نے اِس بیچارے پر زیادتیاں کی تھیں اور جنگ کر کے اوس کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ اِس بنا پر قتیبہ نے اب اون دونوں کی سرکوبی کے لیے جو علاقہ طخارستان کے حکمراں تھے پیش قدمی کی۔ مگر جنگ کرنے سے پہلے ہی غیسلستان نے آکر کچھ زر فدیہ دیکر صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے صلح کر لی۔ اور مرو واپس آگیا۔ واپسی میں قتیبہ نے فوج کی قیادت اپنے بھائی صالح کے تفویض کر دی اور خود فوج کو پیچھے چھوڑ کر اوس سے پہلے ہی مرو پہونچ گیا۔ اون کے چلے جانے کے بعد اون کے بھائی صالح نے قلعۂ ماسار الحصن فتح کیا۔ اِس جنگ میں نصر بن سیار بھی صالح کے ہمراہ تھا۔ اِس معرکہ میں بڑی بہادری اور شجاعت سے لڑا جس کے صلہ میں صالح نے اوسے ایک گاؤں تنجانہ نامی جاگیر میں

عطا کیا۔ اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد صالح قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ پھر قتیبہ نے اُسے ترمذ کا عامل مقرر کیا۔

قتیبہ کے خراسان آنے کے متعلق باہلی یہ کہتے ہیں کہ یہ ۸۵ھ ہجری میں خراسان آیا۔ فوج کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ جس قدر فوج خراسان میں اوسوقت تھی اوس کے پاس کل تین سو پچاس زرہیں ہیں۔ قتیبہ نے اخروں اور شومان پر فوج کشی کی۔ اور پھر واپس پلٹ آیا واپسی میں کشتی پر سوار ہو کر آمل آیا۔ اور فوج کو پیچھے چھوڑ دیا۔ فوج بلخ کے راستہ سے مرو آئی۔ حجاج کو جب اوس واقعہ کا علم ہوا اوس نے قتیبہ کو لعنت و ملامت کی۔ اور فوج کو پیچھے چھوڑ آنے پر اظہار ناخوشنودی کیا۔ اور لکھا کہ اب جب کبھی تم جنگ کرنے کے لئے جاؤ تو پیش قدمی کی صورت میں سب سے آگے رہو۔ اور جب واپس پلٹنے لگو تو سب کے آخر میں پچھلے دستہ فوج میں رہا کرو۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دریا کو عبور کرنے سے پہلے اس سال قتیبہ بلخ کے فساد کے فرو کرنے میں مصروف رہا۔ بلخ کے کچھ لوگوں نے سرکشی کی تھی اور مسلمانوں سے باغی ہو گئے تھے۔ قتیبہ بلخ والوں سے لڑا۔ اوس روز کی جنگ میں جو قیدی گرفتار ہوئے اون میں خالد بن برمک کے باپ برمک کی بیوی بھی تھی۔ اور اس وقت خود برمک نوبہار کا عامل تھا۔ یہ عورت عبداللہ بن مسلم قتیبہ کے بھائی کے جسے فقیر کہا جاتا تھا حوالے کر دی گئی عبداللہ بن مسلم کو کچھ جذام بھی تھا۔ عبداللہ نے اوس عورت سے مباشرت کی۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی دن بلخ والوں نے قتیبہ سے صلح کر لی۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ تمام قیدی واپس کر دئے جائیں۔ اب برمک کی بیوی نے عبداللہ سے کہا کہ اے عرب میں تجھ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔ اوسی وقت عبداللہ نے وفات پائی۔ مگر یہ وصیت کر دی کہ جو بچہ اس عورت سے ہو وہ میرے خاندان میں شامل کر لیا جائے۔ اور پھر یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی۔

جب خلیفہ مہدی رے آئے تو عبداللہ بن مسلم کے لڑکے خالد کے پاس آئے اور اوس سے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو۔ اسپر مسلم بن قتیبہ نے

اُن سے کہا کہ تم خالد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا چاہتے ہو اگر وہ اسے منظور کرلیں تو پھر تمھیں اپنے خاندان کی لڑکی بھی اونھیں دینا پڑے گی۔ اسپر عبداللہ کے لڑکے اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئے۔ بر مک طبیب حاذق تھا مسلمہ کو کوئی بیماری تھی اوس نے اوس کا علاج کیا اور اُسے صحت ہو گئی۔

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے علاقہ روم میں جہاد کیا۔ نیز اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو قید کر دیا۔ اور حبیب بن المہلب کو کرمان کی نظامت سے موقوف کر دیا۔ اور عبدالملک بن المہلب کو اوس کے محافظ دستہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا۔

ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ عراق اور تمام مشرقی صوبجات کا گورنر جنرل حجاج تھا۔ مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کوفہ کے پیش امام تھے۔ اور زیاد بن جریر بن عبداللہ حجاج کی طرف سے کوفہ میں امیر عسکر تھا۔ ایوب بن الحکم بصرہ کا عامل تھا۔ اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

## ۸۷ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں ولید نے ہشام بن اسمٰعیل کو مدینہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ ہشام کو معزولی کا حکم شب شنبہ ۷ تاریخ ماہ ربیع الاول ۸۷ھ کو موصول ہوا۔ اس طرح ہشام ایک ماہ یا اوس سے کچھ کم چار برس مدینہ کا صوبہ دار رہا۔

ولید نے اوسکی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ عمر جب اس منصب پر سرفراز کئے گئے اون کی عمر ۲۵ برس کی تھی اور یہ ۶۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ جب آئے ہیں تو تیس اونٹوں پر اون کا سامان اور اُن کے ساتھی تھے۔ اور مروان کے مکان میں آکر فروکش ہوئے کچھ لوگ اون کے سلام کو آئے۔

نماز ظہر کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے دس فقیہوں کو اپنے پاس بلایا۔ اُن میں عروہ بن الزبیر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، اور خارجہ بن زید تھے۔ یہ لوگ

عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔
عمر بن عبد العزیز نے بعد حمد و ثنا اون سے کہا کہ میں نے آپ حضرات کو ایسے کام کیلئے بلایا ہے جسپر آپ کو اجر ملیگا۔ اور اس معاملہ میں مشورہ دیکر آپ حق و صدق کی اعانت کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی بات آپ سب کے یا آپ لوگوں میں سے جو صاحب اوس وقت موجود ہوں اونکی رائے اور مشورہ کے بغیر نہ کروں۔ اگر آپ کسی کو دیکھیں کہ وہ ظلم و زیادتی کر رہا ہے۔ یا میرے ماتحت عہدہ داروں کے خلاف کوئی شکایت آپ لوگ سنیں تو آپ کو خدا کی قسم آپ فوراً مجھے مطلع کریں۔ اس ملاقات کے بعد یہ حضرات عمر بن عبد العزیز کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہوئے باہر آگئے۔ اور ایک دوسرے سے رخصت ہوکر جدا ہو گئے۔

چونکہ ہشام کے متعلق ولید کی رائے بہت خراب تھی اس لئے ولید نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ ہشام کی لوگوں میں تشہیر کی جائے۔
سعید بن المسیب کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اونھوں نے اپنے بیٹے اور دوسرے اہالی موالیوں کو بلاکر اون سے کہا کہ اگرچہ ہشام کی تشہیر کی جارہی ہے مگر خبردار تم میں سے کوئی شخص نہ اوسے چھیڑے۔ اور نہ کوئی بری بات کہے جس سے اوس کے قلب کو اذیت ہو۔ کیونکہ میں اپنے اور اوس کے معاملہ کو خدا اور قرابت کی بنا پر چھوڑے دیتا ہوں۔ اگرچہ میری رائے اوس کے متعلق اچھی نہیں ہے۔ تاہم میں وہ کلمات اپنی زبان سے ہرگز ادا نہیں کرونگا جو اوس نے میرے لئے استعمال کئے تھے۔ محمد بن عمر کے باپ بیان کرتے ہیں کہ ہم ہشام کے ہمسایہ تھے۔ یہ باوجود اس ہمسایگی کے ہمیں طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔
حضرت علی بن الحسین کو اوس کے ہاتھوں سخت تکلیفیں برداشت کرنا پڑی تھیں جب ہشام معزول کیا گیا اور ولید نے اوسکی توہین اور تشہیر کا حکم دیا تو کہنے لگا کہ مجھے حضرت علی بن الحسینؑ سے خوف ہے۔ ہشام مروان کے مکان کے پاس کھڑا کیا گیا تھا۔ آپ اوس کے پاس سے گزرے مگر

اوس کے قبل ہی آپ نے اپنے طرفداروں سے فرمادیا تھا کہ بدتہذیبی کی کوئی بات ہشام سے نہ کہنا۔ چنانچہ جب آپ ہشام بن اسمٰعیل کے پاس سے گزرے تو اوس نے کلام پاک کا یہ جملہ آپ کے سنانے کے لئے پڑھا۔ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (ترجمہ) اللہ ہی سب سے بہتر اسبات کا جاننے والا ہے وہ کس شخص کو اپنا پیغامبر بناتا ہے۔

اسی سنہ میں نیزک قتیبہ کے پاس آیا۔ اور قتیبہ نے اہل باذغیس سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ اب اون کے علاقہ میں داخل نہ ہوگا۔

اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نیزک طرخان کے پاس کچھ مسلمان قیدی تھے۔ بادشاہ شومان سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک کو اون قیدیوں کے بارے میں خط لکھا کہ تم اونھیں چھوڑدو۔ ورنہ میں بہت سختی سے پیش آوں گا۔ اس دھمکی سے نیزک خائف ہوا۔ اور اس نے تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے قتیبہ کے پاس بھیجدیا۔

اب قتیبہ نے سلیم الناصح عبید اللہ بن ابی بکرہ کے آزاد غلام کو نیزک کے پاس سفیر کی حیثیت سے بھیجا تاکہ یہ اوسے صلح کی دعوت دیں۔ اور اوس سے کہدیں کہ تمھیں امان دی جائیگی۔ قتیبہ نے نیزک کو ایک خط بھی لکھا تھا۔ اور اوس میں لکھا تھا کہ اگر تم میرے پاس نہ آوٴگے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم پر فوج کشی کروں گا۔ اور جہاں کہیں تم جاوٴگے تمھیں کھود کر نکال لاوٴں گا۔ اور اوس وقت تک اپنے ارادہ سے باز نہیں رہوں گا۔ جب تک کہ مجھے فتح حاصل نہ ہوجائے گی۔ یا موت اگر میرے تمام منصوبوں کو خاک میں نہ ملادے گی۔

غرض کہ سلیم قتیبہ کے اس خط کو لیکر نیزک کے پاس آئے۔ اور اوسے سمجھانے بجھانے لگے۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آپ کے سردار کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ مجھ ایسے ذی عزت و مرتبت شخص کو اس قسم کا خط کبھی نہیں لکھا جاتا۔

سلیم نے اوس سے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے سردار سیاست وحکومت میں بہت سخت ہیں۔ تاہم اگر اون کے سامنے کوئی شخص نرمی و عاجزی

پیش آئے تو وہ بھی بہت ہی نرم طبیعت ہو جاتے ہیں۔ اور جو تمکنت اور سرکشی سے پیش آئے اوس کے لئے بہت سخت ہیں۔ آپ اُن کی تحریر کے درشت لہجہ سے متاثر نہوں۔ اور محض اس وجہ سے اون کے پاس جانے کے قصد کو ملتوی نہ کیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اور تمام عرب آپ کی بے انتہا خاطر و مدارات اور عزت و توقیر کریں گے۔ چنانچہ نیزک سلیم کے ساتھ قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اہل باذغیس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ اب وہ اون کے علاقہ میں داخل نہ ہوگا۔

اسی سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کی۔ یزید بن جبیر بھی اون کے ہمراہ تھا۔ سوسنۃ کے مقام پر جو مصیصۃ کے قریب واقع ہے رومیوں نے ایک زبردست فوج کے ساتھ اون کا مقابلہ کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام طوانتہ کے قریب مسلمۃ اور میمون الجرجانی کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اوس وقت مسلمۃ کے ساتھ کل ایک ہزار انطاکی جنگجو تھے۔ مسلمۃ نے دشمن کے بے شمار آدمی قتل کر ڈالے۔ اور اللہ نے اون کے ہاتھوں کئی ایک قلعے سر کرا دئے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بجائے مسلمۃ کے اس سال ہشام بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور اللہ تعالی نے قلعہ ہائے بولق، اخرم، بولس، اور قمقم اون کے ہاتھوں فتح کرا دئے۔ عرب مستعربہ میں سے ایک ہزار سپاہی کام آئے۔ ہشام بن عبدالملک نے اون کی بیوی بچوں کو قیدی بنالیا۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے بیکند پر فوج کشی کی۔

بیکند پر فوج کشی اور اوس کی تفصیل۔

## قتیبہ کی بیکند پر فوج کشی اور اوس کی فتح

نیزک سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ دوسرے موسم جہاد تک مرو میں مقیم رہا۔ اور پھر اسی ۸۷ھ ہجری میں اوس نے بیکند پر فوج کشی کی، مرو سے چلکر مروالروذ آیا پھر آمل ہوتا ہوا زم آیا۔ اس مقام سے اوس نے دریا کو عبور کر کے

بیکند کا رخ کیا (بخارا کے شہروں میں بیکند دریائے جیحوں کے قریب ترین واقع ہے تاجروں کا شہر کہلاتا ہے اور بخارا کی سمت سے ریگستان کے سرے پر واقع ہے)۔

غرض کہ جب مسلمانوں کی فوج نے اوس کے بالکل قریب جا کر پڑاؤ کیا تو بیکند والوں نے اہل صغد اور دوسرے اپنے آس پاس کے لوگوں سے اعانت طلب کی۔ اس درخواست پر زبردست امدادی فوجیں بیکند کی امداد کے لئے پہنچ گئیں۔ اونھوں نے مسلمانوں کے رسل و رسائل کے راستہ کو مسدود کر دیا۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ نہ قتیبہ کا کوئی قاصد اوس حلقہ سے باہر جا سکتا تھا۔ اور نہ اوس کے پاس کوئی فرستادہ پہونچ سکتا تھا۔ اس طرح دو ماہ تک اوسے کوئی خبر نہ معلوم ہو سکی۔ اور نہ حجاج کو اوسکی کوئی خبر معلوم ہوئی۔ اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی۔ اور اوسے قدرتی طور پر مسلمان فوج کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوا۔ اوس نے تمام مساجد میں لوگوں کو دعا کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام شہروں میں بھی دعا کرنے کے لئے احکام جاری کر دئے۔ اور اُس فوج کی یہ حالت تھی کہ روزانہ دشمن سے برسر پیکار رہتی تھی۔

ایک عجمی شخص تنذر نامی قتیبہ کا مخبر تھا۔ اہل بخارا نے اوسے بہت کچھ رشوت دیکر ملا لیا۔ اور اُس سے کہا کہ تو کسی ترکیب سے قتیبہ کو اوسکی موجودہ حیثیت سے ہٹا دے۔ تنذر قتیبہ کے پاس آیا۔ اور تخلیہ کا خواستگار ہوا۔ تمام لوگ قتیبہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ مگر قتیبہ نے ضرار بن حصین الضبی کو اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ تنذر نے قتیبہ سے کہا کہ حجاج معزول کر دیا گیا ہے۔ اور یہ اب آپ پر عامل ہو کر آنے والے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مرو واپس چلے جائیں۔

قتیبہ نے اپنے غلام سیاہ کو بلا کر حکم دیا کہ تنذر کو قتل کر ڈالے۔ حبشی نے اوسے قتل کر ڈالا۔ پھر قتیبہ نے ضرار سے کہا کہ اب سوائے تمھارے اور میرے اور کوئی شخص اس خبر سے واقف نہیں ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ بات اس موجودہ جنگ کے اختتام تک کسی سے میں نے سنی تو میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا۔ لہذا تم اپنی زبان پر مہر لگا لو۔ کیونکہ اس خبر کے شایع ہونے سے

تمام لوگوں میں بد دلی پھیل جائیگی۔

اس بات کی ہدایت کرنے کے بعد قتیبہ نے دوسرے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب لوگ اوس کے پاس آئے تو دیکھا کہ تندر مقتول پڑا ہے۔ اس سے اونھیں پریشانی اور رنج ہوا اور ایک غور و فکر میں سب نے گردنیں نیچی کرلیں۔ قتیبہ نے اون سے کہا کہ آپ لوگ اوس شخص کے قتل سے جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ہے کیوں خائف ہیں؟ سب نے کہا کہ ہم اسے مسلمانوں کا خیرسگال سمجھتے تھے۔ قتیبہ نے کہا نہیں بلکہ وہ مفسد تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اوسے اوس کے کیفر کردار کو پہونچا دیا۔ اس خیال کو دل سے نکال ڈالئے۔ اور کل صبح ہی دشمن سے غیر معمولی بہادری اور ثابت قدمی سے نبرد آزمائی کیجیے۔

دوسرے دن صبح ہی سے لوگ جہاد کے لئے تیار ہوکر میدان کارزار میں آگئے۔ قتیبہ تمام علم بردار سرداروں کے پاس جاکر اونھیں اور اون کے ماتحت مجاہدین کو جنگ کے لئے ابھارتے تھے۔ دونوں فوجوں میں معرکہ جدال وقتال گرم ہوا۔ اب مسلمانوں کی تلواروں نے دشمن کے گلوں سے معانقہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ثبات و استقلال نازل فرمایا غروب آفتاب تک خوب لڑائی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اون کے مونڈھے پشت پر سے مسلمانوں کے سپرد کردئے۔ اور وہ شکست کھاکر شہر کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے اون کا ایسا سخت تعاقب کیا کہ شہر میں بھی نہ گھسنے دیا۔ کفار منتشر ہوگئے۔ اور مسلمانوں نے جسطرح چاہا اون کو قتل کیا۔ اور جسے چاہا گرفتار کرلیا۔ بہت کم بچکر شہر میں پناہ لے سکے قتیبہ نے سفر مینا والوں کو حکم دیا کہ شہر کی فصیل تباہ کردی جائے۔ اسپر کفار نے صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے صلح کرلی۔ اور بنی قتیبہ کے ایک شخص کو بیکند کا عامل مقرر کردیا

اب قتیبہ واپس ہوا۔ ابھی ایک یا دو منزل ہی آیا ہوگا۔ اور بیکند سے صرف پانچ فرسخ کے فاصلہ پر تھا کہ کفار نے اپنا عہد وفاداری توڑ ڈالا۔ عامل اور اوسکے ساتھیوں کو قتل کرڈالا۔ اور اُن کی ناک اور کان قطع برید کردئے۔ قتیبہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ واپس پلٹا۔ اہل بیکند قلعہ بند ہوگئے تھے۔ ایک ماہ تک قتیبہ لڑتا رہا۔ پھر اوس نے سفر مینا والوں کو حکم دیا کہ شہر کا حصار تباہ کردیا جائے۔

اونھوں نے فصیل پر لکڑیوں سے پاڑ باندھنا شروع کیا۔ قتیبہ کا ارادہ یہ تھا کہ جب پاڑ مکمل طور پر بندھ جائے اوس وقت اوس میں آگ لگا دی جائے۔ اور اس طرح فصیل منہدم ہو جائیگی۔ مگر قبل اسکے کہ سفر مینا والے اپنے کام کو ختم کرتے فصیل خود بخود گر پڑی اس سے چالیس آدمی ہلاک ہو گئے۔

اب پھر اہل بیکند نے صلح کی درخواست کی۔ مگر قتیبہ نے انکار کر دیا۔ لڑا اور بزور شمشیر شہر کو مسخر کر لیا۔ شہر میں جس قدر جنگجو تھے اون سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ قیدیوں میں ایک کانا بھی تھا۔ اوسی نے ترکوں کو مسلمانوں کے خلاف نقض عہد کرنے پر اوبھارا تھا اوس نے قتیبہ سے کہا کہ میں اپنی جان کا فدیہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ سلیم الناصح نے اوس سے پوچھا کہ کتنا دوگے۔ اوس نے پانچہزار چینی ریشمی تھان کہے کہ جسکے ہر تھان کی قیمت ہزار ہزار درہم تھی۔ قتیبہ نے مشورہ لیا۔ لوگوں نے کہا کہ فدیہ لینے سے مسلمانوں کی دولت عامہ میں اضافہ ہوتا ہے اور اب کبھی اسے ایسا موقع نہیں ملیگا۔ کہ یہ پھر ایسی حرکت کرے۔ اس لئے فدیہ لینے میں کیا ہرج ہے۔ مگر قتیبہ نے اوس کی درخواست نامنظور کر دی۔ اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ اب اسکا وجود آیندہ کسی موقع پر بھی مسلمانوں کے لئے موجب خطر ہو۔ لہذا اوسے قتل کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ اوسے تہ تیغ کر دیا گیا۔

بیکند کی فتح میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں بے شمار شو نے چاندی کے برتن ملے۔ قتیبہ نے مال غنیمت کی نگرانی اور تقسیم کے لئے عبداللہ بن والان العدوی متعلقہ بنی ملکان جسے قتیبہ امین ابن الامین کہا کرتا تھا اور ایاس بن بیہس الباہلی کو مقرر کر دیا۔ ان دونوں نے جس قدر شو نے چاندی کے ظروف اور بت تھے اُن سب کو گلا دیا۔ اور قتیبہ کے پاس لیکر آئے نیز تمام اوس کیٹ کو بھی جو اُن برتنوں سے نکلی تھی لے آئے۔ قتیبہ نے یہ کیٹ ان دونوں صاحبوں کو دیدی۔ اسکی قیمت چالیس ہزار درہم آنکی گئی۔ ان دونوں نے قتیبہ سے اسکی اطلاع کی۔ قتیبہ نے اوسے واپس لے لیا۔ اور حکم دیا کہ اوسے پھر گلایا جائے۔ جب اوسے پھر گلایا گیا تو اوس میں سے ایک لاکھ پچاس ہزار مثقال۔ یا صرف پچاس ہزار مثقال قیمتی دھات نکلی۔

اسی طرح بیکند میں اور بھی بہت سی چیزیں مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اس قدر مال غنیمت اس مقام سے اونھیں ملا کہ خراسان میں کبھی اتنا نہیں ملا تھا۔

اس فتح کے بعد قتیبہ مرو واپس آگیا۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت بہتر ہوگئی۔ اونھوں نے خوب ہتیار اور گھوڑے خرید لئے۔ ان کے لئے دُور دُور سے لوگ سواری کے جانور لائے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں ہی سب سے عمدہ اور خوب صورت گھوڑا اور ہتیار خریدوں۔ اس سے ہتیاروں کی قیمت اس قدر چڑھگئی کہ ایک نیزہ ستر درہم میں آنے لگا۔ سرکاری ذخائر حرب میں بھی بہت سے ہتیار اور اسلحہ اور دوسرا سامان حرب تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو لکھا کہ اگر جناب والا مجھے اجازت دیں تو میں یہ ہتیار فوج کو دیدوں۔ حجاج نے اجازت دیدی۔ قتیبہ نے تمام سامان اور ضروریات حرب اور اسلحہ نکلوائے۔ اور لوگوں میں تقسیم کردئے۔ اب فوج جنگ کے لئے کیل کانٹے سے مسلح ہوگئی۔ موسم بہار میں قتیبہ نے تمام لوگوں کو جمع کرکے اعلان عام کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو جہاد کے لئے ایسے وقت میں لیجاؤں جبکہ آپ کو زاد راہ کے اوٹھانے کی وقت نہ پڑے۔ اور موسم سرما سے پہلے واپس لے آؤں۔ غرض کہ اب قتیبہ ایک نہایت آراستہ و پیراستہ فوج کے ساتھ جس کے گھوڑے نہایت حسین و خوب صورت تھے۔ اور چمکتے ہوے ہتیاروں سے مسلح جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ پہلے آمل آیا۔ پھر زم سے دریائے جیحوں کو عبور کرکے بخارا کے علاقہ میں داخل ہوا۔ اور شہر نومشکث پر جو بخارا ہی کا ایک شہر ہے دھاوا کردیا۔ شہر والوں نے اوس سے صلح کرلی۔

مسلم الباہلی نے والان سے کہا کہ میں کچھ مال بطور امانت آپ کے پاس رکھوانا چاہتا ہوں۔ والان نے پوچھا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اور لوگوں کو اس کی خبر نہ ہو۔ یا اوروں کو خبر ہو جانے میں آپ کوئی ہرج نہیں سمجھتے؟ مسلم نے کہا نہیں۔ میں اوسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ والان نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ کسی معتمد شخص کے ہاتھ وہ مال فلاں مقام پر بھیجدیجئے۔ اور اوسے

حکم دیدیجیے کہ اگر وہاں کوئی بیٹھا ہو تو یہ مال وہاں چھوڑ کر چلا آئے مسلم نے کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اوس نے تمام مال کو ایک خرجی میں رکھا۔ اوسے خچر پر لادا۔ اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ اسے فلاں مقام پر لیجاؤ۔ جب دیکھو کہ وہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے۔ تو تم خچر چھوڑ کر چلے آنا۔

وہ شخص خچر لیچلا۔ دوسری طرف دالان وقت مقررہ پر حسب وعدہ اوس مقام پر آیا۔ مگر جب بہت دیر تک مسلم کا کوئی آدمی وہاں نہیں پہونچا دالان وقت مقررہ کے گزر جانے کے بعد چلا گیا۔ اور اوس نے خیال کیا کہ شاید مسلم کا آدمی آکر واپس چلا گیا۔

اوس کے چلے جانے کے بعد ہی ایک اور تغلبی اوس جگہ آکر بیٹھ گیا کہ اتنے میں مسلم کا آزاد غلام مال لیکر وہاں پہونچا۔ جب دیکھ لیا کہ ایک آدمی وہاں بیٹھا ہوا ہے اوس نے خچر کو وہیں چھوڑ دیا۔ اور خود واپس چلا آیا۔

تغلبی نے خچر کو جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوس پر زر و جواہر بار ہے اور کوئی شخص اوس کا مالک نہیں۔ یہ اوس خچر کو اپنے گھر لے آیا۔ اور خچر اور مال دونو اپنے قبضہ میں کر لئے۔ چونکہ مسلم کو تو یہ یقین تھا کہ میرا مال دالان کے پاس پہونچ گیا ہے۔ اس لئے تا وقتیکہ اوسے مال کی واپسی کی ضرورت نہ پڑی اوس نے کبھی اوس سے پوچھا بھی نہیں۔ جب ضرورت ہوی تو مسلم نے دالان سے کہا کہ میری امانت واپس کر دیجیے۔ دالان نے کہا کہ میرے پاس آپ کی کوئی امانت نہیں ہے۔ اور نہ میں نے آپ کے مال کو لیا ہے۔

اب مسلم نے ہر جگہ دالان کی برائی کرنا شروع کی۔ اور اوس کی بددیانتی کا اظہار کرتا پھرا۔ ایک روز بنی ضبیعہ کی مجلس میں مسلم آیا اور اُن سے دالان کی شکایت کی۔ وہ تغلبی جس نے اصل میں اوسکا مال لیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا یہ اُٹھکر اوسے علٰحدہ لے گیا۔ اور پوچھا کہ تمھاری کیا کیا چیزیں تھیں۔ مسلم نے سب بیان کیں۔ تغلبی مسلم کو اپنے گھر لایا۔ اور اُس خرجی کو دکھا کر کہا کیا تم اسے پہچانتے ہو مسلم نے کہا ہاں۔ تغلبی نے کہا اس مہر کو بھی جانتے ہو۔ اس کا جواب بھی مسلم نے اثبات میں دیا۔ تغلبی نے کہا تو یہ آپ ہی کا مال ہے آپ لے لیجیے۔ اور پورا قصہ سنایا۔

اس حقیقت کے اظہار کے بعد مسلم نے جن جن لوگوں سے والان کی شکایت کی تھی اون سے آکر معذرت کی اور پورا واقعہ سنایا۔

اس سال حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو مدینہ کے عامل تھے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سنہ میں ابو بکر بن عمر بن حزم عمر بن عبد العزیز کی طرف سے مدینہ کے قاضی تھے، عراق اور تمام مشرقی صوبجات کا حسب سال ماسبق حجاج گورنر جنرل تھا۔ جرّاح بن عبد اللہ الحکمی اس سنہ میں حجاج کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا۔ اور عبد اللہ بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے کوفہ میں معاملات جنگ کا انتظام زیاد بن جریر بن عبد اللہ کے تفویض تھا۔ اور ابو بکر بن ابی موسیٰ الاشعری کوفہ کے قاضی تھے۔ اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

## ۸۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں رومیوں کا قلعہ طوانتہ مسلمانوں نے مسخر کیا۔ اور وہیں ایام سرما بسر کئے۔ مسلمۃ بن عبد الملک اور عباس بن الولید بن عبد الملک اوس اسلامی فوج کے جس نے اس قلعہ کو سر کیا تھا سردار تھے۔

پہلے دن کی لڑائی میں مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی۔ کفار اپنے گرجاؤں اور خانقاہوں میں جا چھپے۔ مگر پھر پلٹ کر آئے۔ اور اب کی مرتبہ مسلمان پسپا ہوگئے۔ اور اس بدحواسی سے بھاگے کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب کسی طرح جنگ کی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ صرف چند آدمی عباس کے پاس رہ گئے تھے۔ اُن میں ابن مُحَیریز الجمحی بھی تھا۔ عباس نے اوس سے کہا کہ کہاں ہیں وہ قرآن پر ایمان رکھنے والے جو جنت کے خواہش مند ہیں۔

ابن مُحَیریز نے عباس سے کہا کہ آپ اونھیں آواز دیکر بلائے وہ آپ کے پاس آجائیں گے۔ عباس نے اونھیں یا اہل القرآن کہہ کر آواز دی۔ اسپر سب کے سب پھر پلٹ پڑے۔ اب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال کفار کو شکست دی۔ اور مسلمان قلعہ طوانتہ میں داخل ہوگئے۔

ولید نے مدینہ والوں کو حکم دیا تھا کہ مدینہ سے دو ہزار فوج جہاد کے لئے

تیار کی جائے۔ مدینہ کے ذی استطاعت باشندوں نے یہ ترکیب کی کہ اپنی جگہ دوسرے لوگوں کو اجرت دے دیکر بھیجنا شروع کیا۔ اور بجائے دو ہزار کے پندرہ سو تو عباس اور مسلمہ کے ساتھ قلعۂ طوانتہ کی تسخیر میں شریک ہوئے۔ باقی پانسو پیچھے ہی رہ گئے۔ اور موسم گرما کی مہم میں شریک نہ ہوئے۔

عباس اور مسلمہ دونوں اس مہم کے سردار تھے۔ اونھوں نے قلعۂ طوانتہ میں موسم سرما بسر کیا۔ اور اوسے فتح کیا۔

اسی سال یزید بن عبدالملک کا بیٹا ولید پیدا ہوا۔

نیز اسی سال ولید نے مسجد نبوی اور اُمہات المومنین کے مکانات کے انہدام کا حکم دیا۔ اور اُن مکانات کو بھی مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ربیع الاول ۸۸ ہجری میں ولید کا قاصد اس ہئیت سے مدینہ میں آیا کہ اسکا عمامہ کچھ بے تکا سا بندھا ہوا تھا۔ کہ وہ تین پیچ اُس نے باندھ رکھے تھے۔ اسپر لوگ کہنے لگے کہ معلوم نہیں کہ قاصد کیا پیام لیکر آیا ہے۔ اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

قاصد عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا۔ ولید کا خط اونھیں دیا۔ اوس میں مرقوم تھا کہ ازواج مطہرات کے حجرے بھی مسجد نبوی میں شامل کردیے جائیں علاوہ بریں اوس کے پیچھے اور اُس پاس جو مکانات ہیں وہ بھی خرید لیے جائیں۔ تاکہ مسجد نبوی کا طول دو سو گز اور عرض دو سو گز ہو جائے۔ اور اگر ممکن ہو تو مسجد کے سامنے کا حصہ بھی کچھ اور آگے بڑھا دیا جائے۔ اور آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مسجد کے سامنے آپ کے ننہالی رشتہ داروں کے مکانات واقع ہیں وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے اگر اون میں سے کوئی شخص مکان دینے سے انکار کرے تو آپ شہر والوں سے اون مکانات کی صحیح قیمت کا اندازہ کرا کے نقد قیمت اون کے حوالہ کر دیجیے گا اور پھر مکانات کو منہدم کرا دیجیگا۔ اوس کے لیے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نظیریں بھی موجود ہیں کہ اونھوں نے پہلے بھی ایسا کیا ہے۔ اون مکانات کے مالک اوس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ آپ نے ولید کا خط پڑھکر اونھیں سنایا۔ وہ لوگ قیمت لیکر مکانات دینے کے لیے تیار ہو گئے

حضرت عمر بن عبد العزیز نے قیمت اون کے حوالے کردی۔ اب آپ نے ازواج مطہرات کے حجروں کو منہدم کرا کے مسجد نبوی کی بنا شروع کی۔ کچھ روز مدینہ کے کاریگروں نے کام کیا۔ بعد میں وہ معمار آ گئے جنھیں ولید نے خاص مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے بھیجا تھا۔

عمر بن عبد العزیز خود بھی مسجد نبوی کے گرانے میں شریک تھے۔ اور اون کے ہمراہ اور بھی سربرا وردہ لوگ جنہیں قاسم۔ سالم۔ ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ۔ خارجہ بن زید۔ اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بھی مسجد کے گرانے میں شریک تھے۔ یہ لوگ حضرت عمر بن عبد العزیز کو مسجد کے نشانات بتاتے اور اوسکی شناخت کے نقشہ کا اندازہ کرتے جاتے تھے۔ اور انھیں حضرات نے اوس کی بنیاد قائم کی۔

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ جب ولید کا خط دمشق سے مسجد نبوی کے انہدام کے بارے میں آیا تو عمر بن عبد العزیز کو علیحدہ کرکے پندرہ شخص مسجد کے گرانے کے لئے گئے۔ عمر بن عبد العزیز نے مسجد کے انہدام اور اوسکی تعمیر کی نگرانی میرے متعلق کردی تھی ہم نے مدینہ ہی کے مزدوروں اور کاریگروں سے انہدام کا کام لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے ہم نے ازواج مطہرات کے مکانات کو منہدم کردیا۔ کہ اتنے میں وہ کاریگر آ گئے جنھیں ولید نے اسی غرض سے مدینہ بھیجا تھا۔

صفر ۸۸ھ ہجری میں ہم نے مسجد نبوی کو گرانا شروع کیا۔ ولید نے قیصر روم کو لکھا کہ میں نے چونکہ مسجد نبوی کے انہدام اور پھر نئے سرے سے اوس کی تعمیر کا حکم دیا ہے۔ اسلئے آپ بھی اس کام میں میری امداد کیجئے قیصر روم نے ایک لاکھ مثقال سونا۔ سو معمار۔ اور چالیس اونٹ منقش اور کندہ پتھروں سے لدے ہوے ولید کے پاس بھیجدیئے۔ اور مسمار شدہ شہروں اور قصبات سے مینا کاری کئے ہوئے پتھر تلاش کرا کرا کے ولید کے پاس بھیجے۔ اور ولید نے اونھیں عمر بن عبد العزیز کے پاس بھیجدیا۔

اسی سنہ میں عمر بن عبد العزیز نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ نیز اسی سنہ میں

مسلمہ نے رومیوں سے جہاد کیا۔ تین قلعے قسطنطین، غزالہ اور آخرم فتح کئے۔ اور تقریباً ایک ہزار عرب مستعرب قتل کرڈالے۔ اُن کے بال بچوں کو لونڈی غلام بنالیا۔ اور اون کے تمام مال و متاع پر قبضہ کرلیا۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے نومشکث اور رامیثنہ پر فوج کشی کی۔

## اِن واقعات کی تفصیل یہ ہے

قتیبہ نے ۸۸ھ ہجری میں بشار بن مسلم کو مرو پر اپنا قائم مقام بناکر نومشکث پر فوج کشی کی۔ باشندگانِ نومشکث نے قتیبہ کا استقبال کیا اور اوس سے صلح کرلی۔ یہاں سے قتیبہ رامیثنہ گیا۔ اِس شہر کے باشندوں نے بھی صلح کرلی۔ اور قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔

اثنائے راہ میں ترکوں نے جن کے ساتھ سغدی اور اہل فرغانہ بھی کثیر تعداد میں تھے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ اور عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی پر جو فوج کے پچھلے حصّہ پر تھے اور اون کے اور اہل فوج اور قتیبہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا ترکوں نے اچانک حملہ کردیا۔ جب ترک عبدالرحمٰن کے بالکل نزدیک پہونچ گئے اوس نے قاصد کے ذریعہ سے اِس خطرہ کی فوراً قتیبہ کو اطلاع دی۔ اتنے میں ترکوں نے عبدالرحمٰن پر حملہ کردیا۔ اور جنگ شروع کردی۔

قاصد نے قتیبہ کو جاکر اس سانحہ کی اطلاع دی۔ قتیبہ فوراً اپنی فوج لیکر عبدالرحمٰن کی امداد کے لئے پلٹا۔ عبدالرحمٰن بھی برابر ترکوں کے مقابلہ پر جا ہوا تھا اگراب حالت یہ ہوچکی تھی کہ ترکوں نے تقریباً مسلمانوں کے چھکے چھڑا دئے تھے مگر جب عبدالرحمٰن کی فوج نے قتیبہ کو دیکھا تو اون کے حوصلے بلند ہوگئے۔ اون میں پھر ایک قسم کی تازہ روح پیدا ہوگئی۔ نہایت ثابت قدمی اور دلیری سے ظہر تک لڑتے رہے۔ اِس معرکہ میں نیزک نے جو قتیبہ کے ہمراہ تھا خوب ہی داد مردانگی دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی۔ اور اون کی جمعیت منتشر ہوگئی۔ قتیبہ نے اب پھر مرو کا رخ کیا۔ اور ترمذ کے پاس سے

دریائے جیحوں کو عبور کر کے بلخ ہوتا ہوا مرو پہونچا۔

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ ان حملہ آور ترکوں کا سردار اس معرکہ میں فغفور چین کا بھانجا کور بغانون ترکی تھا۔ اور ترکوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں ہی کو فتح دی۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ پہاڑی راستے صاف کر دئے جائیں تاکہ مسافروں کو آسانی ہو۔ اور قصبات میں کنوئیں کھدوائے جائیں۔

صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ تمام پہاڑی دشوار گزار راستے آسان گزار کر دئے جائیں اور مدینہ میں کنوئیں کھدوائے جائیں۔ اسی قسم کا حکم ولید نے اور مقامات میں بھی بھیجا تھا۔ چنانچہ خالد بن عبد اللہ کو بھی اس قسم کا حکم موصول ہوا تھا ولید نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جس قدر جذامی ہیں وہ شاہ راہ پر لوگوں کے سامنے نہ پھریں۔ بلکہ اون کے لئے ایک بیت المعذورین بنا دیا گیا تھا۔ جہاں اونھیں باقاعدہ طور پر تمام ضروریات زندگی ایصال ہوتی رہتی تھیں۔

ولید نے عمر بن عبد العزیز کو یہ بھی حکم دیا کہ ایک فوارہ بنایا جائے (یہ فوارہ آجکل یزید بن عبد الملک کے مکان کے قریب واقع ہے) عمر بن عبد العزیز نے اوسے بنوایا۔ اور اوس میں سے پانی جاری ہو گیا۔ جب ولید حج کرنے آیا تو پانی کے ذخیرے اور فوارہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ یہاں پہرہ بٹھا دیا جائے۔ اور نمازیوں کو اُس میں سے پانی دیا جایا کرے۔ اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز ۹۰ھ ہجری میں حج کرنیکے لئے کئی قریشیوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ عمر بن عبد العزیز نے ان اصحاب کو اخراجات کے لئے بہت سا روپیہ اور سواری کے لئے سواریاں بھیجدی تھیں۔ ان تمام اصحاب نے عمر بن عبد العزیز کے ہمراہ ذی الحلیفہ سے

احرام باندھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گئے تھے۔
جب تمام جماعت مقام تنعیم پہونچی تو قریش کے کچھ لوگ جن میں ابن ابی ملیکۃ بھی
تھے آپ سے ملنے آئے۔ اور بیان کیا کہ مکہ میں پانی کی سخت قلت ہے۔
اور ہمیں خوف ہے کہ حاجیوں کو اس وجہ سے سخت تکلیف اوٹھانا پڑے گی۔
اور پینے کے لیے بھی پانی میسر نہ آئیگا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز فرمانے لگے تو مطلب بالکل صاف ہے۔ آؤ ہم اللہ
سے دعا کرتے ہیں چنانچہ آپ نے اور دوسرے تمام لوگوں نے نہایت عاجزی
اور خلوص سے دیر تک بارگاہِ کبریائی میں دعا کی۔ خدا نے اون کی دعاؤں
کو مقبول کیا۔ اور بخدا اوسی روز ہم بارش کی حالت میں بیت اللہ پہونچے۔
رات ہونے تک خوب موسلا دھار مینہ برسا۔ اور جھڑی لگ گئی۔ وادی بطحا
میں اسقدر سیلاب آیا کہ مکہ والے خائف ہو گئے۔ عرفہ، منی اور مزدلفہ میں
بھی اس قدر بارش ہوئی کہ مشکل سے لوگ عبور کر کے جا سکتے تھے۔ اور
اس سال مکہ میں خوب سرسبزی اور نباتات کی روئید گی ہوئی۔ مگر ایک دوسری
روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۰ھ ہجری میں عمر بن ولید بن عبد الملک نے
لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال تمام وہی لوگ مختلف مقامات کے صوبہ دار اور عامل تھے
جو سنہ گزشتہ ۸۸ھ ہجری میں تھے۔

## ۸۹ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

مسلمۃ بن عبد الملک کی زیر قیادت اِس سال مسلمانوں نے قلعہ سوریہ
فتح کیا۔ واقدی بیان کرتے ہیں کہ اِس سال مسلمۃ رومیوں سے جہاد کرنے کیلئے
اون کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ اون کے ہمراہ عباس بن ولید بھی تھا۔ دشمن
کے علاقہ میں پہلے تو دونوں ساتھ داخل ہوئے۔ مگر پھر یہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے
مسلمۃ نے قلعہ سوریہ فتح کیا۔ اور عباس نے اذرولیہ فتح کیا۔ رومیوں کی ایک
فوج نے اون کی مزاحمت کی۔ مگر اوس نے اونھیں شکست دی۔

مگر واقدی کے علاوہ اور لوگوں کا یہ بیان ہے کہ مسلمتہ نے قلعہ عموریتہ کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی یہاں رومیوں کی ایک زبردست فوج سے ان کا مقابلہ ہوا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اور مسلمتہ نے قلعہ جات ہرقلتہ اور قمرونتیہ فتح کر لئے۔ اور عباس موسم گرما کی مہم لیکر بدندون کی جانب سے کفاوہ کے علاقہ میں جہاد کے لئے بڑھے تھے۔

نیز اس سال میں قتیبہ نے بخارا کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور رامیثنہ فتح کیا۔ یہ روایت باہلیوں کی ہے۔ نیز وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ رامیثنہ فتح کر کے بلخ کے راستہ سے واپس ہوا تو فاریاب پر حجاج کا خط اوسے ملا۔ جس میں حکم دیا گیا تھا کہ تم دروان خذاہ سے جا کر لڑو۔ قتیبہ ۸۹ھ ہجری میں دوبارہ مرو سے جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ زم آیا۔ اور یہاں سے دریا کو عبور کیا ریگستان کے راستہ میں اہل سغد، کس، اور نسف نے اس کا مقابلہ کیا۔ قتیبہ اون سے لڑا۔ اور اونھیں شکست دیکر بخارا پہونچا۔ دروان کی داہنی سمت سے گزر کر اوس نے مقام خرقانتہ زیرین میں اپنا پڑاو کیا۔ اس مقام پر دشمن کی ایک زبردست جمعیت سے اُسکی جنگ ہوئی۔ دو دن اور دو راتیں مسلسل معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ مگر آخر کار اللہ تعالی نے مسلمانوں کو مظفر و منصور کیا۔

مگر ادریس بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ۸۹ھ ہجری میں قتیبہ نے دروان خذاہ بخارا کے بادشاہ سے جنگ کی۔ مگر اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اور نہ کوئی شہر فتح کیا۔ اور مرو واپس آگیا۔ اور حجاج کو تمام واقعات کی اطلاع دیدی۔ اوس پر حجاج نے اوسے لکھا کہ بخارا کے بادشاہ کی تصویر میرے پاس بھیجدو۔ قتیبہ نے اوسکی تصویر بھیجدی۔ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ تم اپنے خلوت خانہ میں جاؤ اور خلوص نیت سے اپنے خدا کے سامنے توبہ کرو۔ اور پھر ان سمتوں اور راستوں سے بخارا پر چڑھائی کرو۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ کس کے خلاف کوئی چال چلو۔ نسف کو تباہ کردو۔ دروان کو لوٹ لو۔ اور حفاظت کی تمام تدبیریں ہمیشہ اختیار کرتے رہنا۔ اور مجھے چھوٹی چھوٹی مہموں کے بکھیڑے سے نجات دو،

نیز اسی سال خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خالد مکہ میں ممبر پہ بیٹھا ہوا لوگوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا۔ اوس نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ کہ خلیفہ کا مرتبہ بڑا ہے جو کسی کا قایم مقام ہوتا ہے یا رسول کا مرتبہ جو محض پیامبر ہوتا ہے۔ بخدا تم لوگ خلیفہ کی فضیلت سے ناآشنا ہو مگر میں بتاتا ہوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا۔ تو اللہ نے اونھیں کھاری پانی عطا فرمایا۔ مگر تمھارے خلیفہ نے جب اللہ سے پانی مانگا تو دیکھو کیسا شیریں اور خوش ذائقہ پانی دیا گیا ہے۔ یہ ایک کنواں تھا جسے ولید نے ثنوی اور حجون کی وادی میں کھدوایا تھا۔ اور یہاں سے اس کا پانی لیجا کر زمزم کے پاس چمڑے کے حوض میں رکھتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اوس کنویں کا پانی زمزم سے بھی اچھا ہے۔

مگر بعد میں اوس کنویں کا پانی سوکھ گیا۔ اور کنواں بھی منہدم ہو گیا۔ آجکل یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کس جگہ تھا۔

اسی سال مسلمۃ بن عبدالملک نے ترکوں پر جہاد کیا۔ اور آذربائیجان کی سمت سے مقام باب تک پہونچ گیا۔ اور اس علاقہ میں مسلمۃ نے کئی قلعے اور شہر سر کئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اور وہی لوگ اس سال بھی مختلف ممالک کے ارباب حل و عقد تھے جن کا تذکرہ ہم سالِ گزشتہ کے بیان میں کر چکے ہیں۔

## سنہ ۹۰ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ۔

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے سوریہ کی سمت سے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور سوریہ میں جو پانچ قلعے تھے اونھیں فتح کیا۔

عباس بن الولید نے بھی اس سال جہاد کیا اور بڑھتے بڑھتے ارزن تک پہونچ گیا۔ اور اوروں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سوریہ تک پہونچ گیا تھا۔ اور محمد بن عمر اسی بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔

نیز اسی سنہ میں محمد بن قاسم الثقفی نے جسے حجاج نے فوج دیکر سندھ فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ داھر بن صعصعۃ بادشاہ سندھ کو قتل کیا۔

اسی سال ولید نے عبداللہ بن عبدالملک کی جگہ قرۃ بن شریک کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

نیز اسی سال رومیوں نے خالد بن کیسان مسلمانوں کے امیر البحر کو گرفتار کیا۔ اوسے قیصر روم کے پاس لے گئے۔ اور پھر قیصر نے اوسے بغیر فدیہ لئے ولید کے سپرد کر دیا۔

اور اسی سنہ میں قتیبہ نے بخارا فتح کیا اور دشمن کی تمام طاقت کو جو اُس نے وہاں جمع کی تھی شکست فاش دی۔

## بخارا کی فتح کا بیان

جب فتح حاصل کئے بغیر قتیبہ وردان خداہ کے مقابلہ سے واپس مرو آگیا حجاج نے اس فعل پر اوسے ڈانٹا اور کہا کہ تم اس حرکت سے توبہ کرو۔ اور پھر بخارا کے بادشاہ کے خلاف مہم لیکر جاؤ۔ اور راس اس راستہ سے بخارا پر پیش قدمی کرنا۔

قتیبہ سنہ ۹۰ ہجری میں بخارہ پر جہاد کرنے کے لئے بڑھا۔ وردان خداہ نے اہل سغد۔ ترکوں اور اپنے دوسرے ہمسایہ قوموں کو امداد کے لئے بلایا۔ یہ تمام لوگ بخارا کی امداد کے لئے آئے۔ مگر قتیبہ نے ان امدادی فوجوں کے آنے سے پہلے ہی بخارا پہونچکر اوس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جب امدادی فوجیں پہونچ گئیں تو اب اہل بخارا بھی کھلے میدان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ بنی ازد نے کہا ہمیں آج آپ بقیہ فوج سے علیحدہ متعین کر دیجئے۔ ہم دشمنوں کو سمجھ لیں گے۔ قتیبہ نے اونھیں پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ ازدی آگے بڑھکر دشمن سے دست و گریبان ہو گئے۔ قتیبہ اپنے اسلحہ اور زرہ پر ایک زرد چادر اوڑھے بیٹھا رہا۔ اور ازدی کچھ عرصہ تو نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔ مگر پھر پسپا ہوئے اور مشرکین نے ایسی سختی سے اون کا تعاقب کیا کہ مسلمانوں کے

چھکے چھڑادیئے۔ بلکہ قتیبہ کے لشکر میں درآئے۔ اور اس سے بھی گذر کر اور آگے بڑھ آئے۔

حالت یہ ہوگئی کہ عورتوں نے گھوڑوں کے چہروں کو مارا تاکہ یہ پھر میدان جنگ کی طرف واپس پلٹ جائیں۔ اور رونا شروع کیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے پھر مڑکر جوابی حملہ کیا۔ اور مسلمانوں کے دونوں بازؤں کی فوجیں بھی ترکوں پر ٹوٹ پڑیں۔ لڑتے لڑتے اونھیں پھر اون کی پہلی جگہ پر پسپا کر دیا۔ اور ترک ایک بلند مقام پر جاکر ٹھہر گئے۔

قتیبہ نے کہا کون ان ترکوں کو اس جگہ سے ہٹائیگا؟ اوس وقت اگرچہ تمام قبائل کھڑے تھے مگر کسی نے حامی نہیں بھری۔ قتیبہ خود چلکر بنی تمیم کے پاس آیا۔ اور اون سے کہا کہ میرا باپ تم پر سے قربان ہو۔ آپ لوگ کفار کے لئے بمنزلہ دوزخ کے ہیں۔ اس لئے آج بھی آپ اپنے سابقہ معرکوں کی سی جرات و بسالت دکھائیے۔

اس پر وکیع نے خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ اور بنی تمیم کو مخاطب کرکے کہا کہ کیا آج آپ لوگ میرا ساتھ نہ دیں گے۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دینگے؟ سب نے کہا ہرگز نہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہریم ابی طحمتہ المجاشعی بنی تمیم کے رسالہ کے دستہ کا افسر تھا۔ اور وکیع تمام بنی تمیم کا سردار تھا۔

ابھی تمام لوگ چپ چاپ اپنی اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے کوئی پیش قدمی کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ کہ وکیع نے ہریم کو رسالہ آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ اور اپنا جھنڈا بھی اوسے دیدیا۔ ہریم رسالہ لیکر آگے بڑھا۔ اور خود وکیع نے پیدل دستہ کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ بڑھتے بڑھتے ہریم اوس دریا کے کنارے پہونچا جو اوس کے اور دشمن کے درمیان رواں تھا۔ ہریم وہاں ٹھر گیا۔ مگر فوراً ہی وکیع نے اوس سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو دریا میں گھوڑا ڈال دو۔ ہریم نے وکیع کی جانب خشمگیں اور غیظ آلود اونٹ کی طرح دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر میں اپنا رسالہ دریا میں ڈال دوں اور یہ شکست کھا جائے تو بالکل تباہ ہو جائے گا۔ تم بالکل احمق ہو۔

وکیع کہنے لگا کیوں نالائق! تو اور میرے حکم سے سرتابی کرے! اور نیز وکیع نے اوس ڈنڈے سے جو اوس کے ہاتھ میں تھا اوسے مارا۔ ہریم نے اپنے گھوڑے کے چابک رسید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ اور کہنے لگا کہ جو کچھ اب میرے ساتھ ہو چکا ہے اس سے زیادہ تو دشمن کے مقابلہ میں بھی نہ ہوگا۔

غرض کہ ہریم رسالہ کے ساتھ دریا کو عبور کر کے نکل گیا۔ وکیع بھی اپنے پیدل دستہ کے ساتھ دریا پر پہونچا۔ حکم دیا کہ شہتیر لائے جائیں۔ چنانچہ شہتیر بچھا کر پل بنایا گیا۔ اور اب وکیع نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صرف وہ جو مرنے کے لئے تیار ہو میرے ساتھ دریا کو عبور کرے اور جو اوس کے لئے تیار نہیں بہتر ہے کہ وہ آگے نہ بڑھے۔ اور یہیں اپنی جگہ ٹھہرا رہے۔ صرف آٹھ سو پیدل سپاہیوں نے اوس کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ وکیع بھی آہستہ آہستہ اون کے ساتھ چلتا رہا۔ جب یہ تھک گئے تو تھوڑی دیر آرام کر لینے کی اونھیں اجازت دی۔ اور جب سستا کر یہ لوگ دشمن کے بالکل قریب پہونچ گئے تو وکیع نے رسالہ کو اپنے دونوں بازوں پر رہنے کا حکم دیا۔ اور ہریم سے کہا کہ میں دشمن پر نیزوں سے حملہ کرنا چاہتا ہوں تم اوسے اپنے رسالہ سے ہماری جانب بڑھنے نہ دینا۔ ہریم سے اتنا کہہ کر وکیع نے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ تمام لوگ نہایت بہادری سے نیزے کی طرح دشمن پر جا پڑے ہریم نے بھی اپنے رسالہ کو لیکر دشمن پر حملہ کیا۔ اور جب تک کہ اونھیں اس اہم مقام سے ہٹا نہیں دیا اون کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

اوس طرف قتیبہ نے یہ حالت دیکھکر بلند آواز سے کہا کہ دیکھو دشمن نے شکست کھائی۔ مگر اب بھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ دریا کو عبور کرتا اور دشمن کا مقابلہ کرتا۔ مگر جب دشمن نے بالکل ہی بھاگنا شروع کیا تب اس فوج نے اوس کا تعاقب کیا۔

قتیبہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک کافر کا سر لائیگا اوسے سو درہم انعام دیا جائیگا۔ اوس روز بنی قریع کے گیارہ شخص قتیبہ کے پاس سر لیکر آئے جب کسی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو اوس نے یہی کہا کہ میں قریعی ہوں۔ اسپر

ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک ازوی شخص بھی کسی کافر کا سر قتیبہ کے سامنے
لایا۔ قتیبہ نے اوسکا نام ونسب پوچھا۔ اوس نے کہا کہ قریعی ہوں۔ جہم بن زحر
بھی اوس وقت قتیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اوس نے قتیبہ سے کہا کہ خدا کی
قسم ہے اس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ تو میرا چچا بھائی ہے۔ قتیبہ نے
اوس شخص سے اس جھوٹ بیان کی وجہ دریافت کی۔ اوس نے کہا کہ جب
میں نے دیکھا کہ ہر شخص نے اگر یہ ہی کہتا ہے کہ میں قریعی ہوں تو میں نے خیال
کیا کہ آج جو شخص کسی دشمن کا سر لیکر آئے اوسے اپنے تئیں قریعی ہی بتانا چاہیئے
اس بات کو سنکر قتیبہ ہسنے لگا۔ اس معرکہ میں خاقان اور اوس کا بیٹا زخمی ہوئے
قتیبہ پھر مرو واپس آگیا۔ اور حجاج کو لکھا کہ میں نے عبد الرحمٰن بن مسلم کو کفار کے مقابلہ
پر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اون کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح دی۔ اس فتح میں
حجاج کا ایک آزاد غلام بھی شریک تھا۔ اس نے حجاج سے آکر اصل کیفیت
بیان کی۔ حجاج کو قتیبہ پر سخت غصہ آیا۔ اور اُس سے قتیبہ کو بھی سخت رنج وکاہش
ہوئی۔ اوس کے مشیروں نے صلاح دی کہ آپ بنی تمیم کے کچھ لوگوں کا ایک وفد
اونھیں انعام واکرام دے دلاکر اور اونھیں راضی کرکے حجاج کے پاس بھیج دیجیئے
تاکہ یہ لوگ آپ کے بیان کی توثیق کریں۔

چنانچہ قتیبہ نے بعض لوگوں کو جن میں عُرام بن شتیر الضبیؔ بھی تھا اس غرض
سے حجاج کی خدمت میں بھیجا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہونچے حجاج نے
اونھیں خوب ڈانٹا ڈپٹا۔ بُرا بھلا کہا۔ اور حجام کو بلایا جو قینچی لیئے ہوئے تھا۔
اور کہا کہ یا تو تم لوگ مجھ سے سچا سچا واقعہ بیان کردو ورنہ اسی قینچی سے تمھاری
زبانیں قطع کرادوں گا۔

اب کس کی مجال تھی کہ جھوٹ بولتا عُرام نے تمام وفد کی طرف سے کہا۔
کہ امیر اور سپہ سالار عام تو قتیبہ تھے مگر عبد الرحمٰن کو اونھوں نے فوج کا سردار
بنادیا تھا۔ اس لئے دراصل فتح اوسی کو ہوئی جو تمام لوگوں کا سپہ سالار عام اور
امیر تھا۔ اس بیان سے حجاج کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا۔

اسی سال قتیبہ نے طرخون سغد کے بادشاہ سے اپنے سابقہ عہدنامہ

صلح کی تجدید کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب قتیبہ نے اہل بخارا کو نہایت ذلیل شکست دی اور اون کے پرخچے اڑادیے تو اہل سغد پر اوسکی ہیبت اور رعب طاری ہوگیا۔ طرخون اپنے ساتھ دو او رسرداروں کو لیکر پلٹ کر آیا۔ اور قتیبہ کے لشکر کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ دریائے بخارا ان دونوں کے بیچ میں حائل تھا۔ طرخون نے قتیبہ سے درخواست کی کہ کسی شخص کو آپ بھیجدیجیے تاکہ میں اوس سے کچھ گفتگو کروں۔ قتیبہ نے ایک شخص کو اوسکے پاس بھیجدیا۔ مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ طرخون نے خود حیّان النبطی کو آواز دیکر بلایا حیان اوس کے پاس گیا۔ طرخون نے اوس سے کہا کہ میں اس قدر فدیہ دیکر صلح کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اوسکی درخواست منظور کرلی۔ اور اوس کے ایک شخص کو تاادائی زرفدیہ بطور یرغمال اپنے پاس روک لیا۔ طرخون اپنے علاقہ میں چلا گیا۔ اور قتیبہ مرو واپس آگیا۔ نیزک بھی قتیبہ کے ہمراہ تھا۔

اسی سنہ میں نیزک نے بدعہدی کی۔ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے قلعہ بند ہوگیا۔ قتیبہ نے اوس سے جہاد کیا۔ اور اُس پر فتح پائی۔ ان تمام واقعات کا بیان حسب ذیل ہے۔

## نیزک کی مسلمانوں سے بدعہدی اور قتیبہ کی اُسپر فوج کشی اور فتح

قتیبہ جب بخارا چھوڑ کر روانہ ہوا نیزک بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ مگر قتیبہ کی متواتر فتوحات سے اوس کے دل میں قتیبہ کا رُعب بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ قتیبہ سے ڈرنے لگا تھا۔ ایک روز اوس نے اپنے خاص مصاحبوں سے کہا کہ اگرچہ میں قتیبہ کے ہمراہ ہوں مگر مجھے اوس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ اس عربی نژاد کی مثال کتے کی سی ہے۔ اگر مارو تو بھونکتا ہے۔ اگر اوس کے سامنے ٹکڑا ڈالدو تو دم ہلانے لگتا ہے۔ اور ساتھ ہو لیتا ہے۔ اور اگر تم اوس سے لڑو اور پھر کچھ دیدو تو وہ راضی ہوتا ہے اور تمام پچھلی باتوں کو

فراموش کردیتا ہے۔ طرخون نے کئی مرتبہ ان کا مقابلہ کیا مگر جب اوس نے کچھ رقم فدیہ کی پیش کی قتیبہ نے فوراً قبول کرلی۔ اور پھر دوستانہ تعلقات قائم کرلئے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ اوس کا رعب داب بہت زیادہ ہے آپ لوگ بتائے کیا یہ مناسب نہوگا کہ میں اوس سے اجازت لیلوں اور اپنے وطن واپس چلا جاؤں سب نے کہاکہ بہتر یہی ہے کہ اجازت لے لیجئے۔

جب قتیبہ آمل پہونچا تو نیزک نے اوس سے طخارستان واپس جانے کی اجازت طلب کی قتیبہ نے اجازت دیدی۔ نیزک قتیبہ کے لشکر گاہ سے بلخ کے طرف روانہ ہوا۔ مگر وہاں سے نکلتے ہی اوس نے اپنے ساتھیوں سے کہاکہ ہمیں اپنی رفتار میں بہت تیزی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ نہایت سرعت سے یہ تمام لوگ چلے۔ اور نوبہار پہونچے۔ یہاں نیزک نے پوجا پاٹ کیا۔ اور برکت حاصل کی۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگاکہ مجھے یقین کامل ہے کہ ہمارے وہاں سے روانہ ہوتے ہی قتیبہ مجھے آنے کی اجازت دینے پر نادم ہوا ہوگا۔ اور بس ابھی اوس کا قاصد مغیرہ بن عبداللہ کے پاس میرے قید کردینے کا حکم لیکر آتا ہوگا۔ لہذا تم ذرا دیکھتے رہو۔ اگر قتیبہ کا قاصد شہر کے دروازہ سے باہر نکل جائے تو امید ہے کہ وہ ابھی بروقان نہیں پہونچیگا۔ کہ ہم طخارستان پہونچ جائیں گے۔ اور جب تک مغیرہ کسی اور شخص کو ہمارے تعاقب میں بھیجے ہم خلم کی گھاٹی پہونچ جائیں گے۔ اور وہ ہمیں نہیں پاسکے گا۔

غرض کہ نیزک کے ساتھی دیکھ بھال کے لئے مستعد ہوگئے۔ قتیبہ کا قاصد مغیرہ کے پاس نیزک کے قید کرنے کا حکم لیکر روانہ ہوا۔ (چونکہ اوس زمانہ میں بلخ ویران تھا اس لئے مغیرہ اوس وقت بروقان میں تھا) یہ دیکھتے ہی نیزک اور اوس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوکر الوپ ہوگئے۔

اب قاصد مغیرہ کے پاس پہونچا۔ مغیرہ خود ہی نیزک کے تعاقب میں چلا۔ مگر دیکھاکہ وہ خُلم کی گھاٹی میں داخل ہوگیا ہے مجبوراً تعاقب چھوڑکر واپس چلا آیا۔

نیزک نے اپنے علاقہ میں پہونچتے ہی کھلم کھلا بغاوت کا اظہار کردیا۔

اور اصبھذ بلخ باذام بادشاہ مرورود۔ شہرک بادشاہ طالقان۔ ترسل بادشاہ فاریاب اور جوزجانی بادشاہ جوزجان سے امداد کی استدعا کی۔ اور اونھیں مسلمانوں کی حکومت کے جوئے کو اوتار کے پھینکدینے پر برانگیختہ کیا۔ ان تمام رؤسا نے اوس کی تجویز کو قبول کرلیا۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آیندہ موسم بہار میں ہم سب ایک جا جمع ہوکر قتیبہ پر چڑھائی کریں گے۔ نیزک نے کابل شاہ سے بھی امداد طلب کی۔ اپنا تمام قیمتی مال واسباب زروجواہرات اوس کے پاس بھیجدئے۔ اور اجازت طلب کی کہ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کے پاس آکر پناہ لونگا۔ اور آپ اپنے علاقہ میں مجھے پناہ دیجیگا۔ کابل شاہ نے اوس کی درخواست پر پناہ دینے کا وعدہ کرلیا۔ اور اوس کے تمام مال واسباب کو اپنے پاس رکھ لیا۔

طخارستان کا بادشاہ جیغویہ جس کا نام شند تھا ایک بہت ہی کمزور فرمان روا تھا۔ نیزک نے اوسے اس ڈر سے کہ مبادا یہ کوئی ریشہ دوانی کرے گرفتار کرکے قید کردیا۔ اور سونے کی بیڑیاں اوسے پہنا دیں۔ حالانکہ اصل میں جیغویہ ہی طخارستان کا بادشاہ تھا اور نیزک اوس کا غلام تھا۔

غرض کہ نیزک نے اوسے قید کردیا۔ اور اوس کے علاقہ سے قتیبہ کے عامل محمد بن سلیم الناصح کو نکال دیا۔ ان تمام واقعات کی اطلاع قتیبہ کو موسم سرما کے شروع ہونے سے پہلے ملی۔ اوس وقت تمام فوج منتشر ہوچکی تھی۔ اور صرف اہل مرو اوس کے پاس باقی تھے۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان واقع بلخ بھیجدیا۔ اور حکم دیا کہ موسم سرما کے ختم تک تم چپ چاپ بیٹھے رہنا جاڑہ نکلتے ہی فوج کی آراستگی اور ترتیب کرکے طخارستان روانہ ہوجانا۔ اور یہ سمجھ لو کہ میں بھی تمھاری امداد کو پہونچتا ہی ہوں۔

عبدالرحمن بروقان آگیا۔ تمام جاڑے قتیبہ خاموش بیٹھا رہا۔ آخر موسم سرما میں اوس نے ابرشہر، بیورد۔ سرخس اور اہل ہرات کو احکام بھیجے کہ جنگ کے لئے آجائیں۔ چنانچہ اون مقامات کے تمام لوگ اس مرتبہ اپنے معمول سے

پہلے ہی قتیبہ کے پاس جنگ کے لئے مستعد ہو کر چلے آئے۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے اہل طالقان پر فوج کشی کی۔ اور ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کر ڈالا یقتولین کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کفار کی لاشوں کو جب ایک دوسرے کے محاذی رکھا گیا تو چار فرسخ تک دو مسلسل قطاریں بن گئیں اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ جب نیزک طرخان نے قتیبہ سے بغاوت کی اور قتیبہ سے لڑنا چاہا تو طالقان کے بادشاہ نے بھی نیزک کو قتیبہ کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں اپنے ساتھ اور بادشاہوں کو بھی جو قتیبہ سے لڑنا پسند کریں گے تمہاری مدد پر لے آؤنگا۔

نیزک قتیبہ سے بھاگ کر خلم کی گھاٹی میں جہاں سے طخارستان کو راستہ جاتا ہے آگیا اور اوسے محسوس ہو گیا کہ مجھ میں قتیبہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے اوس نے تو بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ مگر اب قتیبہ نے طالقان پر حملہ کر کے اوس کے باشندوں کا قتل عام کر دیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ واقعہ اسی سنہ میں پیش آیا۔ یا نہیں۔ مگر ہم اس واقعہ کو سنہ ۹۱ ہجری کے واقعات میں بیان کریں گے۔

عمر بن عبد العزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اور آپ ہی اس سنہ میں ولید کی جانب سے مدینہ۔ مکہ اور طائف کے گورنر تھے۔ عراق اور تمام مشرقی صوبوں کا ناظم اعلیٰ حجاج تھا۔ اور حجاج کی طرف سے جراح بن عبد اللہ بصرہ کا عامل تھا۔ اور عبد الرحمٰن بن اذینہ قاضی تھے۔ زیاد بن جریر بن عبد اللہ کوفہ کا عامل تھا۔ اور ابو بکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان اور قرۃ بن شریک مصر کے گورنر تھے۔

اسی سنہ میں یزید بن المہلب اور اوس کے اور بھائی جو اوس کے ہمراہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ جیل خانہ میں تھے نکل بھاگے۔ اور پھر سلیمان بن عبد الملک کے پاس جا کر حجاج اور ولید بن عبد الملک کی گرفت سے بچنے کے لئے پناہ گزیں ہو گئے۔

## یزید اور اوس کے بھائیوں کا حجاج کی قید سے بھاگ کر سلیمان بن عبدالملک کے پاس پناہ لینا۔

چونکہ تقریباً تمام علاقہ فارس پر کردوں نے لوٹ مار اور غارت گری کر رکھی تھی اون کی سرکوبی کے لئے ایک مہم بھیجنے کے لئے حجاج کوفہ سے رستقباذ آیا۔ یزید اور اوس کے بھائیوں مفضل اور عبدالملک کو بھی قید سے نکال کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اپنے لشکرگاہ ہی میں اونھیں رکھا اون کے چاروں طرف ایک خندق کھدوادی تاکہ یہ بھاگ نہ جائیں۔ اور اپنے حجرہ کے قریب ہی ایک چھوٹے سے خیمہ میں اونھیں قید کر دیا۔ اور شامیوں کا پہرہ اون پر بٹھا دیا۔

حجاج نے ساٹھ لاکھ درہم اون پر جرمانہ کر دیا تھا اور طرح طرح کی تکلیفیں اونھیں دیتا تھا۔ مگر یزید نہایت صبر اور استقلال سے ان تمام مصائب کو برداشت کرتا تھا۔ اور اسکی اس ثابت قدمی سے حجاج اور زیادہ چڑ جاتا تھا۔

کسی نے حجاج سے کہا کہ یزید کی پنڈلی میں تیر مارا جائے۔ کیونکہ کوئی چیز بھی اوسکی پنڈلی میں لگتی ہے تو وہ چلانے لگتا ہے۔ اور اگر معمولی سی چیز کو بھی حرکت دی گئی تو تم فوراً اوس کے چیخنے کی آواز سنو گے۔ اور پھر تم حکم دینا کہ اُسے خوب تکلیف اور ایذا پہونچائی جائے۔ اور اوس کی پنڈلی کو کوٹا جائے۔

جب یزید کے ساتھ یہ حرکت کی وہ چلانے لگا۔ یزید کی بہن ہند بنت المہلب حجاج کے نکاح میں تھی اوس نے جب یہ آواز سنی تو اوس نے بھی چیخنا چلانا اور رونا شروع کیا۔ حجاج نے محض اسی وجہ سے اوسے طلاق دی مگر پھر یزید اور اوس کے بھائیوں کو تکلیف دینے سے باز رہا۔ اور اونھیں حکم دیا گیا زر مطالبہ ادا کر دو۔ یہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرنے لگے۔ مگر اوس کے ساتھ ہی بھاگ جانے کی فکر سے بھی غافل نہ رہے۔ اونھوں نے مروان بن المہلب کو جو اوس وقت بصرہ میں تھا لکھا کہ ہمارے لئے گھوڑے سدھائے جائیں۔ اور لوگوں پر ظاہر کیا جائے کہ یہ فروخت کرنے کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں

اور فروخت کے لیئے پیش بھی کیئے جائیں۔ مگر اون کی قیمت اتنی مانگی جائے کہ کوئی نہ لے سکے تاکہ اگر ہم کسی طرح اس جیل خانہ سے بھاگ سکے تو پھر یہی گھوڑے ہمارے کام آئیں گے۔

مروان نے اس تجویز پر عمل کیا۔ حبیب بن المہلب بھی بصرہ میں تھا اور اس پر بھی طرح طرح کی سختیاں کی جا رہی تھیں۔ ایک دن یزید نے اپنے محافظین کے لیئے کھانا پکوایا۔ اونھیں خوب کھلایا۔ اور خوب شراب پلائی۔ یہ لوگ مے نوشی کے مزے اوڑاتے رہے اور اوس طرف یزید نے اپنے باورچی کے کپڑے پہنے۔ اپنی ڈاڑھی پر ایک سفید ڈاڑھی لگالی۔ اور قید خانہ سے نکلا۔ کسی سپاہی نے اوسے دیکھکر کہا بھی کہ یہ تو یزید کی چال معلوم ہوتی ہے۔ مگر چونکہ رات تھی جب آکر دیکھا تو سفید ڈاڑھی نظر آئی۔ اوسے چھوڑکر اپنی جگہ واپس چلا آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ تو کوئی پیر فرتوت ہے۔

مفضل بھی اوس کے بعد ہی نکل آیا۔ اور اوسے بھی کوئی نہ پہچان سکا۔ یہ دونوں اون کشتیوں کے پاس پہونچے جو بطائح میں پہلے سے اون کے لیئے تیار تھیں۔ اب اون کے اور بصرہ کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ یہ تو کشتیوں کے پاس پہونچ گئے۔ مگر عبد الملک کو کسی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ یزید نے مفضل سے کہا کہ ہمیں تو چل دینا چاہیئے عبد الملک آہی جائیگا۔ مگر چونکہ مفضل اور عبد الملک دونوں ایک ماں سے تھے (ان کی والدہ بہلتہ الہندیہ تھی) اس لیئے مفضل نے کہا کہ میں تو بغیر عبد الملک کے آئے نہیں جاؤں گا۔ چاہے مجھے پھر واپس جیل خانہ ہی جانا پڑے۔ اتنے میں عبد الملک بھی آگیا۔ یہ سب کشتیوں میں سوار ہو کر رات بھر چلتے رہے۔ صبح کے وقت بصرہ والوں کو اون کے بھاگ جانے کا حال معلوم ہوا۔ اسکی اطلاع حجاج کو دی گئی۔ حجاج یہ سُن کر بہت پریشان ہوا۔ اور اوسے خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ خراسان کی طرف گئے ہیں۔ اس لیئے اوس نے فوراً قتیبہ بن مسلم کو ہرکارے کے ذریعہ اون کے جانے کی اطلاع دیدی اور حکم دیا کہ تم اونکے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ اسی طرح حجاج نے اور دوسرے اضلاع، اور قلعوں کے

عاملوں اور قلعہ داروں کو اون کی نقل وحرکت کی دیکھ بھال اور روک تھام کے لئے احکام ارسال کئے۔ نیز حجاج نے ولید کو بھی اون کے بھاگ جانے کی اطلاع کی۔ اور لکھا کہ مجھے یہ یقین ہے کہ یہ لوگ ضرور خراسان کی طرف گئے ہیں۔
اب حجاج کا یہ حال تھا کہ وہ برابر اس اُدھیڑبن میں تھا کہ دیکھیں یزید کیا کارروائی کرتا ہے۔ اور کہا بھی کرتا تھا کہ میرا یہ خیال ہے کہ جو ابن الاشعث نے کیا تھا وہی یہ کرے گا۔
جب یزید بطائح سے موقوع کے قریب پہونچا یہاں اوسے وہ گھوڑے جو پہلے ہی سے اوسکے اور اوسکے بھائیوں کے لئے تیار تھے ملے۔ یہ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ عبد الجبار بن یزید بن الربعۃ بطور بدرقہ کے اون کے ہمراہ تھا۔ یہ اونھیں سماوہ کی طرف لے چلا۔
دو روز کے بعد ایک ایسے شخص نے جس نے یزید اور اوس کے بھائیوں کو شام کی سمت جاتے دیکھا تھا حجاج سے آکر بیان کیا۔ کہ یزید شام کی طرف گیا ہے۔ اور کہا کہ اون کے گھوڑے راستہ میں تھک گئے تھے حجاج نے اس بات کی اطلاع ولید کو دی۔
یزید فلسطین پہونچا۔ وہیب بن عبد الرحمن الازدی کے پاس فروکش ہوا یہ شخص سلیمان بن عبد الملک کے معزز دوستوں میں تھا۔ اوس نے یزید کے اہل وعیال کو سفیان بن سلیمان الازدی کے پاس ٹھرا دیا۔ اور اوس کا کچھ سامان بھی اوسی کے پاس رکھوا دیا پھر وہیب نے سلیمان سے جاکر کہا کہ یزید بن المہلب اور اوس کے بھائی حجاج سے بھاگ کر آپ کے پاس پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ اور میرے مکان میں فروکش ہیں
سلیمان نے کہا کہ اون سب کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اون سب کو امان دیتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک کہ میں زندہ ہوں کوئی شخص اونھیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔
وہیب اون سب کو سلیمان کے پاس لے آیا۔ اور اب یہ سب ایسے شخص کے پاس مقیم ہو گئے جہاں اونھیں اب کوئی خطرہ نہ تھا۔

اثنائے راہ میں جبکہ عبدالجبار بن یزید بن الربعۃ انکو لئے جا رہا تھا یزید کا عمامہ کہیں گر پڑا۔ جب یزید نے تلاش کیا تو نہ پایا۔ عبدالجبار سے کہا کہ تم واپس جاکر ڈھونڈ لاؤ۔ عبدالجبار نے کہا کہ یہ بات میری شان کے خلاف ہے۔ یزید نے پھر کہا کہ جاؤ اور تلاش کر کے لاؤ۔ عبدالجبار نے اس مرتبہ بھی اس کی بات مسترد کر دی۔ یزید نے اوس کے کوڑا مارا۔ عبدالجبار نے اپنے اور اوس کے تعلقات نسب کا اظہار کیا۔ اوس پر یزید نادم ہوا۔ اسی وجہ سے بعد میں عبدالجبار نے یزید کی تعریف کی ہے۔

حجاج نے ولید کو لکھا کہ مہلب کی اولاد نے خدا کے مال میں خیانت کی ہے اور مجھ سے بھاگ کر سلیمان کے پاس پناہ لی ہے۔

اس سے پہلے یہ احکام دیدئے گئے تھے کہ تمام لوگ خراسان جانے کیلئے جمع ہو جائیں۔ کیونکہ ہر شخص کو یہی خیال تھا کہ یزید اسلئے خراسان گیا ہے تاکہ وہاں جو اُس کے طرفدار ہوں اونھیں جنگ کے لئے برانگیختہ کرے۔

جب ولید کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید سلیمان کے پاس آگیا ہے تو اوسکے دل میں اوس کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ اور اوس روپیہ کے متعلق جو یزید نے ناجائز طریقہ پر حاصل کیا تھا اوس کا غصہ بھی فرو ہو گیا۔ سلیمان نے ولید کو لکھا کہ یزید نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے۔ ان پر صرف تیس لاکھ درہم واجب الادا ہیں۔ مگر حجاج نے ساٹھ لاکھ کا مطالبہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے تیس لاکھ تو ادا کر دئے ہیں۔ اور بقیہ رقم میں اپنے ذمہ لئے لیتا ہوں۔

ولید نے سلیمان کو لکھا کہ جب تک تم یزید کو میرے پاس نہ بھیج دو گے اوس وقت تک میں اونھیں امان نہیں دونگا۔ سلیمان نے اوس کے جواب میں لکھا کہ اگر میں یزید کو میں آپ کی خدمت میں بھیجوں گا تو خود بھی اوس کے ہمراہ حاضر خدمت ہوں گا۔ اور آپ سے خدا کا واسطہ دیکر عرض کروں گا کہ آپ مجھے رسوا نہ کریں۔ اور جو وعدۂ امان میں نے اونھیں دیا ہے اوس میں دست اندازی نہ کریں۔

ولید نے لکھا کہ اگر تم اون کے ہمراہ آؤ گے تو بخدا میں ہرگز ہرگز اونھیں امان

نہیں دونگا۔ جب معاملات کی نزاکت اس حد تک پہونچ گئی تو خود یزید نے سلیمان سے کہا کہ آپ مجھے بھیجدیجئے۔ کیونکہ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ محض میری وجہ سے آپ کے اون کے تعلقات خراب ہو جائیں۔ اور لوگوں کو میرے متعلق چہ میگوئیاں کرنے کا موقع ملے کہ بھائیوں بھائیوں میں پھوٹ ڈلوادی۔ آپ مجھے بھیجدیجئے۔ میرے ساتھ اپنے صاحبزادہ کو بھی بھیجدیجئے اور ایک خط نہایت نرم اور ملائم لہجہ میں لکھکر اپنے صاحبزادہ کے ہاتھ امیر المومنین کو میری سفارش کے لئے بھیجدیجئے۔

غرض کہ سلیمان نے یزید کے ساتھ اپنے بیٹے ایوب کو بھی کیا چونکہ ولید نے حکم دیا تھا کہ یزید کو پابہ زنجیر دربار خلافت میں حاضر کیا جائے اس لئے سلیمان نے یزید کے بیڑیاں ڈال کر ولید کے پاس روانہ کردیا۔ اپنے بیٹے ایوب سے کہا کہ جب امیر المومنین کی خدمت میں جانے لگو تو تم بھی یزید کی بیڑیوں میں شریک ہو جانا۔ اور اوسی حالت میں دونوں امیر المومنین کی خدمت میں جانا۔

جب یہ سب ولید کے پاس پہونچے تو ایوب نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور یزید کے ساتھ ہی بیڑیاں پہنے ولید کے سامنے آیا۔ جب ولید نے اپنے بھتیجے کو بھی بیڑی پہنے دیکھا تو کہنے لگا کہ سلیمان نے تو انتہا کردی۔ پھر ایوب نے اپنے باپ کا خط اپنے چچا کو دیا۔ اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں کہ آپ اوس عہد کی حفاظت کریں! آپ اوس شخص کی امیدوں کو خاک میں نہ ملائیں جس نے حرف ہمارے آپ کے تعلقات ہی کی وجہ سے ہماری پناہ لی ہے۔ اور نہ آپ اوس شخص کو ذلیل و رسوا کریں جو محض اس وجہ سے کہ آپ ہماری عزت کرتے ہیں باقی سب دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس اپنی عزت و آبرو کو بچانے کی امید لیکر آیا ہے۔ پھر ایوب نے سلیمان کا خط پڑھکر سنایا جو حسب ذیل ہے۔

یہ خط عبد اللہ الولید امیر المومنین کے نام سلیمان بن عبد الملک کی جانب سے ہے حمد و ثنا کے بعد امیر المومنین! میرا یہ خیال تھا کہ اگر میں کسی ایسے شخص کو بھی جس نے آپ کے خلاف سرکشی اور بغاوت کی ہو پناہ اور وعدہ امان

دیدوں گا تو آپ میرے اوس وعدۂ امان اور ذمۂ حفاظت کو کالعدم کر کے مجھے رسوا نہ کریں گے۔ حالانکہ اس وقت تو میں نے ایسے شخص کو پناہ دی ہے جو ہمیشہ فرماں بردار اور اطاعت شعار رہا ہے، اوس نے اوس کے باپ اور اوس کے تمام خاندان نے اسلام کی خدمت میں وہ کارنمایاں کئے ہیں جنھیں سب جانتے ہیں۔ میں نے اوسے آپ کی خدمت میں بھیجدیا ہے اب آپ مختار ہیں چاہیں تو جو کچھ وعدۂ امان اور ذمۂ حفاظت میں نے اپنے سر لیا ہے اوسے توڑ ڈالیں اور اس طرح مجھے سخت رنج پہونچائیں اور تعلقات کو منقطع کردیں۔ مگر میں آپ سے خدا کا واسطہ دیکر عرض پرداز ہوں کہ آپ ہرگز تعلقات منقطع نہ کریں۔ میری آبروریزی نہ کریں۔ اور میرے حال پر آپ کی جو مہربانیاں اور عنایتیں ہیں اونھیں ترک نہ کیجئے۔ کیونکہ امیرالمومنین! مجھے نہیں معلوم کہ میں اور آپ کب تک زندہ رہتے ہیں اور کب موت آکر مجھے اور آپ کو ہمیشہ کے لئے جدا کردیتی ہے۔ اس لئے یہ میری دلی تمنا اور خواہش ہے کہ جب تک میں اور آپ زندہ ہیں اوس وقت تک آپ کی مہربانیوں اور عنایتوں میں میرے ساتھ کوئی کمی نہو اور نہ آپ مجھے کوئی رنج پہونچائیں۔ اور میں امیرالمومنین کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کی خوشنودی کے علاوہ دنیا کی اور کوئی شئے مجھے اس قدر عزیز نہیں اور نہ میرے لئے باعث خوشی ہوسکتی ہے جس قدر کہ جناب والا کی خوشنودی مزاج۔ کیونکہ جناب کی خوشنودی مزاج سے تو میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خواستگار ہوں۔ لہٰذا میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہوں کہ اگر آپ تمام زمانہ میں سے صرف ایک دن اپنی انتہائی عنایت وکرم سے کام لیکر مجھے خوشی پہونچانا چاہتے ہوں اور میرے حقوق کی عزت کرتے ہوں تو آپ میری خاطر یزید کو معافی دیدیجئے۔ اور جو کچھ اون پر مطالبہ ہے اوسے میں ادا کردوں گا۔

خط پڑھکر ولید نے کہا اچھا ہم نے سلیمان پر عنایت ومہربانی کی پھر اپنے بھتیجے کو اپنے پاس بلاکر بٹھایا۔ اب یزید نے تقریر شروع کی۔ اور خدا کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد کہنے لگا اے امیرالمومنین ہم پر آپ کے احسانات

بہت زیادہ ہیں - چاہے کوئی اور اونھیں بھول جائے مگر ہم نہیں بھول سکتے - چاہے اور لوگ اونھیں نہ مانیں مگر ہم ہمیشہ معترف رہیں گے - ہمارے خاندان نے آپ کی اطاعت و فرماں برداری میں مشرق و مغرب میں آپ کے دشمنوں کے خلاف جو جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ ظاہر ہیں - مگر پھر بھی آپ ہما کے احسانات ہم پر بہت زیادہ ہیں جسکا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا - ولید نے یزید سے کہا بیٹھ جاؤ! یزید بیٹھ گیا - ولید نے اوسے معافی دیدی - یزید سلیمان کے پاس واپس چلا آیا - ولید کے اور بھائیوں نے اوس روپیہ کے متعلق جسکا حجاج نے یزید سے مطالبہ کیا تھا معاف کر دینے کی سفارش کی - ولید نے حجاج کو لکھدیا کہ چونکہ یزید اور اوس کے خاندان والے سلیمان کے پاس ہیں - اس لئے میں اون کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا - تم بھی اوسے چھوڑ دو - اور اب آیندہ اوس کے بارہ میں کوئی خط وغیرہ مجھے نہ لکھنا -

جب حجاج پر یہ حقیقت منکشف ہوئی وہ بھی خاموش ہو رہا - ابو عیینۃ بن المہلب بھی حجاج کے پاس تھا اور اس سے بھی حجاج نے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کر رکھا تھا - مگر اب اوسے بھی اوس نے معاف کر دیا - اور نیز حبیب بن المہلب سے بھی درگذر کر دیا -

یزید سلیمان بن عبد الملک کے پاس آ کر فروکش ہو گیا - وہ اوسے لباس کے اوضاع سکھاتا تھا - اور عمدہ عمدہ کھانے اوس کے لئے تیار کرواتا اور بیش قیمت تحائف بھیجتا - اور اس میں شک نہیں کہ سلیمان بھی سب سے زیادہ یزید کی عزت و منزلت کرتا تھا - خود سلیمان کا یہ حال تھا کہ جو کوئی تحفہ یا عمدہ چیز اوس کے پاس آتی اوس میں سے آدھی ضرور یزید کو بھیجدیتا - بلکہ جو لونڈی سوائے خطیۃ الجاریۃ کے اوسے بھلی معلوم ہوتی یزید کے پاس بھیجدیتا - ان غیر معمولی مراسم کی اطلاع ولید کو ہوئی - ولید نے حارث بن مالک بن ربیعۃ الاشعری کو بلایا - اور حکم دیا کہ تم سلیمان کے پاس جاؤ - اور کہو کہ اے اپنے خاندان کے رسم و رواج کی مخالفت کرنے والے - امیر المومنین کو اس بات کا علم ہوا ہے کہ جو کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تمہارے پاس آتی ہے تم اوس میں سے آدھی یزید کے پاس

بھیجدیتے ہو۔ اور تمھاری لونڈیوں میں سے جو کوئی لونڈی تمھارے پاس آتی ہے اوس کے طہر کا زمانہ ابھی پورا بھی نہیں ہوتا کہ تم اوسے یزید کے پاس بھیجدیتے ہو۔ اور دیکھو حارث ان افعال پر تم اونھیں برا بھلا کہنا۔ اور لعنت ملامت کرنا۔ اور جو حکم تمھیں دیا جاتا ہے اوس کی لفظ بلفظ تعمیل کرنا۔

حارث نے کہا کہ میں ضرور ایسا کروں گا۔ اور مجھے کیا ڈر ہے میں تو صرف جناب کا پیامبر ہوں۔ ولید نے کہا تو اچھا جاؤ۔ اور یہ سب کچھ کہہ دو۔ اور اُن کے پاس ٹھہرے رہنا۔ میں اون کے دینے کے لیے انھیں کچھ تحائف بھیجوں گا۔ تم وہ چیزیں سلیمان کو دیکر اون کی رسید لے لینا اور پھر چلے آنا۔

حارث سلیمان کے پاس آئے۔ اوس وقت سلیمان کلام پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ حارث نے سامنے پہونچکر سلام کیا۔ مگر سلیمان نے جواب نہیں دیا۔ تلاوت سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا۔ اور پھر اوس کی طرف سر اوٹھا کر دیکھا۔ حارث نے وہ تمام باتیں اوس سے کہہ دیں۔ جن کے کہنے کے لئے ولید نے اونھیں بھیجا تھا۔ یہ باتیں سنکر سلیمان کا چہرہ غصہ سے بگڑ گیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ اگر تم پر کبھی میرا بس چلا تو تمھارے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ حارث نے کہا جناب والا اس میں میرا کیا قصور ہے میں تو صرف پیامبر ہوں۔ جو حکم مجھے ملا تھا اوس کی میں نے تعمیل کر دی۔

حارث سلیمان کے پاس سے چلے آئے۔ جب وہ چیزیں جو ولید نے سلیمان کو دینے کے لئے حارث کے پاس بھیجی تھیں آئیں تو انھیں لیکر حارث پھر سلیمان کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ جناب والا ان تحائف کی مجھے رسید دیدیجئے۔ سلیمان نے ڈانٹ کر کہا کہ مجھ سے رسید مانگنے کا تم کو کیا حق ہے۔ حارث نے کہا کہ اب میں دوبارہ اوسکے متعلق کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ میں کیا کروں بندگی بے چارگی، جیسا حکم مجھے دیا گیا تھا۔ اوسکی تعمیل کرنا مجھپر ضروری تھا۔ سلیمان چپ ہو گیا اور سمجھ گیا کہ حارث سچ کہہ رہا ہے۔

اب حارث سلیمان کے پاس سے نکل آئے۔ اور لوگ بھی اوٹھے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ جسقدر چیزیں آئی ہیں اون سب میں سے برابر نصف نصف اور ان

نوکروں میں سے بھی آدمی لیجاؤ اور یزید کو پہونچا دو۔ حارث کو معلوم ہو گیا کہ یزید کے بارے میں سلیمان پر اب کسی شخص کے کہنے سننے کا اثر نہیں ہو سکتا۔ یزید نو مہینے سلیمان کے ہمراہ رہا۔

سنہ ۹۵ ہجری بروز جمعہ ۲۱ ماہ رمضان المبارک کو حجاج نے انتقال کیا۔

## سنہ ۹۱ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ۔

اس سال عبد العزیز بن الولید موسم گرما کی مہم کے ساتھ کفار سے جہاد کرنے گیا۔ مسلمۃ بن عبد الملک اس مہم کا سپہ سالار تھا۔

مسلمۃ نے ترکوں سے جہاد کیا۔ آذربائجان میں در آیا اور باب تک پہونچ گیا۔ اور کئی قلعے اور شہر فتح کر لیے۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر نے اندلس پر چڑھائی کی۔ اور کئی شہر اور قلعے سر کیے۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے نیزک طرخان کو قتل کر ڈالا۔

اب یہاں سے پھر نیزک اور قتیبہ کی جنگ اور قتیبہ کی فتح کا واقعہ شروع ہوتا ہے۔

جب باشندگان ابرشہر۔ بیورد۔ سرخس اور ہرات جنھیں قتیبہ نے جہاد کے لیئے مدعو کیا تھا اوس کے پاس آگئے تو اب قتیبہ اس تمام جماعت کے ساتھ مرو روذ کی جانب بڑھا۔ مرو کی حکومت کا انتظام اوس نے دو شخصوں کے سپرد کر دیا۔ حمّاد بن مسلم کو فوجی کارروائیوں کا منتظم اور عبد اللہ بن الاہتم کو مالگزاری اور خزانہ کا مہتمم مقرر کیا مرو روز کے رئیس کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی خبر ہوئی اوس نے علاقہ فارس کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ قتیبہ مرو روذ آیا۔ وہاں کے رئیس کے دونوں لڑکوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور سولی پر چڑھا دیا۔ اس مقام سے قتیبہ نے طالقان کا رخ کیا۔ رئیس طالقان نے اونکی کوئی مزاحمت نہیں کی اور اس بنا پر قتیبہ نے بھی اوس کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں کی۔ طالقان کے علاقہ میں کچھ ڈاکو تھے۔ قتیبہ نے اونھیں قتل کرا کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمرو بن مسلم کو طالقان کا عامل مقرر کر کے خود قتیبہ نے

فاریاب کی راہ لی۔ بادشاہ فاریاب نے اظہار اطاعت اور عقیدت کے لئے شہر سے باہر نکل کر قتیبہ کا استقبال کیا۔ قتیبہ نے اوسکے طرز عمل کو نظر استحسان سے دیکھا۔ کسی شخص کے خلاف تلوار نہیں اوٹھائی۔ ایک باہلی کو فاریاب کا عامل مقرر کر دیا۔

رئیس جوزجان کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اوس نے اپنے علاقہ کو خیرباد کہکر پہاڑوں میں جاکر پناہ لی۔ جب قتیبہ جوزجان پہونچا باشندوں نے اوس کا استقبال کیا۔ اور اپنی اطاعت اور فرمان برداری کا یقین دلایا۔ قتیبہ نے اون کے طرز عمل کو پسند کیا۔ کسی شخص کو قتل نہیں کیا۔ عامر بن مالک الحمانی کو یہاں کا عامل مقرر کر کے بلخ آیا۔ اصبہند بلخ نے تمام باشندوں کے ساتھ قتیبہ کا استقبال کیا۔ ایک روز قتیبہ نے یہاں قیام کیا۔ اور اب پھر عبدالرحمن کے پیچھے چلا۔ درہ خلم پہونچا۔ یہاں آکر اوسے معلوم ہوا کہ نیزک اس درہ سے آگے نکل گیا ہے۔ اور مقام بغلان میں جاکر مورچے لگائے ہیں۔ مگر اوس نے درہ کے دہانہ اور اوس کے دوسرے تنگ مقامات پر کچھ فوج قتیبہ کی مزاحمت کے لئے متعین کردی تھی۔ اسی طرح درہ کے پیچھے ایک مستحکم قلعہ میں بھی کچھ جمعیت متعین تھی۔ عرصہ تک قتیبہ درہ کے دہانہ پر سر ٹکراتا رہا مگر اوسے کامیابی کا منھ تک دیکھنا نصیب نہوا۔ ایک تو درہ ہی بہت ہی تنگ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک پہاڑی ندی اوس میں سے بہتی تھی جو قدرتی محافظ تھی اور اس درہ کے راستہ کے علاوہ مسلمانوں کو اور کوئی ایسا راستہ معلوم نتھا جس کے ذریعہ وہ نیزک تک پہونچ سکتے۔ صرف ایک ہی راہ اور تھی جو بے آب وگیاہ بیابان سے ہوکر گزرتی تھی۔ مگر اوس راہ سے کسی بڑی فوج کا لیجانا تقریباً ناممکن سا تھا۔ اِن حالات میں قتیبہ اسی مقام پر سر پٹکتا رہا۔ کہ شاید کوئی تدبیر کارگر ہو جائے۔

قتیبہ اسی اودھیڑ بن میں تھا کہ روب اور سمنجان کا بادشاہ روب خان قتیبہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور اوس نے یہ کہکر کہ میں اس درہ کے علاوہ ایک اور ایسا راستہ بتاتا ہوں جس سے قلعہ کی پشت پر آپ پہونچ سکتے ہیں امان طلب کی

قتیبہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ رات کے وقت کچھ لوگوں کو اوس کے ساتھ کردیا۔ روب خان اس فوج کو درہ خلم کے پیچھے سے قلعہ پر لے آیا۔ مسلمانوں نے اوسی وقت رات کو جب کہ محافظین اور مدافعین میٹھی نیند سو رہے تھے قلعہ پر حملہ کردیا۔ اون میں سے بیشتر کو تہ تیغ کرڈالا۔ قلعہ کے محافظین میں سے جو بچے اونھوں نے اور نیز اون لوگوں نے جو درہ کے دھانہ پر متعین تھے راہ فرار اختیار کی۔ قتیبہ اور اوس کی فوج درہ سے گھس کر قلعہ میں آئی۔ اور قتیبہ سمنجان چلا گیا۔ اوس وقت نیزک بغلان سے فنج چاہ نامی چشمہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ سمنجان اور بغلان کے درمیان اگرچہ کچھ بیابان حائل تھا مگر وہ کچھ ایسا دشوار گزار نہ تھا۔

قتیبہ نے سمنجان میں چندے قیام کرکے نیزک کی طرف پیش قدمی کی۔ اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ نیزک کو ان سرداروں کی نقل و حرکت کی خبر ہوئی۔ اُس نے اپنی جائے قیام کو چھوڑ کر وادی فرغانہ کو طے کیا۔ اپنا تمام مال و اسباب کابل شاہ کے پاس بھجوادیا۔ اور خود کرز چلا آیا۔ مگر عبدالرحمن بھی عقاب کی طرح اوس کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا۔ یہ بھی کرز پہونچا۔ اور جو اوس کے تنگ اور دشوار گذار راستے تھے اون پر قابض ہوگیا۔

نیزک نے اوس مقام کو بھی چھوڑ کر اسیکشمت پر پڑاؤ کیا۔ اور اب اوس کے اور عبدالرحمن کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ نیزک مقام کرز میں قلعہ بند ہوگیا۔ اوس تک پہونچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا۔ اور وہ بھی اس قدر دشوار گذار تھا کہ کوئی جانور اوس سے نہیں گذر سکتا تھا۔ قتیبہ دو ماہ تک اوس کا محاصرہ کئے رہا۔ آخرکار نیزک کے پاس سامان خورونوش کی سخت قلت ہوگئی۔ اوس کی فوج میں مرض چیچک شائع ہوگیا۔ اور جبعویہ بھی چیچک میں مبتلا ہوگیا۔

دوسری جانب قتیبہ کو موسم سرما کے گذرنے کا خوف ہوا۔ اس لئے اُس نے سلیم الناصح کو بُلاکر کہا کہ تم نیزک کے پاس جاؤ۔ اور کسی نہ کسی طرح بغیر امان دئے ہوئے اوسے میرے پاس لے آؤ۔ اور اگر وہ کسی اور طرح آنے پر

راضی نہ ہو تو مجبوراً وعدۂ معافی دیدینا۔ اور خوب سمجھ لو کہ اگر میں نے تمھیں اوس کے بغیر واپس آتے دیکھا تو تمھیں پھانسی دیدوں گا۔ اس لئے جاؤ اور جو مناسب سمجھو کرو۔
سلیم نے کہا کہ آپ اس معاملہ کے متعلق ایک خط عبدالرحمٰن کو لکھدیجیے تاکہ وہ میری مخالفت نہ کریں۔ قتیبہ نے اوس کی درخواست منظور کر لی اور عبدالرحمٰن کو خط لکھدیا۔ سلیم عبدالرحمٰن کے پاس آیا۔ اور اوس سے کہا کہ آپ کچھ لوگوں کو درہ کے دہانہ پر متعین کر دیجیے تاکہ جب میں اور نیزک درہ سے باہر نکل آئیں تو یہ جماعت ہمارے اور درہ کے درمیان حائل ہو جائے۔
چنانچہ عبدالرحمٰن نے رسالہ کا ایک دستہ سلیم کے ساتھ کر دیا۔ اور انھیں حکم دیدیا کہ جہاں سلیم حکم دیں تم ٹھہر جانا۔
اب سلیم نیزک کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے ساتھ بہت سا کھانا جو کئی روز کے لئے کفایت کرتا اور عمدہ قسم کا ملیدہ وغیرہ بھی لیگیا تھا سلیم نیزک کے پاس پہونچا۔ نیزک نے شکایتہً کہا کہ آپ نے تو ہمیں بالکل چھوڑ ہی دیا۔ سلیم نے کہا کہ آپ یہ کیا اُلٹی بات کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کو چھوڑا یا آپ نے ہم سے سرکشی اور نافرمانی کی۔ اور آپ خود ہی اپنی تکالیف کے ذمہ دار ہیں۔ نیزک نے کہا پھر اب کیا کرنا چاہیے۔ سلیم نے کہا کہ بس یہی کیجیے کہ قتیبہ کے پاس چلے چلئے۔ آپ اوسے اچھی طرح پرکھ چکے ہیں۔ قطب از جا نمی جنبد کا مضمون ہے۔ وہ اپنے ارادہ سے باز آنے والا آدمی نہیں ہے اوس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ موسم سرما بھی یہیں بسر کریگا چاہے زندہ رہے یا تباہ ہو جائے۔
نیزک کہنے لگا کہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بغیر وعدۂ امان لئے اوس کے پاس چلا چلوں۔ سلیم نے کہا مگر چونکہ وہ آپ سے بہت ناراض ہے اس لئے مجھے توقع نہیں کہ وہ آپ کو امان دے۔ البتہ ایک یہی صورت ہے کہ چپ چپاتے چلے چلو اور اوس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھدو۔ چونکہ وہ نہایت ہی بامروت آدمی ہے امید ہے کہ اس ترکیب سے تمھاری جان بچ جائے۔

نیزک نے کہا کیا واقعی تمہاری یہی رائے ہے۔ سلیم نے کہا کہ بے شک
نیزک کہنے لگا مگر میرا دل نہیں مانتا۔ بلکہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ وہ میری صورت
دیکھتے ہی مجھے قتل کر ڈالیگا۔ اس پر سلیم نے کہا کہ میں تو آپ کو محض مشورہ
دینے کے لئے آیا تھا۔ اگر آپ میری تجویز پر عمل کریں گے تو مجھے امید ہے کہ
آپ بچ بھی جائینگے اور پھر آپ کی وہی پہلی عزت و منزلت قایم ہو جائے گی۔
اگر آپ نہیں مانتے تو آپ اپنی جگہ خوش رہیں میں واپس جاتا ہوں۔ نیزک نے
کہا اچھا کھانا تو کھاتے جائیے۔ یہ سنکر سلیم کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے
یہاں کھانا تیار نہیں ہوتا۔ اور ہمارے ساتھ کافی مقدار میں کھانا موجود ہے
سلیم نے فوراً کھانا منگوایا۔ خدمت گار بہت سا کھانا سامنے لائے۔ کھانا
اسقدر عمدہ اور وافر تھا کہ جب سے ترک محصور ہوئے تھے اونھیں نصیب ہی نہیں
ہوا تھا۔ دیکھنے کے ساتھ ہی مربھکوں کی طرح کھانے پر گرے۔ اور دیکھتے دیکھتے
چٹ کر گئے۔ اون کی اس ناشائستہ حرکت سے نیزک کو سخت رنج ہوا۔ اس
موقع پر سلیم نے نیزک سے کہا کہ دیکھو میں تمہارا سچا دوست ہوں۔ میں دیکھ رہا
ہوں کہ محاصرہ نے تمہارے ساتھیوں کو سخت مصائب میں مبتلا کر دیا ہے۔
اور اب مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا اور تمہارا یہی حال رہا
تو خود یہ لوگ تمھیں دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ
قتیبہ کے پاس چلے چلو۔ نیزک نے کہا کہ چاہے کچھ ہو میں بغیر وعدۂ امان
لئے تو کبھی اوس کے پاس نہ جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے تو یہ گمان غالب ہے کہ
وہ وعدۂ امان دیکر بھی مجھے قتل کر ڈالیگا۔ مگر خیر دل کی تسلی کے لئے وعدۂ امان
ضروری ہے۔

سلیم نے کہا کہ اچھا تمھیں امان دی جاتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم
میری بات پر شبہ نہ کروگے۔ نیزک نے کہا نہیں مجھے آپ پر اعتماد ہے۔
سلیم نے کہا تو اچھا پھر میرے ہمراہ چلئے۔ اس پر نیزک کے اور مصاحبین
نے بھی اوس سے کہا کہ تم سلیم کی بات کو مان لو۔ کیونکہ یہ ہمیشہ سچ بولتے رہے
ہیں۔ چنانچہ نیزک نے سواریاں منگوائیں۔ اور سلیم کے ہمراہ روانہ ہوا۔

جب پہاڑ کے درہ کے اوس موقع پر آیا جہاں سے ڈھلوان شروع ہوتا تھا تو نیزک نے سلیم سے کہا کہ چاہے کسی اور کو اپنی موت کا وقت معلوم نہ ہو مگر میں اپنی موت کے وقت کو جانتا ہوں۔ جب میں قتیبہ کو دیکھوں گا تو مجھے موت آجائے گی۔

سلیم نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ بھلا کیا امان دیکر وہ تم پر ہاتھ اوٹھائے گا۔ غرض کہ اب اوس جگہ سے سب کے سب سواریوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ نیزک کے ساتھ جیغو یہ بھی تھا جو اب مرض چیچک سے صحت یاب ہو چکا تھا۔ اور صول اور عثمان نیزک کے دونو بھتیجے اور صول طرخان جیغو یہ کا خلیفہ اور غنس طرخان نیزک کے محافظ دستہ کا افسر اعلیٰ بھی اوس کے ہمراہ تھے۔ جب یہ تمام جماعت درہ کو عبور کر آئی تو اوس رسالہ نے جسے سلیم نے پہلے سے یہاں پوشیدہ جگہ میں متعین کر رکھا تھا پیچھے سے نکل کر درہ کے دہانہ کو مسدود کر دیا۔ تاکہ اور ترک باہر نہ آسکیں۔ اسپر نیزک نے سلیم سے احتجاجاً کہا کہ یہ تو پہلے ہی آثار اچھے نظر نہیں آتے۔

سلیم نے کہا کہ تم اسکا کچھ خیال نہ کرو ان لوگوں کا پیچھے ہی رہ جانا تمہارے لئے اچھا ہے۔ بہرحال نیزک سلیم اور دوسرے ترک سردار جو درہ سے نکل آئے تھے یہ سب کے سب عبدالرحمن بن مسلم کے پاس آئے۔ عبدالرحمن نے ایک قاصد کے ذریعہ اون کے آنے کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عمرو بن ابی مہزم کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمن سے جاکر کہو کہ وہ اون سب لوگوں کو میرے پاس لے آئیں۔ عبدالرحمن سب کو لیکر آیا۔ قتیبہ نے نیزک کے ساتھی دوسرے ترک سرداروں کو قید کرادیا اور نیزک کو ابن بسام اللیثی کی نگرانی میں دیدیا۔ اور حجاج سے نیزک کے قتل کرنے کی اجازت منگوائی۔ ابن البسام نے نیزک کو ایک حجرہ میں نظر بند کر دیا۔ اوس حجرہ کے گرد خندق کھدوادی۔ اور پہرہ مقرر کر دیا۔

قتیبہ نے معاویہ بن عامر بن علقمۃ العلیمی کو کرز بھیجا معاویہ کو کرز میں جسقدر مال غنیمت اور جسقدر قیدی ملے وہ اونہیں قتیبہ کے پاس لے آیا۔ قتیبہ نے

تمام اسیران جنگ کو قید کر دیا۔ اور اُن کے متعلق حجاج کے آخری احکام کا منتظر رہا۔ چالیس روز کے بعد حجاج کا خط آیا جس میں نیزک کو قتل کر دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ قتیبہ نے نیزک کو بلا کر پوچھا کہ کیا میں نے یا عبدالرحمٰن نے یا سلیم نے تم سے وعدۂ معافی کیا ہے؟ نیزک نے کہا کہ جی ہاں سلیم نے مجھ سے وعدۂ معافی کیا تھا۔ قیتبہ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کہہ کر قیتبہ دربار سے اوٹھ کر چلا گیا۔ اور نیزک پھر محبوس کر دیا گیا۔ اسکے بعد قیتبہ تین دن تک اپنے مکان سے باہر نہیں نکلا اب لوگوں میں نیزک کی قسمت کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ قیتبہ کے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ اوسے قتل کرے۔ دوسرے اوس کے قتل کر دینے کے حامی تھے۔ چوتھے دن قیتبہ نے دربار عام منعقد کیا۔ اور نیزک کے متعلق لوگوں سے مشورہ لیا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ اوسے قتل کر ڈالئے۔ دوسرے صاحب بولے کہ چونکہ آپ اوس سے عہد کر چکے تھے اس لئے اوسکی جان نہ لیجئے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرتا رہے گا۔ اسی بحث و مباحثہ کے درمیان ضرار بن حصین الضّبّی بھی دربار میں آئے۔ قیتبہ نے اون سے پوچھا کہ کہو ضرار تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔

ضرار نے کہا کہ میں نے یہ بات سنی تھی کہ جناب والا نے خدا سے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اگر آپ کا کبھی نیزک پر قابو چلا تو آپ اوسے قتل کر دیں گے۔ اس لئے اگر آپ اپنے اس عہد پر جو آپ نے خدا سے کیا تھا قایم نہ رہیں گے تو یاد رکھئے کہ اب کبھی اوس کے مقابلہ میں خدا آپ کی امداد نہیں کرے گا۔ قیتبہ دیر تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ اور پھر کہنے لگا کہ اگر میری زندگی کی صرف اتنی ہی مدت باقی ہو کہ میں ان تین جملوں کو ادا کر سکوں تو میں یہی حکم دوں گا کہ اسے ضرور قتل کر ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ چنانچہ نیزک کو سامنے بلا کر قتل کا حکم سنا دیا گیا۔ اور نیزک اور اوسکے ساتھ اور سات سو ترک تہ تیغ کر ڈالے گئے۔

گر باہلی یہ کہتے ہیں کہ نہ تو قیتبہ نے اور نہ سلیم نے نیزک سے کسی قسم کا کوئی وعدۂ معافی کیا تھا۔ جب قیتبہ نے اوس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اوسے

سامنے بلایا۔ ایک حنفی تلوار منگوائی۔ تلوار نیام سے باہر کی۔ آستین چڑھائی۔ اور اپنے ہی ہاتھ سے اوسکی گردن ماردی۔ عبدالرحمن کو حکم دیا کہ تم صول کو قتل کرو۔ عبدالرحمن نے حکم کی تعمیل کردی۔ اسی طرح صالح نے عثمان (یا شقران) کو قتل کیا۔ جو نیزک کا بھتیجا تھا۔ قتیبہ نے بکر بن حبیب السہمی الباہلی سے پوچھا کہئے آپ میں کچھ قوت ہے؟ بکر نے جواب دیا کہ جی ہاں ہے۔ اور میں چاہتا بھی ہوں بکر میں کچھ بدوؤں کی خصلتیں بھی تھیں۔ اسپر قتیبہ نے اوس سے کہا کہ اچھا آپ اُن دوسرے گنواروں کو سنبھالئے چنانچہ جب کوئی کافر سامنے لایا جاتا تھا بکر اوسے تہ تیغ کردیتا۔ اور کہتا کہ موت کے گھاٹ آؤ مگر یہاں سے واپس زندہ نہ جاؤ"۔ اسی طرح باہلیوں کے بیان کے مطابق اوس روز بارہ ہزار ترک قتل کرڈالے گئے۔

نیزک اور اوس کے دونوں بھتیجوں کو اسکمشت کے ایک چشمہ آب کی تہ میں جس کا نام وخش خاشان تھا سولی پر لٹکا دیا گیا۔

قتیبہ نے نیزک کے سر کو محفن بن جزء الکلابی اور سوار بن زہدم الجرمی کے ہاتھ حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اسپر حجاج نے کہا کہ قتیبہ کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کے ہاتھ نیزک کا سر بھیجتا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ نیزک ابھی قید ہی میں تھا کہ قتیبہ نے اوسے بلا کر پوچھا کہ شذ اور سبل کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا اگر میں اونھیں بلا بھیجوں تو وہ آئیں گے یا انکار کردیں گے۔ نیزک نے کہا کہ نہیں آئیں گے قتیبہ نے اون دونوں کو بلایا اور وہ آئے۔ جب وہ آگئے تو اب اوس نے نیزک اور جیغویہ کو بھی دربار میں طلب کیا۔ آکر دیکھتے کیا ہیں کہ شذ اور سبل قتیبہ کے روبرو کرسیوں پر متمکن ہیں۔ نیزک اور جیغویہ بھی اون کے مقابل بیٹھ گئے شذ نے قتیبہ سے کہا کہ اگرچہ جیغویہ میرے دشمن ہیں مگر چونکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے ہیں۔ اور وہ بادشاہ ہیں اور میری حیثیت اون کے مقابلہ میں غلام کی ہے اس لئے آپ مجھے اون کے قریب جانے کی اجازت دیجئے۔ قتیبہ نے اجازت دیدی۔ شذ نے جیغویہ کے پاس جاکر اوس کا ہاتھ چوما۔ اور سجدہ کیا۔ پھر شذ نے قتیبہ سے سبل کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی۔ قتیبہ نے

اجازت دیدی۔ اور شنذ نے سبل کے پاس جاکر اوس کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیا۔
نیزک نے بھی قتیبہ سے اجازت طلب کی کہ آپ مجھے شنذ کے قریب جانیکی اجازت دیجئے کیونکہ میں اون کا ادنیٰ خادم ہوں۔ قتیبہ نے اوسے بھی اجازت دیدی۔ اور نیزک نے اوس کے قریب جاکر اوسکے ہاتھ کو بوسہ دیا۔
اب قتیبہ نے شنذ اور سبل کو اپنے اپنے علاقہ واپس چلے جانے کی اجازت دیدی۔ یہ دونوں واپس چلے گئے۔ اور قتیبہ نے حجاج الیقنی کو جو خراسان کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے شنذ کے دربار میں اپنا معتمد (ریزیڈنٹ) مقرر کردیا۔
جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کرڈالا تو عابس الباہلی کے آزاد غلام زبیر نے نیزک کے ایک جوتہ کو اوٹھالیا جس میں نہایت بیش بہا جواہرات لگے ہوئے تھے۔ انھیں جواہرات کی بدولت زبیر اوس علاقہ کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دولت مند بن گیا۔ اور اپنی تمام عمر اچھی طرح مرفہ الحالی میں بسر کی۔ ابی داؤد کے دور صوبہ داری میں کابل میں اِس نے وفات پائی۔
قتیبہ نے جیغویہ کو البتہ معاف کردیا۔ اور اوسے ولید کے پاس بھیجدیا جیغویہ ولید کی وفات تک پھر شام ہی میں مقیم رہا۔
اپنے بھائی عبدالرحمن کو بلخ کا عامل مقرر کرکے خود قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔ مگر نیزک کے اس طرح قتل کردینے پر لوگوں میں یہ چرچا ہونے لگا کہ قتیبہ نے دھوکہ سے نیزک کو قتل کیا۔ اسپر ثابت بن قطنہ نے یہ شعر بھی کہا ؎

لا تحسبن الغدر حزماً فربما ترقت به الاقدامُ یوماً فزلت

(ترجمہ) تم بدعہدی کو تدبیر ہرگز نہ سمجھنا۔ بسا اوقات لوگ اوس کے ذریعہ بام عروج و ترقی پر پہونچتے ہیں۔ مگر یہ ترقی نہایت ہی ناپائدار ثابت ہوتی ہے۔ اور پھر اونھیں قعر مذلت میں گرنا پڑتا ہے۔

حجاج قتیبہ کے متعلق کہا کرتا تھا کہ جب میں نے اوسے صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا تو یہ ایک بالکل ناتجربہ کار نوجوان تھا۔ مگر اُس اثناء میں میں تو اوس سے ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھا۔ حالانکہ وہ مجھ سے گزوں آگے نکل گیا ہے۔

نیزک کے قتل کے بعد جب قتیبہ مرو واپس آنے لگا تو اب وہ بادشاہ جوزجان کی جو اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا تلاش میں چلا۔ بادشاہ نے قاصد کے ذریعہ امان طلب کی۔ قتیبہ نے اِس شرط پر امان دینے کا اقرار کیا کہ بادشاہ خود میرے پاس آئے۔ اور صلح کرے۔ اوسپر بادشاہ جوزجان نے کہا کہ میں آپ کے پاس یرغمال بھیجے دیتا ہوں اور آپ میرے پاس اپنے کچھ لوگوں کو بطور یرغمال بھیج دیجئے۔ چنانچہ قتیبہ نے حبیب ابن عبداللہ بن عمرو بن حصین الباہلی کو بادشاہ جوزجان کے پاس بھیجدیا۔ اور بادشاہ نے اپنے کنبہ کے بعض لوگوں کو قتیبہ کے پاس بھیجدیا۔

بادشاہ جوزجان حبیب کو اپنے ایک قلعہ میں نظر بند کر کے قتیبہ کے پاس آیا۔ صلح کی۔ واپس چلا۔ اور طالقان پہونچکر مر گیا۔ اہل جوزجان کہنے لگے کہ مسلمانوں نے اوسے زہر دیدیا۔ اور اِسی خیال کی بنا پر اونھوں نے حبیب کو قتل کر ڈالا۔ اوس کے معاوضہ میں قتیبہ نے بادشاہ جوزجان کے یرغمالوں کو قتل کر ڈالا۔

نیز اسی ۹۱ھ ہجری میں قتیبہ نے شومان۔ کس۔ اور نسف پر دوبارہ جہاد کیا۔ اور طرخان سے صلح کی۔

ان تمام مہموں کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے:۔

فیلشب یا جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہے غیلستان شومان کے بادشاہ نے قتیبہ کے عامل کو نکال باہر کیا۔ اور وہ زر خراج جس کی باقاعدہ سالانہ ادائی پر قتیبہ سے اور اوس سے صلح ہوئی تھی اوسکی ادائی بھی روک دی۔ قتیبہ نے عیاش الغنوی اور خراسان کے ایک اور عابد و زاہد شخص کو اس غرض سے ملک شومان کے پاس بھیجا کہ یہ لوگ اوسے جا کر سمجھائیں کہ وہ رقم خراج ادا کردے۔

یہ دونوں اوس کے شہر کے سامنے آئے شومان والوں نے شہر سے باہر آتے ہی اون پر تیر اندازی شروع کر دی۔ وہ خراسانی صاحب تو واپس چلے گئے۔ مگر عیاش برابر اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ اور کہنے لگے کہ کیا اس شہر میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ ایک مسلمان باہر نکل کر آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں فرمائیے آپ کیا چاہتے ہیں عیاش نے اوس سے کہا کہ تم میرے پیچھے

آجاؤ اور میری پشت بچاتے جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص پیچھے کھڑا ہوگیا۔ اس کا نام مہلب تھا۔ اب عیاش نے کفار پر حملہ کیا۔ اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔ مگر اون مسلمان صاحب ہی نے پیچھے سے حملہ کرکے عیاش کو قتل کرڈالا۔ عیاش کے جسم پر ساٹھ زخم آئے تھے خود ترکوں کو اون کے قتل کا بہت رنج ہوا۔ اور وہ کہنے لگے۔ افسوس ہے کہ ہم نے ایک بڑے بہادر آدمی کو ہلاک کرڈالا۔

قتیبہ کو اس واقعہ کا علم ہوا وہ خود اون کے مقابلہ کے لئے بلخ کے راستہ سے بڑھا۔ جب بلخ پہونچا تو اپنے بھائی عبدالرحمن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ اور عمر بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔

چونکہ ملک شومان اور صالح بن مسلم آپس میں دوست تھے اس لئے صالح نے ایک شخص کے ذریعہ ملک شومان سے کہلا بھیجا کہ تم پھر قتیبہ کی اطاعت کرلو۔ اور اوسکی خوشنودی حاصل کرلو۔ اور اوس کی یہی صورت ہے کہ صلح کرلو۔ ملک شومان نے صلح کرنے سے انکار کردیا۔ اور صلح کے قاصد سے کہا کہ تم مجھے جو قتیبہ سے ڈراتے ہو میں اوس کی کیا حقیقت سمجھتا ہوں جسقدر مضبوط اور ناقابل تسخیر میرا قلعہ ہے ایسا کسی اور رئیس کے پاس نہیں۔ جب میں اوس کے بلند ترین برج سے تیر چلاتا ہوں تو باوجود اس کے کہ میری کمان بھی نہایت ہی سخت اور میں خود بھی زبردست تیرانداز ہوں مگر پھر بھی میرا تیر میرے قلعہ کی نصف مسافت تک نہیں پہونچتا۔ تو میں اب قتیبہ کی کیا پرواکرتا ہوں۔

قتیبہ بلخ سے چلکر دریا کو عبور کرکے شومان کے سامنے پہونچا۔ ملک شومان نے مدافعت کی پہلے ہی سے تیاریاں کررکھی تھیں۔ قتیبہ نے شہر کے مقابلہ میں منجنیقیں نصب کردیں۔ اور سنگ اندازی کرکرکے اوسے منہدم کردیا۔ ملک شومان نے جب دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے چلا اوس نے اپنا تمام قیمتی سامان اور زر وجواہر منگواکر ایک کنویں میں ڈلوادیا۔ جو قلعہ کے وسط میں واقع تھا۔ اور جسکی گہرائی کی انتہا نہ تھی۔ اس کے بعد اوس نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اب کھلے میدان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکل آیا۔ جنگ ہوئی۔ بادشاہ شومان مارا گیا۔ قتیبہ نے بزور شمشیر

قلعہ مسخر کرلیا۔ تمام جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا۔ اور اون کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا کر باب الحدید کی راہ سے واپس آکر کس اور نسف کی طرف بڑھا۔ حجاج نے قتیبہ کو پہلے ہی حکم دیدیا تھا کہ تم کس کے خلاف کوئی چال چلو۔ نسف کو تباہ کر ڈالو۔ اور بہت زیادہ احتیاط سے بچو چنانچہ قتیبہ نے کس اور نسف کو فتح کرلیا۔ اہل فریاب نے مقابلہ کی تیاری کی۔ قتیبہ نے اوسے جلا ڈالا۔ اور اسی وجہ سے بعد میں اس شہر کا نام محترقہ رکھ دیا گیا۔

قتیبہ نے کس اور نسف سے اپنے بھائی عبدالرحمن کو سغد کی طرف بھیجا تاکہ طرخون سے مقابلہ کرے۔ عبدالرحمن نے وہاں سے روانہ ہو کر عصر کے وقت ترکوں کے قریب ہی ایک وادی میں آکر پڑاؤ کیا۔ یہاں اوس کی فوج نے شراب تیار کی۔ اور خوب پی پلا کر بدمستیاں کرنے لگے کوئی فوجی نظام قایم نہ رہا عبدالرحمن نے اپنے خاندان کے آزاد غلام ابو مرضیہ کو حکم دیا کہ تم جا کر لوگوں کو شراب پینے سے منع کرو۔ ابو مرضیہ نے ڈنڈے سے لوگوں کو مارنا شروع کیا اور اون کے جام اور قدحے توڑ ڈالے۔ تمام شراب اوس نالے میں بہنے لگی۔ اور اسی وجہ سے اوس نالہ کا نام مرج النبیذ پڑ گیا۔

عبدالرحمن نے طرخون سے وہ رقم خراج جو طرخون اور قتیبہ کے درمیان صلح ہوئی تھی لے لی۔ اور طرخون کے جو لوگ بطور یرغمال اوسکے پاس تھے وہ واپس دیدئے۔ اور اب عبدالرحمن واپس پلٹا۔ بخارا آیا۔ ابھی قتیبہ بھی بخارا ہی میں تھا کہ عبدالرحمن اوس سے آملا۔ اور پھر یہ دونوں مرو واپس پلٹ آئے۔

اس صلح پر اہل سغد نے طرخون سے کہا کہ تو نے جزیہ دیکر اپنی ذلت قبول کی ہے۔ اور تو اب بہت زیادہ ضعیف العمر بھی ہو گیا ہے ہم اب تجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے۔ طرخون نے کہا تو بہتر ہے جسکو تم پسند کرو اپنا بادشاہ بنالو۔ اہل سغد نے غوزک کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اور طرخون کو قید کر دیا۔ اس قید کی ذلت کے احساس پر طرخون کہنے لگا کہ قید کے بعد اب دوسرا درجہ قتل ہے۔ آج ان لوگوں نے مجھے قید کیا ہے کل قتل کر دیں گے۔ بہتر ہے کہ میں اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالوں تاکہ مزید ذلت سے

بچ سکوں۔ اور دوسرے کا ہاتھ مجھے نہ لگے۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار پر اپنا پورا بوجھ ڈال دیا۔ تلوار سینہ سے پشت کے پار نکل گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ اہل سغد نے طرخون کے ساتھ یہ حرکت اوس وقت کی جب کہ قتیبہ سجستان چلے آئے تھے۔ اور اُسی وقت میں اونھوں نے غوزک کو اپنا رئیس بنا لیا۔

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ نے بادشاہ شومان کا محاصرہ کرلیا۔ اوسکے قلعہ کے سامنے منجنیقیں نصب کردیں۔ اور ایک اور منجنیق فحجاذ ناحی نصب کی۔ جس کا پہلا پتھر قلعہ کی دیوار پر پڑا۔ دوسرا شہر میں گرا اور پھر برابر شہر میں پتھر گرتے رہے۔ اوس کا ایک پتھر بادشاہ کے دیوان خانہ میں گرا جس سے ایک شخص مقتول ہوا۔ قتیبہ نے بزور شمشیر قلعہ مسخر کرلیا۔ اور پھر کس اور نسف کی طرف واپس پلٹا۔ اور وہاں سے بخارا آیا۔ بخارا کے قریب ایک ایسے گاؤں میں اوس نے قیام کیا جس میں ایک دیول اور ایک آتشکدہ تھا۔ اور اُس میں کچھ مور بھی تھے۔ اسی وجہ سے اس پڑاؤ کا نام منزل الطواویس رکھدیا گیا۔

قتیبہ یہاں سے روانہ ہوکر سغد کی طرف چلا۔ تاکہ طرخون سے زر خراج وصول کرے۔ وادی سغد کی خوبصورتی اور اوس کے دل فریب منظر کو دیکھکر قتیبہ سے نہ رہا گیا۔ اور اوس نے بے ساختہ اوس کی تعریف میں دو شعر کہے۔

قتیبہ طرخون سے زر خراج لیکر بخارا آیا۔ بخارا کی ریاست پر ایک نوجوان رئیس زادہ کو بادشاہ بنایا۔ بخارا کے ایسے لوگوں کو قتل کرڈالا جن کے متعلق خوف تھا کہ یہ اِس نوجوان بادشاہ کی مخالفت کریں گے پھر آمل کے راستہ مرو واپس آگیا۔

باہلی بیان کرتا ہے کہ لوگ ابھی اپنے شراب کے برتنوں کو بھی نہ توڑ سکے تھے کہ قلعہ فتح ہوگیا۔

اسی سنہ میں ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ خالد ولید کی وفات تک مکہ کا گورنر رہا۔

خالد نے مکہ کی گورنری کا جائزہ لیکر حسب ذیل تقریر لوگوں کے سامنے کی

"آپ لوگ ایسے شہر کے باشندے ہیں جو خداوند عالم کے تمام شہروں میں باعتبار اپنی حرمت و تقدس کے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ وہی شہر ہے جسے بیت اللہ کے لیئے خدا نے انتخاب کیا۔ اور مستطیع اصحاب پر اوس کا حج فرض کیا۔ اس لیئے آپ لوگ اطاعت گذار رہیں۔ اور اتحاد قومی کی تنظیم میں منسلک رہیں۔ بے بنیاد شبہات سے محترز رہیئے۔ اور یاد رکھیئے کوئی ایسا شخص جو اپنے حاکم اعلیٰ پر نکتہ چینی کریگا اور میرے سامنے پیش کیا جائے گا میں اوسے اوسی جرم میں پھانسی پر لٹکا دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے جسے مناسب خیال کیا اوسے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس لئے آپ کو اون کے احکام اور معاملات میں چون وچرا کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ جو وہ حکم دیں اوس کے سامنے سر تسلیم خم کیجیئے۔ اور تعمیل کیجیئے۔ میں آپ لوگوں کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے یہ علم ہوا ہے کہ ہمارے بعض مخالفین آپ لوگوں کے پاس آتے ہیں اور یہاں ٹھیرتے ہیں۔ آیندہ سے آپ کسی ایسے شخص کو اپنے ہاں نہ ٹھہرائیے جس کے متعلق خلافت حاضرہ کی مخالفت کا شبہ تک بھی ہو۔ ورنہ یاد رکھیئے کہ جس شخص کے مکان میں کوئی مشتبہ شخص مقیم پایا جائیگا وہ مکان زمین سے ملا دیا جائیگا۔ اس لئے جو لوگ آپ کے یہاں ٹھہریں اونکی اچھی طرح دیکھ بھال کر لیا کیجیے۔ قومی اتحاد کو قایم رکھیئے۔ اطاعت شعار رہیئے کیونکہ پھوٹ بہت بری بلا ہے۔"

ابو حبیبہ کہتے ہیں کہ میں اوسی زمانہ میں عمرہ کرنے مکہ گیا۔ اور بنی اسد جو خاندان زبیر کے طرفداروں میں تھے اون کے مکانات میں جا کر ٹھہرا۔ مجھے کچھ معلوم ہی نہ تھا کہ ایک دم خالد نے مجھے بلایا۔ میں اوس کے پاس گیا۔ خالد نے میرا وطن پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں مدینہ کا باشندہ ہوں۔ خالد کہنے لگا تو پھر تم ایسے لوگوں کے پاس جو ہمارے مخالف ہیں کیوں مقیم ہوئے؟ میں نے کہا کہ میں یہاں صرف ایک یا دو دن ٹھہروں گا۔ اور پھر اپنے مکان واپس چلا جاؤں گا۔ اور میں خلیفۂ وقت کے مخالفین میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو اُن لوگوں میں ہوں جو اون کی حکومت کی تعظیم کرتے ہیں بلکہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ جو خلافت

کا منکر ہو وہ ہلاک ہو جائے گا۔
میری تقریر سنکر خالد نے کہا کہ تمھارے وہاں ٹھہرنے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ ایسے لوگوں کا وہاں قیام کرنا ٹھیک نہیں ہے جو خلیفۂ وقت کے مخالف ہوں۔ میں نے کہا معاذاللہ مجھے ایسے لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔ ایک روز میں نے خالد کو یہ کہتے سنا کہ یہ جانور جو حرم میں بسیرا لیتے ہیں اگر یہ بول سکتے اور ہماری اطاعت کا اقرار نہ کرتے تو میں انھیں بھی یہاں سے نکال دیتا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ بیت اللہ میں صرف وہی لوگ رہیں اور وہی اوس کی حرمت سے متمتع ہوں جو ہمارے مطیع ہوں۔ اور خاندانِ خلافت اور اوس کے عہدہ داروں کے مخالف نہوں۔ اوس پر میں نے کہا کہ جنابِ والا بجا اور درست فرماتے ہیں۔
سنہ ۹۱ ہجری میں خود ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ جب ولید کے حج کے لئے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز نے قریش کے دس آدمیوں کو حکم دیا کہ میرے ساتھ امیرالمومنین کے استقبال کو چلیں چنانچہ دس آدمی جنمیں ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام اور اون کے بھائی محمد بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ جن کے ساتھ اور بھی خدم و حشم تھا سویدا تک آئے۔ یہ سب لوگ سواریوں پر سوار تھے۔ جب ولید سامنے آیا اور وہ بھی گھوڑے پر سوار تھا تو حاجب نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ امیرالمومنین کی خاطر سواریوں سے اوتر پڑیں۔ سب لوگ اوتر پڑے۔ مگر پھر خود ولید نے اونھیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کو اپنے پاس بلایا۔ عمر بن عبدالعزیز ولید کے جلو میں اوسکے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ اور اسی طرح یہ تمام جماعت مقام ذی خشب پر آکے فرو کش ہوئی۔
یہاں وہ تمام اصحاب جو استقبال کے لئے آئے تھے پیش کئے گئے۔ ایک ایک شخص آتا تھا اور سلام کرتا جاتا تھا۔ ولید نے کھانا منگوایا۔ ان سب اصحاب نے بھی اوسی کے ساتھ کھانا کھایا۔ شام کے وقت ولید یہاں سے روانہ ہوکر مدینہ آیا۔ صبح کو مسجد نبوی دیکھنے کے لئے گیا۔ جس قدر لوگ اسوقت

مسجد میں موجود تھے سب نکالدئے گئے۔ البتہ سعید بن المسیب اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اور اُن کے رتبہ کے اعتبار سے کسی سپاہی کو بھی یہ جراءت نہ ہو سکی کہ وہ اونھیں اوٹھا دیتا۔ سعید اپنے مصلی پر دو معمولی چادریں جن کی قیمت پانچ درہم ہوگی زیب تن کئے بیٹھے تھے کسی شخص نے اون سے درخواست کی کہ آپ اوٹھ جائیں۔ سعید نے کہا کہ جو میرا اوٹھنے کا وقت ہے اوس سے پہلے تو میں ہرگز نہ اوٹھوں گا۔ پھر اون سے کہا گیا کہ اچھا آپ امیر المومنین کو سلام تو کریں۔ سعید کہنے لگے کہ میں خود تو اون کے پاس اوٹھکر سلام کرنے نہیں جاؤں گا۔

اب حضرت عمر بن عبد العزیز کا یہ حال ہے کہ وہ ولید کو مسجد میں اِدھر اُدھر پھرا رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اوس کی نظر سعید پر اوس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ یہ اوٹھ نہ جائیں۔ مگر اچانک ولید کی نظر قبلہ کی طرف اوٹھی اوس نے پوچھا کہ یہ کون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ سعید بن المسیب تو نہیں ہیں؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا جی ہاں یہی سعید بن المسیب ہیں۔ اور اون کا یہ حال ہے اگر اونھیں معلوم ہوتا کہ آپ اس وقت مسجد نبوی میں موجود ہیں تو وہ خود ضرور اوٹھکر آپ کے سلام کو آتے۔ اور اونھیں دکھائی بھی کم دیتا ہے۔ ولید نے کہا اچھا ہمیں اون کا حال معلوم ہوا ہم خود اون کے پاس جائینگے اور سلام کریں گے۔

ولید نے تمام مسجد کا چکر لگایا۔ روضۂ اطہر پر آکر کھڑا ہوا۔ پھر سعید کے پاس آیا۔ اور اون کی مزاج پرسی کی۔ سعید نہ کھڑے ہوئے۔ اور نہ اونھوں نے اپنی جگہ سے جنبش کی۔ البتہ مزاج پرسی کے جواب میں کہا کہ الحمد للہ میں خیریت سے ہوں۔ امیر المومنین کا مزاج کیسا ہے اور کیا حال ہے؟ ولید نے بھی کہا کہ الحمد للہ میں خیریت سے ہوں۔ اس قدر گفتگو کے بعد ولید وہاں سے پلٹ آیا۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اب یہی سلف صالحین کا ایک نمونہ باقی رہ گئے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ امیر المومنین بجا فرماتے ہیں۔

ولید نے مدینہ طیبہ میں بہت سے عجمی لونڈی غلام اور سونے چاندی کے

برتن اور نقد روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ جمعہ کے دن خطبہ بھی پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔

ولید نے مسجد نبوی میں حضور انور کے ممبر پر چڑھکر ایام حج میں جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ ممبر سے مسجد کے اندرونی صحن کی آخری دیوار تک فوج کی دو صفیں تھیں۔ اون کے ہاتھوں میں شاہی عصا اور کندھوں پر گرز تھے۔ ولید ایک معمولی چوغا اور ٹوپی پہنے منبر پر چڑھا۔ کوئی شال اوسپر نہ تھی منبر پر چڑھکر تمام لوگوں کو سلام کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ موذن کو اذان دینے کی اجازت دی۔ جب اذان ختم ہوئی تو پہلا خطبہ بیٹھے بیٹھے اور دوسرا خطبہ کھڑے ہوکر پڑھا۔

اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے رجا بن حیوۃ سے ملکر پوچھا کہ آیا اس خاندان کا یہی طرز عمل ہے۔ رجا نے کہا ہاں۔ معاویہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اور اُن کے بعد اور تمام اس خاندان کے خلیفہ ایسا ہی کرتے آئے ہیں میں نے کہا کیا آپ نے اس معاملہ میں کبھی اون سے گفتگو نہیں کی؟ رجا کہنے لگے کہ قبیصہ بن ذوئیب مجھ سے بیان کرتے تھے کہ اونھوں نے عبدالملک سے اس کے متعلق اعتراض کیا تھا۔ مگر اوس نے کسی قسم کی تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت عثمانؓ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اوسپر میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے تو ہمیشہ کھڑے ہوکر ہی خطبہ دیا ہے۔ رجا کہنے لگے مگر کیا کیا جائے ان لوگوں سے اسی طرح بیان کیا گیا۔ اور اب اسی پر اُن کا عمل ہے۔

اسحٰق کہتے ہیں کہ تمام خلفاء بنی امیہ میں ولید جیسا رعب داب اور تمکنت میں نے کسی میں نہیں دیکھی۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ولید مسجد نبوی کے لئے خوشبوئیں اور انگیٹھی بھی لایا اور احرام بیت اللہ بھی لایا تھا۔ احرام مسجد نبوی میں کھول کر پھیلا دیا گیا۔ نہایت ہی بیش بہا دیباج کا بنا ہوا تھا۔ ایک دن پھیلا رہا۔ پھر لپیٹ کر اوٹھا لیا گیا۔ اور ولید ہی نے اس سال حج کرایا۔ اس سال سوائے مکہ معظمہ کے باقی اور تمام صوبوں پر وہی لوگ عامل اور صوبہ دار تھے جو ۹۰ھ ہجری میں تھے۔

البتہ واقدی کے بیان کے مطابق خالد بن عبداللہ القری اس سال مکہ کا گورنر تھا۔ مگر اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اِس سال بھی مکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہی کے تحت تھا۔

## سنہ ۹۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

مسلمہ نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ تین قلعے سر کئے اور اہل سوسنہ کو رومیوں کے اندرونی علاقہ میں جلاوطن کر دیا۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام طارق بن زیاد نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ اندلس پر حملہ کیا۔ اور بادشاہ اندلس سے اوسکا مقابلہ ہوا۔ واقدی کا دعویٰ ہے کہ اس بادشاہ کا نام اور رینوق تھا درا ڈرک، جو اہل اصبہان میں سے تھا۔ اور یہ عجمی بادشاہان اندلس تھے۔ طارق نے اپنی پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ادھر سے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھکر حملہ آور ہوا۔ اوسکے سر پر تاج جواہر نگار دھرا تھا۔ ہاتھوں میں فولادی دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ اور وہ تمام مرصع زیورجن کے جنگ کے موقع پر پہننے کا اون کے شاہان پیشیں سے دستور چلا آتا تھا اوسکے جسم پر سجے ہوئے تھے۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی داد مردانگی او رشجاعت دی۔ اور نہایت سخت رن پڑا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اور رینوق کو ہلاک کیا۔ اور سنہ ۹۲ ہجری میں اندلس فتح کیا گیا۔

بعض اہل سیر کے بیان کے مطابق اسی سال قتیبہ نے رتبیل الاعظم اور زابل کے ارادہ سے دسیستان پر چڑھائی کی۔ جب قتیبہ سیستان پہونچ گیا رتبیل کے سفرا پیام صلح لائے۔ قتیبہ نے درخواست صلح کو منظور کر لیا۔ اور عبدربہ بن عبداللہ بن عمیر اللیثی کو وہاں کا عامل مقرر کر کے خود واپس چلا آیا۔

اسی سنہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جو مدینہ کے عامل تھے حج کرایا۔ اور نیز اس سنہ میں بھی مختلف ممالک کے وہی لوگ ارباب حل و عقد تھے جو سنہ ما سبق میں تھے

## سنہ ۹۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

عباس بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور شہر سسطینہ

فتح کیا۔ نیز مروان بن الولید رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے خنجرہ تک جا پہونچا۔ اور مسلمہ بن عبد الملک نے جدید قلعے۔ غزالہ۔ اور برجمہ کو عطیہ کی سمت سے پیش قدمی کر کے مسخر کیا نیز اسی سال قتیبہ نے ملک خام جرد کو قتل کرنیکے بعد شاہِ خوارزم سے تجدید صلح کی۔ اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب حسب ذیل ہیں:۔

چونکہ بادشاہ خوارزم بہت ضعیف العمر تھا۔ اس لئے اُس کے چھوٹے بھائی خرزاد نے انتظام سلطنت پر کلیتہً قبضہ کر رکھا تھا۔ جیسا چاہتا کرتا۔ اگر اوسے خبر لگتی کہ بادشاہ کے طرفداروں میں سے کسی کے پاس کوئی حسین لونڈی۔ عمدہ سواری کا جانور۔ یا کوئی بیش بہا شے ہے فوراً اوس پر قبضہ کرلیتا۔ جیسے اگر اوسے معلوم ہوتا کہ کسی شخص کی لڑکی یا بیوی یا بہن خوبصورت ہے اوسے بھی زبردستی بلوا منگاتا۔ غرض کہ جس چیز کو چاہتا اوس پر قبضہ کرلیتا۔ اور جسے چاہتا زندان بلا میں ڈال دیتا تھا۔ کسی شخص کی طاقت نہ تھی کہ اوس کا مقابلہ کرے۔ بلکہ خود بادشاہ بھی اوس کے سامنے ناچار ہو گیا تھا جب کبھی بادشاہ سے اوسکی حرکات کی شکایت کی جاتی وہ اپنی بےبسی ظاہر کردیتا۔ اور اس تمام اقتدار اور مستبدانہ حکومت کے باوجود خرزاد بادشاہ سے خفا بھی رہتا تھا۔ جب ان حالات نے طول کھینچا تو بادشاہ نے قتیبہ کو اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ تاکہ وہ اپنی ریاست اون کے حوالے کردے۔ اور اسلئے اوس نے خوارزم کے شہروں کی تین طلائی کنجیاں بھی اوس کے پاس بھیجدیں۔ اور یہ شرط لگائی کہ جب آپ میرے علاقہ پر قبضہ کرلیں تو میرے بھائی اور میرے دوسرے مخالفین کو میرے حوالے کردیجیگا۔ تاکہ میں اون کے ساتھ جیسا چاہوں سلوک کروں۔

بادشاہ نے یہ پیام اپنے ایک قاصد کے ذریعہ سے بھیجا۔ اور اوسکی اطلاع اپنے کسی امیر یا سردار کو نہیں دی۔ آخر موسم سرما میں جب کہ جہاد کا موسم شروع ہو جاتا ہے یہ قاصد قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ پہلے ہی سے جہاد کی تیاری کرچکا تھا۔ اب قتیبہ نے ظاہر تو یہ کیا کہ سغد پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے۔ مگر دراصل اوسکا مقصد خوارزم تھا۔ بادشاہ خوارزم کا قاصد اپنے فرض کو کامیاب حد تک پہونچا نیکے بعد خوارزم واپس چلا گیا۔ قتیبہ نے مسلم کے آزاد غلام ثابت الاعور کو مرو کا عامل مقرر کیا

اور خود جہاد کے لئے روانہ ہوا۔

دوسری جانب بادشاہ نے اپنے تمام روسا، زمیندار۔ اور علماء دوستوں کو اپنے ساتھ عیش و نشاط میں شریک ہونے کے لئے خوارزم میں جمع کیا۔ اور اپنے تمام احباب سے کہا کہ قتیبہ سغد پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اور ہم سے اس وقت لڑنا نہیں چاہتا۔ لہذا آؤ موسم بہار ہیں ہم مجالس شرب و نشاط منعقد کریں۔ اور گلچھرے اوڑائیں۔ چنانچہ یہ تمام سردار شراب خواری او رمجلس نشاط میں منہمک ہو گئے۔ اور جنگ سے بالکل بے خطر۔

ترکوں کو قتیبہ کی پیش قدمی کا اُسی وقت علم ہوا جبکہ اوس نے ہزار سپ ہیں پہونچکر دریا کے اوس کنارے خیمے ڈالدے بادشاہ خوارزم نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے کہا کہ ہم اوس سے لڑیں گے۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ اوس کے مقابلہ میں وہ لوگ عاجز رہ گئے ہیں اور اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکے جو ہم سے کہیں زیادہ زبردست اور طاقتور تھے۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم کچھ دے دلاکر اوسے اس سال تو یہاں سے ٹال دیں۔ آیندہ سال دیکھا جائے گا سب نے کہا کہ ہم آپ سے متفق ہیں۔

بادشاہ خوارزم سے چلکر مدینۃ الفیل میں آکر جو دریا کے اوس پار واقع ہے مقیم ہوا (خوارزم کے اصل میں تین مختلف شہر ہیں جو ایک ہی حصار میں محصور ہیں ان تینوں میں مدینۃ الفیل سب سے زیادہ مستحکم ہے)

اب قتیبہ تو ہزار سپ ہیں دریا کے اس کنارے فروکش ہے۔ اور بادشاہ مدینۃ الفیل میں اوس پار مقیم ہے۔ دونوں کے درمیان دریائے بلخ موج زن ہے۔ مگر قتیبہ کو اوس دریا کے عبور کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ دس ہزار لونڈی غلام۔ اور بہت سے جواہرات اور روپیہ کی ادائی پر دونوں میں صلح ہو گئی۔ یہ بھی شرط طے پائی کہ قتیبہ بادشاہ خوارزم کی شاہ خام جرد کے مقابلہ میں اعانت کرے اور نیز وہ بات پوری کرے جسکے متعلق اوس نے قتیبہ کو پہلے ہی لکھدیا تھا۔ قتیبہ نے ان دونوں باتوں کو منظور کرلیا۔ اور اونھیں پورا کیا۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو شاہ خام جرد کی سرکوبی کے لئے جو ہمیشہ بادشاہ خوارزم سے برسر جدال و قتال رہتا تھا روانہ کیا عبدالرحمن نے اوس کے

علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور چار ہزار قیدی وہاں سے اپنے ساتھ لایا۔ جب یہ قیدی قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے منظر عام پر تخت بچھوایا۔ اور دربار عام کیا۔ اور پھر قیدیوں کے قتل کا حکم دیا۔ ایک ہزار اوس کے داہنی جانب۔ ایک ہزار بائیں جانب۔ ایک ہزار سامنے۔ اور ایک ہزار پیچھے قتل کردئے گئے۔

مہلب بن ایاس کہتے ہیں کہ اوس روز قیدیوں کے قتل کرنے کے لئے بڑے بڑے سرداروں کی تلواریں مانگی گئیں۔ اون میں سے بعض ایسی بھی ناکارہ تھیں کہ جن سے مکھی کی ناک بھی نہ کٹ سکتی تھی۔ لوگوں نے میری بھی تلوار مانگ لی یہ ایسی بلائے بے درمان تھی کہ جس پر پڑتی اوس میں سے صاف نکل جاتی۔ میری تلوار کی اس کاٹ کو دیکھکر قتیبہ کے خاندان والے جلنے لگے۔ یہ دیکھتے ہی میں نے قاتل کی طرف ذرا ایک مار دی کہ ہاتھ ڈھیلا کردئے چنانچہ اوس نے ذرا ہاتھ ڈھیلا کیا کہ تلوار مقتول کے اگلے دانتوں پر پڑی جس سے اوس میں دندانے پڑ گئے

ابو الذیال کہتے ہیں کہ وہ تلوار اب بھی میرے پاس ہے۔ قتیبہ نے خرزاذ اور دوسرے اون لوگوں کو جو بادشاہ خوارزم کے مخالف تھے بادشاہ کے حوالے کردیا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرادیا۔ اون کے مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور اوسے قتیبہ کے پاس بھیجدیا۔ قتیبہ شہر فیل میں داخل ہوا۔ اور بادشاہ سے وہ زروجنس معاوضہ لیکر جس پر صلح ہوئی تھی پھر ہزار سپ واپس آگیا۔

باہلی یہ کہتے ہیں کہ خوارزم سے قتیبہ کو ایک لاکھ لونڈی غلام ملے۔

اسی سنہ ۹۲ ہجری میں قتیبہ کے خاص دوستوں نے اوس سے کہا کہ چونکہ تمام لوگ سیستان ایسے دور دراز ممالک سے آئے ہیں سب تھکے ہوئے ہیں بہتر ہے کہ اس سال آپ اب جہاد وغیرہ پر نہ جائیں۔ بلکہ تمام لوگوں کو آرام کرنے دیجئے۔ قتیبہ نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔ اور اہل خوارزم سے صلح کرکے سغد کی طرف بڑھا۔ اسی سنہ میں قتیبہ نے خوارزم سے واپسی میں سمرقند پر حملہ کیا۔ اور اوسے فتح کیا

## اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

خوارزم کی صلح کے بعد جب قتیبہ نے تمام زروسامان معاوضہ پر قبضہ کرلیا

تو مجشر بن مزاحم السلمی نے قتیبہ سے کہا کہ میں آپ سے تخلیہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اور تمام لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور اب صرف وہ دونوں رہ گئے مجشر نے کہا کہ اگر آپ کا سغد پر فوج کشی کرنے کا کبھی ارادہ ہو تو اوس کے لئے آج سے زیادہ بہتر موقع پھر کبھی آپ کو نہیں ملیگا۔ اس لئے کہ اہل سغد کو یہ اطمینان ہے کہ اس سال تو آپ اون پر حملہ نہ کریں گے۔ اور اب اون کے اور آپ کے درمیان صرف دس دن کا فاصلہ ہے۔

قتیبہ نے پوچھا کہ کیا کسی اور شخص نے تمھیں یہ مشورہ دیا ہے؟ مجشر نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے پوچھا کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا تذکرہ کیا ہے؟ مجشر نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے کہا اب اگر کسی اور سے اس کا تذکرہ کروگے تو میں تمھیں تہ تیغ کردوں گا۔

قتیبہ نے اوس روز تو قیام کیا۔ دوسرے دن عبدالرحمن کو حکم دیا کہ تم سواروں اور تیراندازوں کو اپنے ساتھ لیکر مرو روانہ ہو جاؤ۔ اور تمام سامان و اسباب کو اپنے آگے بھیجدو۔ چنانچہ سامان سب سے پہلے روانہ کردیا گیا۔ اوس کے پیچھے عبدالرحمن بھی مرو روانہ ہو گیا۔ اور اوس تمام دن عبدالرحمن مرو کی طرف چلتا رہا شام کے وقت قتیبہ نے عبدالرحمن کو لکھا کل صبح کے وقت سامان تو مرو بھیجدینا اور تم خود رسالہ اور تیراندازوں کو لیکر سغد کی طرف روانہ ہو جانا۔ تمام کارروائی نہایت راز میں کی جائے۔ اور میں خود تمھارے پیچھے آتا ہوں۔

عبدالرحمن کو جب یہ حکم ملا۔ اوس نے اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سامان کو مرو لیجائیں۔ اور خود حسب الحکم سغد کے طرف چلا۔

قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ اور کہا کہ اللہ نے تمھارے ہاتھوں اس شہر کو ایسے وقت میں سر کرا دیا ہے جب کہ جہاد اور فوجی کارروائیاں کرنا ممکن تھا۔ اب سغد ہمارے سامنے ہے۔ وہاں مدافعت کا بھی کوئی سامان نہیں ہے۔ اہل سغد نے اوس عہد کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے جو ہمارے اور اون کے درمیان ہوا تھا۔ اور وہ زرفدیہ بھی نہیں دیا۔ جسکی ادائی کی شرط پر ہم نے طرخون سے صلح کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جو عہد کو توڑتا ہے اوسکا

خمیازہ خود اوسی کو بھگتنا پڑتا ہے" اس لئے اب اللہ کا نام لیکر بڑھو۔ اور مجھے توقع ہے کہ سغد اور خوارزم کی وہی خرابی ہوگی جو بنی نضیر اور بنی قریظہ کی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے، واخریٰ لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا

(ترجمہ) اور دوسرا وہ مقام جس پر تمہاری دسترس نہ ہوسکی اللہ نے اوسکو اپنے گھیرے میں لیا ہے۔

غرض کہ قتیبہ سغد آیا۔ عبدالرحمن پہلے ہی بیس ہزار فوج کے ساتھ سغد کے سامنے پہونچ چکا تھا۔ قتیبہ عبدالرحمن کے وہاں پہونچنے کے تین یا چار دن بعد اہل بخارا اور خوارزم کے ساتھ پہونچا۔ سغد پہونچکر قتیبہ نے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی۔

انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ) ہم جب کسی قوم کے سامنے اوس کے میدان میں اترے تو مت ماننے والوں کی صبح اون پر بہت بری گذری۔

ایک ماہ تک قتیبہ نے اونکا محاصرہ رکھا۔ اور خود حصار کے اندر ایک سمت سے گھس کر کئی مرتبہ دشمنوں سے برسر پیکار بھی ہوا۔ اہل سغد کو محاصرہ کے طول کا خوف پیدا ہوا اونھوں نے ملک الشاش اور اخشاذ فرغانہ کو لکھا کہ اگر عربوں کو ہمارے مقابلہ میں فتح ہوگئی تو جس لئے اُنھوں نے ہم پر چڑھائی کی ہے اوسی بنا پر یہ تم پر بھی اپنا دست آزدراز کرینگے اس لئے اب آپ لوگ خود اپنی فکر کر لیجئے۔

اس تحریر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اِن دونوں بادشاہوں نے اون کی امداد کے لئے عربوں سے جاکر لڑنے کا تصفیہ کیا۔ اور اہل سغد کو اطلاع دیدی کہ تم کسی جماعت کو اُن سے لڑنے کے لئے بھیجدو۔ تاکہ وہ اس جماعت سے مصروف کارزار رہیں۔ اور ہم بے خبری میں اون پر شب خون مارتے رہیں۔

چنانچہ اِن لوگوں نے اپنے یہاں کے رؤسا اور بڑے بڑے سرداروں کے بیٹوں اور سورماؤں کو مسلمانوں کے لشکر گاہ پر شب خون مارنے کے لئے منتخب کرکے روانہ کیا۔ مگر مسلمانوں کے مخبروں نے فوراً اسکی خبر قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے اون کے توڑ کے لئے اپنی فوج سے تین سو یا چھ سو بڑے جوانمرد تھوڑے منتخب کئے۔ اور صالح بن مسلم کو اون کا افسر مقرر کرکے حکم دیا کہ اوس

راستہ پر جہاں سے مخالف جماعت کی پیش قدمی کا خوف ہے کمیں گاہوں میں مناسب مقامات پر چھپ جائیں۔

اب صالح نے پھر دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع یابی کے لئے مخبر روانہ کئے۔ اور خود اپنے اصل لشکر گاہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ مخبروں نے واپس آکر اطلاع دی کہ آج ہی رات دشمن تم پر حملہ کرے گا۔

صالح نے اپنے رسالہ کو تین دستوں پر تقسیم کرکے دو دستوں کو تو کمین گاہوں میں چھپا دیا۔ ایک دستہ خود لیکر اون کی مزاحمت کے لئے راستہ پر جم گیا۔ مشرک پردہ شب میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مگر انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ صالح ہماری گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس لئے وہ بغیر اس خوف کے کہ مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہونچنے سے پہلے ہماری کسی قسم کی مزاحمت کی جائیگی بڑھتے چلے آئے۔ صالح نے اوسی بے خبری کی حالت میں اون پر حملہ کیا۔ اور جب دونوں حریفوں میں خوب نیزہ بازی شروع ہو گئی تو اب وہ دو دستے بھی جو پہلے سے کمین گاہوں میں پوشیدہ تھے نکل آئے۔ اور لڑائی میں شریک ہو گئے۔

مشرک اس قدر بے جگری اور دلیری سے لڑے جس کی مثال اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ آخر دم تک لڑتے رہے۔ بھاگنے کا نام تک نہیں لیا۔ اکثر میدان جنگ میں کھیت رہے۔ اور بہت تھوڑے بھاگ کر بچ سکے مسلمانوں نے اون کے ہتیاروں پر قبضہ کر لیا۔ اون کے سر کاٹ ڈالے۔ اور جو تھوڑے گرفتار ہوئے تھے جب اون سے مقتولین کی شخصیت دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اون میں کل شہزادے اور بڑے رئیسوں کے لڑکے تھے۔ یا مشہور بہادر اور سورما تھے۔ اِن قیدیوں نے یہ بھی کہا کہ اون میں کا ہر شخص سو آدمیوں کے برابر تھا۔

مسلمانوں نے اون کے نام اون کے کانوں پر لکھدئے۔ صبح کو لشکر گاہ میں آئے۔ ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایک سر لٹکائے تھا۔ جسپر اوس مقتول کا نام لکھا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو نہایت ہی عمدہ عمدہ گھوڑے غنیمت میں ملے یہ سب چیزیں اُنھوں نے قتیبہ کو دیدیں۔

اس واقعہ نے اہل سغد کے حوصلے پست کر دئے۔ اب قتیبہ نے ایک طرف تو شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ اور اون سے سنگ اندازی شروع کی۔ اور اوسکے ساتھ ہی برابر ان سے جنگ بھی کرتا رہا۔ اور ایک منٹ کے لئے جنگ میں ڈھیل نہ دیتا تھا۔ بخارا اور خوارزم والے جو اون کے ہمراہ تھے وہ بھی نہایت ہی خلوص اور تن دہی سے لڑے خوب داد شجاعت دی اور بے جگری سے اپنی جانیں مسلمانوں کے لئے لڑا دیں مگر جنگ کا تصفیہ اب تک نہیں ہوتا تھا۔ کہ غوزک نے قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ میرا مقابلہ میرے ہی خاندان اور عزیزوں سے جو عجمی ہیں کر رہے ہیں۔ اس میں آپ کی کیا بہادری ہے۔ صرف عربوں کو مقابلہ پر بھیجئے تو مزا چکھایا جائے۔ قتیبہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا۔ اوس نے جدلی کو بلا کر حکم دیا کہ فوج کا معائنہ کرو۔ اور اون میں سے جو بہادر ہوں اُنکا انتخاب کرو۔ غرض کہ تمام فوج معائنہ کے لئے حاضر کی گئی۔ خود قتیبہ ہی نے معائنہ کرنا شروع کیا۔ جو لوگ کہ تمام قبیلوں سے علٰحدہ علٰحدہ واقف تھے اونھیں اپنے پاس بلا لیا۔ اب خود قتیبہ ایک ایک شخص کو پکارتا جاتا تھا۔ اور اوس کے متعلق جاننے والوں سے پوچھتا تھا۔ معرف بعض کے متعلق کہتا کہ یہ بہادر ہے۔ بعض کے متعلق کہتا کہ یہ متوسط درجہ کا آدمی ہے۔ بعضوں کو کہتا کہ یہ بزدل ہیں۔ اسی پر قتیبہ نے بزدلوں کا نام گدھیاں رکھدیا۔ اون کے گھوڑے اور عمدہ ہتیار چھین کر بہادروں اور دوسرے متوسط درجہ کے لوگوں کو دیدئے۔ اور بُرے سُرے معمولی قسم کے ہتیار اون بزدلوں کو بانٹ دئے۔

اب قتیبہ اس منتخب فوج کے ساتھ قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ رسالہ رسالہ سے اور پیدل سپاہ پیدل سپاہ سے دست وگریبان ہو گئی منجنیقیں نصب تھیں اون سے شہر پر سنگ اندازی کی گئی۔ اور فصیل میں ایک شگاف بھی پڑ گیا۔ مگر مدافعین نے اسے فوراً جُوار کی لئی سے مسدود کر دیا۔ اور ایک شخص نے اوسی مقام پر کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالیاں دیں۔ قتیبہ کے ہمراہ کچھ قادر انداز بھی تھے۔ قتیبہ نے اُن سے کہا کہ اپنے میں سے دو آدمی چُن لو۔ چنانچہ دو آدمیوں کے متعلق کہا گیا کہ یہی سب سے بڑھکر قدر انداز ہیں۔ قتیبہ نے اون سے کہا کہ تم میں جو شخص

اس کافر کو تیر مار کر ہلاک کردیگا اوسے دس ہزار درہم انعام دیا جائیگا۔ اور اگر تیر خطا گیا تو ناوک فگن کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں گے۔ اون دونوں میں سے ایک تو ذرا ہچکچایا مگر دوسرے نے آگے بڑھکر ایسا تاک کے تیر مارا کہ اوسکافر کی ٹھیک آنکھ میں جاکر لگا۔ قتیبہ نے اوسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیدیا۔

(قتیبہ کے تیراندازوں کے دستہ کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے شہر فتح کرلیا تو میں فصیل کے اوس مقام پر آیا جہاں اوس کافر کے تیر مارا گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مردہ پڑا ہے۔ اور تیر اوس کی آنکھ کو چھید کر گدی سے نکل گیا تھا۔)

دوسرے دن پھر شہر پر سنگ اندازی کی گئی۔ اور ایک شگاف پیدا کیا گیا۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ اسی شگاف پر جمے رہو۔ اور جس طرح بنے اس مقام سے شہر میں گھس جاؤ۔ غرض کہ مسلمان لڑتے لڑتے اس شگاف تک پہونچ گئے۔ اس اثنا میں اہل سغد برابر مسلمانوں پر تیروں کا مینھ برساتے رہے۔ اور اون کی یہ حالت تھی کہ اپنی ڈھالوں کو تیروں کے خوف سے آنکھ کے آگے رکھکر حملہ کرتے تھے۔ جب مسلمان اس شگاف پر پہونچ گئے تو کفار نے درخواست کی کہ آج تو آپ واپس چلے جائیں کل ہم صلح ہی کرلیتے ہیں۔

اب یہاں باہلی یہ کہتے ہیں کہ قتیبہ نے صلح کرنے سے انکار کردیا۔ اور کہا کہ اب جبکہ ہم نے اس شگاف پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور ہماری منجنیقیں اون کے شہر اور اون کے سروں پر گرج رہی ہیں ہمارا صلح کرنا بے معنی ہے۔

مگر اور لوگوں کا یہ بیان ہے کہ قتیبہ نے اپنی فوج سے کہا کہ اچھا آپ لوگ بھی تنگ آگئے ہیں بہتر ہے کہ اتنی ہی کامیابی پر اکتفا کرکے واپس ہو جایئے چنانچہ سب واپس پلٹ آئے۔ دوسرے دن بارہ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی۔ اور یہ بھی شرط ہوئی تھی کہ تیس ہزار لونڈی غلام مسلمانوں کو دئے جائیں مگر اون میں کوئی بچہ یا بوڑھا نہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسا ہو کہ جسمیں کوئی عیب ہو۔ اور شہر قتیبہ کے لئے خالی کردیا جائے۔ اوس میں کوئی جنگجو آدمی نہ رہے۔ ایک مسجد بنوائی جائے تاکہ قتیبہ اوس میں نماز پڑھے۔ ایک منبر رکھا جائے تاکہ اوس پر بیٹھکر خطبہ پڑھا جائے۔ اور پھر کھانا کھاکر واپس چلا آئے۔

جب شرائط صلح طے ہوگئیں تو قتیبہ نے اپنی فوج کے پانچوں دستوں میں سے دو دو شخصوں کو منتخب کر کے اس غرض سے شہر میں بھیجا کہ یہ شرائط صلح کی تکمیل کرالیں چنانچہ ان لوگوں نے ہر قسم کے معاوضہ پر قبضہ کر لیا۔ جب تیس ہزار لونڈی غلام بھی آ گئے تو قتیبہ کہنے لگا کہ اب ان کفار کی اچھی طرح توہین و تذلیل ہوئی۔ کیونکہ اب اون کے اعزا اور اولاد تمہارے قبضہ میں آ گئی ہے۔

حسب شرائط صلح مدافعین نے شہر خالی کر دیا۔ مسجد بنا دی۔ اور منبر رکھ دیا۔ قتیبہ چار ہزار منتخب بہادروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ مسجد میں آ کر نماز پڑھی۔ خطبہ پڑھا۔ اور پھر کھانا کھایا۔ اس کے بعد اہل سغد سے کہلا بھیجا کہ جو شخص اپنا مال و اسباب یہاں سے لیجانا چاہے لیجائے۔ کیونکہ اب میں تو شہر سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اور یہ بھی رعایت ہے جو میں تمہارے ساتھ کر رہا ہوں اور میں تم سے اوس معاوضہ کے علاوہ جس کا صلح میں تصفیہ ہوا ہے اور کچھ نہیں مانگتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اب یہاں فوج رکھی جائے گی۔

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اوسے ایک لاکھ لونڈی غلام، تمام آتشکدے، اور بتوں کے زیور دے جائیں۔ چنانچہ ان اشیاء پر اوس نے قبضہ بھی کر لیا۔ جب تمام بت اوس کے سامنے لائے گئے تو پہلے جسقدر جواہرات اور زیور اون پر تھے وہ سب اوتار لئے گئے۔ اور سب اوپر تلے رکھے گئے۔ تو ایک محل کے برابر اوس کا تودا لگ گیا۔ قتیبہ نے اون کے جلانے کا حکم دیا۔ اسپر عجمی کہنے لگے کہ ان بتوں میں بعض ایسے دیوتا بھی ہیں کہ جو شخص اونھیں جلائے گا خود تباہ ہو جائیگا۔ قتیبہ نے کہا اچھا میں خود اپنے ہاتھ سے انھیں جلاتا ہوں۔ غوزک نے دو زانو بیٹھکر عرض کی کہ آپ مجھ پر احسان کریں اور ان بتوں کو نہ جلائیں۔ مگر قتیبہ نے ایک نہ سنی۔ آگ کا لوکا منگوایا۔ اور اسے ہاتھ میں لیکر تکبیر کہتا ہوا بڑھا۔ اور آگ لگا دی اوس کے بعد ہی دوسرے لوگوں نے بھی اوسکی اقتدا کی جلنے کے بعد بھی ان بتوں میں سے پچاس ہزار مثقال سونا اور چاندی برآمد ہوئی۔

شہر سے بڑی بڑی تانبے کی دیگیں نکلوائی گئیں۔ اونھیں دیکھکر قتیبہ نے

حفین سے پوچھا کہیے کیا رقاش کے پاس بھی ایسی دیگیں تھیں۔ حفین نے کہا کہ اُس کے پاس تو نہ تھیں البتہ عیلان کے پاس ایک دیگ اتنی بڑی تھی جیسی کہ یہ ہیں۔ قتیبہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا تم نے اپنا بدلہ لے لیا۔

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اہل عجم قتیبہ پر بدعہدی کا الزام لگاتے تھے کہ اوس نے خوارزم اور سمرقند والوں سے جو وعدہ امان کیا تھا اوسے پورا نہیں کیا۔ شہر سغد میں جو لونڈیاں مال غنیمت میں ملیں اون میں یزدجرد کے کسی لڑکے کی ایک بیٹی بھی تھی۔ قتیبہ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی دو غلا سمجھا جائیگا۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں اپنے باپ کی طرف سے دو غلا ہوگا۔ قتیبہ نے اس شہزادی کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے اُسے ولید کے پاس بھیجدیا اور پھر اوسی کے بطن سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب غوزک نے دیکھا کہ قتیبہ محاصرہ کی گرفت کو روز بروز زیادہ کرتا جاتا ہے اوس نے شاہان شاش اخشاد فرغانہ اور خاقان سے امداد طلب کی۔ اور لکھا کہ اس وقت ہم آپ کے اور عربوں کے درمیان حائل ہیں۔ اگر عربوں نے ہم پر فتح پالی۔ اور ہمارے ملک پر قبضہ کرلیا تو آپ لوگوں کی بھی خیر نہیں۔ آپ ہم سے بھی زیادہ ذلیل اور کمزور ہوجائیں گے۔ اس لئے یہی موقع ہے کہ آپ لوگ اپنی پوری طاقت ہماری اعانت میں صرف کیجیے۔

اِن بادشاہوں نے اس درخواست پر غور کیا اور یہ مشورہ کیا کہ اگر ہم نے اپنی معمولی فوج امداد کے لئے بھیجدی تو وہ کچھ زیادہ کارآمد نہوگی۔ کیونکہ اپنے فرائض اور آیندہ مصیبتوں کا اونھیں اسقدر احساس نہیں ہے۔ جس قدر کہ ہمیں ہوسکتا ہے۔ ہم فرماں روا ہیں۔ ہم سے امداد طلب کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں کو امداد دینی چاہیئے۔

چنانچہ ان بادشاہوں نے شہزادوں اور اپنے ہی خاندان کے بہادر نوجوانوں کو منتخب کیا۔ اور خاقان کے ایک لڑکے کو اس جماعت کا سردار مقرر کرکے قتیبہ کے فوجی پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ اونھیں یہ خیال تھا کہ چونکہ مسلمان تو شہر سغد کے محاصرہ میں مصروف ہیں لشکرگاہ کی جانب سے بے خبر ہوں گے اس لئے یہ زرین موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

غرض کہ اب یہ منتخب جماعت مسلمانوں کے لشکر گاہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئی۔ دوسری جانب قتیبہ کو بھی دشمن کے اس ارادہ کی خبر ہو چکی تھی۔ اوس نے بھی اپنی فوج سے خاص خاص لوگوں کو انتخاب کیا۔ شعبہ بن ظہیر اور زہیر بن حیان بھی اس منتخب گروہ میں تھے۔ اس طرح چار سو بہادر چنے گئے۔ قتیبہ نے اون سے کہا کہ آپ کے دشمن اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید اور اعانت کی ہے۔ مگر اب اونھوں نے اپنے بڑے بڑے روسا اور شہزادوں کو منتخب کرکے اس لئے بھیجا ہے کہ وہ دھوکے سے ہمارے لشکر گاہ پر شب خون ماریں۔ عرب کے آپ ہی لوگ سردار اور بہادر ہیں۔ اسکے علاوہ خداوند عالم نے اپنا دین مبین دیکر بھی آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ اس لئے اب آپ اللہ کی راہ میں پوری طرح داد مردانگی دیجئے۔ تاکہ آپ ثواب کے مستوجب ہوں۔ اور اپنی خاندانی شرافت وعزت وشجاعت کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کیجئے۔

قتیبہ نے پہلے ہی سے دشمن کی نقل وحرکت کی دیکھ بھال کے لئے جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔ جب اوسے معلوم ہوا اب دشمن اتنے قریب آگیا ہے کہ وہ آج ہی رات کو ہمارے پڑاو تک پہونچ جائیگا وہ اون لوگوں کے پاس جنھیں اوس نے اوس جماعت کے مقابلہ کے لئے منتخب کیا تھا آیا۔ اور ہر ایک شخص کو خدا کی راہ میں جہاد اور اظہار شجاعت کے لئے اوبھارتا رہا۔ پھر صالح بن مسلم کو اس جماعت پر سردار مقرر کیا۔

مغرب کے وقت یہ خاص دستہ اصل لشکر گاہ سے روانہ ہوا۔ چلتے چلتے قتیبہ کے لشکر گاہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر اوس راستہ پر جہاں سے کہ دشمن کے آنے کا یقین تھا یہ جماعت ٹھر گئی۔ صالح نے اپنی فوج کے مختلف دستے کردئے ایک کو اپنے بائیں جانب۔ ایک کو اپنی داہنی جانب کمیں گاہوں میں چھپادیا اور خود مقابلہ کے لئے بر سر راہ ٹھر گیا۔

نصف یا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دشمن اپنی پوری ترتیب اور رفتار میں تیزی اور بالکل خاموشی کے ساتھ بڑھتا ہوا اوس مقام پر پہونچا صالح پہلے ہی سے رسالہ لئے ایستادہ تھا۔ دشمن نے صالح کو دیکھتے ہی حملہ کیا۔ اور نیزہ بازی شروع ہوگئی تو

مسلمانوں کے رسالے کے دونوں وہ دستے بھی کمیں گاہوں سے۔ داہنی اور بائیں جانب سے عقاب کے دو بازوں کی طرح فوراً نکل دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ہر چیز خاموش تھی۔ فضاء آسمانی پر سناٹا چھایا ہوا تھا اب صرف ہتیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی مگر کوئی شک نہیں کہ کفار نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ اور اس بے جگری سے لڑے کہ جسکی مثال نہیں ملتی۔ ایک شخص جو اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب ہم نیزے اور شمشیر اون پر چلا رہے تھے تو میں نے رات کی اندھیاری میں قتیبہ کو دیکھا اوس وقت میں نے ایک ایسا بہترین وار کیا تھا کہ میں خود اپنی تحسین کر رہا تھا۔ جب میں نے قتیبہ کو دیکھا تو اون سے کہا کہ میرا باپ اور ماں آپ پر سے صدقہ و قربان ہو جائیں۔ فرمائیے میں نے کیا خوب ہاتھ مارا ہے؟ قتیبہ نے کہا خاموش رہ۔ خدا تیرا منھ توڑ دے!

بہر حال ہم نے لڑتے لڑتے اون کے بیشتر بہادروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اون میں سے صرف معدودے چند بچے۔ اب ہم نے مقتولین کے لباس اور ہتیار کو اوتارنا شروع کیا اور اون کے سر کاٹ لئے صبح کے وقت جب ہم اپنے لشکر گاہ کے طرف واپس پلٹے تو ہمارا عجیب و غریب منظر تھا۔ اور کبھی کوئی جماعت یہ یہ چیزیں لیکر واپس نہ آئی ہوگی جو ہم اوس روز لیکر آئے تھے۔ ہر شخص کسی نہ کسی مشہور آدمی کا سر اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ یا کسی قیدی کو ڈوری سے باندھے ہوئے لا رہا تھا۔

یہ تمام سرہم قتیبہ کے پاس لے کر آئے، قتیبہ نے دیکھکر کہا خدا تمھیں اسکی جزائے خیر دے۔ اوس نے مجھے بغیر کسی بات کے اظہار کئے بہت کچھ انعام و اکرام دیا۔ اور میرے ساتھ ہی حیاؔن العدوی اور حلیس الشیبانی کو بھی انعام و اکرام دیا۔ اوسپر میں نے خیال کیا کہ اون کے ساتھ جو یہ خاص مراعات کی جا رہی ہیں اوس کی وجہ یہی ہوگی کہ قتیبہ نے اون لوگوں کی شجاعت کا بھی کوئی ایسا ہی خاص کارنامہ بچشم خود دیکھا ہوگا جیسا کہ اوس نے میرا دیکھا تھا۔

اس واقعہ نے اہل سغد کی کمر توڑ دی۔ اون کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔ اب کیا تھا صلح کی درخواست کی۔ اور زر معاوضہ پیش کیا۔ مگر قتیبہ نے صلح کی درخواست بسنت مسترد کر دی۔ اور کہا کہ میں طرخون کا بدلہ لوں گا۔ وہ میرا آزاد غلام تھا۔ اور اون لوگوں میں سے تھا جس کی حفاظت جان کا میں نے عہد کیا تھا۔

جب محاصرہ نے طول کھینچا اور شہر کی فصیل میں ایک شگاف کر دیا گیا تو ایک شخص نے اوس مقام پر آکر نہایت شستہ عربی میں قتیبہ کو گالیاں دینا شروع کیں۔ عمرو بن ابی زہدم کہتا ہے کہ ہم لوگ قتیبہ کے پاس کھڑے تھے۔ جب ہم نے یہ گالیاں سنیں تو ہم وہاں سے جلدی سے نکلکر باہر آئے۔ اور عرصہ تک کھڑے رہے۔ مگر وہ شخص برابر قتیبہ کو گالیاں دیتا رہا۔ میں قتیبہ کے شامیانہ میں آیا۔ دیکھا کہ قتیبہ ایک رومال کی گاتی باندھے بیٹھا ہے اور چپکے چپکے اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا ہے۔ کہ اے سمرقند کب تک شیطان تجھ میں مزے اوڑاتا رہیگا۔ اگر خدا نے چاہا تو کل صبح میں تیرے باشندوں کے خلاف اپنی انتہائی کوشش صرف کروں گا۔" یہ جملے سنکر میں اپنے اور ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔ اور اون سے بیان کیا کہ اب خیر نہیں۔ دیکھیے کل کتنے بہادروں کی جانیں طرفین سے جائینگی۔ اور بیان کیا کہ اسطرح قتیبہ چپکے چپکے اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ جہاد کے لیے روانہ ہوا تو دریا کو اپنے دہنی جانب چھوڑ کر بخارا آیا۔ اہل بخارا کو اپنے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ اور اون سب کو لیکر شہر آبنجن پہونچا۔ (یہ وہی شہر ہے جہاں سے اربنجی نمدے آتے ہیں) اس مقام پر ترکوں کے بادشاہ غوزک نے جس کے ہمراہ ترک، اہل شاش اور فرغانہ کی ایک کثیر تعداد تھی قتیبہ کا مقابلہ کیا۔ کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگرچہ کئی بار مختصر سی جھڑپ ہوئی مگر کوئی بڑی فیصلہ کن جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ان تمام لڑائیوں میں مسلمانوں ہی کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا۔ اور کفار برابر پیچھے ہٹتے گئے۔ اسی طرح مسلمان بڑھتے بڑھتے سمرقند کے سامنے پہونچ گئے۔ یہاں البتہ دونوں حریفوں میں اصلی معنی میں مقابلہ ہوا۔ پہلے تو اہل سغد نے مسلمانوں پر نہایت ہی جرات اور بے جگری سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ اور بڑھتے ہوے مسلمانوں کے لشکرگاہ تک پہونچ گئے۔ مگر پھر مسلمانوں نے جوابی حملہ کر کے کفار کو پھر اون کے لشکرگاہ تک پسپا کر دیا۔ اس معرکہ میں مشرکین کا نہایت سخت جانی نقصان ہوا۔ مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور پھر شہر والوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کفار کے رسالہ نے مسلمانوں کے رسالہ پر حملہ کیا تو اوس روز قتیبہ میدانِ جنگ میں کھلی جگہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اپنی

تلوار سے گاتی باندھے ہوئے تھا کفار کا رسالہ مسلمانوں کو دباتا ہوا قتیبہ سے بھی آگے بڑھ آیا۔ مگر قتیبہ ابھی گاتی بھی نہ کھولنے پایا تھا کہ ہمارے رسالہ کے دونوں بازوؤں نے کفار کے اوس رسالہ پر جس نے ہمارے قلب کو پسپا کر دیا تھا گھیرے میں لیکر حملہ کر دیا۔ اوسے شکست دی۔ اور پھر اونہی کے لشکرگاہ تک اوسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اوس روز مشرکین کے بیشمار آدمی مارے گئے۔ مسلمان سمرقند میں داخل ہوگئے باشندوں نے صلح کر لی۔ غوزک نے دعوت کے لئے کھانا پکوایا۔ اور قتیبہ کو دعوت دی۔ قتیبہ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لیکر دعوت میں پہونچا۔ اور کھانا کھانے کے بعد غوزک سے سمرقند کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ تم یہاں سے اپنا بوریہ بستر باندھکر نکل جاؤ۔ اب غوزک مجبور تھا کیا کرتا سمرقند چھوڑکر چلا گیا۔ اوس وقت قتیبہ نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی وانہ اھلک عادا الاولی وثمود فما ابقی (ترجمہ) خدا کی وہ ذات ہے کہ جس نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا۔ اور ثمود کو بس نہ باقی چھوڑا۔

اس فتح کی خوشخبری دینے کے لئے قتیبہ نے ایک شخص کو حجاج کے پاس بھیجا۔ حجاج نے اوس کو شام بھیجدیا تاکہ خلیفۂ وقت کو اطلاع دیدے۔ یہ شخص دمشق پہونچا۔ آفتاب طلوع ہونے کے پہلے ہی جامع دمشق میں آیا۔ اوس کے پاس ایک بڈھا کمزور شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اوس نے اوس سے شام کی عام حالت دریافت کی اوس ضعیف العمر شخص نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اجنبی ہو۔ اوس نے کہا جی ہاں میں ابھی آیا ہوں اوس شخص نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ قاصد نے کہا خراسان سے۔ پھر اوس نے پوچھا کیوں آئے ہو قاصد نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ اوس ضعیف العمر شیخ نے کہا خدا کی قسم تم نے خراسان کو بدعہدی اور دھوکے سے فتح کیا ہے۔ اور اے اہل خراسان تم وہ لوگ ہو کہ تم ہی بنی اُمیّہ کی تباہی کا باعث ہو گے۔ اور اس دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجادوگے۔

قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔ عبداللہ بن مسلم کو سمرقند پر اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور ایک زبردست فوج اوس کے پاس متعین کردی۔ اور حکم دیا کہ کسی مشرک کو اوس کے ہاتھ پر مہر لگائے بغیر شہر میں نہ آنے دینا۔ اور صرف اوس وقت تک اوسے شہر میں رہنے کی اجازت دینا جب تک کہ چکنی مٹی اوسکے ہاتھ پر گیلی رہے۔ اگر خشک ہو جائیگے

بعد کوئی مشرک شہر میں پایا جائے اوسے فوراً قتل کرا دینا۔ اسی طرح اگر کوئی چھرا یا خنجر وغیرہ اوس کے پاس سے برآمد ہو تو بھی فوراً قتل کرا دینا۔ رات کو شہر کا دروازہ بند ہونے کے بعد اگر کوئی مشرک شہر میں نظر آئے اوسے بھی مروا ڈالنا۔ اور چونکہ اسنے ان دونوں شہروں خوارزم اور سمرقند کو ایک ہی سال میں فتح کیا تھا اس لئے قتیبہ کہنے لگا کہ اصل میں یہ دوڑ۔ دوڑ ہے نہ کہ دو جنگلی گدھوں کے مقابلہ کی دوڑ کیونکہ مثل یہ ہے کہ اگر کوئی شہسوار ایک ہی دوڑ میں دو جنگلی گدھوں کو مار گرائے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص دو جنگلی گدھوں کے درمیان دوڑا۔ پھر قتیبہ سمرقند سے واپس آگیا۔

ایاس بن عبد اللہ بن عمر خوارزم میں سپہ سالار فوج تھا۔ اور عبید اللہ بن عبد اللہ بنی مسلم کا آزاد غلام افسر مال وخزانہ تھا۔ ایاس بڈھا اور ضعیف العمر شخص تھا۔ اہل خوارزم نے اوسکی کمزوری سے فائدہ اوٹھایا۔ اور اوس کے خلاف اجتماع کیا۔ عبید اللہ نے اس واقعہ کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عبداللہ بن مسلم کو موسم سرما میں خوارزم کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ایاس اور حیان النبطی کو سو سو درے لگوانا۔ اور اون کے سر اور داڑھی کو منڈوا ڈالنا البتہ عبید اللہ بن عبد اللہ کو اپنے خاص مشیروں میں شریک کر لینا۔ کیونکہ وہ ہمارے خاندان کا آزاد غلام ہے۔ اور اوسکی وفاداری قابل بھروسہ کے ہے۔

عبداللہ مرو سے روانہ ہو کر جب خوارزم کے قریب شاہراہ پر پہونچا۔ اوس نے خفیہ طور پر ایاس کو اپنے آنے کی اطلاع کر دی۔ اور کہلا بھیجا کہ تم شہر چھوڑ کر فوراً کسی اور طرف چلے جاؤ۔ عبداللہ خوارزم آگیا۔ اور اوس نے حیان النبطی کو گرفتار کر کے اوس کے سو درے لگوا دئے۔ اور سر و داڑھی منڈا دی۔

عبداللہ کے بعد قتیبہ نے مغیرہ بن عبداللہ کو کچھ فوج کے ساتھ خوارزم بھیجا۔ اہل خوارزم کو اون کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ جب مغیرہ خوارزم آگیا تو اون لوگوں نے جن کے باپ چچاؤں کو بادشاہ خوارزم نے قتل کیا تھا اس موقع پر بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور امداد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکوں کے علاقہ میں بھاگ کر پناہ لی۔ اور مغیرہ نے شہر میں آتے ہی جسے چاہا لونڈی غلام بنا لیا۔ اور جسے چاہا قتل کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے ذر تاوان

دیگر مغیرہ سے صلح کر لی۔ اس کارروائی کو کامیابی کے انجام تک پہونچا کر مغیرہ قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ نے اوسی کو خوارزم کا عامل بنا دیا۔

اس سال موسیٰ بن نصیر نے اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد کو اندلس کی سپہ سالاری سے معزول کر کے شہر طلیطلہ بھیجدیا۔

اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۹۳ھ ہجری میں موسیٰ بن نصیر طارق سے ناراض ہوا۔ اور ماہ رجب میں اوسکے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا۔ موسیٰ کے ہمراہ حبیب بن عقبہ بن نافع الفہری بھی تھا۔ قیروان سے روانہ ہوتے وقت موسیٰ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا قایم مقام بنایا۔ اور دس ہزار فوج کے ساتھ موسیٰ نے آبنائے جبل الطارق کو عبور کر کے اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا۔ طارق نے موسیٰ کا استقبال کیا۔ اور اوسکی ناراضی کو دور کر دیا۔ موسیٰ بھی طارق سے خوش ہو گیا۔ اور اوسے طلیطلہ کی طرف جو اندلس کا ایک بڑا شہر ہے۔ اور قرطبہ سے بیس روز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بھیجدیا۔ طارق کو اس شہر کی فتح میں حضرت سلیمان کا وہ دسترخوان بھی ملا جس میں اس قدر سونا اور جواہرات لگا ہوا تھا کہ اون کی قیمت کا اندازہ بس خدا ہی خوب کر سکتا تھا۔

اسی سال افریقہ میں سخت خشک سالی ہوئی۔ اور اوسکی وجہ سے قحط پڑا جسمیں باشندوں کو بہت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ موسیٰ بن نصیر نے شہر سے باہر نکل کر نماز استسقا پڑھی۔ اور نصف النہار تک دعا میں مصروف رہا۔ خطبہ بھی پڑھا جب منبر سے اوترنے لگا تو لوگوں نے اوس سے کہا کہ آپ نے امیر المومنین کے لئے کیوں دعا نہیں مانگی؟ موسیٰ نے کہا کہ یہ وقت اون کے لئے دعا کرنے کا نہ تھا۔

اللہ نے اون کی دعاؤں کو شرف اجابت بخشا۔ اور اتنی بارش ہو گئی جس سے کچھ عرصہ کے لئے اون کی حالت سنبھلی رہی۔

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز مدینہ کی گورنری سے معزول کئے گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو حجاج کی شکایت لکھی کہ یہ بلا وجہ اور بلا قصور اپنے ماتحت عہدہ داروں پر طرح طرح کا ظلم اور زیادتیاں کرتا ہے۔ حجاج کو بھی اوسکی خبر لگ گئی۔ اوس نے ولید کو لکھا کہ اہل عراق میں سے جو لوگ ہمارے مخالف

اور آپس میں پھوٹ اور نفاق ڈلوانا چاہتے تھے وہ عراق سے جلاوطن کر دئے گئے ہیں۔ اور اب اونھوں نے مکہ اور مدینہ میں جا کر پناہ لی ہے۔ مگر اس کے نتائج خطرناک ہوں گے؟

ولید نے حجاج کو لکھا کہ تم دو شخصوں کے نام میرے سامنے پیش کرو۔ حجاج نے عثمان بن حیان اور خالد بن عبداللہ کے نام پیش کر دئے۔ ولید نے خالد کو مکہ کا اور عثمان کو مدینہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کو برطرف کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز مدینہ سے روانہ ہو کر مقام سویدا میں آکر ٹھہرے۔ مزاحم سے کہتے تھے کہ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تم اون لوگوں میں ہو جنھیں مدینہ طیبہ نے اپنے سے دور پھینک دیا۔

اسی سال ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے خبیب بن عبداللہ بن الزبیر کو پٹوایا۔ اور اون کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پکھال چھوڑوائی۔

عمر بن عبدالعزیز نے خبیب کے پچاس درّے لگوائے سخت سردی کے دن میں پانی کی ایک پوری پکھال اون کے سر پر ڈلوائی۔ اور دن بھر اونھیں مسجد کے دروازے پر کھڑا رکھا۔ اور اس صدمہ سے وہ جاں بحق ہو گئے۔

عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک نے اس سال حج کرایا اس سال سوائے مدینہ کے اور باقی تمام شہروں پر وہی لوگ افسر اعلیٰ رہے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ مدینہ کے عامل عثمان بن حیان شعبان سنہ ۹۳ ہجری میں مقرر کر دئے گئے تھے مگر واقدی کا یہ بیان ہے کہ بجائے شعبان کے شوال سنہ ۹۴ ہجری سے دو دن پہلے عثمان مدینہ کے عامل مقرر کئے گئے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز شعبان سنہ ۹۳ میں معزول ہو کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جہاد کے لئے گئے۔ وہاں سے چلتے وقت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری کو اپنا قایم مقام بنا آئے۔ اور عثمان مدینہ میں ۲۷ یا ۲۰۔ رمضان کو داخل ہوئے۔

## سنہ ۹۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور بیان کیا

جاتا ہے کہ اس سال اوس نے انطاکیہ فتح کیا۔

نیز اسی سال عبدالعزیز بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور بڑھتے بڑھتے شہر غزالہ تک پہونچ گیا۔ ولید بن ہشام المعطی علاقہ برج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ سوریہ تک جا پہونچا۔

اسی سنہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ محمد بن قاسم الثقفی نے ہندوستان فتح کیا۔ اور قتیبہ نے علاقہ شاش اور فرغانہ پر چڑھائی کی۔ اور خجند اور کاشان تک جو ملک فرغانہ کے دو شہر ہیں جا پہونچا۔

## قتیبہ کی فرغانہ پر چڑھائی اور اوس کا بیان

سنہ ۹۴ ہجری میں قتیبہ جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ دریائے جیحوں کو عبور کرنے کے بعد اوس نے لازمی فوجی خدمت کے طریقہ پر اہل بخارا، کس، نسف اور خوارزم سے بیس ہزار جنگجو سپاہی بھرتی کر لئے۔ یہ سب کے سب اوس کے ہمراہ سغد آئے۔ یہاں سے اور فوجیں تو شاس کی طرف بھیجدی گئیں۔ اور خود قتیبہ نے فرغانہ کا رخ کیا۔ چلتے چلتے خجندہ پہونچا۔ اہالی شہر نے اوس کے مقابلہ کے لئے تیاری کی۔ پے در پے کئی لڑائیاں حریفوں میں ہوئیں۔ مگر ہر معرکہ میں فتح نے مسلمانوں ہی کا ساتھ دیا۔

ایک روز لڑائی ختم ہونے کے بعد مسلمان اپنے گھوڑوں پر تفریحاً سواری کرنے لگے۔ ایک بلند مقام پر ایک شخص اون سے ملا۔ اور کہنے لگا کہ بخدا آج ہم پر حملہ کرنے کا بڑا اچھا موقع تھا۔ اگر اس انتشار کی حالت میں ہم سے جنگ ہوتی تو ہمیں شکست کی ذلت نصیب ہوتی۔ اسپر ایک دوسرے شخص نے جو اوس کے پہلو میں کھڑا تھا کہا کہ نہیں تمھارا یہ خیال غلط ہے، ہم ہر وقت اور ہر حالت میں دشمن سے سہ بر باہ ہونے کے لئے مستعد ہیں۔

بعد ازاں قتیبہ فرغانہ کے شہر کاشان آیا، اس مقام پر وہ تمام فوجیں بھی جنھیں اوس نے شاش بھیجا تھا اپنا کام پورا کر کے اوس سے آملیں۔ ان فوجوں نے شہر شاش کو فتح کر کے اوس کے بیشتر حصہ کو جلا دیا۔

حجاج نے محمد بن قاسم الثقفی کو لکھا کہ تم عراقیوں کو قتیبہ کے پاس بھیجدو اور

جہسم بن زحر بن قیس کو اون کا سردار بنا کر بھیجدو۔ کیونکہ اون کا اثر شامیوں کے مقابلہ میں عراقیوں پر زیادہ ہے۔ محمد جہم کا مخلص دوست تھا۔ غرض کہ محمد نے جہم اور سلیمان بن صعصعہ کو قتیبہ کی طرف روانہ کیا۔ جہم کو رخصت کرتے وقت محمد فرط محبت سے رونے لگے۔ اور کہا کہ اے جہم آج ہم اور تم جدا ہوتے ہیں جہم نے کہا کیا کیا جائے ایک نہ ایک روز جدائی ہونے ہی والی تھی۔ سنہ ۹۵ ہجری میں جہم قتیبہ کے پاس آیا۔
نیز اسی سنہ میں عثمان بن حیان المری ولید کی جانب سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر مدینہ آیا۔

## عثمان کے دور حکومت کے واقعات کا تذکرہ

ولید کے عمر بن عبدالعزیز کو مکہ و مدینہ کی صوبہ داری سے علیحدہ کرنے اور مدینہ پر اونکی جگہ عثمان کو عامل مقرر کرنے کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب یہاں محمد بن عمر کا بیان یہ ہے کہ عثمان ماہ شوال سنہ ۹۴ ہجری کے ختم میں ابھی دو راتیں باقی تھیں جب مدینہ آیا۔ اور مروان کے مکان میں آکر فروکش ہوا عثمان کہنے لگا کہ یہ محلہ بجدا اوس مغرور شخص کی جائے قیام ہے جس نے ابو بکر بن حزم کو قاضی مقرر کیا تھا۔
عثمان نے ریاح بن عبیداللہ اور منقذ العراقی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اونھیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ اور پھر بیڑیاں پہنا کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ علاوہ بریں اوس نے مدینہ میں جس قدر عراق کے باشندے تھے چاہے تاجر ہوں یا نہوں سب کو نکال دیا کہ اور تمام شہروں سے بھی عراقی نکال دیے جائیں۔ اور اون کے بیڑیاں ڈلوادیں۔ پھر اوس نے خوارج کا پیچھا کیا۔ اور ہیصم کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ اور منصور کو بھی گرفتار کر لیا۔ یہ دونوں خارجی تھے۔ عثمان نے مدینہ کے منبر پر کھڑے ہو کر حسب ذیل خطبہ مدینہ والوں کو سنایا۔
حمد و ثنا کے بعد، ایک تو آپ لوگ ہمیشہ ہی سے امیر المومنین کی مخالفت پر آمادہ رہے ہیں۔ اب اوس پر اضافہ یہ ہوا ہے کہ اہل عراق بھی جن کی منافقت اور بے وفائی مشہور ہے آپ کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ فساد کی جڑ ہیں۔ عراق کے بہترین سے بہترین جس آدمی سے میری ملاقات ہوئی میں نے

اوسے آلِ علی کی شان میں برے ہی کلمات کہتے سنا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو شیعانِ علیؓ میں سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جیسے کہ بنی اُمیہ کے دشمن ہیں اسی طرح آلِ علیؓ کے دشمن ہیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اون کے خون بہانے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھیے کہ جو ایسا شخص جس نے کسی عراقی کو اپنے پاس پناہ دی ہوگی۔ یا اپنا مکان ہی اوسے کرایہ پر دیا ہوگا چاہے وہ اوس میں آکر ٹھہرا بھی نہ ہو میرے سامنے پیش کیا جائیگا تو میں اوس کے مکان کو منہدم کرا دوں گا۔ اور ایسے لوگوں کو اوس جگہ آباد کروںگا جو اسکے اہل ہیں۔ رہنے دوسرے شہر اونکا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے شہر آباد کیئے تو آپکو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی کا ہمیشہ سے حد سے زیادہ خیال رہتا تھا۔ پھر بھی جو شخص جہاد کے لئے جانا چاہتا اور وہ آپ سے مشورہ لیتا کہ کہاں جاؤں اور یہ پوچھتا کہ آپ شام کو اچھا سمجھتے ہیں یا عراق کو تو آپ یہی فرماتے تھے کہ میں شام کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اور یہ فرماتے کہ عراق تو ایک ناقابل علاج خلافت اسلامیہ کا پھوڑا ہے۔ اوس میں شیطان کے بچے بستے ہیں۔ میرا اونھوں نے ناک میں دم کر دیا۔ اور اب میرا یہ ارادہ ہے کہ عراقیوں کو اور مختلف شہروں میں علیحدہ علیحدہ آباد کر دوں۔ مگر پھر یہ بھی ڈرتا ہوں کہ یہ جہاں جائیں گے فساد اور خرابی کا باعث ہوں گے۔ جھگڑے کریں گے۔ فضول سوالات پیدا کرینگے۔ اور ہر بات کی لِم اور وجہ دریافت کریں گے۔ بغاوت اور فساد کے لئے فوراً آمادہ ہو جائینگے۔ مگر تلوار کے دھنی نہیں۔ اور کوئی بہادری کا فعل اون سے نہیں سنا گیا۔ حضرت عثمانؓ سے بھی یہ لوگ راضی نہیں ہوئے۔ بلکہ دونوں مرتبہ آپ کو عراقیوں ہی کے ہاتھوں تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام میں یہ زبردست رخنہ ڈالا۔ جتھا بندی کی۔ اور اسلامی رشتہ اخوت و مودت کی ایک ایک گرہ کھولدی۔ اور جہاں گئے اپنے ساتھ زہریلے اثرات لیتے گئے۔

چونکہ میں اون کے عقائد اور خیالات سے خوب واقف ہوں اسلیئے جو کچھ میں اون کے ساتھ کروں گا اوس سے میں تقرب خداوندی حاصل کروں گا۔ امیر المومنین معاویہؓ جب اون کے حاکم اعلیٰ ہوئے تو اگرچہ اونھوں نے اون کے ساتھ نرمی کی پھر بھی یہ لوگ اون سے خوش نہیں رہے۔ اون کے بعد ایک ایسے شخص کے

ہاتھ میں جو زیادہ سخت و جابر تھا عراق کی عنان حکومت آئی اوس نے اچھی طرح اون کے خلاف تلوار استعمال کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دل سے یا بادل ناخواستہ کسی نہ کسی طرح یہ لوگ ٹھیک ہو گئے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ ہر شخص عراقیوں کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا۔

اے لوگو اطاعت سے زیادہ کسی شے میں عزت نہیں۔ اور بغاوت کی وجہ سے جو دل میں چور رہتا ہے اوس سے زیادہ ذلت نہیں اس لئے آپ مطیع و فرماں بردار رہیں۔ اے مدینہ والو مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ مخالفت کی آگ سلگ رہی ہے۔ مگر جان لو کہ تم لوگ مفسد اور جنگجو نہیں ہو۔ تم یہی کر سکتے ہو کہ گھر میں بیٹھکر دل رنت پیستے رہو۔ میرے مخبروں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ تم لوگ لغو اور فضول گپیں اڑاتے رہتے ہو۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی گفتگو کو چھوڑ دو۔ اور اب کسی حاکم کی عیب گوئی نہ کرو۔ کیونکہ اسی طرح حکومت کا اقتدار رفتہ رفتہ کم ہوتا جاتا ہے۔ جو پھر ایک عام بغاوت پر منتہی ہوتا ہے۔ اور یہ بغاوت ایک مصیبت عظیمہ ہے۔ جو ایمان مال و دولت اور اولاد سب کو تباہ کر دیتی ہے۔

اس آخری جملہ پر قاسم بن محمد نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بغاوت ایسی ہی بلا ہے۔

سعید بن عمرو الانصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن حیان کے نقیب کو اپنے محلہ میں یہ منادی کرتے سنا کہ اے بنی امیہ بن زید! جس شخص نے کسی عراقی کو پناہ دی اوس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال سوخت ہو جائیں گے۔ مگر ہمارے ہاں بصرہ کے ایک صاحب ابو سوادہ رہتے تھے جو نہایت ہی عابد و زاہد اور بزرگ آدمی تھے یہ اعلان سنکر کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ لوگوں پر کوئی مصیبت آئے۔ بہتر ہے کہ آپ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دیں۔ میں نے کہا کہ یہاں سے نکل کر اب جانا نہ آپ کے لئے مفید ہے اور نہ میرے لئے اچھا ہے۔ انشاءاللہ خود خدا ہماری اور آپ کی حفاظت کریگا۔

میں اونھیں اپنے گھر میں لے آیا۔ عثمان بن حیان کو بھی اوسکی اطلاع ہوئی اوس نے گرفتاری کے لئے پولیس بھیجدی۔ میں نے اونھیں اپنے بھائی کے گھر میں چھپا دیا اور پولیس والوں کو کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ جس شخص نے اس بات کی مخبری کی تھی

وہ میرا دشمن تھا۔ میں نے عثمان سے جاکر کہا کہ یہ شخص جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ آپ محض اس بناپر کوئی کارروائی نہ کیا کیجیے۔ عثمان نے اوس شخص کے بیس درے لگوائے۔ اب ہم نے اون عراقی صاحب کو کھلم کھلا باہر نکالا۔ وہ ہمارے ہی ساتھ مسجد میں روزانہ نماز پڑھتے تھے۔ اور ہمارے خاندان والے اون پر اس قدر مہربان ہوگئے تھے۔ کہ اونھوں نے کہہ دیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہیں کوئی شخص آپ کو گزند نہیں پہونچا سکتا۔ چنانچہ اس خبیث عثمان کی برطرفی تک وہ اوسی طرح ہمارے یہاں مقیم رہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے عثمان کو مدینہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ جس قدر عراق کے باشندے اوس وقت مدینہ میں آباد تھے اون سب کو خارج البلد کردے۔ خارجیوں کو بھی تتر بتر کردے۔ اسی طرح ہر شخص کو جو ذرا سرکشی یا اجتہاد رکھتا ہو مدینہ سے نکالدے۔ اور عثمان پہلے ہی سے مدینہ کا گورنر بناکر نہیں بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ وہ منبر پر بھی نہیں چڑھتا تھا۔ اور نہ خطبہ پڑھتا تھا۔ مگر جب اوس نے عراقیوں اور منحور وغیرہ خارجیوں سے شہر کو پاک کردیا تب اوسے ولید نے مدینہ کی گورنری پر مستقل کیا۔ اور اوس وقت سے وہ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھنے لگا۔

اسی سنہ میں حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ سعید کے قتل کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ یہ بھی عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف بغاوت میں شریک تھے۔ حالانکہ حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو رتبیل کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا تو اوتھیں اوس مہم کا بخشی مقرر کردیا تھا جب عبدالرحمٰن کو شکست ہوئی۔ اور اوس نے رتبیل کے علاقہ میں جاکر پناہ لی تو سعید نے بھی راہ فرار اختیار کی۔

سعید بھاگ کر اصبہان چلے گئے۔ حجاج نے عامل اصبہان کو لکھا کہ سعید تمھارے پاس ہیں تم اونھیں گرفتار کرلو۔ مگر جس شخص کو یہ حکم دیا تھا اوس نے تعمیل میں پس وپیش کیا۔ اور سعید سے چپکے سے کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے اب چلے جاؤ اور میرے حدود اختیار سے باہر نکل جاؤ۔ سعید آذربائیجان آگئے۔ کئی سال یہاں گزارے۔ پھر عمرہ کرنے مکہ آئے اور یہیں رہ پڑے۔ اون کی طرح اور جتنے ایسے لوگ تھے سب اپنے آپ کو چھپاتے تھے۔ اور اپنا نام ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ابوحصین کہتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہوا کہ اب فلاں شخص مکہ کا عامل مقرر ہوا ہے تو ہم نے سعید سے کہا کہ اس سے کھٹکا ہے۔ اور یہ برا آدمی ہے۔ اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپ کے خلاف ضرور کوئی کارروائی کریگا۔ بہتر ہے کہ اب آپ یہاں جلد سے چلدیں۔ سعید کہنے لگے کہ اب بھاگتے ہوئے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ جو کچھ خدا نے میرے لئے پہلے سے لکھدیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ اسپر ابوحصین نے کہا کہ واقعی تم اسم بامسمّیٰ ہو۔ یہ شخص مکہ آیا۔ سعید کو بلوا کر گرفتار کرلیا۔ مگر پھر اون سے نرمی سے پیش آیا۔ اور بات چیت کی۔ اور اون کے ساتھ صلاحیت اور خوش اسلوبی سے پیش آنے لگا۔ مکہ کی حالت کے متعلق حجاج نے ولید کو لکھا کہ اس وقت باغیوں اور منافقوں نے مکہ میں جاکر پناہ لی ہے۔ اگر امیر المومنین۔ مناسب خیال فرمائیں تو اون کے خلاف کارروائی کرنے کی مجھے اجازت دیں۔ اسپر ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کے نام احکام نافذ کردئے۔ خالد نے عطاء سعید بن جبیر، مجاہد طلق بن حبیب اور عمرو بن دینار کو گرفتار کرلیا۔ عطا اور عمرو بن دینار تو اسوجہ سے کہ وہ مکہ ہی کے رہنے والے تھے چھوڑ دئے گئے۔ مگر اوروں کو اوس نے حجاج کے پاس بھیجدیا طلق تو راستہ ہی میں انتقال کرگئے۔ مجاہد حجاج کے مرنے تک جیل خانہ میں پڑے رہے۔ البتہ سعید بن جبیر قتل کردئے گئے۔

اشجعی بیان کرتے ہیں کہ جب دو محافظ سعید کو لیکر آئے تو وہ ربذہ کے قریب ایک مکان میں اوتارے گئے۔ ایک سپاہی تو کسی اپنی ضرورت سے باہر چلا گیا تھا اور دوسرا جو اون کے پاس تھا وہ نیند سے اوٹھ بیٹھا۔ اوس نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ سعید سے کہنے لگا کہ میں تمہارے خون سے اللہ کے سامنے اپنی برات چاہتا ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم قتل کئے جاؤگے۔ سعید اوس سے کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے کیا سعید بن جبیر کے خون سے اپنے آپ کو بری کرنا چاہتا ہے؟ سپاہی نے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے آپ تشریف لیجائیں۔ میں کبھی آپ کی تلاش نہیں کرونگا۔ مگر سعید نے اس طرح بھاگ جانے کی تجویز کو مسترد کردیا۔ اور کہنے لگے کہ میں خدا سے سلامتی اور عافیت کا متوقع ہوں۔ اس گفتگو کے بعد ہی دوسرا سپاہی آگیا۔ دوسرے دن انھوں نے پھر کسی اور مقام پر قیام کیا۔ آج بھی اوس

سپاہی نے وہی خواب دیکھا۔ اور کہنے لگا کہ میں سعید کے خون سے بری الذمہ ہوں۔ اور پھر سعید سے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ میں اللہ کے نزدیک آپ کے خون کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ غرض کہ اب وہ اونھیں اوس مکان میں جس میں وہ رہا کرتے تھے لے آئے۔

یزید بن ابی زیاد بنی ہاشم کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں کہ میں اوسی مکان میں جہاں سعید بیڑیاں پہنا کر لائے گئے تھے اون سے ملنے گیا کوفہ سے اور بھی علما اور صلحا اون سے ملنے آئے۔ میں نے اون سے کہا اے ابوعبداللہ آپ اون لوگوں سے باتیں کیجیے، چنانچہ سعید ہنستے جاتے تھے اور ہم سے باتیں کر رہے تھے۔ ایک کمرہ میں اونکی ایک صاحبزادی بھی تھیں جب اوس نے سعید کو بیڑیاں پہنے دیکھا تو رونا شروع کیا۔ اُسپر میں نے سعید کو یہ کہتے سنا کہ اے بیٹی تو میرے متعلق کسی قسم کا بُرا خیال اپنے دل میں نہ آنے دے اور نہ خوف کر۔ ہم سب لوگ سعید کی مشایعت میں پل تک آئے پل پر پہونچنے کے وقت اون دونوں محافظ سپاہیوں نے کہا کہ ہم تو انھیں لیکر اسوقت تک ہرگز بھی پل سے عبور نہیں کریں گے جب تک کہ یہ کوئی اپنا ضامن ہمیں نہ دیدیں۔ کیونکہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ یہ خودکشی کرنے کے لئے خود دریا میں کود کر غرق ہو جائیں گے اوس پر ہم نے کہا کہ بھلا سعید اور خود اس طرح خودکشی کریں؟ مگر سپاہیوں نے کسی طرح نہ مانا آخر کار ہم نے اون کی ضمانت کی اور تب وہ اونھیں پل پر سے لائے۔

فضل بن سوید کہتے ہیں کہ حجاج نے کسی کام کے لئے مجھے باہر بھیجا۔ باہر آکر دیکھا کہ لوگ سعید کو گرفتار کر کے لے آئے ہیں۔ میں اس خیال سے کہ دیکھوں اون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے پھر واپس حجاج کے پاس چلا آیا۔ اور اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ حجاج نے اون سے کہا کہ "اے سعید تمھیں بتاؤ کہ آیا میں نے تمھیں اپنا معتمد علیہ نہیں بنایا؟ تمھیں عالی کی ذمہ دار خدمت تفویض نہیں کی؟ اسپر میں نے خیال کیا کہ شاید حجاج اونھیں معاف کر دے۔ سعید نے کہا کہ جی ہاں آپکا ارشاد بجا ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ پھر کیوں تم میرے خلاف بغاوت میں شریک ہوئے سعید نے کہا کہ میں بالکل مجبور تھا۔ اس جملہ پر حجاج کو سخت غصہ آیا۔ اور کہنے لگا

کہ کیوں جناب! دشمن خدا عبدالرحمن کا تو آپ نے اتنا حق سمجھا کہ آپ میری مخالفت پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ، امیر المومنین اور میرا اتنا بھی حق نہیں تھا! پھر حجاج نے ادن دونوں پہرہ داروں کو حکم دیا کہ ان کی گردن مار دو۔ چنانچہ سعید قتل کر دیئے گئے۔ اون کا سر تن سے جدا ہو کر گر پڑا۔ اوس وقت ایک چھوٹی سی سفید ٹوپی اونکے زیب سر تھی ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ قتل کے بعد جب سعید کا سر تن سے جدا ہو کر گرنے لگا تو اونھوں نے تین مرتبہ لاالہ الا اللہ کہا جو اچھی طرح سمجھ میں آتا تھا۔ دہانتوں کی حرکت سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ لاالہ الا اللہ کہہ رہے ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج نے کہا کہ خدا نصرانی عورت کے بیٹے پر لعنت کرے۔ اس سے اوسکی مراد خالد القسری تھا کیونکہ اوسی نے سعید کو مکہ سے گرفتار کر کے بھیجا تھا۔ حجاج نے یہ بھی کہا کہ کیا خود مجھے سعید کی سکونت کا علم نہ تھا؟ بخدا میں خوب جانتا تھا کہ وہ مکہ میں ہیں بلکہ جس مکان میں وہ رہتے تھے وہ بھی معلوم تھا۔ مگر میں جان بوجھ کر طرح دے رہا تھا۔

اب حجاج نے سعید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ فرمائیے آپ کیوں میرے خلاف ہو گئے تھے؟ سعید نے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے۔ میں بھی ایک مسلمان ہوں۔ کبھی مجھ سے خطا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی صحیح راستہ پر چلتا ہوں۔ اس جواب سے حجاج خوش ہوا۔ اوس کا چہرہ بشاش ہو گیا۔ اور لوگوں کو یہ امید بندھی کہ حجاج انھیں چھوڑ دیگا۔ مگر پھر کسی معاملہ میں حجاج نے سعید کی طرف مخاطبت کی۔ اور سعید نے کہا کہ عبدالرحمن کی بیعت کا طوق میری گردن میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے میں اون کا ساتھ دینے کے لئے مجبور تھا۔

اس جملہ کا سننا تھا کہ حجاج مارے غصّہ کے اپنے آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اوس کی چادر کا ایک کونہ مونڈھے سے ڈھلک گیا۔ اور کہنے لگا کہ اے سعید کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ میں نے ابن الزبیر کو قتل کیا۔ اور مکہ والوں سے بیعت لی۔ اور تم سے امیر المومنین عبدالملک کے لئے بیعت لی۔ سعید نے ان تمام باتوں کا جواب اثبات میں دیا حجاج پہلی گفتگو کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا اور پھر جب میں کوفہ میں عراق کا ناظم اعلیٰ مقرر ہو کر آیا تو میں نے

امیر المومنین کے لئے دوبارہ بیعت لی اور خود تم سے بھی دوسری مرتبہ بیعت لی۔ سعید نے کہا جی ہاں یہ بھی درست ہے اسپر حجاج نے کہا کہ اس طرح تم نے دو بیعتوں کو پس پشت ڈالدیا۔ اور اوس جُلاہے کے بچے کی بیعت کا اس قدر احترام کیا۔ اس کے بعد حجاج نے اون کے قتل کا حکم دیدیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج اوس وقت سواری کے لئے باہر جا رہا تھا۔ بلکہ اوس نے اپنا ایک پاؤں رکاب میں بھی رکھ دیا تھا۔ سعید کو دیکھکر کہنے لگا کہ جب تک میں تیرے سر میں آگ سے نہ جلا ڈالونگا سواری نہ کروں گا۔ یہ کہتے ہی اونکے قتل کردینے کا حکم دیدیا۔ سعید قتل کردیئے گئے۔ مگر اس واقعہ کا کچھ ایسا اثر حجاج پر ہوا کہ اوسکی عقل بگڑ گئی۔ اور "وہماری بیڑیاں ہماری بیڑیاں" کہہ کر چلانے لگا۔ لوگوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ جو بیڑیاں سعید کو پہنائی گئی تھیں اون کی طرف اشارہ ہے۔ اونھوں نے آدھی پنڈلی کے پاس سے سعید کے پاؤں قطع کرکے بیڑیاں اوتار لیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے پیش کیئے گئے تو حجاج نے اون سے پوچھا کہ کیا تم نے مصعب بن الزبیر کو کوئی خط لکھا ہے؟ سعید نے کہا میں نے نہیں لکھا۔ بلکہ مصعب نے مجھے لکھا ہے۔ حجاج کہنے لگا کہ بخدا میں تمھیں قتل کرڈالوں گا۔ اوس پر سعید نے کہا تو پھر میں اسم بامُسمّٰی بنجاؤں گا۔ غرض کہ حجاج نے اونھیں قتل کرادیا مگر اس کے بعد صرف چالیس روز وہ بھی زندہ رہ سکا۔ حجاج کی اب یہ حالت تھی کہ خواب میں سعید کو دیکھتا کہ وہ اُس کا دامن پکڑے کہہ رہے ہیں کہ اے دشمن خدا بتا تو نے کیوں مجھے قتل کیا۔ اس پر حجاج کہہ اُٹھتا تھا میرے اور سعید کے درمیان کیا معاملہ ہے!!

میرے اور سعید کے درمیان میں کیا معاملہ ہے!!

اسی سنہ میں مدینہ کے اکثر فقہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سال کے شروع میں حضرت علیؓ ابن الحسینؓ نے وفات پائی پھر عروہ بن الزبیر پھر سعید ابن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن الہشام ایک ایک کرکے اس دنیائے فانی سے چل بسے۔

ولید نے سلیمان بن حبیب کو اس سال شام کا قاضی بنایا۔

اس معاملہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے کہ اس سال حج کن صاحب کی نگرانی میں ادا ہوا۔ اسحق بن عیسیٰ کی روایت یہ ہے کہ ۹۴ سنہ ہجری میں مسلمہ بن عبدالملک نے حج کرایا۔ واقدی کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک نے حج کرایا۔ اور واقدی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ۹۴ سنہ ہجری میں مسلمہ بن عبدالملک نے حج کرایا ہے۔

خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا عامل تھا۔ عثمان بن حیان المری مدینہ کا عامل تھا۔ زیاد بن جریر کوفہ کا عامل تھا۔ ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ جراح بن عبداللہ بصرہ کے عامل اور عبدالرحمن بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔ اور قرہ بن شریک مصر کا گورنر تھا۔ مگر حجاج عراق اور تمام مشرقی صوبوں کا ناظم اعلیٰ تھا۔

## سنہ ۹۵ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال عباس بن الولید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور تین قلعے سر کئے۔ جن کے نام طوس۔ مرزبانین۔ اور ہرقلہ ہیں۔

نیز اسی سال ہندوستان کے آخری مقامات تک سوائے کیرج اور منڈل کے فتح ہوئے۔

اسی سنہ کے ماہ رمضان میں شہر واسط القصب تعمیر کیا گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر اندلس سے قیروان واپس آیا۔ اور قیروان سے ایک میل کے فاصلہ پر قصر الماءین اوس نے عید الضحیٰ میں قربانی کی۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ نے ملک شاش پر فوج کشی کی۔

## اس مہم کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

حجاج نے عراق سے ایک فوج قتیبہ کی امداد کے لئے بھیجی تھی وہ فوج ۹۵ سنہ میں اوس کے پاس پہونچی۔ قتیبہ نے اس فوج کو لیکر کفار سے جہاد کیا اور جب وہ شاش یا کشمائن میں تھا کہ اوسے حجاج کے مرنے کی خبر ملی۔ ماہ شوال ۹۵ سنہ ہجری میں

حجاج نے انتقال کیا۔ اس خبر سے قتیبہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور مرو کی طرف واپس پلٹا۔ واپسی میں تمام فوجوں کو منتشر کرتا آیا۔ کچھ فوج بخارا میں چھوڑی۔ کچھ فوج کو کس اور نصف بھیجدیا۔ اور پھر مرو چلا آیا۔

یہیں ولید کا خط قتیبہ کو ملا جس میں مسطور تھا کہ امیر المومنین تمھاری اون کوششوں اور مستعدانہ کارروائیوں سے خوب واقف ہیں۔ جو تم مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف کر رہے ہو۔ امیر المومنین تمھیں عنقریب ترقی دیں گے۔ اور تمھاری خدمات کے لایق تمھارے ساتھ سلوک کریں گے۔ برابر جہاد میں مصروف رہو۔ اپنے رب سے ثواب کے متوقع رہو۔ اور امیر المومنین کو ہمیشہ خط لکھتے رہو تاکہ اونھیں اوس ملک کی حالت سے اس قدر آگاہی ہوتی رہے کہ گویا وہ خود تمھارے ساتھ ہیں۔

اسی سنہ میں حجاج نے ماہ شوال میں چون۵۴ سال کی عمر میں یا ایک دوسرے بیان کے مطابق ترپن سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں جب حجاج کا انتقال ہوا۔ موت کے وقت حجاج نے اپنے بیٹے عبداللہ کو نماز پڑھانے کے لئے اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ واقدی کے قول کے مطابق حجاج نے بیس سال عراق پر حکومت کی۔

اسی سال عباس بن ولید نے شہر قنسرین فتح کیا۔ اور وضاحی اور اُن کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار آدمی رومیوں کے علاقہ میں شہید کئے گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال منصور عبداللہ بن محمد بن علی پیدا ہوا۔ اور ولید نے یزید بن ابی کبشہ کو کوفہ اور بصرہ کی امامت اور سپہ سالاری پر سرفراز کیا۔ اور یزید بن مسلم کو ان دونوں شہروں کے محکمۂ مال و خزانہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔

اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ چونکہ یہ دونوں صاحب ان خدمات کے لئے سب سے زیادہ اہل تھے۔ اس لئے خود حجاج ہی نے مرتے وقت ان دونوں کو ان خدمتوں پر مقرر کر دیا تھا۔ بعد میں ولید نے بھی ان کے تقررات کی توثیق کر دی۔ اسی طرح حجاج کے جسقدر عامل مختلف مقامات پر تھے اوس کی

موت کے بعد ولید نے سب کو مثل سابق انہی خدمات پر رہنے دیا۔

بشر بن الولید نے اس سال حج کرایا۔ مختلف مقامات کے وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ حجاج کی موت کی وجہ سے کوفہ اور بصرہ کے انتظام میں جو تبدیلی کی گئی اوس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

## سنہ ۹۶ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال موسم سرما کی مہم لیکر بشر بن الولید رومیوں سے جہاد کرنے گیا اور واپس آگیا اسی اثنا میں ولید کا انتقال ہوگیا۔

تمام اہل سیر کا اسبات پر اتفاق ہے کہ جمادی الآخر سنہ ۹۶ ہجری کے وسط میں ولید نے وفات پائی۔ البتہ اوسکی مدت خلافت میں اختلاف ہے ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے ایک ماہ کم دس سال خلافت کی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ نو سال سات ماہ خلافت کی۔

ہشام بن محمد کا بیان ہے کہ ولید نے آٹھ سال چھ ماہ خلافت کی۔ واقدی کہتے ہیں کہ نو سال آٹھ مہینے اور دو روز ولید نے خلافت کی۔ ولید کی عمر میں بھی اہل سیر کا اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے چھیالیس سال ایک ماہ کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔ ہشام بن محمدؒ کہتے ہیں کہ ولید کی عمر پینتالیس سال ہوئی۔ علی بن محمدؒ کا دعویٰ ہے کہ کل بیالیس سال ایک ماہ ولید کی عمر ہوئی۔ علی کہتے ہیں کہ ولید نے دیر مُران میں وفات پائی۔ اور باب الصغیر کے باہر دفن کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مقبرۂ فرادیس میں دفن کیا گیا۔ اور نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سینتالیس سال کی عمر میں اوس کی وفات ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ولید کے اونیس ۱۹ بیٹے تھے۔ جن کے نام عبدالعزیز، محمد، عباس، ابراہیم، تمام، خالد، عبدالرحمن، مُبشّر، مسرور، ابو عبیدہ، صدقہ، منصور، مروان، عنبسہ، عمر، روح، بشر، یزید، اور یحییٰ ہیں۔

عبدالعزیز اور محمد کی والدہ کا نام اُمّ البنین تھا۔ جو عبدالعزیز بن مروان کی

لڑکی تھی۔ اور ابو عبیدہ کی ماں کا نام مرادیۃ تھا۔ اور باقی تمام لونڈیوں کے بطن سے تھے۔

## ولید کے بعض عادات وخصائل کا بیان

اہل شام ولید کو اپنے تمام خلفا میں بہترین خلیفہ سمجھتے تھے۔ ولید نے بہت سی مسجدیں تعمیر کرائیں۔ جامع دمشق۔ اور مسجد مدینہ منورہ بنوائی۔ اور مینار بنوائے۔ بڑا سخی اور دینے والا تھا۔ جو لوگ کوڑھی تھے اون کے روزینے مقرر کر دیئے تھے۔ اور اونھیں لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ممانعت کر دی تھی۔ اسی طرح جس قدر اپاہج یا اندھے لنگڑے اور لولے تھے اون سب کی خدمت کے لئے ایک ایک خادم سرکاری خرچ سے مقرر کر دیا تھا۔ جو اون کی خدمت گزاری کرتا تھا۔

ولید کے عہد خلافت میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ مغرب میں موسیٰ نے اندلس فتح کیا۔ شمال مشرق میں قتیبہ نے کاشغر فتح کیا۔ اور محمد بن القاسم نے ہندوستان فتح کیا۔

ولید کا یہ قاعدہ تھا کہ اکثر بیچنے والے کے پاس جاتا۔ اور تھوڑی سی ترکاری اوٹھا کر اوسکی قیمت دریافت کرتا۔ بیچنے والا ایک پیسہ اوسکی قیمت بتاتا۔ ولید کہتا کہ اوس کی قیمت میں اور اضافہ کرو۔

بنی مخزوم کے ایک شخص نے ولید سے آکر کہا کہ مجھ پر بہت سا قرضہ ہے آپ کچھ عنایتاً دلوا دیجئے۔ ولید نے کہا کہ ہاں میں دونگا بشرطیکہ تمہارا استحقاق ثابت ہو جائے۔ سائل کہنے لگا کہ میری آپ کی قرابت ہے۔ میں کیوں مستحق نہیں ہوں؟ ولید نے پوچھا کیا قرآن تمھیں یاد ہے۔ سائل نے کہا نہیں۔ ولید نے اوسے اپنے قریب بلایا۔ اور ایک بید سے جو اوس کے ہاتھ میں تھا اوسکا عمامہ اوتارا اور کئی بید اوسکے رسید کئے اور ایک شخص سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ لیجا اور جب تک یہ قرآن نہ پڑھ لے اسے جدا نہ کرنا۔

اس واقعہ کو دیکھکر عثمان بن یزید بن خالد بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے

کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیر المومنین میں بھی مقروض ہوں۔ ولید نے اوس سے بھی پوچھا کہ کیا تم نے قرآن پڑھا ہے۔ عثمان نے کہا جی ہاں۔ ولید نے اوس سے سورۂ انفال اور سورۂ براۃ کی دس دس آیتیں پڑھوائیں۔ عثمان نے پڑھ دیں۔ ولید نے کہا اچھا میں تمھارے قرضہ کو ادا کر دونگا۔ اور اب تمھارا زیادہ خیال رکھونگا۔

حالتِ مرض میں ایک دن ولید پر ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ تمام دن مُردہ پڑا رہا۔ لوگوں نے رونا دھونا بھی شروع کر دیا۔ اور اون کی موت کی خبر پہونچانے کے لیے قاصد بھی روانہ کر دئے گئے۔ جب حجاج کے پاس قاصد یہ خبر لیکر آیا۔ حجاج نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک رسی منگوا کے اوس کے ہاتھ بندھوائے۔ اور اوس کا ایک سرا ایک ستون میں باندھ دیا گیا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی کہ خدایا۔ تو مجھ پر اب ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو رحیم و کریم نہ ہو۔ میں عرصۂ دراز سے تجھ سے یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ اوس کے مرنے سے پہلے تو مجھے موت دیدے۔ انھیں جملوں کے ساتھ اب حجاج نے نہایت خضوع وخشوع سے جناب باری میں دعا مانگنا شروع کی۔ ابھی دعا مانگ ہی رہا تھا کہ اتنے میں دوسرا قاصد ولید کے مرض کی افاقہ کی خوشخبری لیکر آیا۔

ولید کی طبیعت جب ذرا سنبھل گئی تو کہا کہ میری صحت سے سب سے زیادہ خوشی حجاج کو ہوئی ہوگی۔ اسپر عمر بن عبد العزیز نے عرض کی کہ جناب والا کی صحت ہمارے لئے خدا کی بہترین نعمت ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس حجاج کا یہ خط آئے گا کہ جب مجھے جناب والا کی صحت کا علم ہوا۔ تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور جسقدر لونڈی غلام میرے پاس تھے وہ سب آزاد کر دئے اور میں یہ ہندوستان کے بنے ہوئے مربے کے شیشے کے مرتبان آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ اس بات کو کہے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ اسی مضمون کا خط حجاج کی جانب سے ولید کو موصول ہوا۔

آخری زمانہ میں حجاج کا وجود ولید کو کھلنے لگا تھا۔ اوسکا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ولید کا ایک خدمت گار بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز صبح کے کھانے کے لئے ولید کا منھ دُھلا رہا تھا۔ ولید نے ہاتھ آگے بڑھایا

ہیں نے اوسپر پانی ڈالنا شروع کیا۔ ولید اوس وقت کسی اور خیال میں تھے۔ اب پانی ہے کہ بہتا چلا جارہا ہے اور وہ منع نہیں کرتے مجھے اتنی جرارت کہاں تھی کہ خود بولتا۔ پھر خود ولید نے میرے منھ پر چھینٹے مارے اور کہا کہ کیا تو اونگھ رہا ہے۔ اور سر اوٹھاکر میری طرف دیکھکر سوال کیا کیا تو جانتا ہے کہ گزشتہ رات کیا خبر آئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ولید نے کہا بے وقوف تجھے معلوم نہیں۔ حجاج کا انتقال ہوگیا۔ میں نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہا۔ ولید نے کہا چُپ رہ۔ اس خبر سے تیرے آقا کو خوشی ہوئی ہے۔ جو اوس کے ہاتھ میں ایک سیب کے مانند تھا جسے وہ سونگھتا تھا۔"

ولید کو بڑی بڑی عمارتیں اور قلعے بنانے کا بہت شوق تھا۔ اور نیز خدمتگاروں کے جمع کرنے کا بھی بہت شایق تھا۔ اوسکے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ جب لوگ آپس میں ملتے تھے تو عمارتوں اور قلعوں کی تعمیر کا تذکرہ کرتے تھے۔ سلیمان کو کھانے اور نکاح کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اور لوگ بھی جب آپس میں ملتے تو شادی بیاہ اور لونڈیوں کا تذکرہ کرتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ حکومت میں مذہبی رنگ غالب تھا۔ جب لوگ آپس میں ملتے تو پوچھتے کہ کہئے آج رات کیا وظیفہ آپ پڑھیں گے۔ کتنا قرآن یاد کیا۔ ختم کب ہوگا۔ اور آپ نے کب ختم کیا تھا۔ اور اِس مہینے میں کتنے روزے آپ نے رکھے۔ غرض کہ اِس قسم کے سوالات سے اوس زمانہ کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہر شخص پر مذہبی رنگ غالب تھا۔ جب ولید حج کرنے گیا تو یمن سے محمد بن یوسف بھی حج کرنے مکہ آیا۔ اور اپنے ساتھ ولید کے لئے بہت بیش بہا تحفے تحائف بھی لایا۔ اُم البنین نے ولید سے کہا کہ محمد بن یوسف جو تحائف آپ کے لئے لایا ہے آپ وہ سب مجھے دلا دیجئے۔ ولید نے حکم دیدیا کہ وہ تحفے اُم البنین کو دیدیئے جائیں۔ اُم البنین نے اس حکم کی تعمیل کے لئے اپنے آدمی محمد بن یوسف کے پاس بھیجے۔ مگر اوس نے دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جب تک اُن چیزوں کو ولید خود نہ دیکھ لیں میں کسی کو نہیں دونگا۔ اُس کے بعد امیر المومنین کو اختیار ہے جسے چاہیں دیدیں۔ تحائف بہت زیادہ تھے محمد بن یوسف کا انکار اُم البنین کو ناگوار خاطر

ہوا۔ اوس نے ولید سے کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے محمد بن یوسف کے تحائف مجھے دلوائے تھے مگر اب میں اونہیں نہیں لینا چاہتی۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی۔ اُم البنین نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں محمد بن یوسف نے لوگوں سے زبردستی چھین کر حاصل کی ہیں۔ علاوہ ازیں اوس نے اون پر بہت سے مظالم توڑے ہیں۔ اور اسکی صوبہ داری سے اونھیں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔

اب محمد تمام تحفے لیکر ولید کے پاس آیا۔ ولید نے اوس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام چیزیں تم نے ناجائز طریقہ پر حاصل کی ہیں۔ محمد بن یوسف نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا۔ ولید نے اوس سے کہا کہ رکن اور مقام کے درمیان پچاس مرتبہ خدا کی قسم کھاؤ کہ نہ تو تم نے یہ چیزیں زبردستی حاصل کی ہیں نہ کسی پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ لوگوں کی رضامندی اور خوشی سے حاصل کی ہیں۔ محمد نے حسب ارشاد قسمیں کھالیں۔

ولید نے تحفے قبول کر لئے۔ اور پھر وہ سب کے سب ام البنین کو دیدئے اوس کے بعد ہی محمد بن یوسف یمن جاکر ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا جس سے اُس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور اوسی سے وہ مر گیا۔

اسی سنہ میں ولید نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی سلیمان کے پاس جائے۔ اس سفر کی غرض یہ تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ اوس کے بعد بجائے سلیمان کے اُسکا بیٹا عبدالعزیز خلیفہ ہو۔ ولید نے اس سفر کا ارادہ اپنے مرض الموت سے پہلے کیا تھا ولید اور سلیمان دونوں عبدالملک کے ولی عہد تھے۔ جب ولید خلیفہ ہوا تو اوس نے ارادہ کیا کہ سلیمان کو حق خلافت سے محروم کر کے اوس کے بدلے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد بنائے۔ مگر سلیمان نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ تو ولید نے اس بات کی کوشش کی کہ کم از کم سلیمان کے بعد تو عبدالعزیز خلافت کا حق دار تسلیم کر لیا جائے۔ مگر سلیمان نے اوسے بھی نہ مانا۔ ولید نے اوسے پھسلانے کے لئے بہت سا روپیہ بھی پیش کیا مگر سلیمان نے اوسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب اس طرح ولید کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی تو اپنا دستے

یہ چال کی کہ اپنے صوبہ دار اور دوسرے نظما کو لکھا کہ تم لوگ عبدالعزیز کی ولی عہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لو۔ اس تجویز کو سوائے حجاج قتیبہ اور بعض خاص لوگوں کے کسی نے پسند نہیں کیا۔ عباد بن زیاد نے ولید سے کہا کہ عام لوگ آپ کی اس تجویز کو کبھی نہ مانیں گے۔ اور اگر اس وقت وہ مان بھی جائیں تو بھی آپ کو اون کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ بعد میں یہ آپ کے بیٹے کے ضرور خلاف ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ سلیمان کو بلوائیں وہ آپ کی بہت اطاعت اور فرماں برداری کرتے ہیں۔ آپ اون کے سامنے اپنے اس ارادہ کو ظاہر کیجیے کہ اون کے بعد عبدالعزیز ولی عہد ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ جب وہ آپ کے پاس ہوں گے وہ اس تجویز کو رد نہ کر سکیں گے۔ اور اگر ایسا کریں گے تو پھر تمام لوگ انہی کے خلاف ہو جائیں گے۔

چنانچہ ولید نے سلیمان کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ۔ سلیمان نے آنے میں دیر کی۔ اور جان بوجھ کر ٹالتا رہا۔ اس لیے اب خود ولید نے اوس کے پاس جانیکا قصد کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ارادہ کر لیا کہ اوسے خلافت کے حق سے محروم کردے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ سفر کی تیاری شروع کریں۔ خیمے نکلوائے گئے۔ ابھی یہ رخصت سفر تیاری ہی ہو رہا تھا کہ ولید بیمار پڑا۔ اور سلیمان کے پاس جانے کا ارادہ ہی تھا کہ خود ہی اس دار فانی سے چل بسا۔

ہلوات الکلبی کہتے ہیں کہ ہم محمد بن القاسم کے ہمراہ ہندوستان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم داہر کو قتل کر چکے تھے۔ ہمارے پاس حجاج کا خط آیا تاکہ ہم سلیمان سے ترک عہد کر دیں۔ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اوس نے ہمیں لکھا کہ ہم لوگ وہیں کھیتی باڑی کریں۔ اور ہمیں شام میں آنے کی اجازت نہیں چنانچہ ہم لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت تک ہندوستان ہی میں رہے۔ اور آپ کے زمانہ میں پھر اپنے وطن واپس آئے۔

جب ولید نے جامع دمشق کی تعمیر کا ارادہ کیا جہاں پہلے گرجا تھا تو اپنے تمام لوگوں سے کہا کہ ہر شخص مجھے ایک ایک اینٹ لا کر دے۔ ہر شخص ایک ایک اینٹ لایا۔ مگر ایک عراقی صاحب دو اینٹیں لائے۔ ولید نے اون سے

اون کا وطن دریافت کیا۔ اونھوں نے کہاکہ میں عراق کا باشندہ ہوں۔ اوس پر ولید کہنے لگا اے عراقیو! تم ہر بات میں حد سے تجاوز کر جاتے ہو۔ یہاں تک کہ اظہار اطاعت میں بھی حد سے گزر جاتے ہو۔ بہرحال گرجا منہدم کر کے اسکی جگہ مسجد بنا دی گئی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت میں عیسائیوں نے اون سے اس بات کی شکایت کی اور کہا گیا کہ شہر سے باہر کی تمام عمارتیں بزور شمشیر فتح کی گئی ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو اچھا ہم تمھارے گرجا کو تمھارے حوالے کئے دیتے ہیں۔ مگر توما کے گرجے کو منہدم کر کے وہاں مسجد بنا لیتے ہیں کیونکہ اوس پر تو بزور شمشیر قبضہ کیا گیا ہے۔ یہ سنکر عیسائی چکرائے۔ اور کہنے لگے کہ بہتر ہے آپ اسے اسی طرح رہنے دیجئے۔ مگر توما کے گرجے کو منہدم نہ کرائیے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون کی درخواست منظور کر لی۔

اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر فتح کیا۔ اور چین پر حملہ کیا۔ ان واقعات کی تفصیل یہ ہے۔ کہ سنہ ۹۶ھ میں قتیبہ جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ جسقدر فوج اوس کے ساتھ تھی اون کے اہل وعیال کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اور سلیمان کے خوف سے اوس کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو سمرقند میں حفاظت سے ٹھہرا دے۔ جب دریائے جیحون کو عبور کر آیا تو اپنے ایک آزاد غلام کو جسکا نام خوارزمی لیا جاتا ہے۔ اوس گھاٹ پر جہاں سے دریا کو عبور کیا جاتا تھا دیکھ بھال کے لئے مقرر کر دیا اور حکم دیدیا کہ کسی شخص کو بغیر پروانۂ راہداری کے یہاں سے گزرنے نہ دینا۔

قتیبہ نے فرغانہ کی راہ لی۔ اور درۂ عصام کی طرف کچھ ایسے لوگوں کو بھیجا جو کاشغر جانے کا اوس کے لئے راستہ ٹھیک کر دیں۔ (یہ شہر چین کے تمام شہروں میں مسلمانوں کی حکومت سے قریب ترین واقع تھا) قتیبہ ابھی فرغانہ ہی میں تھا کہ اوسے ولید کے انتقال کی خبر ملی۔

ایاس بن زہیر کہتے ہیں کہ جب قتیبہ دریا کو عبور کر کے اوس پار آگیا تو میں نے اوس سے اگر درخواست کی کہ جب جناب والا اس جہاد پر روانہ ہوئے تو ہمیں

بیوی بچوں کے متعلق جناب کی رائے کا علم نہیں ہوا تھا۔ ورنہ ہم اون سب کو بھی لے آتے۔ میرے جتنے بڑے لڑکے ہیں وہ میرے ساتھ ہیں۔ اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں اور ایک بڑھیا ماں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ گھر میں اور کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہمارے بعد اون کی نگرانی کرے۔ اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو مجھے اور میرے ساتھ میرے ایک بیٹے کو پروانہ راہداری دید یجیے تاکہ میں اوسے گھر بھیجدوں کہ وہ میرے اہل و عیال کو اپنے ہمراہ لے آئے
قتیبہ نے پروانہ راہ داری لکھکر مجھے دے دیا۔ میں دریا کے کنارے پہونچا۔ دریا کا محافظ اوس کنارہ پر تھا۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کچھ لوگ کشتی میں بیٹھکر میرے پاس آئے۔ میرا نام پوچھا۔ اور پروانہ راہداری مانگا میں نے اون کے سوالات کا تشفی بخش جواب دیا۔ اون میں سے کچھ لوگ تو میرے پاس ٹھہر گئے۔ اور کچھ پھر کشتی کو واپس لیگئے۔ اور اپنے افسر سے میرا حال بیان کیا۔ پھر واپس آئے۔ اور مجھے بھی بٹھا کر لیگئے۔ جب میں اون لوگوں کے پاس جو دوسرے کنارہ پر متعین تھے پہونچا تو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ چونکہ میں خود بھوک سے بیتاب تھا۔ بغیر صلاح لگانے بیٹھ گیا۔ اب میرا یہ حال ہے کہ کھائے چلا جار ہا ہوں۔ اور کسی کو جواب نہیں دیتا۔ میری یہ حالت دیکھکر وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ بدوی بھوک سے مرا جارہا ہے میں نے کھانا کھایا اور سوار ہوکر مرو پہونچا۔ اپنی والدہ کو ساتھ لیا۔ اور اپنے فوجی مرکز کو واپس آنے کے ارادہ سے روانہ ہوا کہ اتنے میں ہمیں ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی اور پھر میں مرو ہی واپس چلا آیا
قتیبہ نے کثیر بن فلاں کو کاشغر بھیجا۔ کثیر نے کچھ لونڈی غلام وہاں سے حاصل کیے قتیبہ نے اون سب کے داغ لگا دیے۔ قتیبہ واپس آگیا اور راہ ہی میں اوسے ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

(پہلا بیان) قتیبہ بڑھتے بڑھتے چین کے حدود میں داخل ہو گیا۔ اس پر چین کے بادشاہ نے قتیبہ کو لکھا کہ آپ اپنے ساتھ کے کچھ معزز لوگوں کو میرے پاس بھیجدیجیے تاکہ میں اون سے آپ لوگوں کی حالت دریافت

کروں۔ اور آپ لوگوں کے مذہب کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ قتیبہ نے بارہ آدمی منتخب کئے۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ دس آدمی منتخب کئے یہ لوگ باعتبار اپنی ظاہری صورت و وجاہت۔ ڈیل ڈول حسن بیان۔ شجاعت اور فراست و ذکاوت کے اپنے اپنے قبیلہ کے بہترین لوگ تھے۔ قتیبہ نے اون کے انتخاب میں بہت احتیاط سے کام لیا تھا۔ ہر شخص کے متعلق فرداً فرداً پہلے دریافت کیا۔ جب معلوم ہوا کہ یہی اپنے اپنے قبیلہ کے بہترین نمایندے ہیں تب اون کا انتخاب کیا۔ پھر اون سے خود گفتگو کی اور ان کی دانائی اور فراست کا امتحان لیا۔ تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ظاہری اوصاف کے ساتھ باطنی خوبیوں سے بھی یکساں طور پر متصف ہیں۔ حکم دیا کہ اونھیں بہترین اسلحہ۔ عمدہ عمدہ ریشمی شالیں۔ سفید باریک ململ کے تھان۔ جوتے اور عطر دئے جائیں۔ اور انھیں اعلےٰ درجہ کے قوی ہیکل اور دراز قد و قامت گھوڑے دئے جو کوتل اون کے ہمراہ تھے۔ اور دوسرے سواری کے گھوڑے اون کے علاوہ دئے۔ تاکہ ان پر وہ سوار ہو کر سفر کریں

ہبیرہ بن شمرج الکلابی ایک بڑا مقرر چرب زبان شخص تھا۔ قتیبہ نے اوس سے کہا کہو ہبیرہ تم وہاں جاکر کیا کروگے۔ ہبیرہ نے عرض کی کہ جناب والا سے بہتر اور کون مجھے طریقہ ملاقات و گفتگو بتا سکتا ہے۔ جیسا جناب والا مجھے ارشاد فرمائیں وہی میں کہونگا۔ اور اوسی پر عمل کروں گا۔ قتیبہ نے کہا خدا کی برکت اور اوسکی توفیق تمھارے ساتھ ہو۔ تم جاؤ۔ جب تک اون کے علاقہ میں نہ پہونچ جاؤ اپنے عمامے نہ اوتارنا۔ اور جب بادشاہ چین کے سامنے جاؤ تو اوس سے کہہ دینا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں تمھارے علاقہ پر قدم نہ رکھ لونگا۔ اور تمھارے شہزادوں کو غلام نہ بنا لونگا اور خراج نہ وصول کرلونگا واپس نہ جاؤں گا۔

غرض کہ یہ وفد ہبیرہ کی زیر سرکردگی چین آیا۔ بادشاہ چین نے سفراء کے ذریعہ اونھیں دعوت دی۔ اون لوگوں نے حمام میں جاکر غسل کیا۔ اور سفید کپڑے پہنے۔ نیچے زرہ بھی۔ عطر لگایا تیل لگایا جوتے پہنے۔ اوپر سے

شالیں اوڑھیں اور اب بادشاہ چین کے دربار میں حاضر ہوئے ۔ اوس وقت دربار میں چین کے بڑے بڑے رئیس اور اعیان سلطنت موجود تھے ۔ یہ لوگ بھی جاکر بیٹھے ۔ مگر نہ بادشاہ نے کوئی بات چیت اون سے کی اور نہ دوسرے درباریوں نے کوئی گفتگو کی ۔ مسلمان اوٹھکر چلے آئے ۔ اون کے چلے آنے کے بعد بادشاہ نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے ۔ سب نے کہا کہ یہ تو عورتیں معلوم ہوتی ہیں ۔ جب ہماری نظر اون پر پڑی اور عطر پھلیل کی خوشبو ہماری ناکوں میں آئی ۔ تو ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں بچا جس کے خیالات پریشان نہ ہو گئے ہوں ۔

دوسرے دن پھر بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا ۔ آج اونھوں نے جامہ وار کے جُبّے پہنے ۔ باریک ریشم کے عمامے باندھے ۔ اوپر سے شالیں اوڑھیں ۔ اور صبح کے وقت دربار میں حاضر ہوئے ۔ دربار میں حاضر ہونے کے بعد ہی بادشاہ نے اونھیں واپس جانے کا حکم دیا ۔ اور اونکے چلے جانے کے بعد اپنے امرا سے پھر اون کے متعلق دریافت کیا ۔ اس مرتبہ سب نے کہا کہ ہاں البتہ یہ وضع و ہیئت مردوں سے ملتی جلتی ہے ۔ اور اب وہ مرد معلوم ہوتے ہیں ۔

غرض کہ اسی طرح تیسرے روز پھر بادشاہ نے اونھیں دربار میں بلایا ۔ آج مسلمانوں نے تمام ہتھیار زیب بدن کئے ۔ دوہرے دوہرے خود پہنے ۔ تلواریں حمائل کیں ۔ نیزے ہاتھ میں لئے کمانیں کندھوں پر ڈالیں ۔ اور گھوڑوں پر سوار ہوکر شاہی دربار میں چلے ۔ جب بادشاہ کی اون پر نظر پڑی تو اوسے معلوم ہوا کہ گویا پہاڑ کے پہاڑ چلے آرہے ہیں ۔ جب یہ لوگ بادشاہ کے دربار کے قریب پہونچے اپنے نیزے زمین پر گاڑ دیئے ۔ اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے ۔ مگر چونکہ تمام درباریوں کے دلوں پر اون کی اس ہیئت و وضع سے خوف طاری ہوگیا تھا اس لئے دربار میں آنے سے پہلے ہی اونھیں واپسی کا حکم دیدیا گیا ۔

مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر آپس میں نیزوں کو لڑاتے ہوئے

گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں اپنے قیام گاہ کو واپس پلٹے۔ بادشاہ نے اپنے امراء سے اب پھر اون کے متعلق دریافت کیا۔ تمام درباریوں نے کہا کہ ہم نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔

شام کے وقت بادشاہ نے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں کا جو سردار اور سب سے بہتر اور معزز آدمی ہو اوسے میرے پاس بھیجدیجئے۔ غرض کہ سب نے ہبیرہ کو بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ جب ہبیرہ بادشاہ کے سامنے آئے تو اُس نے کہا کہ آپ نے میرے ملک کے سردار کو دیکھ لیا ہے اب کوئی شخص ایسا نہیں جو میرے مقابلہ میں آپ کو بچا سکے۔ علاوہ بریں آپ لوگ میرے علاقہ میں ہیں اور اس طرح میرے دست قدرت میں ہیں۔ جسطرح کہ ہتیلی پر انڈا ہو۔ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں۔ اگر تم نے سچ سچ بیان نہیں کیا تو قتل کرا دوں گا۔ ہبیرہ نے کہا آپ جو پوچھنا چاہتے ہوں پوچھئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ ان تینوں دنوں میں آپ لوگوں کے مختلف لباس میں آنے کی کیا وجہ تھی۔؟ ہبیرہ نے کہا کہ پہلے دن جو لباس ہم نے پہنا تھا وہ لباس تھا جو ہم اپنے اہل و عیال میں پہنتے ہیں اور خوشبو لگا کر اون کے پاس جاتے ہیں۔ دوسرے دنکا لباس وہ تھا جو اپنے امرا اور سرداروں کے پاس پہنکر ملنے جاتے ہیں۔ ہمارا تیسرے دن کا لباس دشمن کے مقابلہ پر پہنکر جانے کا لباس تھا۔ جب کوئی خاص جوش دلانے والی بات یا مصیبت پیش آتی ہے تو ہمارا یہی لباس ہوتا ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ حقیقت میں تم ہی لوگ زمانہ کو خوب برتتے ہو۔ اچھا اب آپ اپنے افسر اعلیٰ کے پاس واپس چلے جائیے۔ اور کہہ دیجئے کہ وہ بھی ہمارے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ کیونکہ میں اوس کے حریصانہ خیالات اور اوسکے ساتھ اوس کے حمایتوں کی قلت تعداد سے واقف ہوں۔ اگر واپس نہ جاؤ گے تو ایسی زبردست فوج مقابلہ کے لئے بھیجوں گا جو تمھیں اور اوسے سب کو تباہ کر ڈالے گی۔

ہبیرہ نے کہا بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ اوس کے پاس فوج کی کمی ہے۔ ایسے شخص کو فوج کی کیا کمی پڑ سکتی ہے جس کے رسالہ کا اگلا حصہ آپ کے علاقہ میں ہے اور پچھلا حصہ ملک شام میں ہے۔ علاوہ بریں آپ نے اوسے حریص ہونے کا ہو الزام لگایا ہے یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ بھلا وہ شخص کیونکر حریص ہو سکتا ہے جس نے دنیا کو لات ماردی اور تمھارے خلاف جہاد کرنے آیا ہے۔ حالانکہ اوسے سب کچھ میسر تھا۔ آپ نے ہمیں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ ایسی بات نہیں جس سے ہم ڈریں۔ ہماری زندگی کی ایک خاص معینہ مدت ہے جب وہ پوری ہو جائے گی ہم مر جائیں گے اور موت کا سب سے بہترین طریقہ خدا کی راہ میں شہادت ہے۔ نہ ہم اوسے برا سمجھتے ہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔ اب بادشاہ نے دریافت کیا کہ اچھا کس بات سے تمھارے امیر اعلیٰ خوش ہو سکتے ہیں؟ ہبیرہ نے کہا کہ اونھوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تمھارے علاقہ پہ قدم نہیں رکھ لیں گے۔ تمھارے روسا کو غلام بنا کر اون پر مہر نہ لگا دیں گے اور جزیہ نہ وصول کر لیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔

بادشاہ نے کہا اچھا ہم اون کی قسم پوری کئے دیتے ہیں۔ اپنے علاقہ کی مٹی بھیجدیتے ہیں تاکہ وہ اوس پر قدم رکھ لیں۔ کچھ اپنے شہزادے بھیجدیتے ہیں تاکہ وہ اون پہ مہر غلامی ثبت کر دیں۔ اور اس قدر زر و جواہر دیئے دیتے ہیں جس سے وہ خوش ہو جائیں۔

چنانچہ بادشاہ نے سونے کی ایک لگن مٹی سے بھری ہوئی منگوائی۔ اور بہت سے ریشم کے تھان اور سونا جزیہ میں بھیجا۔ اور چار شہزادے بھی ساتھ بھیجدیے۔ علاوہ بریں ارکان وفد کو بھی بہت کچھ انعام و خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ یہ تمام چیزیں لیکر یہ لوگ قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے جزیہ قبول کر لیا۔ اون شہزادوں کے مہریں لگا کر واپس بھیجدیا۔ اور چین کی مٹی پہ پاؤں رکھ دیا۔

قتیبہ نے ہبیرہ کو ولید کی خدمت میں بھیجا مگر ہبیرہ اثنائے راہ ہی میں

فارس کے ایک گاؤں میں انتقال کر گئے۔

باہلی کہتے ہیں کہ قتیبہ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ جہاد کر کے واپس آتا تو نہایت عمدہ بارہ گھوڑے خرید لیتا۔ اور اوس کے ساتھ ہی بارہ اونٹنیاں بھی چار چار ہزار درہم میں خرید لیتا۔ جہاد کے وقت تک اون کی خوب کھلائی پلائی ہوتی۔ اور جب جہاد پر جانے کے لیے تیاری شروع ہوتی اور فوج کی آراستگی اور اسلحہ بندی ہونے لگتی تو اون گھوڑوں اور اونٹنیوں کو باندھ دیا جاتا۔ اور انھیں پلا کر دیا جاتا۔ اور جب قتیبہ دریا کو عبور کرتا تو اوس کے ساتھ کے یہ تمام گھوڑے ہلکے پھلکے چھریرے بدن کے ہو جاتے۔ اور ان پر وہ اون لوگوں کو سوار کراتا جو گرداوری کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے نیز اس کام کے لئے قتیبہ ہمیشہ بڑے بڑے اشراف جوانمردوں کو بھیجا کرتا تھا۔ اون کے ساتھ کچھ اہل عجم بھی اونٹنیوں پر سوار ہوتے جو اونھیں جنگی امور میں مشورہ دیتے تھے۔

نیز قتیبہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب گرداوری کرنے کے لئے کسی جماعت کو بھیجتا تو ایک تختی لکھتا۔ اوس کے دو ٹکڑے کرتا۔ ایک اوس جماعت کو دیدیتا۔ اور ایک خود رکھ لیتا۔ اور اونھیں حکم دیتا کہ فلاں مقام پر، یا فلاں گڑھے یا فلاں کھنڈر یا فلاں درخت کے نیچے اسے دفن کر دینا۔ پھر بعد میں اور لوگوں کو بھیجتا جو اوس جگہ سے اوسی تختی کو نکال لیتے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ طلیعہ نے اپنا کام پوری طرح انجام دیا یا نہیں۔

## سلیمان بن عبد الملک کی خلافت

سنہ ۹۶ ہجری میں جس روز کہ ولید نے وفات پائی سلیمان بن عبد الملک کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ سلیمان اوس وقت رملہ میں مقیم تھا۔ نیز اسی سنہ میں سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں کہ جب عثمان موقوف کیا گیا۔ اور وہ تین سال مدینہ کا عامل رہا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن محمد بن عمر بن خرم نے عثمان سے درخواست کی کہ چونکہ کل رات میں شب بیداری کرنا چاہتا ہوں اس لئے آپ مجھے کل کی چھٹی دیدیجئے۔ کہ میں اجلاس نہ کروں۔ اور سو رہوں۔ عثمان نے چھٹی دیدی ایوب بن سلمة المخزومی بھی اوس وقت عثمان کے پاس تھا۔ اور اوس کے اور ابوبکر کے درمیان سخت رنجش و عداوت تھی۔ اون کے جانے کے بعد ایوب نے عثمان سے کہا کیا آپ اون کا مطلب سمجھے۔ یہ محض بہانہ ہے۔ عثمان کہنے لگا کہ ہاں میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ میں کل صبح اپنا آدمی دیکھنے کے لئے بھیجوں گا۔ اور اگر معلوم ہوا کہ اجلاس نہیں کر رہے ہیں تو بخدا میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں۔ اگر اُن کے سَو دُرّے نہ لگواؤں۔ اور اون کی ڈاڑھی اور سر کو نہ منڈوا دوں۔

ایوب کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ کل ابوبکر کی بے عزتی کی جائیگی۔ چنانچہ میں تڑکے ہی اوٹھ کر ابوبکر کے مکان پر پہونچا۔ دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شائد عثمان کا قاصد اس قدر جلد آیا ہوگا۔ مگر جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سلیمان کا قاصد عثمان کی برطرفی اور اسکی جگہ ابوبکر کی ترقی اور تقرر کا فرمان لیکر آیا ہے۔ پھر میں دار الامارہ گیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ عثمان تو زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ابوبکر کرسی امارت پر متمکن ہیں۔ سامنے ایک لوہار موجود ہے اوسے حکم دے رہے ہیں کہ اس شخص کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدو۔ عثمان نے اوس وقت مجھے دیکھ کر یہ شعر پڑھا ؎

ابو اعلی ادبارھم کشفا والامس یحلث بعده الامس

(ترجمہ) وہی لوگ جنکی کامیابی اور نصرت کا یقین تھا، اس حال میں اپنے چوتڑ موڑ کر بھاگے کردہ کھلے ہوئے اور نظاہر تھے۔ اور حقیقت میں واقعات کو بدلتے ہوئے کچھ دیر نہیں لگتی

اسی سال سلیمان نے یزید بن ابی مسلم کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کرکے اوس کی جگہ یزید بن المهلب کو مقرر کیا۔ اور صالح بن عبد الرحمن کو عراق کا افسر مال و خزانہ مقرر کیا۔ نیز یزید بن المهلب کو حکم دیا کہ ابی عقیل کے خاندان والوں کو قتل کرڈالے۔ اور انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دے۔ غرض کہ صالح

عراق کا افسر مال وخزانہ اور یزید بن المہلب سپہ سالار مقرر ہو کر عراق آئے یزید نے زیاد بن المہلب کو عمان کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تم صالح کو خط لکھتے رہنا۔ اور جب اونھیں خط لکھو تو اون کے نام سے شروع کرنا۔

صالح نے حجاج کے تمام خاندان والوں کو گرفتار کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں۔ جلادی کی یہ خدمت عبدالملک بن المہلب کے سپرد تھی۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم خراسان میں مارا گیا۔ اوس کے قتل کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں:۔

اس کے قتل ہونے کی وہی وجہ تھی کہ ولید نے بجائے سلیمان کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو جب ولی عہد بنانا چاہا تو اعیان وارکان دولت سے خفیہ طور پر سازش شروع کی۔ اور سب نے تو انکار کر دیا۔ مگر حجاج اور قتیبہ عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کے لئے راضی ہو گئے۔ اس لئے ولید کے مرنے کے بعد جب سلیمان کا عہد خلافت شروع ہوا اوسی وقت سے قتیبہ کو سلیمان کی جانب سے کھٹکا لگا ہوا تھا۔

جب قتیبہ کو ولید کی موت اور سلیمان کے خلیفہ ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو چونکہ اوس نے حجاج کے ساتھ سلیمان کے خلاف عبدالعزیز بن الولید کے لیے بیعت لینے کی سازش کی تھی اسلئے اوسے سلیمان کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا۔ اور نیز یہ خطرہ ہوا کہ اب سلیمان یزید بن المہلب کو خراسان کا صوبہ دار بنا دے گا۔

قتیبہ نے سلیمان کو ایک خط لکھا جس میں اوس کے بر سر خلافت ہونے پر مبارک بادی۔ ولید کی موت کی تعزیت کی۔ اور کہا کہ میں نے عبدالملک اور ولید کے دور حکومت میں نہایت ہی تن وہی۔ اور وفادارانہ طریقہ پر خلافت کی خدمتیں کی ہیں۔ اور اگر آپ مجھے خراسان کی صوبہ داری سے برطرف نہ کریں تو میں آپ کا بھی ویسا ہی وفادار اور خیر خواہ رہوں گا جیسا کہ میں آپ کے

دو پیشروں کا رہ چکا ہوں۔
قتیبہ نے ایک دوسرا خط بھی لکھا جس میں اپنی فتوحات اور شجاعت کا اظہار۔ عجمی بادشاہوں کے دلوں میں اپنی عزت اور ہیبت اور رعب داب کا ذکر تھا۔ نیز مہلب اور خاندانِ مہلب کی مذمت تھی۔ اور یہ دھمکی بھی تھی کہ اگر آپ نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا تو میں آپ کے خلاف ہو جاؤں گا۔ اور ایک تیسرا خط بھی لکھا جس میں صاف صاف اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔ یہ تینوں خط ایک ہی ساتھ ایک باہلی کو دے اور حکم دیا کہ اول یہ پہلا خط ولید کو دینا۔ اگر یزید بن المہلب ولید کے پاس ہو اور وہ اس خط کو پڑھکر ولید کو دیدے تو دوسرا دینا۔ اگر وہ اوسے بھی پڑھکر یزید کے حوالے کر دے تو پھر یہ تیسرا خط بھی دیدینا۔ اور اگر ولید پہلے خط کو پڑھکر اوسے یزید کے حوالے نہ کر دے تو تم بھی دوسرے دونوں خط نہ دینا۔ اپنے ہی پاس رہنے دینا۔
قتیبہ کا قاصد اِن خطوط کو لیکر سلیمان کے دربار میں حاضر ہوا۔ یزید بن المہلب بھی وہاں موجود تھا۔ قاصد نے پہلا خط سلیمان کو دیا۔ سلیمان نے اوسے پڑھکر یزید کو دیدیا۔ قاصد نے دوسرا خط دیا۔ سلیمان نے اوسے بھی پڑھکر یزید کو دیدیا۔ قاصد نے تیسرا خط دیا۔ اوسے پڑھکر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ مہر منگوا کر اوسے لگائی۔ اور پھر اپنے ہی ہاتھ میں اوسے رہنے دیا
ابو عبیدہ کی روایت اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ پہلے خط میں یزید بن المہلب کی بغاوت، بدعہدی، نمک حرامی کا تذکرہ تھا۔ دوسرے خط میں یزید کی تعریف تھی۔ اور تیسرے میں یہ دھمکی تھی کہ اگر آپ مجھے اِس میرے عہدہ پر بحال نہ رکھیں گے اور مجھے امان نہ دیں گے تو میں آپ کی اطاعت کے جوے کو اپنے کندھے سے اسی طرح اوتار کر پھینکدوں گا۔ جس طرح جوتا پاؤں سے نکال دیا جاتا ہے اور رسالہ و پیدل فوج کا ایک ٹڈی دل لیکر اُمنڈ آؤں گا۔
بہر حال اب سلیمان نے قتیبہ کے قاصد کو سرکاری مہمان خانہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اور شام کے وقت بلا کر اشرفیوں کی ایک تھیلی اوسے دی۔ اور کہا

کہ یہ تیرا انعام ہے۔ اور یہ تیرے آقا کا فرمان بحالی ہے۔ اسے لیجا اور یہ میرا قاصد اس فرمان کو لیکر تیرے ساتھ جائیگا۔

قتیبہ کا باہلی قاصد پھر خراسان آنے کے لئے روانہ ہوا۔ سلیمان نے اوسکے ہمراہ قبیلہ عبدالقیس کے خاندان بنی اللیث کے ایک شخص کو جسکا نام صعصعہ مصعب تھا روانہ کیا۔ یہ جب حلوان پہونچا تو یہاں لوگوں نے اوس سے کہا کہ قتیبہ نے تو بغاوت کر دی ہے۔ عہدی واپس پلٹا اور سلیمان کے فرمان کو قتیبہ کے قاصد کے حوالے کر دیا قتیبہ نے بغاوت کر دی تھی۔ اور ایک ادھم مچ گیا تھا قاصد نے اوس فرمان کو قتیبہ کے حوالے کر دیا۔ جب اوس نے اپنے بھائیوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو سب نے کہا کہ اب آیندہ کبھی سلیمان تجھ پر بھروسہ نہیں کریگا۔

قوتبہ ابن ابی السید العنبری راوی ہے کہ جب صالح عراق آیا تو اوس نے مجھے قتیبہ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ مجھے جسقدر سرکاری نقد یا جنس اوس کے پاس ہو اوس کی مقدار بتا دے۔ ایک اسدی شخص بھی اس سفر میں میرے ہمراہ ہو گیا۔ اوس نے مجھ سے میرے سفر کی غرض و غایت پوچھی۔ میں نے کوئی بات اوس سے نہیں کہی۔ ہم دونوں چلے ہی جا رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے بائیں پہلو کی جانب سے نکل کر مجھ سے دوچار ہوا۔ میرے رفیق سفر نے مجھے دیکھکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی اہم بات کے لئے جا رہے ہو۔ اور مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہو۔ خیر میں چلتا رہا۔ اور جب حلوان پہونچا تو یہاں لوگوں نے مجھے آکر قتیبہ کے قتل کی اطلاع کی

جب قتیبہ نے سلیمان سے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس معاملہ میں اوس نے اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ آپ ایک دستہ فوج کے علیحدہ انتخاب کا حکم دیجئے۔ اور اوس میں تمام ایسے لوگوں کو جن پر آپ کو اعتماد نہو بھرتی کر دیجئے۔ اور اس فوج کو مرو بھیجدیجئے اور پھر خود آپ سمرقند چلئے۔ وہاں اپنے ساتھیوں سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ جو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چاہے اوس کے ساتھ ہر قسم کا سلوک

کیا جائے گا۔ اور جو واپس جانا چاہے۔ اوسے واپس جانے کی خوشی سے اجازت دی جاتی ہے۔ اوس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا۔ اس اعلان سے صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ جائیں گے جو دل سے آپ کے سچے خیر خواہ اور طرفدار ہیں۔

عبداللہ نے کہا کہ اتنی طوالت کی کیا وجہ ہے آپ تو نہیں سلیمان سے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیجیے اور لوگوں کو بھی اسکی دعوت دیجیے شاید کوئی بھی اسکی مخالفت نہ کریگا۔

قتیبہ نے عبداللہ کی رائے کو پسند کیا۔ سلیمان سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیا۔ نیز اوس نے اور لوگوں کو بھی سلیمان سے عہد وفاداری توڑ دینے کی دعوت دی۔ اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو عین التمر اور فیض البحر سے جمع کیا ہے۔ بھائی کو بھائی سے۔ اور باپ کو بیٹے سے ملایا ہے۔ جو مال غنیمت ملا اوسے آپ ہی پر تقسیم کر دیا۔ تنخواہیں برابر دیتا رہا۔ نہ دینے میں کبھی جھگڑا کیا اور نہ تاخیر کی۔ مجھ سے پہلے جو لوگ اس علاقہ کے حاکم اعلیٰ مقرر ہو کر آئے ہیں آپ اون کا بھی تجربہ کر چکے ہیں۔ اُمتیہ آئے تو اونھوں نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی آمدنی میرے باورچی خانہ ہی کے لئے کافی نہیں ہوتی پھر ابو سعید مہلب بن ابی صفرہ آئے۔ تین سال وہ بھی صوبہ دار رہے مگر آپ لوگ یہ بھی نہ معلوم کر سکے کہ آیا آپ طاعت میں تھے یا معصیت میں۔ نہ اونھوں نے دشمن سے خراج وصول کیا اور نہ دشمن کو کوئی شکست دی۔ اون کے بعد اون کے صاحبزادے یزید صوبہ دار ہوئے۔ اون کے دور حکومت میں تو عورتوں کا ایک تانتا تھا جو اون تک بندھا ہوا تھا۔ اور اب حقیقت میں یہی صاحب اس وقت تمھارے خلیفہ ہیں

جب اس تقریر پر کسی نے لبیک نہیں کہا تو قتیبہ سخت برہم ہوا۔ اور کہنے لگا خدا کبھی اوسے معزز نہ کرے جس کی تم لوگ امداد کرو۔ بخدا اگر تم سب کے سب ایک بکری پر چڑھکر جاؤ گے تو اوس کا سینگ بھی نہ توڑ سکو گے۔ میں تمھیں اہل العالیہ کہکر مخاطب کرنا نہیں چاہتا بلکہ اہل السافلہ

کہتا ہوں۔ اے صدقہ کے اوباشو! میں نے تمھیں اس طرح اکٹھا کیا ہے جسطرح کہ صدقہ کے اونٹ حلقہ سے جمع کیے جاتے ہیں۔ اے بکر بن وائل کے گروہ تم لوگ بڑے سازشی، جھوٹے اور بخیل ہو۔ تم اپنے کس دن پر فخر کر سکتے ہو۔ لڑائی کے دن پر یا صلح کے دن پر؟ بخدا اے مسیلمہ کے ساتھیو بنی تمیم ذلیل تمھیں بنی تمیم نہیں کہنا چاہتا ہیں تم سے زیادہ معزز ہوں۔ تم لوگ بڑے مکار۔ فریبی اور دغاباز ہو۔ تم ہی لوگ ایام جاہلیت میں بدعہدی کو حسن تدبیر سمجھتے تھے۔ اے سخت دل رکھنے والو بنی عبد القیس! تم لوگ سجاح کے ہمراہی ہو۔ تمھارا کام تو کھجور کے درخت کی دیکھ بھال اور اوسکی قلمبندی اور تراشنا تھا۔ تم لوگوں کو بھلا گھوڑے کی باگوں سے کیا واسطہ!؟ یہ اسلام نے اگر نئی جدت کردی ہے۔ اگر تمھیں اپنے عرب ہونے پر کوئی فخر ہے تو عرب ہیں کیا؟ خدا عربوں پر لعنت کرے۔ اے دونوں شہروں کے ذلیل ترین پیشہ والو۔ میں نے تمھیں ایسے مقامات سے جمع کیا جہاں معمولی گھاس پات پیدا ہوتی ہے۔ اور جزیرہ ابن کاوان سے جمع کیا جہاں تم بیلوں اور گدھوں پر سواری کیا کرتے تھے۔ پھر جب میں نے تمھیں اسطرح جمع کرلیا جسطرح کہ موسم خریف میں پودوں کی پھنگیاں توڑ کر جمع کرلی جاتی ہیں تو اب تم باتیں بنانے لگے۔ یاد رکھو کہ میں اپنے باپ کا بیٹا اور اپنے بھائیوں کا بھائی نہیں اگر میں تمھیں اس طرح نہ چھانٹ دوں جسطرح کہ خاردار ببول کا درخت کاٹ دیا جاتا ہے۔ تمھاری مثال ایسی ہے جیسے جنگلی گدھوں کا گلہ صلّیان کی جھاڑی کے گرد ہوتا ہے۔ اے خراسان کے باشندو! تم جانتے ہو کہ تمھارا سرِدار کون ہے تمھارا حاکم یزید بن مروان ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد ایک ایسا جھوٹا دغاباز اور مکار شخص تمھارا حاکم اعلیٰ ہو کر آنے والا ہے جو تمھاری تمام کھیتی باڑی اور مال و متاع کو ضبط کرلیگا۔ یہ ایک تباہی ہے جو تم پر آرہی ہے۔ اوسکا مقابلہ کرنے کے لئے بڑھو۔ میں بھی تمھارے ساتھ ہوں۔ بلکہ اپنے انتہائی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوشش اور ارادہ کرو یزید بن المہلب دراصل تمھارا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ جو شام کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور عراق سے

سخت نفرت رکھتا ہے۔ یہ شامیوں کو لیکر آئیگا۔ اور تمھارے باغات اور مکانات پر قبضہ کرکے اون کے حوالے کردیگا۔

اے خراسان کے باشندو! اسے تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تو باپ اور ماں مولد اور خواہشات اور خیالات غرض کہ ہر اعتبار سے عراقی ہوں۔ آج جس امن و آرام میں تم ہو وہ سب ظاہر ہے اللہ نے اکثر ممالک کو تمھارے ہاتھوں پر فتح کرا دیا۔ تمام راستے محفوظ ہوگئے۔ کہ اب یہ حال ہے کہ مرو سے بلخ تک بغیر پروانۂ راہ داری کے مسافروں کا قافلہ آتا جاتا ہے۔ ان نعمتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کرو اور ازدیاد نعمت کے لئے اجابت شکریہ کی خدا سے درخواست کرو

اس تقریر کے بعد قتیبہ اپنے مکان میں چلا آیا۔ اُس کے خاندان والوں نے اس سے آکر کہا کہ آج آپ نے کمال ہی کر دیا۔ آپ نے اہل العالیہ کی توہین کی حالانکہ وہی آپ کا اوڑھنا اور بچھونا ہیں بنی بکر کو آپ نے نہ چھوڑا حالانکہ وہ آپ کے حامی ہیں، اس پر بھی آپ نے کفایت نہیں کی اور بنی تمیم کی خبر لے ڈالی، حالانکہ وہ آپ کے بھائی ہیں اور یہاں تک بھی آپ نے بس نہیں کیا بلکہ بنی ازد کو خوب سنائیں حالانکہ وہ آپ کے دست و بازو ہیں،

قتیبہ نے کہا کہ جب میں نے اونھیں سلیمان کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی دعوت دی تو اوس تجویز پر کسی نے حامی نہیں بھری، مجھے غصہ آگیا اور مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا کیا کہا کہ اہل العالیہ صدقہ کے اونٹوں کیطرح ہیں جنھیں میں نے ہر حلقہ سے جمع کیا ہے، اور بنی بکر ایسے لوگ ہیں جو کسی کی مزاحمت نہیں کرتے، اور بنی تمیم خارشتی اونٹ کی طرح ہیں۔ بنی عبد القیس تو بالکل بھجڑے ہیں اور بنی ازد کافر ہیں تمام بنی نوع انسان میں بدترین قوم ہیں اگر میرا بس اون پر چلے تو سب کے داغ لگوا دوں۔

قتیبہ کی اس تقریر کا بُرا اثر ہوا کہ تمام قبائل اُس سے بگڑ گئے سب سے پہلے بنی ازد نے اُس کا ساتھ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا، او رحضین بن المنذر کے پاس آکر ساری داستان سنائی کہ پہلے تو قتیبہ نے خلیفہ کے خلاف فتنہ و فساد اور بغاوت کرنے کی دعوت دی کہ جس میں سراسر دین و دنیا کا نقصان

ہے اوس نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ پھر ہماری اچھی طرح توہین و تذلیل کی اور ہمیں گالیاں دیں" اب اے ابوحفص بتائے کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے (ان کی کنیت جنگ میں ابوساسان تھی ۔ کہا جاتا ہے کہ حضین بن المنذر کی کنیت ابومحمد تھی) حضین نے کہا کہ جسقدر ربعی مضر اس وقت خراسان میں ہیں انکی تعداد ہمارے حمیری عربوں کے اِن تینوں دستوں کے برابر ہے بلکہ بنی تمیم کی تعداد تو دو دستوں کی برابر ہے اور وہی خراسان کی اصل ہیں ۔ شہسوار بھی ہیں اس لئے یہ لوگ کبھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ خراسان کی حکومت کسی غیر مضری کے قبضہ میں آجائے ۔ اس لئے اگر تم نے کسی مضری کو اپنا امیر نہ بنایا تو بنی تمیم قتیبہ کا ساتھ دیں گے ۔ ازدی کہنے لگے مگر قتیبہ نے بنی تمیم کے ابن الاہتم کو قتل کر کے انھیں اپنا مخالف بنالیا ہے، حضین نے کہا کہ اس بات پر نہ جاؤ، بنی تمیم بڑے پکے اور متعصب مضری ہیں ۔

ازدی حضین کی رائے کے خلاف نکتہ چینی کرتے ہوئے اُس کے پاس سے اٹھ آئے اب انھوں نے عبداللہ بن حوذان الجہضمی کو اپنا سردار بنانا چاہا مگر عبداللہ نے بھی اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا یہ لوگ پھر حضین کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے امارت کے منصب کو اب تک روکے رکھا ہے اب ہم اپنی قسمت آپ ہی کے سپرد کرتے ہیں اور یہ بتائے دیتے ہیں کہ بنی ربیعہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے ۔

حضین نے کہا کہ بھلا میں کا ہے کو مفت میں یہ سودا اپنے سر لوں مجھے اس معاملہ سے کوئی تعلق ہی نہیں، اون لوگوں نے پوچھا پھر بتائیے کہ آپ کی کیا رائے ہے ؟ حضین نے کہا کہ اگر اس عہدہ کو تم بنی تمیم کے کسی شخص کے سامنے پیش کرو تو بس تمھیں کامیابی ہو جائے گی ۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ہی فرمائیے کہ بنی تمیم کے کس شخص کو امیر بنایا جائے، حضین نے کہا کہ سوائے وکیع کے بھلا اور کون اس منصب کا اہل ہو سکتا ہے ۔ اس پر بنی شیبہ کے آزاد غلام حیان نے بھی کہا کہ سوائے اس اعرابی وکیع کے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو اس اہم خدمت کے بوجھ اور ذمہ داری کو اپنے سر لے سکے، کوئی

ایسا نظر نہیں آتا۔ جو جنگ کی تمام صعوبتوں کو جھیلے، اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے، اور اگر کوئی اور شخص خراسان کا امیر مقرر ہو کر آئے اور پھر وہ اسے اس بغاوت کے الزام میں گرفتار کرے تو اپنے آپ کو قتل ہونے کے لئے بھی پیش کر دے، وکیع ہی بڑا نڈر بہادر ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا کہ کیا کر رہا ہے یا اس کا کیا نتیجہ ہوگا، جو بات اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے اسے پورا ہی کرتا ہے، علاوہ بریں اوس کے طرفداروں کی ایک کثیر تعداد ہے اور وہ خود قتیبہ سے اپنا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ کیونکہ بنی تمیم کی ریاست کا حق اصل میں وکیع کا تھا مگر قتیبہ نے بجائے اُس کے، ضرار بن حصین بن زید الفوارس بن حصین بن ضرّار الضبی کو رئیس مقرر کر دیا۔

اب لوگ چپکے چپکے ایک دوسرے کے پاس صلاح و مشورہ کے لئے جانے لگے، قتیبہ سے کسی نے کہا کہ اصل میں حیّان ہی فساد کی جڑ ہے یہی لوگوں کو بہکا رہا ہے، قتیبہ نے چاہا کہ حیّان کو بلا کر دھوکہ سے قتل کر دے مگر چونکہ حیّان قتیبہ کے تمام خدمتگاروں اور پیش دستوں کو بہت کچھ انعام و اکرام دیتا رہتا تھا اس لئے وہاں کی تمام باتیں یہ لوگ حیّان سے بیان کر دیتے تھے۔

چنانچہ قتیبہ نے ایک شخص کو بُلا کر حیّان کے قتل کا حکم دیا۔ جب خادم نے اس حکم کو سُنا۔ فوراً حیّان سے آ کر بیان کر دیا۔ قتیبہ نے حیّان کو اپنے پاس بُلایا۔ مگر حیّان نے بیماری کا بہانہ کر دیا اور نہ گیا۔

اب تمام لوگوں نے وکیع سے آکر کہا کہ آپ ہماری سیادت و قیادت کیجئے، وکیع نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

اس وقت خراسان میں اہل بصرہ اور اہل العالیہ کے نو ہزار جنگجو تھے، سات ہزار بنی بکر تھے اور حضین بن المنذر اون کا سردار تھا۔ دس ہزار بنی تمیم تھے اور ضرار بن حصین الضبی اون کا سردار تھا۔ دس ہزار بنی ازد تھے اور عبداللہ بن حوذان اون کا سردار تھا۔ سات ہزار کوفہ والے تھے اور جہم بن زحر یا عبیداللہ بن علی ان کا سردار تھا، اور سات ہزار موالی حیّان کی زیر قیادت

تھے حیّان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ دیلم تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خراسان کے باشندے تھے، اور نبطی وہ اس وجہ سے کہے جاتے تھے کہ اُن کی زبان میں لکنت تھی۔

حیّان نے وکیع سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ یہ وعدہ کریں کہ دریائے بلخ کے کنارہ کے علاقہ کا خراج جب تک میں زندہ ہوں اور آپ والی ہیں مجھے دیدیا کریں گے تو میں آپ کے مقابلہ سے باز رہوں گا اور آپ کی امداد کروں گا وکیع نے اس درخواست کو منظور کرلیا حیان نے موالیوں سے کہا کہ اب یہ جنگ مذہبی جنگ نہیں ہے بلکہ آپس کے جھگڑے ہیں ان میں تم لوگ کسی کا ساتھ نہ دو اور ان کو آپس میں بھگتنے دو۔ موالیوں نے بھی اس تجویز کو قبول کرلیا اور خفیہ طور پر وکیع کی بیعت بھی کرلی، ضرار بن حصین نے قتیبہ سے آکر بیان کیا کہ اس طرح تمام لوگ جا جاکر وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں، چونکہ وکیع عبداللہ بن مسلم الفقیر کے مکان میں آیا کرتا تھا اور وہ شراب پیتا تھا، اس لئے عبداللہ نے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ضرار نے وکیع کے متعلق جو بات بیان کی ہے یہ بربنائے حسد ہے وکیع تو میرے گھر میں بیٹھا ہوا شراب کے نشہ میں مست معمولی لباس پہنے پڑا ہوا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ لوگ اوس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ وکیع نے بھی قتیبہ سے آکر کہا کہ تم ضرار سے ہوشیار رہو کیونکہ مجھے اس کی جانب سے آپ کے لئے خطرہ معلوم ہوتا ہے، مگر قتیبہ نے ضرار بن سنان الضبیؓ کو چپکے سے خبر لانے کے لئے وکیع کے پاس بھیجا۔ ضرار نے اصل حقیقت دریافت کرنے کے لئے وکیع کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اب قتیبہ کو بھی حقیقت کا علم ہوا۔ تو اُس نے ضرار سے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا تھا، ضرار نے کہا کہ مجھے چونکہ اچھی طرح معلوم تھا اسی وجہ سے میں نے آپ سے بیان کیا تھا مگر اُسوقت آپ نے میرے بیان کو محض حسد پر محمول کیا حالانکہ میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا۔ قاصد نے آکر دیکھا کہ وکیع نے اپنے پاؤں پر سندر

مل رکھا ہے اور اوس کی پنڈلی پر حرمہروں کے گنڈے بندھے ہوئے ہیں اور بنی زہران کے دو شخص کچھ عمل پڑھکر پھونکتے جاتے ہیں۔ قاصد نے آکر کہا کہ آپ کو امیر یاد فرماتے ہیں۔ وکیع نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے چلنے سے معذور ہوں، قاصد واپس قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اسے پھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم چارپائی پر لیٹ کر آؤ وکیع نے اس پر بھی اپنی مجبوری کا اظہار کیا، اب قتیبہ نے شریک بن صامت الباہلی، (متعلقہ بنی وائل)، کو جو اُس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اور رہنی غنی کے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دونوں جاکر وکیع کو میرے پاس لے آؤ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو گردن ماردینا۔ نیز قتیبہ نے اس کے ساتھ رسالہ کا ایک دستہ بھی بھیجدیا۔ (یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خراسان میں قتیبہ کے محافظ دستہ کا سردار ورقا بن نصر الباہلی تھا)

ثمامہ بن ناجذ العدوی کہتا ہے کہ قتیبہ نے درباریوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص وکیع کو میرے پاس لاسکتا ہے میں نے کہا کہ میں لے آؤں گا۔ قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آؤ۔ میں وکیع کے پاس آیا۔ وکیع کو میرے آنے سے پہلے ہی اس تمام گفتگو کی خبر مل چکی تھی۔ مجھے دیکھکر وکیع نے مجھسے کہا ثمامہ! تم لوگوں میں اعلان کردو، میں نے اعلان کردیا۔ توسب سے پہلے ہریم بن ابی طہمہ آٹھ سواروں کو لیکر وکیع کے پاس آپہنچا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ نے وکیع کو بلایا تو ہریم نے کہا کہ میں اُسے لے آتا ہوں، قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آؤ ہریم اپنی سواری کے گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوا کہ مبادا قتیبہ پھر اُسے واپس بُلالے، اور جب وہ وکیع کے پاس پہنچا تو اس وقت وکیع مقابلہ کے لئے برآمد ہوچکا تھا۔

کلیب بن خلف کہتا ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر متعلقہ بنی صخر بن نہشل کو وکیع کے پاس بھیجا۔ وکیع نے شعبہ سے کہا ذرا دم لو۔ تھوڑی دیر میں مختلف دستے ایک دوسرے سے دست وگریبان ہونے والے ہیں۔ پھر چھری منگواکر اپنی پنڈلی کے گنڈے کاٹ ڈالے اور مسلح ہوگیا۔ اور اکیلا ہی مکان سے باہر نکل آیا۔ بعض عورتوں نے دیکھکر کہا کہ ابومطرف تنہا میدان جنگ میں

جا رہے ہو۔ اس اثنا میں ہریم بن ابی طمۃ آٹھ سواروں کے ساتھ آپہنچا۔ ان آٹھ شخصوں میں عمیرہ بن البرید بن ربیعۃ العجیفی بھی تھا؛

جب وکیع باہر نکلا تو ایک شخص سے اُس کی ملاقات ہوئی۔ وکیع نے اُس کا قبیلہ دریافت کیا، اُس نے کہا بنی اسد، پھر نام پوچھا اُس نے کہا ضر غامۃ، پھر اوس کے باپ کا نام پوچھا اوس نے کہا لیث، وکیع نے کہا اچھا یہ جھنڈا تمہارے سپرد ہے۔

مگر مفضل بن محمد الضبی بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے اپنا جھنڈا عقبہ بن شہاب المازنی کے حوالے کیا تھا؛

غرض کہ مکان سے نکلنے کے بعد وکیع نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ میرا تمام سامان و اسباب میرے چچیرے بھائیوں کے پاس لیجاؤ۔ غلاموں نے عرض کی کہ ہمیں اون کی قیام گاہ معلوم نہیں کہاں لیجائیں؟۔ وکیع نے کہا کہ دو ایسے نیزوں کو دیکھو جو آپس میں ملے ہوئے ہوں، اور ایک دوسرے کے اوپر ہو اور اون دونوں کے اوپر خرجی رکھی ہوئی ہو۔ وہی میرے بنی عم ہیں، اُس وقت لشکر گاہ میں پانسو غلام تھے، وکیع نے عام طور پر اعلان کر دیا کہ میری حمایت کے لئے آؤ چنانچہ اب ہر سمت سے لوگوں کے غول کے غول آنے شروع ہوئے۔ دوسری جانب قتیبہ کے پاس بھی اوس کے تمام خاندان والے، خاص مصاحب اور معتمد علیہ لوگ جن میں ایاس بن بیحس بن عمرو قتیبہ کے چچا کا لڑکا۔ عبداللہ بن والان العدوی اور بنی وائل کے خاندان کے کچھ لوگ تھے، جمع ہوئے، حیان بن ایاس العدوی بھی دس آدمیوں کے ساتھ جس میں عبدالعزیز بن الحارث بھی تھا قتیبہ کے پاس آیا۔ میسرہ الجدبی بھی جو ایک بڑا بہادر شخص تھا قتیبہ کے پاس آیا اور کہا اگر حکم ہو تو وکیع کا سر لے آؤں مگر قتیبہ نے اُسے اپنی ہی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور ایک دوسرے شخص کو حکم دیا کہ تمام لوگوں میں جا کر پکارو کہ بنی عامر کہاں ہیں؟ اس شخص نے حکم کی تعمیل کی چونکہ قتیبہ نے بنی عامر پر ظلم و زیادتی کی تھی اس پر محفن بن جزا الکلابی نے کہا کہ بنی عامر وہاں ہیں جہاں تم نے انھیں رکھا ہے، قتیبہ نے پھر نقیب کو

حکم دیا کہ اعلان کردے کہ میں تمھیں خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دلاتا ہوں۔ مُحفن نے کہا کہ اب رشتہ قرابت کا ذکر کرتے ہو اُسے تو تم نے پہلے ہی قطع کردیا قتیبہ نے پھر نقیب سے کہا کہ کہدو کہ میں اب تمھارے ساتھ بہت عمدہ سلوک کروں گا۔ اس پر مُحفن یا کسی اور شخص نے ببانگ دہل کہا کہ اگر اب ہم تمھاری دعوت کو قبول کریں تو خدا کبھی ہماری خطائیں معاف نہ کرے۔

قتیبہ کو اب اس جانب سے مایوسی ہوگئی، اوس نے اپنی ماں کا بھیجا ہوا عمامہ منگوایا۔ اس عمامہ کو وہ نہایت ہی نازک موقعوں پر باندھا کرتا تھا۔ اور سواری کا سدھا ہوا گھوڑا منگوایا جو ایسے معرکوں میں خود اوڑکر قتیبہ کے پاس چلا جاتا تھا، مگر اس موقع پر جب سواری کے لئے اُسے قتیبہ کے پاس لایا گیا تو اوس نے ایسی کلیل اور اچھل کود شروع کردی کہ قتیبہ اوس پر سوار ہونے سے عاجز آگیا۔ اور مجبوراً تخت پر واپس آکر بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ گھوڑے کو چھوڑ دو کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس پر سوار ہونا اس وقت مقدر ہی میں نہیں ہے۔

حیّان النبطی عجمیوں کا دستہ لیکر قتیبہ کے پاس آگیا، قتیبہ اُس پر غصے ہو رہا تھا، عبداللہ بن مسلم حیّان کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا اور حیّان سے کہا کہ تم دشمن کی ان دونوں پہلوؤں کی فوجوں پر حملہ کرو۔ حیّان نے کہا، ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ یہ سن کر عبداللہ برہم ہوا اور اپنی کمان مانگی حیّان کہنے لگا کہ یہ دن کمان کے استعمال کا نہیں ہے۔

وکیع نے حیان سے کہلا بھیجا کہ جو آپ نے وعدہ کیا تھا اوس کا ایفا کیجئے، حیان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تم مجھے اپنی ٹوپی کا رُخ بدلتے ہوئے دیکھو اور میں وکیع کے لشکرگاہ کی طرف جانے لگوں تو تم تمام عجمیوں کو لے کر میری طرف چلے آنا۔ اب حیّان کا بیٹا وہیں عجمیوں کے پاس ٹھہرا رہا جب حیان نے اپنی ٹوپی کا رُخ بدلا تمام عجمی وکیع کے لشکرگاہ کی طرف دوڑ پڑے اور انھیں دیکھکر وکیع کے طرفداروں نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔

قتیبہ نے اپنے بھائی صالح کو سمجھانے بجھانے کے لئے لوگوں کے پاس

بھیجا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے جسکا نام سلیمان الزبخیرج ذحرنوب کے درخت کو کہتے ہیں) لیا جاتا ہے اُس کے تبر مارا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قبیلۂ بلعم کے کسی شخص نے تیر مارا تھا۔ غرض کہ تیر صالح کے سر میں لگا، لوگ صالح کو اُٹھا کر لائے۔ سر ایک جانب کو جھکا ہوا تھا۔ صالح کو قتیبہ کی خوابگاہ میں لٹادیا۔ قتیبہ تھوڑی دیر اُس کے پاس آکر بیٹھا اور پھر اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی ضبہ کے ایک شخص نے صالح کے تیر مارا جس سے وہ بیہوش ہوکر گرپڑا مگر پھر زیاد بن عبدالرحمن الازدی متعلقہ بنی شریک بن مالک نے اُس کے نیزہ مارا، ایک غنوی نے وکیع کی فوج پر حملہ کیا اور جہم بن زحربن قیس کے دھوکے میں ایک سپاہی کو نیزہ کے وار سے ہلاک کیا اور اس پر فخریہ شعر پڑھا۔ مگر اصل میں یہ سپاہی ایک کافر تھا۔

اب دونوں فریق ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے، عبدالرحمن بن مسلم اون کے مقابلے پر بڑھا۔ بعض بازاری لوگوں نے تیروں سے اوسے ہلاک کر ڈالا۔ نیز اُن گوں نے اُس مقام کو جلاڈالا جہاں قتیبہ کے اونٹ اور دوسرے جانور رہتے تھے اور اب قتیبہ کے قریب جا پہونچے، ایک باہلی اُس کی مدافعت کرتا رہا مگر قتیبہ نے اُس سے کہا کہ تو بھاگ کر اپنی جان بچا لے، اُس نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو آپ کے احسانات کی ناشکری ہوگی۔ قتیبہ نے پھر سواری منگوائی۔ وہی پہلا گھوڑا لایا گیا مگر اس وقت میں بھی اوس نے کسی طرح قتیبہ کو سوار نہیں ہونے دیا۔ قیتبہ نے کہا کہ اس میں کوئی خاص راز ہے، اور پھر آکر اپنے تخت پر بیٹھ گیا، لوگ بڑھتے بڑھتے اوس کے خیمہ تک جا پہونچے، ان لوگوں کے پہونچتے ہی ایاس بن بیحبس اور عبداللہ بن والان قتیبہ کو چھوڑ کر خیمہ سے نکل آئے، عبدالعزیز بن الحارث اپنے بیٹے عمر یا عمرو کو تلاش کرنے کے لئے نکل آیا بنی طے کے ایک شخص سے اُس کی ڈبھیڑ ہوگئی مگر اُس نے اوسے بھگادیا اور اپنے بیٹے کو ڈھونڈھ کر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

قتیبہ کو جب معلوم ہوا کہ ہیثم بن المنخل بھی میرے خلاف دشمن کی امداد کررہا ہے

تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

أُعَلِّمُهُ الرِّمَايَةَ كُلَّ يَوْمٍ فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهُ رَمَانِي

(ترجمہ) میں روزانہ اسے تیر اندازی سکھاتا رہا جب اوس کا بازو خوب مضبوط ہوگیا تو اوس نے میرے ہی تیر مارا۔)

قتیبہ کے ساتھ اُس کے بھائی عبداللہ۔ عبدالرحمن۔ صالح حصین، اور عبدالکریم مسلم کے بیٹے قتیبہ کا بیٹا کثیر۔ اور اُس کے خاندان کے اکثر لوگ مارے گئے، البتہ اوس کا بھائی ضرار بچ گیا، اور اصل میں اُس کے ماموں نے اوسے بچالیا۔ (اوس کی ماں کا نام غرّا تھا جو ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارۃ کی لڑکی تھی۔)

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالکریم بن مسلم قزوین میں مارا گیا ابو مالک کہتا ہے کہ لوگوں نے قتیبہ کو ۹۶ ہجری میں قتل کیا اور خاندان مسلم کے گیارہ آدمی مارے گئے، اُن میں سے سات تو مسلم کے بیٹے اور چار پوتے تھے۔ وکیع نے ان سب کو سولی پر لٹکا دیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ قتیبہ۔ عبدالرحمن، عبداللہ الفقیر، عبیداللہ۔ صالح۔ بشار۔ اور محمد تو مسلم کے بیٹے تھے باقی کثیر بن قتیبہ اور مغلس بن عبدالرحمن مسلم کے پوتے تھے۔ اس طرح مسلم کی صلبی اولاد میں سے سوائے عمرو کے جو جوزجان کا عامل تھا یا ضرار کے جسکی ماں غرّا ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارۃ کی لڑکی تھی اور کوئی نہیں بچا۔ ضرار کے ماموں نے آکر اوسے بچالیا مسلم بن عمرو کے بھتیجے ایاس بن عمرو کی ہنسلی پر تلوار کا وار لگا مگر یہ بچ گیا۔

جب لوگوں نے قتیبہ کے خیمہ کو گھیر لیا تو اوس کی طنابیں کاٹ ڈالیں۔ جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ گھوڑے سے اُتر پڑو، سعد پہلے ہی زخموں سے چور تھا اُترتے ہی اس کا سر کاٹ لیا گیا سعد نے جہم سے کہا تھا کہ اگر میں اوتر پڑوں گا تو مجھے خوف ہے کہ گھوڑے مجھے روند ڈالیں گے مگر جہم نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں جو تمہارے ساتھ ہوں، چنانچہ اسی بنا پر سعد گھوڑے سے اُتر پڑا، خیمہ کے بیچ کا حصہ پھاڑ ڈالا گیا اور پھر

سعد کے سر کو لوگوں نے کاٹ ڈالا۔

اس واقعہ کے بہت زمانہ بعد جب مسلمہ نے یزید بن المہلب کو قتل کر ڈالا اور ان کی جگہ سعید نے حذیفہ بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص کو عامل مقرر کیا تو حذیفہ نے یزید کے مقرر کئے ہوئے تمام عاملوں کو قتل کر دیا۔ اُن میں جہم بن زحر الجعفی بھی تھا، حذیفہ نے ایک باہلی کو جہم کو طرح طرح کی تکالیف دینے کے لئے متعین کیا تھا۔ جب اوس باہلی سے کسی نے کہدیا کہ اسی نے قتیبہ کو قتل کیا تھا اُس نے سخت تکلیفیں دیکر جہم کو مار ڈالا۔ سعید نے اُس کی اس حرکت پر اُسے برا بھلا بھی کہا مگر اُس باہلی نے جواب دیا کہ جناب والا ہی نے تو مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اس پر طرح طرح کی سختیاں کر کے کسی طرح روپیہ حاصل کروں میں نے اُس حکم کی تعمیل کی اُسی میں اُسے موت آگئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟

قتیبہ جس وقت مارا گیا ہے تو اس کی ایک خوارزمی لونڈی اُسے بچانے کے لئے اُس پر گر پڑی جب قتیبہ کا کام تمام کر دیا گیا تو یہ بھی نکل کھڑی ہوئی۔ بعد میں اُسے یزید بن المہلب نے اپنے حرم میں داخل کر لیا اور اسی کے بطن سے خلیدہ پیدا ہوئی۔

قتیبہ کے قتل کے بعد عمارۃ بن جنیّۃ الریاحی منبر پر خطبہ کے لئے چڑھا اور دیر تک بکواس کرتا رہا۔ وکیع نے تنگ آکر کہا کہ اپنی ہرزہ سرائی کو چھوڑو اور پھر وکیع نے تقریر کی اور کہا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس مصرع کے مضمون کے مشابہ ہے۔ ؎ من ینک العیر ینک نیاکا

(ترجمہ) جو شخص جنگلی گدھے کو ایڑ مارے گا وہ ایسے شخص کو چھیڑے گا جو بڑا ہی سخت دولتیاں جھاڑنے والا ہے)

قتیبہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ میں بڑا ہی تلوریا اور جلاّد ہوں، میں ابو مطرف ہوں۔

جس وقت قتیبہ مارا گیا ہے اُس روز وکیع فخریہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔ اور کہتا تھا مدکہ خدا کی قسم میں اُسے ضرور قتل کروں گا۔ ضرور قتل کرونگا۔ اسے سولی پر لٹکاؤں گا۔

ضرور لٹکاؤں گا، میں خون پیوں گا۔ اس تمہارے حرامزادے رئیس نے تمام چیزوں کے نرخ گراں کر دئے۔ انشاء اللہ کل ایک قفیز[1] غلہ چار درہم میں ملے گا ورنہ جو اس نرخ پر نہ بیچے گا میں اُسے پھانسی دیدوں گا۔ آپ سب لوگ رسول اللہ پر درود بھیجئے"۔ یہ کہکر وکیع منبر سے اتر آیا۔

وکیع نے قتیبہ کے سر اور اُس کی مُہر تلاش کرائی، معلوم ہوا کہ بنی ازد لیگئے ہیں، وہ یہ سُن کر اپنے قیام گاہ سے باہر آگیا اور کہنے لگا کہ اُس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب تک میرے پاس قتیبہ کا سر نہ آجائیگا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ یا میرا سر بھی اُس کے سر کے ساتھ ہی جائیگا اور پھر اپنے گھوڑے خشب کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس گھوڑے کے لئے بھی تو ایسے شہسواروں کی ضرورت ہے جو اپنی سواری سے اس کی کمر توڑدیں، مگر اتنے ہی میں حضین نے آکر اُس سے کہا کہ آپ ذرا دم لیں قتیبہ کا سر ابھی آپ کی خدمت میں آیا جاتا ہے، وکیع خاموش ہو رہا۔ حضین نے بنی ازد سے آکر کہا کہ کیا تم لوگ احمق ہو گئے ہو کہ پہلے تو تم نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہم سب نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور اسی وجہ سے اُس نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالدی اور پھر بھی تم نے قتیبہ کے سر پر قبضہ کر لیا۔ اُس سر پر لعنت ہو اُسے نکال دو۔

چنانچہ سر وکیع کے سامنے لایا گیا۔ حضین نے اُس سے کہا کہ اِس شخص نے اس سر کو تن سے جدا کیا تھا آپ اسے کچھ انعام دیدیجئے۔ وکیع نے کہا اچھا اور پھر تین ہزار درہم اُسے دلادئے، اور سلیط بن عبدالکریم الحنفی اور دوسرے قبائل کے کچھ آدمیوں کے ساتھ اس سر کو دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ مگر اس جماعت کے سردار سلیط ہی تھے اور بنی تمیم کا کوئی شخص اُس میں نہ تھا۔ انیف بن حسان متعلقہ بنی عدی بھی قتیبہ کے سر کو لیجانیوالی جماعت میں شریک تھا۔ وکیع نے حیان النبطی سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ جب قتیبہ اور رائس گے خاندان کے دوسرے لوگوں کے سر سلیمان کے

---

[1] ایک پیمانہ ہے۔

سامنے لائے گئے تو سلیمان نے ہذیل بن زفر سے پوچھا کہ کیا اس منظر کو دیکھکر تمھیں کچھ رنج ہوا؟ ہذیل نے کہا کہ اگر مجھے رنج ہوتا تو اور بہت سے لوگوں کو بھی ہوتا۔ پھر حزیم بن عمرو اور قعقاع بن خلید نے سلیمان سے درخواست کی کہ آپ ان سروں کو دفن کردینے کی اجازت دیدیجئے، سلیمان نے کہا کہ ہاں منظور ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

قتیبہ کی موت پر خراسان کے ایک عجمی باشندہ نے کہا کہ اے ابو! تم نے قتیبہ کو قتل کر ڈالا۔ اگر قتیبہ ہم میں سے ہوتا اور مرجاتا تو ہم اسکی لاش کو ایک تابوت میں رکھتے اور ہر جنگ میں اُسے فتح کی برکت لینے کے لئے ساتھ لیجاتے، خراسان کا جس قدر عمدہ انتظام قتیبہ نے کیا تھا ایسا کوئی نہ کرسکا ہاں البتہ اُس سے یہی خطا سرزد ہوئی کہ اُس نے اپنے دشمنوں سے بدعہدی کی مگر اس میں بھی وہ مجبور تھا کیونکہ حجاج نے اُسے حکم دیا تھا کہ تم کفار کو دھوکا دیکر اپنے قابو میں کرلو اور پھر قتل کر ڈالو۔

اصبہبذ نے ایک عرب سے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید اپنے دو بڑے سرداروں کو قتل کردیا۔ عرب نے اُس سے پوچھا، کہ آپ کے نزدیک اون میں کون زیادہ عظیم القدر اور آپ کے دلوں میں کس کی ہیبت زیادہ تھی؟ اصبہبذ نے کہا کہ اگر قتیبہ دنیا کے انتہائی گوشہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا مقید ہوتا اور یزید ہمارے ہی علاقہ میں ہمارا حاکم بھی ہوتا تب بھی یزید سے قتیبہ ہی کا رعب اور اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہوتی۔

جس روز قتیبہ مارا گیا ہے اُسی روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے اُس سے آکر کہا کہ آج عربوں کا بادشاہ مارا جائیگا، اور عجمی واقعی قتیبہ ہی کو عربوں کا بادشاہ سمجھتے تھے، قتیبہ نے اُس کی بات کا برا نہ مانا اور اُسے بیٹھ جانے کے لئے کہا،

جنگ کے بعد وکیع نے حکم عام دیدیا تھا کہ کوئی شخص کسی مقتول کے کپڑے یا لباس کو نہ اُتارے، مگر ابن عبید الہجری نے ابی الجحر الباہلی کے جو مقتول پڑا ہوا تھا، لباس اور اسلحہ اتار لئے وکیع کو جب اس کی خبر ہوئی

اس نے ابن عبید کو قتل کرا دیا۔
مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ ایک روز وکیع سواری کرنے کے لئے جا رہا تھا کہ کچھ لوگ ابن عبید الہجری کو حالت نشہ میں وکیع کے سامنے لائے وکیع نے اُسے قتل کرا دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا بھی کہ شراب پینے کی سزا حد ہے قتل نہیں مگر وکیع نے کہا کہ میں کوڑوں کا کام تلوار سے لینا چاہتا ہوں
بہت سے غسانیوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ ہم درہ عقاب میں تھے کہ ہمیں ایک شخص ملا جو خبر لیجانے والا ہرکارہ معلوم ہوتا تھا اُس کے پاس ایک ڈنڈا تھا اور ایک توشہ دان تھا، ہم نے اوس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو، اُس نے کہا خراسان سے، ہم نے کہا کہ کیا وہاں کی کوئی خبر بیان کر سکتے ہو، اُس نے کہا ہاں قتیبہ بن مسلم کل قتل کر دیا گیا ہے، ہمیں اس کے بیان پر سخت تعجب ہوا کیونکہ جہاں، یہ قاصد انھیں ملا تھا وہاں سے خراسان کا فاصلہ کم از کم ڈیڑھ ہزار میل ہے،
جب اُس نے دیکھا کہ ہم اُس کی خبر کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کر رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اجی جناب آج رات تو میں افریقہ (قیروان) پہونچ جاوں گا، وہ تو یہ کہتا ہوا چلتا ہوا، ہم نے اس کا تعاقب کیا کہ ذرا اس کے بیان کی تصدیق تو کرلیں تو حالانکہ وہ پیدل تھا اور ہم لوگ گھوڑوں پر سوار تھے مگر اس کی سرعتِ رفتار کا یہ عالم تھا کہ پرواز نظر تک اس کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔
اسی سال سلیمان نے خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کی صوبہ داری سے موقوف کر کے اوس کی جگہ طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مقرر کیا۔
مسلمۃ بن عبدالملک نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور قلعۂ عوف فتح کیا، اسی سنہ میں قرہ بن شریک العبسی گورنر مصر نے بعض ارباب سیر کے قول کے مطابق ماہِ صفر میں انتقال کیا دوسرے ارباب سیر کا یہ بیان ہے کہ قرہ نے ولید کی زندگی ہی میں ۹۵ھ ہجری میں انتقال کیا اور اسی ۹۵ھ میں حجاج نے بھی انتقال کیا۔
ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری اس سال امیر حاج تھے۔ اور اس سنہ میں

یہ ہی مدینہ کے گورنر بھی تھے۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے۔ یزید بن المہلب عراق کے فوجی گورنر اور پیش امام تھے، صالح بن عبدالرحمن امیر مال وخزانہ تھے، اور یزید کی جانب سے سفیان بن عبداللہ الکندی بصرہ کے عامل تھے، عبدالرحمن بن اذینہ بصرہ کے اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے، وکیع بن ابی سود خراسان کا فوجی گورنر تھا،

## ۹۷ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں سلیمان نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج آراستہ کی، اپنے بیٹے داؤد بن سلیمان کو موسم گرما کی مہم پر افسر مقرر کر کے رومیوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ داؤد نے قلعہ مراۃ فتح کیا واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے اوس قلعہ کو فتح کیا جسے کہ وضاحی گروہ کے امیر وضاح نے فتح کیا تھا؛

عمرو بن ہبیرۃ الفزاری نے رومیوں کے علاقہ کے سمندر میں بحری جنگ کی اور سمندر ہی میں موسم سرما بسر کیا، اسی سنہ میں عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر اندلس میں مارا گیا اور حبیب بن عبید الفہری اوسکے سر کو سلیمان کے پاس لایا۔ اور اسی سال سلیمان نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ یزید کے گورنر خراسان ہونے کے اسباب اور اس کے عہد صوبہ داری کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اوس نے یزید کو عراق کا فوجی اور مالی وملکی گورنر جنرل اور پیش امام مقرر کیا۔ مگر اپنے تقرر کے وقت یزید نے اپنے دل میں سوچا کہ عراق کی حالت کو حجاج نے خراب کر دیا ہے اور ایک عام بے اطمینانی باشندوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ اب سب کی نظریں مجھ پر لگی ہوی ہیں۔ اگر عراق جا کر خراج وغیرہ کے معاملہ میں میں نے بھی اونپر وہی سختیاں کیں جو حجاج نے کی تھیں تو میں بھی حجاج کی طرح اونکی نظروں میں سخت گیر اور جابر ٹھہروں گا بلکہ مجھے بھی اون کے خلاف فوجی کاروائیاں کرنا پڑینگی اور اون سے جیل خانے بھرنے پڑینگے

جس سے کہ اللہ تعالے نے اونھیں ابھی نجات دی ہے، اور اگر میں نے سلیمان کو عراق سے، اوس قدر زرِ خراج نہ بھیجا جو کہ حجاج بھیجتا رہا ہے تو سلیمان مجھ سے ناراض ہو جائیگا اور قبول نہیں کریگا، انھیں باتوں کو سونچکر یزید سلیمان کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کا نام آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو مالی معاملات کے ماہر ہیں بہتر ہے کہ آپ انھیں عراق کا امیر مال وخزانہ مقرر کردیجئے اور پھر اونھیں سے آپ روپیہ لیتے رہیئے۔ اون کا نام صالح بن عبد الرحمن ہے جو بنی تمیم کے آزاد غلام ہیں۔

سلیمان نے یزید کی رائے کو منظور کرلیا۔ اور اب یزید عراق روانہ ہوا۔ مگر یزید کے عراق آنے سے پہلے ہی صالح عراق پہونچگیا اور شہر واسط میں اگر ٹھہر گیا، جب یزید عراق آیا تو لوگ اوس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر چلے، صالح سے بھی اوس کے آنے کی اطلاع کی گئی، اور لوگ تو آگے بڑھ بڑھ کر اوس کا استقبال کرتے رہے مگر صالح صرف اوس وقت یزید کے استقبال کو گیا جب کہ وہ شہر کے بالکل قریب آگیا، صالح ایک معمولی قسم کا چغہ پہنے ہاتھ میں زرد رنگ کا ایک چھوٹا سا فولادی عصا لئے استقبال کو گیا اوسکے ساتھ چار سو شامی سپاہی بھی تھے۔

صالح نے یزید سے ملاقات کی اور پھر اوسکے ساتھ ساتھ شہر میں آیا۔ ایک مکان کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میں نے یہہ مکان خالی کر دیا ہے آپ اسی میں فروکش ہو جائیں چنانچہ یزید اوسی مکان میں ٹھہر گیا اور صالح ایک دوسرے مکان میں جاکر فروکش ہوا۔

رقمی معاملات میں صالح نے یزید کو تنگ کر دیا۔ کوئی چیز اوسے نہ دیتا تھا، یزید نے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے ہزار خوان خریدے تو صالح نے اون پر بھی قبضہ کرلیا، اس پر یزید نے اوس سے کہا کہ اوسکی قیمت آپ میرے حساب میں لکھ دیجئے میں ادا کردوں گا۔ اسی طرح یزید نے اور بہت سے ضروریات کی چیزیں خریدیں اور تاجروں کو اونکی قیمتوں کے چک صالح کے نام لکھکر دیدئے مگر صالح نے کسی چک کو منظور نہیں کیا، تاجر پھر یزید کے پاس واپس آئے اوس پر

یزید برہم ہوا اور کہنے لگا کہ از ماست کہ بر ماست، تھوڑی ہی دیر کے بعد صالح بھی یزید کے پاس آیا۔ یزید نے خندہ پیشانی سے اوسکا استقبال کیا، صالح بیٹھ گیا اور یزید سے کہنے لگا کہ تمام خراج کی رقم بھی ان ہنڈیوں کی ادائی کے لئے کافی نہیں ہوسکتی جب سے آپ تشریف لائے ہیں میں ایک لاکھ درہم کے چک بے باق کرچکا ہوں، آپ کی تمام تنخواہ اور الونس وغیرہ بھی پیشگی دیچکا ہوں۔ فوجی اخراجات کے لئے آپ نے روپیہ طلب کیا وہ بھی میں نے دیدیا مگر اب یہ مزید اخراجات برداشت نہیں کئے جاسکتے اور نہ امیر المومنین اسے پسند فرمائینگے بلکہ آپ ہی کو ان تمام اخراجات کا ذمہ دار ہونا پڑے گا۔

یزید نے اوس سے کہا کہ مہربانی فرماکر اس مرتبہ تو آپ ان چکوں کو ادا کر دیجئے اور اس سے ہنسی مذاق کیا پھر صالح نے کہا کہ بہتر ہے۔ میں ان مطالبات کو ادا کئے دیتا ہوں مگر اب آیندہ آپ خزانۂ عامرہ پر زیادہ بار نہ ڈالیئگا، یزید نے کہا بہتر ہے اب نہیں ڈالوں گا۔

سلیمان نے یزید کو صرف عراق کا گورنر مقرر کیا تھا خراسان اوس کے تحت میں نہیں دیا تھا، ایک مرتبہ سلیمان نے عبدالملک بن مہلب سے جو اسوقت شام میں مقیم تھا (یزید اوس زمانہ میں عراق میں تھا) کہا کہ اگر میں تمھیں خراسان کا گورنر مقرر کردوں تو کسطرح اپنے فرائض انجام دوگے۔ عبدالملک نے کہا کہ میں جناب والا کے حسب دلخواہ کام کروں گا، مگر صرف اتنا پوچھنے کے بعد سلیمان خاموش ہورہا اور پھر کبھی اوسکا تذکرہ نہیں کیا۔

عبدالملک بن المہلب نے جریر بن یزید الجھضمی اور بعض اپنے دوسرے خاص دوستوں کو لکھا کہ اسطرح امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری میرے سامنے پیش کی ہے، اسکی خبر یزید کو بھی ہوگئی چونکہ وہ خود عراق سے دل برداشتہ ہوگیا تھا اور صالح نے بھی اوس کا ناک میں دم کردیا تھا کہ کسی چیز پر اوس کی دسترس نہ تھی اس لئے اوس نے عبداللہ بن الاہتم کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے ایک خاص کام لینا چاہتا ہوں آپ اسے میری خاطر سے پورا کردیجئے۔

عبداللہ بن الاہتم نے کہا کہ فرمائیے میں حاضر ہوں یزید کہنے لگا کہ عراق میں

میں جن مشکلات میں ہوں، آپ اوس سے واقف ہیں کہ میری طبیعت یہاں سے بیزار ہے۔ خراسان میں اسوقت کوئی ایسا شخص نہیں جو وہاں کے انتظام کو عمدگی اور باقاعدگی سے چلا سکے، اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری کا تذکرہ عبدالملک سے کیا ہے اب کہئے۔ آپ کوئی کارگر تدبیر میرے لئے کر سکتے ہیں ؟

عبداللہ کہنے لگے کہ کیوں نہیں۔ آپ مجھے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجد یجئے۔ مجھے توقع ہے کہ میں آپ کے لئے خراسان کی صوبہ داری کا فرمان لیکر آؤنگا۔ یزید نے کہا تو اچھا آپ اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔

یزید نے سلیمان کے نام دو خط لکھے ایک میں عراق کی حالت کا بیان ابن الاہتم کی تعریف اور عراق کی حالت سے اون کی باخبری کا تذکرہ تھا، یزید نے ابن الاہتم کو تیس ہزار درہم دئے اور سرکاری ڈاک کے گھوڑوں پر اونھیں روانہ کیا، سات روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ابن الاہتم یزید کا خط لیکر سلیمان کے پاس پہونچے۔ دربار میں حاضر ہوئے، سلیمان اسوقت دن کا کھانا کھا رہا تھا، ابن الاہتم ایک طرف کو بیٹھ گئے، اونکے لئے بھی دو بریشتہ مرغیاں لائی گئیں اور اونھوں نے کھائیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر ابن الاہتم سلیمان کے سامنے گئے، سلیمان نے کہا کہ اس وقت آپ سے ملاقات کا اچھا موقع نہیں ہے آپ سے پھر سوقتہ میں بات چیت کروں گا، سہ پہر کے بعد سلیمان نے پھر ابن الاہتم کو بلایا۔ اور اون سے کہا کہ یزید نے آپ کے متعلق مجھے ایک خط لکھا ہے جس میں آپ کی عراق اور خراسان سے پوری واقفیت اور آگاہی کا تذکرہ ہے اور نیز آپ کی بہت تعریف و توصیف کی ہے اب فرمائیے آپ وہاں کے حالات کیا جانتے ہیں۔

ابن الاہتم کہنے لگے کہ واقعی میں وہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ وہیں پیدا ہوا، وہیں نشو و نما پائی۔ اس لئے میں خراسان کے متعلق پوری معلومات رکھتا ہوں سلیمان نے کہا کہ ہاں بس تو مجھے آپ جیسا

ایسے شخص سے اِس معاملہ میں رائے اور مشورہ لینے کی سخت ضرورت تھی، آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ میں کس شخص کو خراسان کا صوبہ دار بناؤں ابن الاہتم بولے کہ خود جناب والا کسی شخص کا نام لیں جس کسی کا آپ نام لیں گے اوسکے متعلق میں اپنی رائے ظاہر کروں گا کہ آیا اِس شخص کا تقرر اِس خدمت کے لئے موزوں و مناسب ہوگا یا نہ ہوگا؟

سلیمان نے ایک قریشی کا نام پیش کیا، اوس کا تو ابن الاہتم نے صرف یہی جواب دیدیا کہ ان صاحب کو خراسان کا مطلقاً تجربہ نہیں ہے، سلیمان نے عبدالملک بن المہلب کا نام لیا۔ ابن الاہتم نے کہا کہ نہیں یہ بھی مناسب نہیں۔ پھر سلیمان نے متعدد لوگوں کے نام لئے اور آخر میں وکیع بن سود کا نام پیش کیا اِس پر ابن الاہتم نے کہا کہ گو اِس میں شک نہیں کہ وکیع ایک نہایت ہی بہادر اور دلیر آدمی ہیں مگر صوبہ داری کے اہل نہیں۔ علاوہ بریں اونھیں جب کبھی تین سو آدمیوں کی قیادت ملی اِس نے اپنے سپہ سالار سے بغاوت کی۔ سلیمان نے کہا کہ ہاں یہ بھی ٹھیک کہتے ہو، مگر پھر تم ہی بتاؤ کہ اور کون اِس خدمت کے لئے موزوں ہے۔ ابن الاہتم نے کہا کہ بے شک ایک اور صاحب ہیں کہ جنکا نام آپ نے نہیں لیا ہے، سلیمان نے کہا تو تم اون کا نام بتاؤ، ابن الاہتم بولے کہ آپ یہ وعدہ کیجیے کہ اسے راز میں رکھینگے اور اگر کبھی اونھیں اِس بات کا علم ہو جائے گا تو مجھے اون کی ناراضی سے محفوظ رکھینگے تو میں اون کا نام بتائے دیتا ہوں سلیمان نے کہا اچھا، بتائیے وہ کون ہیں؟۔ ابن الاہتم نے یزید بن المہلب کا نام لیا۔ سلیمان نے کہا کہ وہ تو عراق میں ہیں اور خراسان کے مقابلہ میں وہ عراق میں رہنے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں بھلا وہ کاہیکو اسے منظور کریں گے، ابن الاہتم نے کہا کہ جی ہاں میں خود بھی اِس بات سے واقف ہوں مگر آپ اونھیں خراسان جانے کے لئے مجبور کریں، عراق پر ایک دوسرے شخص کو گورنر مقرر کریں اور اونھیں خراسان بھیجدیں، سلیمان نے کہا کہ تمھاری رائے صائب ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

چنانچہ سلیمان نے خراسان کی گورنری پر یزید کے تقرر کا فرمان لکھدیا۔ اور نیز ایک خط بھی اوسے لکھا کہ میں نے ابن الاہتم کو عقل۔ دین۔ فضل اور مشورہ میں ویسا ہی پایا جیسا کہ تم نے اپنے خط میں لکھا تھا، یہ خط اور فرمان تقرر دونوں ابن الاہتم کو دیدئے، ابن الاہتم سات روز کی منزلیں طے کر کے یزید کے پاس آئے، یزید نے پوچھا کیا کر کے آئے، ابن الاہتم نے وہ خط نکالکر دیا۔ یزید بولا کچھ ہمارے فائدہ کی بھی بات کہو گے، پھر ابن الاہتم نے فرمان تقرر اون کے حوالے کیا،

یزید نے اوسی وقت سے سفر کی تیاری شروع کردی اپنے بیٹے مخلد کو بلا کر اپنے آگے خراسان روانہ کیا مخلد اوسی روز خراسان روانہ ہوگیا، پھر یزید بھی چلا۔ واسط پر جرّاح بن عبداللہ الحکمی کو اپنا منصرم مقرر کیا۔ عبداللہ بن ہلال الکلابی کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ اور مروان بن المہلب کو جسپر یزید اپنے تمام اور بھائیوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ اپنی جائداد اور دوسرے مال واسباب کے انتظام ونگرانی کے لئے بصرہ بھیجا۔

اس معاملہ کے متعلق ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وکیع بن ابی سود نے قتیبہ کا سر سلیمان کے پاس بھیجا اور اوس کے ساتھ ہی اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اس سے سلیمان کے دل میں اوس کی خاص وقعت ومنزلت ہوگئی۔ اسی وجہ سے یزید بن المہلب نے ابن الاہتم کو ایک لاکھ درہم صلہ دیکر سلیمان کے پاس بھیجا تاکہ وہ وکیع کی جانب سے سلیمان کے خیالات بدل دے،

ابن الاہتم نے سلیمان سے جاکر کہا کہ اگرچہ میرے دشمن کو قتل کر کے اور میرا بدلہ لیکر وکیع نے مجھ پر ایک ایسا احسان عظیم کیا ہے جسکا شکر اور اقرار مجھپر ضروری ہے۔ مگر امیر المومنین کے احسانات مجھ پر اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اِس لئے آپ کی خیر خواہی مجھے اِس امر کے اظہار پر مجبور کرتی ہے کہ میں آپکو بتا دوں کہ جب کبھی ایک چھوٹی سی جماعت بھی وکیع کے ماتحت ہوئی اوس کے

دل نے فوراً اوسے بدعہدی کی سوجھائی، جماعت عامہ کے ساتھ ملکر اوس نے کوئی نمایاں کامیابی کبھی حاصل نہیں کی البتہ فتنہ و بغاوت میں اوسکی کارستانیاں خاص وقعت رکھتی ہیں۔

سلیمان کہنے لگا تو پھر یہ تو ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کی خدمات سے ہم تیز امداد لیں۔

بنی قیس کہا کرتے تھے کہ قتیبہ نے کبھی خلیفۃ المسلمین سے بغاوت نہیں کی، اور جب سلیمان نے یزید کو عراق کا فوجی گورنر مقرر کیا تو اوسے حکم دیا کہ جاکر دیکھو اگر بنی قیس اس بات کی دلیل پیش کردیں کہ قتیبہ نے ہم سے بغاوت نہیں کی، اور نہ وہ ہماری اطاعت سے منحرف ہوا تو اس ثبوت کے ساتھ ہی وکیع قید کردیا جائے۔

یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو وکیع کی جانب اپنے آگے روانہ کردیا۔

مخلد جب مرو کے قریب پہونچا تو اوس نے عمرو بن عبداللہ بن سنان العتکی ثم الصنابحی کو اپنے آگے بھیجا۔ عمرو نے مرو پہونچکر وکیع سے کہلا بھیجا کہ مجھسے آکر ملو وکیع نے انکار کردیا، عمرو نے پھر کہلا بھیجا کہ اے بے وقوف احمق اپنے افسر کے استقبال کو جا۔ اب مرو کے سربرآوردہ اور عمائدین مخلد سے ملنے گئے مگر وکیع اب تک پیشوائی کے لئے جانے میں لیت ولعل کرتا رہا۔ آخرکار عمرو الازدی نے اوسے بھیجا۔ جب یہ سب لوگ مخلد کے پاس پہونچے اپنی سواریوں سے اوتر پڑے وکیع، محمد بن حمران السعدی اور عباد بن لقیط متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ گھوڑوں سے نہ اوترے تھے مگر لوگوں نے اونھیں بھی اوترنے پر مجبور کیا۔ مخلد نے مرو آتے ہی وکیع کو قید کردیا اوسے طرح طرح کے اذیتیں دینا شروع کیں اپنے باپ کے آنے سے پہلے ہی اوسکو اور ساتھیوں کو بھی قید کرکے اونھیں تکلیفیں پہونچانا شروع کیں، ادریس بن حنظلہ کہتا ہے کہ مخلد نے مرو آکر مجھے بھی قید کردیا تھا۔ ابن الاہتم میرے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم قید سے رہائی چاہتے ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ ابن الاہتم بولے تو اچھا وہ خط نکالو جو قعقاع بن خلید العبسی۔ اور

خریم بن عمرو المری نے قتیبہ کو سلیمان سے قطع تعلق کرنے کے بارے میں لکھے تھے، میں نے اون سے کہا کیا آپ مجھے ضمیر فروشی کرانا چاہتے ہیں؟ - پھر ابن الاہتم نے کاغذ کا ایک پلندا منگوایا وقعقاع اور بعض اور بنی قیس کی زبان میں قتیبہ کو خط لکھے کہ وکیع تو اب اس دنیا سے چل بسے ہیں اور سلیمان اس مزونی شخص کو خراسان کا گورنر بنا کر بھیج رہے ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ فوراً اوس سے قطع تعلق کرلیں اور علم بغاوت بلند کردیں، اسپر میں نے اون سے کہا اے ابن الاہتم تم خود اپنے تئیں خطرہ میں ڈال رہے ہو یاد رکھو کہ اگر میں اوس کے سامنے گیا تو فوراً کہدوں گا کہ یہ خطوط ابن الاہتم نے لکھے ہیں۔

اسی سنہ میں یزید خراسان کا گورنر ہو کر مرو روانہ ہوا۔ قتیبہ کے قتل کے بعد تو یادس ماہ وکیع خراسان کا والی رہا۔ اور ۹۷ھ ہجری میں یزید خراسان آیا۔

جب یزید نے اہل شام اور بعض اہل خراسان کی زیادہ وقعت اور انپر زیادہ اعتماد کرنا شروع کیا تو نہار بن توسعۃ شاعر نے اپنے چند اشعار میں اوسکے اس طرز عمل کی شکایت کی ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس سال سلیمان حج کرنے گیا میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو عرفات کے میدان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید سے یہ کہتے سنا کہ مجھے امیر المومنین پر سخت تعجب آتا ہے کہ انھوں نے خراسان جیسے نہایت ہی اہم سرحدی صوبہ پر اس جیسے شخص کو کیوں گورنر بنایا۔؟ خراسان کے تاجروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اوس کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک لونڈی کی اس قدر قیمت دیتا ہے جس سے کہ ایک ہزار غلام خریدے جاسکتے ہیں، خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اوسے صوبہ دار بنا کر امیر المومنین کا کیا مقصد ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے اونکی تقریر سے پتہ چلا کہ اس سے اونکی مُراد یزید اور اوس کی لونڈی جہینیہ تھی اس پر میں نے اون سے کہا کہ چونکہ خارجیوں کے فتنہ کے زمانہ میں یزید وغیرہ نے خلافت عظمیٰ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اب امیر المومنین اوس کا معاوضہ کر رہے ہیں۔

یزید نے عبدالملک بن سلام السلولی کو اپنا مقرب بنالیا تھا۔ اسی وجہ سے عبدالملک نے اوسکی مدح میں چند شعر کہے اس سنہ میں خود سلیمان نے امارت حج کی۔ اور اسی سنہ میں اوس نے طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مکہ کی گورنری سے برطرف کردیا۔ سلیمان جب حج کر کے واپس آیا تو طلحہ کو مکہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔ طلحہ صرف چھ ماہ مکہ کا والی رہا۔ سلیمان نے اوسکی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیض بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔

اس سنہ میں اور تمام علاقوں پر وہی لوگ والی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے۔ البتہ خراسان کا حاکم عام یزید تھا، اور یزید کی جانب سے چند ماہ تو حرملہ بن عمیر اللخمی کوفہ پر اوسکا قایم مقام رہا پھر یزید نے بشیر بن حسان النہدی کو کوفہ کا والی مقرر کردیا۔

## ۹۸ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں سلیمان نے اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ بھیجا اور حکم دیا کہ جب تک میرا دوسرا حکم تمھیں نہ ملے بغیر فتح کیئے واپس نہ آنا۔ مسلمہ نے موسم سرما اور گرما دونوں قسطنطنیہ کے سامنے ہی بسر کیئے۔

جب مسلمہ قسطنطنیہ کے قریب پہونچا تو اوس نے تمام سواروں کو حکم دیا کہ دو دو مد غلہ اپنے گھوڑوں کے پیچھے باندھکر لیچلو۔ قسطنطنیہ پہونچکر حکم دیا کہ تمام غلہ ایک جا جمع کیا جائے چنانچہ غلہ کا ایک انبار لگ گیا، پھر حکم دیا کہ اس غلہ میں سے کوئی نہ کھائے، دشمنوں کے علاقہ میں غارتگری کرو اور زراعت کرو۔

مسلمہ نے لکڑی کے مکانات بھی بنوائے انھیں میں مسلمانوں نے جاڑا بسر کیا، لوگوں نے زراعت کی اور وہ غلہ جو ساتھ لائے تھے وہ بدستور کھلے میدان میں پڑا رہا۔ سڑا گلا بھی نہیں پہلے تو لوٹ مار سے جو غلہ حاصل ہوا اوسے لوگ کھاتے رہے پھر اپنی زراعت کی پیداوار

پر گذر کرتے رہے، اسطرح مسلمہ قسطنطنیہ کے سامنے اوسکے باشندوں پر اپنی طاقت کا پورا سکہ جمائے ہوئے عرصہ تک پڑا رہا۔ مسلمہ کے ساتھ شام کے بعض بڑے عمائدین بھی تھے جس میں خالد بن معدان، عبداللہ بن ابی زکریا الخزاعی اور مجاہد بن جبر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب لوگ اسی طرح وہاں مقیم تھے کہ اتنے میں سلیمان کی موت کی خبر اونھیں پہونچی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی رومیوں سے جہاد کی ٹھانی۔ بمقام دابق میں آکر قیام کیا۔ اور مسلمہ کو آگے بڑھایا۔ رومی اوسی سے ڈر کر بھاگ گئے، الیون آرمینیا سے آیا اوس نے مسلمہ سے کہا کہ آپ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجدیجیئے جو مجھ سے گفتگو کرے، مسلمہ نے ابن ہبیرہ کو بھیجدیا ابن ہبیرہ نے الیون سے پوچھا تم کسے احمق سمجھتے ہو الیون نے کہا احمق وہ ہے جو اپنا پیٹ ہر اوس چیز سے جو اوسے ملے بھرلے ابن ہبیرہ بولے کہ ہم ایک خاص مذہب کے پیرو ہیں اور ہمارے فرایض مذہبی میں اپنے امر کی اطاعت بھی شامل ہے الیون نے کہا کہ آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ اب تک تو ہم اور آپ اپنے اپنے مذہب کی خاطر ہی ایک دوسرے سے دست و گریباں رہے ہیں مگر آج ہماری اور آپ کی لڑائی محض ملک اور اقتدار کی خاطر ہے۔ ہم ایک آدمی کے عوض ایک ایک دینار دینے کے لئے تیار ہیں۔

ابن ہبیرہ دوسرے دن پھر رومیوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے مسلمہ سے جاکر آپ کا پیام پہونچا دیا تھا۔ مگر اونھوں نے اوسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں اون کے پاس گیا تو وہ خوب شکم سیر ہو کر دن کا کھانا کھا کر سو رہے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو بلغم کا اون پر غلبہ تھا اس لئے اونھیں اچھی طرح یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ میں نے کیا کہا۔

تمام رومی سرداروں نے الیون سے کہا کہ اگر تم مسلمہ کو کسی حیلہ سے یہاں سے واپس جانے پر مجبور کردو تو ہم تمھیں کو اپنا بادشاہ بنالیں گے،

جب ان سرداروں نے ایفاء عہد کا اوس سے پوری طرح معاہدہ کرلیا۔ الیون مسلمہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ رومیوں کو اس بات کا علم ہوچکا ہے کہ جب تک یہ سامانِ خوراک آپ کے پاس ہے آپ اون کے مقابلہ میں انتہائی شجاعت اور بہادری سے نبرد آزمانہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ اگر آپ اس غلہ کے ذخیرہ کو جلا ڈالیں تو وہ لوگ آج ہی سر اطاعت خم کئے دیتے ہیں۔

مسلمہ اس داؤں میں آگئے، غلہ کے ذخیرہ کو آگ کے نذر کردیا۔ اب دشمن کی حالت بہتر ہوگئی اور مسلمانوں کی حالت اس قدر سقیم ہوگئی کہ سب کے سب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے، ابھی تک اون کی یہی ناگفتہ بہ حالت تھی کہ سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

سلیمان نے وابق میں فروکش ہونے کے وقت اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ تاوقتیکہ یہ فوج قسطنطنیہ میں داخل نہ ہوجائے گی میں یہاں سے واپس پلٹ کر نہ جاؤنگا۔

اسی درمیان میں قیصر روم بھی مرگیا۔ الیون مسلمہ کے پاس آیا اور قیصر کے موت کی خبر اوسے سنائی اور وعدہ کیا کہ میں سلطنت روما کو تیرے حوالہ کردوں گا۔ مسلمہ اوس کے ساتھ چلا۔ قسطنطنیہ کے سامنے لشکر ڈال دیا۔ جس قدر سامان خوراک آس پاس کے علاقہ سے اوسے مل سکا وہ جمع کرکے باشندگان قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا۔

الیون رومیوں کے پاس آیا۔ رومیوں نے اوسکو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اب الیون نے مسلمہ کو خط کے ذریعہ غلہ کے ذخیرہ جلا ڈالنے کی ترغیب دی اور اوسکے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ آپ اس قدر غلہ ہمیں دیدیجئے جس سے کہ شہر کی آبادی زندہ رہ سکے، تمام رومی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ میری اور آپ کی غرض وغایت ایک ہی ہے۔ نیز وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نہ اونھیں لونڈی غلام بنایا جائے گا۔ اور نہ خارج البلد کیا جائے گا۔ ایک رات کے لئے آپ اونھیں اجازت دیدیں کہ وہ آپ کے پاس سے غلہ شہر میں لے آئیں؛

الیون نے غلہ لیجانے کے لئے پہلے ہی سے بہت سی کشتیوں
اور حمالوں کا انتظام کر رکھا تھا مسلمۃ نے اس بات کی اجازت دیدی
اور ایک ہی رات میں رومی اس قدر کثیر مقدار میں غلہ لیگئے کہ مسلمۃ کے
پاس کچھ نہ بچا۔ صبح ہوتے ہی الیون بدل گیا مسلمۃ کے مقابلہ پر آگیا، اور
مسلمۃ کو ایسا احمق بنایا کہ اگر عورت بھی باوجود ناقص العقل ہونے کے ایسا
دھوکا کھاتی تو لوگ اوسے بھی مورد الزام ٹھہراتے، مسلمانوں کی فوج کو
اس قدر تکلیف برداشت کرنا پڑی کہ جسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔
اون کا یہ حال ہوگیا کہ پڑاؤ کے باہر جاتے ہوئے ڈرتے تھے، تمام
جانور۔ اونکے چمڑے، درختوں کی جڑیں، پتے اور غرض کہ مٹی کے
علاوہ جو چیز سامنے آئی اوسے کھاگئے، اگرچہ سلیمان ابھی وابق ہی
میں مقیم تھا مگر موسم سرما شروع ہو چکا تھا اور اس لئے وہ اس فوج کو کوئی
امداد نہ پہونچا سکا۔ اسی حالت میں سلیمان نے انتقال کیا۔

اسی سنہ میں سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کی ولی عہدی کے لئے
لوگوں سے بیعت لی، عبد الملک نے ولید اور سلیمان سے اپنی زندگی
میں یہ وعدہ لے لیا تھا کہ میرے بعد تم دونوں ابن عاتکہ اور مروان بن
عبد الملک کے لئے لوگوں سے بیعت لے لینا۔

اب مروان نے تو سلیمان کے عہد خلافت میں جب کہ سلیمان مکہ سے
واپس آرہا تھا رحلت کی اس سے مروان کے مرجانے کی وجہ سے
سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کے لئے بیعت لے لی، یزید سے کچھ
نہ بولا۔ بلکہ اس امید میں رہا کہ شاید موت اسکے قضیہ سے بھی مجھے نجات
دیدے مگر خود ایوب سلیمان کے ولی عہدی کا اس اثناء میں انتقال ہوگیا۔

اسی سنہ میں شہر صقالیہ فتح ہوا بر جان ۹۸ھ ہجری میں مسلمۃ پر اچانک
ٹوٹ پڑا، اوس وقت مسلمۃ کے ساتھ بہت تھوڑی فوج تھی۔ سلیمان
نے اوسکی امداد کے لئے مسعدہ یا عمرو بن قیس کو کافی فوج کے ساتھ بھیجا
پہلے تو مسلمانوں کے خلاف صقالیہ کی چال کارگر ہوئی مگر پھر بعد میں

اللہ نے اونھیں شکست دی۔ البتہ کفار نے شراحیل بن عبدہ کو شہید کردیا

اسی سنہ میں ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس نے جہاد کیا۔ انطاکیہ کے بہت سے باشندے قتل ہوئے ولید نے رومیوں کے غیر محفوظ سرحدی علاقہ کے بہت سے باشندوں کو تہ تیغ کرڈالا اور بہت سوں کو قید کرلیا،

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے جرجان اور طبرستان پر چڑھائی کی خراسان آکر یزید تین یا چار مہینے تو وہیں مقیم رہا۔ پھر دہستان اور جرجان آیا اپنے بیٹے مخلد کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ یزید خود پہلے دہستان آیا کچھ ترک یہاں رہتے تھے، یزید نے شہر کا محاصرہ کرکے وہیں پڑاؤ ڈالدیا۔ یزید کے ہمراہ کوفہ۔ بصرہ اور شام کی فوج تھی۔ رے اور خراسان۔ کے عمائدین بھی تھے، اسطرح ایک لاکھ سپاہ اوس کے ساتھ تھی۔ آزاد غلام غلام اور رضاکار اون کے علاوہ تھے،

ترک اپنے شہر سے نکلکر مسلمانوں سے لڑتے مگر تھوڑی ہی دیر میں مسلمان اونھیں پسپا کر دیتے اور ترک پھر اپنے قلعہ میں جا گھستے کبھی کبھی کھلے میدان میں بھی آکر لڑتے اور دونوں حریفوں میں شدید رن پڑتا۔ یزید زحر کے دونوں بیٹوں جہم اور رجال کی بہت زیادہ عزت و وقعت کیا کرتا تھا، اون کے مقابلہ میں محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی سُبرہ ایک بڑا گویا اور بہادر شخص تھا۔ صرف اتنی برائی اوس میں تھی کہ شراب کا عادی تھا۔ یزید اور اوس کے خاندان والوں سے زیادہ ملتا جلتا بھی نہ تھا اور اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یزید اور اوسکے خاندان زحر کے دو نو بیٹوں جہم اور رجال کی انتہائی توقیر و تکریم کرتے تھے جو غالباً محمد کو ناگوار خاطر تھی مگر اوسکی حالت یہ تھی کہ جب کبھی نقیب مجاہدین اسلام کو جہاد کے لیئے تیار ہو جانے کا حکم دیتا تو محمد ہی ایسا شہسوار تھا جو سب سے پہلے نازک موقع پر خطرہ کی جگہ پہونچ جاتا تھا،

ایک دن کا قصہ ہے کہ نقیب نے ایک دم فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اس روز بھی ابن ابی سُبرہ اور تمام لوگوں سے پہلے مستعد ہو کر میدانِ جنگ

میں آگیا۔ ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا کہ عثمان بن المفضل اوس کے پاس سے گذرا عثمان نے اوس سے کہا کہ اے ابن ابی سبرہ کبھی مجھسے یہ نہو سکا کہ تم سے پہلے میدانِ جنگ میں آتا۔ اسپر ابن ابی سبرہ نے شکایتاً کہا کہ پھر اس سے مجھے کیا فایدہ ہو رہا ہے آپ لوگ مذحج کے چھوکروں کو اپنی عنایات سے مالامال کر رہے ہیں اور جو لوگ واقعی جنگ آزمودہ ثابت قدم اور بہادر ہیں اون کے حقوق کو آپ نے طاق نسیان پر رکھدیا ہے، عثمان کہنے لگے کہ اس میں تو سراسر تمہارا ہی قصور ہے اگر تم ہم سے کبھی اس بات کی استدعا کرتے تو ہم تم سے کسی ایسی بات کو دریغ نہیں رکھتے جسکے تم اہل ہو"۔

ایک روز دونوں حریفوں میں نہایت سخت معرکہ جدال و قتال گرم تھا، محمد بن ابی سبرہ ایک ایسے ترک پر جس سے اور لوگ کنائی کاٹ چلے تھے حملہ کیا، دونو بہادروں نے ایک ہی ساتھ ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ ترک کی تلوار تو محمد کے خود میں پھنس کے رہگئی اور محمد نے ایک ہی ہاتھ میں حریف کا کام تمام کردیا۔ اب محمد اس صورت سے اپنے لشکر کی طرف چلے کہ خود اونکی خوں چکاں تلوار تو اون کے ہاتھ میں تھی اور ترک کی تلوار اب تک خود میں پھنسی ہوئی ہے، یہ ایک نہایت ہی لاجواب منظر تھا جو شاید کبھی کسی فوج کے سامنے نہ آیا ہوگا، یزید کی بھی نظر اس عجیب وغریب تلواروں کے اجتماع اور خود پر پڑی اوس نے شہسوار کا نام پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ ابن ابی سبرہ ہیں یزید کہنے لگا کہ یہ ایک نہایت ہی قابل تعریف شخص ہے کاش کہ شراب کا عادی نہ ہوتا،

ایک روز یزید دشمن پر حملہ کرنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش میں اپنے کیمپ سے روانہ ہوا۔ اوسکے ساتھ بہت سے عمائدین اور شہسوار تھے جنکی تعداد تقریباً چارسو ہوگی، کہ اچانک چار ہزار ترکوں نے اوسپر حملہ کردیا یزید کو اون سے لڑتے ہوے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ اوسکے خاص لوگوں نے اوس سے درخواست کی کہ آپ پیچھے ہٹ جائیں ہم آپ کی طرف سے

لڑتے ہیں، مگر یزید نے پیچھے ہٹ کر چلے جانا مناسب نہ سمجھا یہ تجویز رد کر دی اور خود اس نے بھی لڑائی میں شرکت کی۔ اور دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی لڑتا رہا۔ ابن ابی سبرہ۔ زحر کے دونوں بیٹوں، حجاج بن جاریۃ الخثعمی اور اوس کے بیشتر ساتھیوں نے جنگ میں شرکت کی اور خوب ہی داد مردانگی دی۔ جب واپس پلٹنے لگے تو یزید نے حجاج بن جاریۃ کو فوج کے پچھلے دستہ پر متعین کر دیا۔ حجاج ان کی پسپائی کو دشمن کے نرغہ سے بچاتا جاتا تھا، اسی طرح یہ ساری جماعت ایک چشمۂ آب پر پہونچی۔ چونکہ سب پیاسے تھے پیاس بجھائی، اب دشمن بغیر کسی طرح کی کامیابی حاصل کئے اپنا سا منہ لیکر ان کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

یزید نے محاصرہ قایم رکھا شہر کے چاروں طرف فوجیں متعین کر دیں، سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی جب محاصرہ کی تکلیفیں بڑھ گئیں، فاقے ہونے لگے اور مسلمانوں سے لڑنے کی طاقت نہ رہی تو دہستان کے رئیس نے یزید کے پاس صلح کی درخواست بھیجی اور درخواست کی کہ میں اس شرط پر صلح کے لئے آمادہ ہوں کہ آپ مجھے میرے خاندان والوں کو امان دیجئے میرے مال و متاع پر ہاتھ نہ ڈالیئے تو میں اس شہر اس کے باشندوں اور جو کچھ اوس میں ہو اوس سب کو آپ کے حوالے کئے دیتا ہوں۔

یزید نے یہ شرائط منظور کر لئے صلح کر لی اپنے وعدہ کا ایفا کیا شہر میں داخل ہوا اس قدر مال و اسباب نقد و جنس اور لونڈی غلام وہاں سے اوسے ملے کہ جنکا کوئی شمار نہیں، چودہ ہزار ترکوں کو کھڑے کھڑے قتل کر دیا اور سلیمان کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی۔

یزید یہاں سے روانہ ہو کر جرجان آیا۔ اہل جرجان کوفہ والوں کو ایک لاکھ دو لاکھ اور کبھی تین لاکھ درہم دیا کرتے تھے، اور راسی پر اون سے صلح کی تھی جب یزید جرجان آیا تو اہل جرجان نے اس کا استقبال کیا اور صلح کی درخواست کی۔ اوس سے خوف زدہ ہو کر خراج میں اور زیادتی کر دی یزید نے اسد بن عبداللہ الازدی کو جرجان پر اپنا قایم مقام بنا دیا اور اصبہند کے مقابلے

کے لئے طبرستان چلا۔

یزید کے ہمراہ سفر مینا والے بھی تھے جو درختوں کو کاٹ کر اُسکے لئے رستہ صاف کرتے جاتے تھے، آخر کار یزید اصبہبذ کے سامنے پہونچ گیا اوسکا محاصرہ کرلیا۔ اور اوس کے تمام علاقہ پر قابض و متصرف ہوگیا۔ اصبہبذ یزید سے صلح کی درخواست کرتا رہا اور نیز اوس نے زرخراج میں بھی اضافہ کرنے کا اقرار کیا مگر یزید نے اس اُمید میں کہ قلعہ فتح ہو جائیگا صلح کی درخواست منظور نہیں کی۔

ایک روز یزید نے اپنے بھائی ابو عُیَینہ کو اہل کوفہ و بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ ابو عُیَینہ دشمن کے ارادہ سے پہاڑ پر چڑھنے لگے، مگر اصبہبذ نے پہلے ہی دیلم سے کہلا بھیجا تھا کہ تم دشمن کی پیشقدمی میں مزاحمت کرنا۔ اہل دیلم نے مسلمانوں پر حملہ کیا دونو حریف گتھم گتھا ہوگئے کچھ دیر تک مسلمانوں نے اونھیں الجھائے رکھا اور پھر پسپا کر دیا۔

دیلم کے سردار نے مبارز طلبی کی۔ ابن ابی سبرہ اوس کے مقابلے کے لئے نکلا، دونوں بہادروں میں تنہا جنگ ہوئی ابن ابی سبرہ نے دیلم کے سردار کو قتل کر دیا۔ اب دیلم شکست کھاکر بھاگے مسلمان درہ کے دہانہ تک پہونچ گئے۔ اور اب اوس میں سے آگے بڑھنے لگے۔ دشمن نے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اون پر تیر اور پتھر برسانے شروع کئے، مسلمان درہ کے دہانہ سے پسپا ہوے۔ مگر نہ تو کوئی زیادہ خونریز جنگ یہاں ہوئی اور نہ دشمن نے اُن کے تعاقب میں کوئی قابلِ تعریف بہادری یا جراءت کا اظہار کیا، البتہ خود مسلمان ہی اس قدر بدحواسی سے پسپا ہوئے کہ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گر پڑے، اسی حالت میں خدا خدا کرکے یزید کے پڑاؤ میں پہنچے مگر اُنھیں اس فوری ناکامیابی یا شکست کا مطلقاً رنج نہ تھا۔

یزید اسی طرح اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ اصبہبذ نے اہل جرجان سے درخواست کی کہ تم اوس فوج پر اچانک حملہ کردو جسے یزید جرجان میں متعین کر آیا ہے۔ سامان خوراک کی بہم رسانی روکدو اور یزید کی واپسی کا راستہ منقطع کردو،

تم اس تجویز پر عمل کرتے ہو تو میں تمھیں اسکا کافی معاوضہ دوں گا اہل جرجان اس بات پر راضی ہو گئے اور جن مسلمانوں کو یزید اپنے پیچھے جرجان میں چھوڑ آیا تھا۔ اون پر اچانک حملہ کر کے اُن میں سے جیز ان کی دسترس ہو سکی انھیں شہید کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے ایک مقام پر پناہ لی یہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ آخر کار خود یزید اُن کی امداد کے لئے آیا، یزید ابتک اصبہند کے علاقہ میں اوس کے مقابلہ پر جما ہوا تھا، پھر دونوں میں صلح ہو گئی، شرائط صلح میں طے پایا کہ اصبہند سات لاکھ درہم سالانہ ادا کرے چار لاکھ درہم نقد اور چار سو گدھے زعفران سے لدے ہوے، اور چار سو غلام جنکے سروں پہ کلاہ ہو، اس پر عمامہ ہو ہاتھ میں چاندی کا جام ہو اور ایک ریشم کا تھان ہو، یزید کو پیش کرے، اس سے پہلے مسلمانوں نے اصبہند سے صرف دولاکھ درہم پر صلح کی تھی!

اب یزید اور اُس کی فوج اصبہند کے علاقہ سے واپس ہوی، معلوم ہوتا تھا کہ شکست خوردہ فوج ہے مگر بات یہ ہے کہ اگر اہل جرجان اس موقع پر غداری کرتے تو کبھی یہ فوج طبرستان کو فتح کیے بغیر اس طرح واپس نہ آتی۔

یزید کی اہل جرجان سے صلح کرنے کے بارہ میں ایک روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے سعید بن العاص نے اہل جرجان سے صلح کی تھی، مگر پھر اہل جرجان نے اس معاہدہ کو پس پشت ڈالدیا اور صلح فسخ کردی، سعید کے بعد اور کسی نے جرجان کا رخ نہیں کیا، اہل جرجان اپنے علاقہ سے مسلمانوں کو گذرنے بھی نہ دیتے تھے۔ اسی بنا پر کوئی شخص اپنے کو خطرہ میں ڈالے بغیر اس راستہ سے نہیں گذرتا تھا، اور اب فارس سے خراسان آنے کا صرف ایک ہی راستہ کرمان ہو کر کھلا ہوا تھا، سب سے پہلے قتیبہ بن مسلم نے اپنے گورنر خراسان مقرر کیے جانے کے وقت قومس سے اس راستہ کو طے کیا۔

پھر جب معاویہ کے زمانہ میں مصقلہ نے دس ہزار فوج کے ساتھ خراسان پر چڑھائی کی تو مقام رویان میں مصقلہ اور اس کی تمام فوج ہلاک ہو گئی (رویان طبرستان کی آخر سرحد پر واقع ہے) دشمن نے اس فوج کو پہاڑوں کے پُرپیچ راستوں میں گھیر لیا

اور سب کے سب قتل کردئیے گئے۔جس وادی میں مسلمانوں کی یہ فوج تباہ ہوئی اُس کا نام وادی مصقلہ ہوگیا۔اور اسی واقعہ سے یہ ضرب المثل بھی پیدا ہوئی۔
"حتی یرجع مصقلہ من طبرستان"۔
(ترجمہ) جب کہ مصقلہ طبرستان سے واپس ائے" یعنے کبھی نہیں
جب سعید نے اہل جرجان سے صلح کی تو اوس کے بعد اہل جرجان کبھی تو ایک لاکھ درہم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اسقدر رقم پر ہم نے صلح کی تھی اور کبھی کبھی دو لاکھ اور تین لاکھ دیدیتے تھے، بلکہ بسا اوقات ادا کرتے تھے اور بسا اوقات بالکل ہی نہیں دیتے تھے، آخر کار اُنھوں نے خراج دینا بالکل ہی بند کردیا۔اور معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کی، جب یزید جرجان آیا تو کسی نے اوسکے مقابلہ میں چون چرا نہیں کی، اور جب اوس نے صول سے صلح کر لی اور بحیرہ اور دہستان فتح کر لئے تو اہل جرجان سے بھی انھیں شرایط پر صلح کرلی جنپر کہ سعید بن العاص نے کی تھی۔
صول ترکی دہستان اور بحیرہ میں آکر فروکش ہوا کرتا تھا بحیرہ سمندر میں ایک جزیرہ تھا جو دہستان سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر تھا یہ دونوں مقام جرجان سے متعلق ہیں اور خوارزم کے متصل واقع ہیں، صول فیروز بن قول جرجان کے تعلقہ دار کے سرحدی علاقہ پر غارت گری کرتا تھا۔اور پھر بحیرہ اور دہستان کو واپس آتا تھا۔
اسی اثنا میں فیروز اور اوسکے چچیرے بھائی مرزبان کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا ہوا، مرزبان نے فیروز کو معزول کردیا۔فیروز بیاسان چلا آیا اور اس خوف سے کہ مبادا ترک یہاں بھی مجھ پر غارت گری کریں خراسان میں یزید کے پاس چلا آیا اور اب صول نے جرجان پر قبضہ کرلیا۔
یزید نے فیروز سے اوس کے پاس آنیکی وجہ دریافت کی، فیروز نے کہا کہ صول سے ڈرکر آپ کے پاس بھاگ آیا ہوں یزید نے کہا کہ کیا اوس سے لڑنے کی کوئی تدبیر تم بتا سکتے ہو، فیروز نے کہا کہ جی ہاں ایک ترکیب ہے کہ اگر آپ اوس پر فتح پاکر اُسے قتل کرڈالیں گے یا ہتھیار رکھوالیں گے

یزید نے وہ تدبیر پوچھی، فیروز نے کہا کہ اگر صول جرجان سے نکلکر بحیرہ چلا جائے اور وہاں جاکر آپ اُسکا محاصرہ کرلیں تو آپ ضرور فتحمند ہوں گے آپ اصبہند کو ایک خط لکھئے اُس میں بہت سے وعدے وعید کرکے اوس سے درخواست کیجئے کہ وہ کسی نہ کسی طرح صول کو جرجان میں روکے رکھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ چونکہ اصبہند صول کی بہت تعظیم و توقیر کرتا ہے اس لئے وہ ضرور اس خط کو مزید تقرب حاصل کرنے کے لئے صول کے پاس بھیجدیگا اور اسطرح ہمارا یہ مقصد حاصل ہو جائے گا کہ صول جرجان سے بحیرہ چلا جائیگا۔

یزید نے حاکم طبرستان کو لکھا کہ چونکہ میں صول پر چڑھائی کرنا چاہتا ہوں اور وہ اسوقت جرجان میں مقیم ہے مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میرے اس ارادہ کا اُسے علم ہوگا وہ فوراً بحیرہ چلا جائے گا اور وہ ایسا مستحکم مقام ہے کہ وہاں ہم کسی طرح اُسپر فتح نہ پاسکیں گے، اور چونکہ وہ تمھاری بات مانتا ہے اور تم سے مشورہ لیتا ہے اس لئے اگر تم اس سال اُسے جرجان میں روک لو اور بحیرہ نہ جانے دو تو میں تمھیں پچاس ہزار مثقال سونا دوں گا۔ اب تم کسی نہ کسی طرح اُسے جرجان ہی میں روکے رکھو کیوں کہ اگر وہ جرجان میں رہا تو میں ضرور اُسپر فتح پاسکونگا۔

اصبہند نے خط دیکھتے ہی اوسے صول کے پاس بھیجدیا۔ صول نے بھی خط دیکھتے ہی اپنی فوج کو جرجان سے بحیرہ چلنے کی تیاری کا حکم دیدیا۔ ترک قلعہ بند ہوکر مقابلہ کے خیال سے سامانِ خوراک بھی اپنے ساتھ لیگئے۔

یزید کو جب اُسکا علم ہوا وہ تیس ہزار فوج کے ساتھ جرجان کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ فیروز بن قول بھی اوسکے ہمراہ تھا۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو خراسان پر اپنا منصرم مقرر کیا، سمرقند نسف، اور بخارا پر اپنے، دوسرے بیٹے معاویہ بن یزید کو منصرم بنایا۔ طخارستان پر حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو منصرم کیا اور خود جرجان آیا۔ اُس زمانہ میں جرجان کوئی خاص مصنوعی شہر نہ تھا بلکہ قدرتی طور پر ایک محدود رقبہ کو پہاڑوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اُن پہاڑوں میں ہی دروازے بنادیئے گئے تھے جنکے بالائی جانب

سر بفلک چوٹیاں استادہ تھیں اگر ایک شخص دروازہ کے اوپر کھڑا ہو جاتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اندر قدم رکھ سکے۔

مگر یزید بغیر کسی مقابلہ یا مزاحمت کے جرجان میں داخل ہو گیا، بہت کچھ مال غنیمت اوسے ملا۔ اور رمرزبان نے راہ فرار اختیار کی۔ اب یزید نے بحیرہ آکر صول کا اچھی طرح محاصرہ کر لیا۔ صول کسی کسی دن قلعہ سے نکلکر یزید سے نبرد آزما ہوتا اور پھر قلعہ میں جا دبکتا، یزید کے ساتھ کوفی اور بصری دونوں شہروں کی فوجیں تھیں،

اب یہاں اس روایت میں وہ جہم اور رجال اور محمد بن ابی سبرہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو اوپر مذکور ہو چکا البتہ ابن ابی سبرہ کے اُس ترک بہادر پر وار کرنے کے سلسلہ میں یہاں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اُس ترک کی تلوار محمد کی چرمی ڈھال میں اولجھ کر رہگئی تھی۔

ایک اور روایت میں مذکور ہے محمد جرجان میں ترکوں سے نبرد آزما تھے کہ بہت سے ترکوں نے انھیں گھیر لیا اور چاروں طرف سے تلواروں سے اون پر وار کرنے لگے، اس موقع پر محمد کے ہاتھ میں تین تلواریں ٹوٹ گئیں،

بہر حال کامل چھ ماہ تک یہی حال رہا کہ ترک اپنے قلعہ سے کبھی کبھی نکلکر مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کر لیتے اور پھر قلعہ کے آغوش میں جاکر پناہ لیتے آخر کار کنوئیں کے پانی پینے سے اُن میں مرض سُواد پھوٹ پڑا اور موت نے اپنی حکمرانی شروع کی۔ اب تو صول صاحب کو ہوش آیا۔ اوس نے صلح کی درخواست بھیجی، یزید نے اوسے مسترد کر دیا اور کہا کہ اوس وقت تک میں صلح نہ کرونگا جب تک کہ صول خود کو بلا شرط میرے حوالے نہ کرے گا۔ صول نے اس طرح کی اطاعت کو تو منظور نہ کیا البتہ یہ کہلا بھیجا کہ آپ مجھے، میرے ذاتی مال واسباب اور میرے خاندان اور خاص دوستوں میں سے تین سو آدمیوں کو امان دیدیں تو بحیرہ پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

یزید نے یہ شرط مان لی۔ صول اپنا تمام مال و متاع اور اپنے تین سو خاص آدمیوں کو لیکر یزید کے پاس چلا آیا یزید نے چودہ ہزار ترکوں کو کھڑے کھڑے

قتل کرادیا اور باقیوں کو چھوڑ دیا۔

اس وقت فوج نے یزید سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ یزید نے ادریس بن حنظلۃ العمی کو بلاکر کہاکہ بحیرہ میں جس قدر روپیہ و اسباب ہو اوسکی مجموعی تعداد و مقدار ہمیں بتاؤ تاکہ اوس سے فوج کی تنخواہیں اداکیجاسکیں۔

ادریس بحیرہ میں داخل ہوئے۔ اس قدر مال غنیمت وہاں سے ملاکہ جسکا وہ شمار و قطار ہی نہ کرسکے، یزید سے آکر کہاکہ اس قدر مال غنیمت شہر میں ہے کہ اوس کا تفصیلی حساب تو نہیں ہوسکتا البتہ چونکہ وہ برتنوں میں بھرا ہوا ہے اس لئے ہم غلہ کی بوریوں کو شمار کرلیتے ہیں اور اس طرح ہمیں مجموعی تعداد کا علم ہوجائیگا، اور پھر ہم فوج سے کہدینگے کہ خود جاکر جتنا جی چاہے۔ لیلو۔ اسطرح جو شخص کوئی شئے لیگا ہمیں معلوم ہوجائیگا کہ گیہوں۔ جو۔ مسور۔ تل اور شہد میں سے اسقدر خرچ ہوا ہے۔

یزید نے کہاکہ اچھا مناسب ہے یہی کیجئے، لوگوں نے ہر جنس کی تمام بوریوں کا شمار کرلیا اور بتادیا کہ اس بوری میں فلاں غلہ ہے اور فوج کو حکم دیاکہ جو چاہو لیلو اب ہر شخص، کپڑا۔ غلہ یا کوئی اور چیز لیکر نکلنے لگا اور متصدی نے اوس کا حساب لکھ لیا۔ اسطرح اُس روز فوج والوں نے بہت سی چیزیں لیلیں،

شہر بن حوشب یزید کا مہتمم خزانہ تھا۔ کسی شخص نے یزید سے اوس کی شکایت کی کہ اوس نے ایک چمڑے کا بیگ لے لیا ہے، یزید نے اُسکے متعلق شہر سے دریافت کیا، شہر اوس بیگ کو لے آیا یزید نے اوس شخص کو بلوایا جس نے شکایت کی تھی اُسے خوب گالیاں دیں اور شہر سے کہاکہ تم اس بیگ کو لیجاؤ مگر اب شہر نے اوسکے قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہاکہ مجھے اسکی ضرورت نہیں یزید کو جرجان میں ایک مرصع تاج ملا۔ یزید نے اپنے لوگوں سے پوچھاکہ کیا کوئی ایسا ہے جو اس تاج کے لینے سے انکار کرے، سب نے جواب دیاکہ کوئی نہیں۔ یزید نے محمد بن واسع الازدی کو بلایا اور کہاکہ یہ تاج آپ کے نذر ہے، محمد بن واسع نے کہاکہ میں اسے لیکر کیا کرونگا۔ یزید نے کہاکہ میں نے تو اسے آپ کو دینے کا عزم ہی کرلیا ہے، محمد نے تاج لے لیا۔

اور باہر چلے آئے۔
یزید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دیکھتے رہو کہ محمد اس تاج کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا محمد نے سائل کو وہ تاج دیدیا۔ اب اوس شخص نے جسے یزید نے اسی بات کے دیکھنے کے لیے متعین کیا تھا سائل کو پکڑ لیا اور اُسے یزید کے سامنے لایا۔ یزید نے اوسے بہت سا روپیہ دے کر تاج واپس لے لیا۔

سلیمان کی یہ عادت تھی کہ جب قتیبہ کسی جگہ کو فتح کرتا تو وہ یزید سے کہتا کہ دیکھو خداوند عالم قتیبہ کے ہاتھوں ہمیں کیسی فتوحات عطا کر رہا ہے، یزید کہتا مگر آپ نہیں دیکھتے کہ جرجان نے کیا اودھم مچا رکھا ہے، شاہراہ اعظم کو آمدورفت کے لئے مسدود کر دیا ہے جسکی وجہ سے قومس اور ابرشہر کی حالت بھی مخدوش ہو گئی ہے، اور جرجان کے مقابلہ میں یہ فتوحات کوئی چیز نہیں ہیں۔ غرض کہ جب یزید گورنر خراسان مقرر ہوا تو اوسکا خاص مقصد یہی تھا کہ جس طرح ہو سکے جرجان کو فتح کر لوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جرجان پر حملہ کرنیکے وقت یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس میں ساٹھ ہزار شاہی فوج تھی۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صول سے صلح کرنے کے بعد یزید نے طبرستان فتح کرنے کا ارادہ کیا، اور اس ارادہ سے طبرستان روانہ ہوا۔ عبداللہ بن المعمر الیشکری کو بیاسان اور دہستان کا عامل مقرر کیا چار ہزار فوج اوسکے ساتھ چھوڑ دی۔ اور خود جرجان کے زیریں حصہ میں جو طبرستان سے متصل ہے آیا اندرستان پر جو طبرستان کے متصل واقع ہے، اسد بن عمرو یا ابن عبداللہ بن الربعہ کو عامل مقرر کیا اور اسکے ساتھ بھی چار ہزار فوج متعین کر دی۔ ان امور سے فارغ ہو کر یزید اصبہبذ کے علاقہ میں در آیا۔ اصبہبذ نے صلح کی درخواست کی مگر یزید نے طبرستان کو بزور شمشیر مسخر کرنے کی حرص و تمنا میں درخواست صلح مسترد کر دی۔ اپنے بھائی ابو عیینہ کو ایک سمت سے، خالد بن یزید اپنے بیٹے کو ایک سمت سے اور ابو جہم الکلبی کو ایک اور سمت سے طبرستان پر حملہ کرنے کا حکم دیکر روانہ کیا

اور حکم دیا کہ جب تم تینوں سردار ایک موقع پر اکٹھا ہو جاؤ تو ابو عینیہ تمام فوج کے سپہ سالار ہوں گے ۔

ابو عینیہ بصری اور کوفی فوجوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ ہریم بن ابی طہمہ بھی تھے۔ یزید نے ابو عینیہ سے کہہ دیا تھا کہ ہر معاملہ میں تم ہریم سے مشورہ لیتے رہنا۔ کیونکہ وہ ایک نہایت ہی خیر خواہ آدمی ہیں۔ خود یزید ایک جگہ پڑاؤ ڈال کر ٹھہر گیا، اصبہبذ نے گیلانیوں اور دیلموں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے ہموار کر لیا انھوں نے مسلمانوں پہ پہاڑ کے چڑھاؤ پر حملہ کیا، مگر مشرک شکست کھا کر پسپا ہوئے، مسلمانوں نے اون کا تعاقب کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے درہ کے دہانہ تک جا پہنچے بلکہ اوس میں داخل بھی ہو گئے، مشرک اور بلندی پر چڑھ گئے مگر مسلمان بھی برابر اون کے پیچھے لگے رہے۔ اب دشمن نے تیروں اور پتھروں سے مسلمانوں کی خبر لینا شروع کی۔ ابو عیینہ اور تمام مسلمان شکست کھا کر بھاگے اور اون میں ایسی ابتری پڑی کہ ایک دوسرے پر چڑھا جاتا تھا، بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گر کر جاں بحق ہوئے اور اسی بدحواسی کے عالم میں انھوں نے یزید کے اصل لشکر گاہ میں پہنچکر دم لیا۔ مگر دشمن نے انکا تعاقب نہیں کیا۔

چونکہ خود اصبہبذ اپنی جگہ مسلمانوں سے سہما ہوا تھا اس لیے اُس نے فیروز بن قول کے چچیرے بھائی مرزبان کو جو کہ جرجان کی انتہائی سرحد پر بیاسان کے قریب تھا لکھا کہ ہم نے یزید اور اسکی فوج کو بالکل تباہ کر ڈالا ہے اس لیے بیاسان میں جو عرب ہوں تم اونھیں قتل کر ڈالو۔ مرزبان مسلمانوں کے قتل کا پورا تہیہ کر کے بیاسان آیا۔ مسلمان اپنے مکانات میں بے خبر سو رہے تھے، ایک ہی رات میں عبداللہ بن المعمر اور اوسکی چار ہزار فوج تہ تیغ کر ڈالی گئی، ایک بھی اُن میں نہ بچ سکا بنی المعمر کے پچاس آدمی اس رات شہید ہوئے۔ حسین بن عبدالرحمٰن اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن شماس بھی شہید کر ڈالے گئے، اس کارروائی کو ختم کر کے مرزبان نے اصبہبذ کو لکھا کہ میں اب مسلمانوں کی واپسی کا راستہ اور دوسرے تنگ مقامات مسدود کیے دیتا ہوں۔

یزید کو جب عبداللہ بن المعمر اور اسکی تمام فوج کی ہلاکت کا علم ہوا تو اس سے وہ خوفزدہ اور پریشان ہوگیا۔ حیان النبطی کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ چونکہ میں آپ کو مسلمانوں کا سچا بہی خواہ سمجھتا ہوں اس لئے میں آپ سے صاف صاف بیان کئے دیتا ہوں کہ جرجان سے یہ اطلاع آئی ہے اور دشمن نے ہماری واپسی کا راستہ بھی منقطع کر دیا ہے اب آپ صلح کی تدبیر کیجئے۔ حیان نے کہا کہ بہتر ہے۔

حیان اصبہبذ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگرچہ مذہب نے میرے تمہارے درمیان تفریق کر دی ہے مگر اصل میں میں آپ ہی کا ہم قوم ہوں اور اس بنا پر آپ کا خیر سگال ہوں، میں آپ کو یزید کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں یزید نے امدادی فوج بلائی ہے جو بالکل نزدیک آگئی ہے بلکہ اوسکا کچھ حصہ اون کے پاس پہنچ بھی گیا ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اب وہ ایسی زبردست فوج کے ساتھ تم پر حملہ کرے گا کہ تمہارے چھکے چھوٹ جائینگے۔ بہتر یہ ہے کہ ابھی وقت صلح کر لو اور اس طرح اون کا وہ غصہ بھی جو اہل جرجان کے مسلمانوں کو دھوکہ سے قتل کر دینے کی وجہ سے اوس کے سر پر سوار ہے جاتا رہیگا۔

حیان کی یہ تدبیر کارگر ہوئی اصبہبذ نے سات لاکھ درہم زرتاوان پر صلح کر لی علی بن المجاہد نے بیان کیا ہے کہ پانچ لاکھ درہم۔ چار سو گونے زعفران۔ چار سو آدمی جنکے سر پر کلاہ اور عمامہ ہو، ہاتھ میں چاندی کا جام تے، اور ایک ریشم کا تھان ہو، یہ چیزیں زرتاوان صلح میں طے پائی تھیں۔ حیان یہ شرائط طے کر کے یزید کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ کسی شخص کو بھیج دیجئے کہ وہ زرتاوان جسپر میں نے مشرکین سے صلح کی ہے اوٹھا لائے، یزید نے پوچھا کیا ہم یہ رقم دشمن کو دیں یا وہ ہمیں دیں گے، حیان نے کہا نہیں وہ دینگے۔ حالانکہ یزید تو اس بات کیلئے تیار تھا کہ اس قدر زرتاوان خود ادا کرے کہ بمصداق جان بچی لاکھوں پائے دشمن سے اپنا پیچھا چھڑا لے اور جرجان واپس آجائے غرض کہ یزید نے ایک شخص کو بھیجدیا کہ وہ اس رقم کو وصول کر کے لے آئے

جب یہ رقم آگئی یزید جرجان واپس آگیا۔ چونکہ یزید نے اس سے پہلے حیّان پر دو لاکھ درہم جرمانہ کیا تھا اس وجہ سے اوسے یہ ڈر تھا کہ حیان اس موقع پر خیر خواہی نہ کرینگے۔ اس جرمانہ کرنے کی وجہ خالد بن صبیح حیّان کے لڑکوں کے اتالیق نے یہ بیان کی ہے کہ ایک روز حیّان نے مجھے بلایا اور کہا مخلد کو خط لکھ دو مخلد اوس وقت بلخ میں تھا اور یزید مرو میں تھا۔ میں نے کاغذ ہاتھ میں اوٹھا لیا۔ حیّان نے کہا لکھو "یہ خط حیّان مصقلہ کے آزاد غلام کی طرف سے مخلد بن یزید کو لکھا جاتا ہے" یہ سنتے ہی مقاتل بن حیّان نے آنکھ کے اشارہ سے مجھے لکھنے سے منع کر دیا اور اپنے باپ سے کہا کہ قبلہ آپ مخلد کو خط لکھ رہے ہیں اور اپنی طرف سے اوسکی ابتدا کر رہے ہیں حیّان بولے کہ ہاں اگر اُس نے میری بات کو نہ مانا تو اوسکا وہی حشر ہوگا جو قتیبہ کا ہوا۔ پھر حیّان نے مجھے خط لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے لکھ دیا۔ مخلد نے اُس خط کو اپنے باپ کے پاس بھیجدیا۔ اور اسی وجہ سے یزید نے حیّان پر دو لاکھ درہم جرمانہ کیا۔

اسی سنہ میں یزید نے جرجان کو دوسری مرتبہ جرجان کے نقض عہد اور دھوکے سے مسلمانوں کو قتل کر دینے کے بعد فتح کیا۔

یزید نے طبرستان سے صلح کر کے جرجان کا رخ کیا اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر میں نے اُن پر فتح پائی تو اُس وقت تک تلوار نیام میں نہیں رکھونگا جب تک کہ اُن کے خون کے خمیر سے روٹی پکا کر نہ کھا لونگا۔ جب مرزبان کو معلوم ہوا کہ یزید نے اصبہبذ سے صلح کر لی ہے اور اب اُس کا رخ جرجان کیطرف ہے وہ فوراً اپنی ساری جمعیت کو جمع کر کے قلعہ میں لے آیا اور مقابلہ کے لیے تیار ہوگیا۔ خود یہ قلعہ اس قدر وسیع و عریض تھا کہ جو شخص قلعہ میں محصور ہو اُسے کھانے پینے کی کسی چیز کی باہر سے مہیا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

غرض کہ یزید نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اوس کے چاروں طرف نہایت ہی گھنا جنگل تھا اور مسلمانوں کو قلعہ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ معلوم تھا سات ماہ یونہیں گذر گئے۔ قلعہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے کیونکہ ان کی یہ عادت تھی کہ کسی کسی دن

قلعہ سے باہر آکر مسلمانوں سے لڑتے اور پھر قلعہ میں چلے جاتے تھے، اسی اثنا میں خراسان کا ایک عجمی باشندہ جو یزید کے ہمراہ تھا شکار کے لئے نکلا اوس کے ہمراہ اس کا خدمت گار بھی تھا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی سطے کا ایک شخص شکار کے لئے گیا تھا، بہرحال اس شخص نے ایک بز کوہی کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا، اس نے اوسکا پیچھا کیا اور اپنے ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا، یہ شخص بز کوہی کے پیروں کے نشانات پر چلتے چلتے پہاڑ پر بہت دور تک چڑھ گیا اور اچانک دشمن کے لشکر گاہ کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اس خوف سے کہ پھر یہ راستہ بھول جاؤیگا اپنی قبا کو پھاڑ کر اس کے ٹکرے علامت کے لئے درختوں سے باندھتا آیا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پھر یہ ساری جماعت اصل لشکر گاہ میں واپس آگئی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس شکاری کا نام ہیاج بن عبدالرحمٰن الازدی تھا یہ طوس کا باشندہ اور شکار کا بڑا ہی شائق تھا لشکر گاہ میں آکر یہ شخص عامر بن ایہم الواشجی یزید کے محافظ دستہ کے افسر کے پاس آیا۔ لوگوں نے اوسے اندر جانے سے رد کا اس نے زور سے چلا کر کہا کہ میں ایک نہایت ہی مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس نے سب سے پہلے زحر بن قیس کے دونوں بیٹوں سے یہ واقعہ بیان کیا، یہ لوگ اوسے یزید کے پاس لائے۔ اس نے یزید سے اپنے اس دشمن کے لشکر گاہ تک پہنچنے کا واقعہ سنایا۔ یزید نے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو میں تمھیں اس قدر روپیہ انعام میں دونگا یزید نے اپنے وعدہ کے ایفا کے لئے اپنی لونڈی جھبنہ کی ضمانت بھی دلوادی مگر پہلے بیان کے سلسلہ کے مطابق یزید نے اوسے بلا کر پوچھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو، اوس نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ دشمن کے قلعہ وجاہ میں بغیر لڑے بھڑے داخل ہو جاؤ، یزید نے کہا کہ کیوں نہیں چاہتے؟ وہ شخص بولا تو پھر میرا انعام؟ یزید نے کہا کہ تو ہی بتا کتنا دینا چاہیے اوس نے کہا کہ چار ہزار درہم۔

یزید نے کہا کہ اسکے علاوہ تجھے انعام بھی دیا جائے گا، وہ شخص کہنے لگا

کہ پہلے آپ یہ چار ہزار تو دیدیجئے پھر اوسکے بعد جو چاہیئے۔ دیجئیگا۔ چنانچہ یزید نے اوسے چار ہزار درہم اوسی وقت دلوا دیے اور فوج میں اعلان کردیا کہ جو شخص اس مہم پر جانے کے لئے تیار ہو وہ مستعد ہو کر آجائے۔ چودہ سو لیہادر آن کے آن میں چلے آئے، مگر اوس شخص نے کہا کہ چونکہ راستہ میں بہت گھنی جھاڑی ہے اس لئے اتنی بڑی فوج اس راستہ سے کسی طرح نہیں گذر سکتی، یزید نے چودہ سو میں سے صرف تین سو آدمی منتخب کئے اور جہم بن زحر کو اوسکا افسر مقرر کرکے اوس شخص کے ہمراہ روانہ کیا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس جماعت پر یزید نے اپنے بیٹے خالد بن یزید کو افسر مقرر کیا تھا، اور راوس نے لکھدیا تھا کہ گو تم زندگی کے لیے مجبور کیے گئے ہو مگر موت کے معاملہ میں مجبور نہ ہونا۔ شکست کھا کر اپنی صورت مجھے نہ دکھانا، یزید نے خالد کے ہمراہ جہم بن زحر کو بھی کردیا تھا، یزید نے اوس راہبر سے پوچھا کہ تم دشمن کو کب تک جالو گے؟ اوس نے کہا کل عصر کے قریب دونوں نمازوں عصر و ظہر کے درمیان میں دشمن کے پڑاو پر پہنچ جاؤنگا۔ یزید نے کہا اچھا جاؤ خدا کی برکت تمھارے شامل حال رہے میں بھی کل نماز ظہر ہی کے وقت سے دشمن سے برسر پیکار ہو جاؤں گا۔ اور ایک جماعت اپنے اس خاص کام پر روانہ ہوئی۔ اسطرف یزید نے دوسرے دن نصف النہار کے قریب حکم دیدیا کہ اون لکڑی کے انباروں میں جو پہلے سے اوس کے پڑاو کے چاروں طرف جمع کیئے گئے تھے آگ لگا دی جائے۔ لکڑی کے ذخائر میں جب آگ لگادی گئی کہ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی آگ کے پہاڑ چاروں طرف نظر آنے لگے اس ہیبت ناک منظر کو دیکھکر کفار اپنی جگہ سہم گئے۔ اور یزید کی جانب قلعہ سے نکلکر آئے، زوال آفتاب کے وقت یزید نے اپنی فوج کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ادا کی" دشمن پر حملہ کیا اور اوس سے دست و گریباں ہو گئے۔

دوسری طرف وہ جماعت جس روز یہاں سے روانہ ہوئی تھی اول روز اور اوس کے دوسرے دن سہ پہر تک چلتی رہی۔ عصر سے کچھ ہی پہلے اس نے

دشمن پر اسی سمت سے اچانک حملہ کیا کہ جسکی طرف سے وہ بالکل بے خوف تھا سامنے سے یزید پہلے ہی انھیں مصروف پیکار کرچکا تھا، مسلمانوں نے ایک دم اونکے پیچھے سے تکبیر کہی اب کفار کو اپنے گھر جانے کا علم ہوا سب کے سب گھبرا کر قلعہ کی طرف جھپٹے، مسلمان ابھی برابر ان پر چڑھے چلے گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے بلا شرط اپنے تئیں یزید کے حوالے کردیا۔ یزید نے اُن کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا۔ جنگجو آبادی کو تہ تیغ کرڈالا۔ شاہراہ عام کے دائیں بائیں برابر دو فرسخ تک سب کو پھانسی پر لٹکادیا۔ اور بارہ ہزار کو اپنے ساتھ جرجان کی وادی اندریز میں لایا۔ اپنی فوج میں منادی کردی کہ جس شخص کو اپنے کسی عزیز یا دوست کا بدلہ لینا ہو وہ اِن کفار سے لے چنانچہ ایک ایک مسلمان نے چار چار پانچ پانچ کو اسی وادی میں قتل کیا۔ اِن کے خون سے وادی کا پانی سرخ ہوگیا۔ اس ندی پر پن چکی بھی تھی، اوس میں آٹا پیسا گیا اور اُسی خون سے وہ گوندھا گیا۔ اوسکی روٹی پکی اور اپنی قسم پوری کرنے کے لئے یزید نے انھیں روٹیوں کو کھایا اور پھر شہر جرجان تعمیر کیا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ یزید نے چالیس ہزار کفار کو اوس روز تہ تیغ کیا تھا، اوس وقت تک وہاں کوئی باقاعدہ تعمیر شدہ شہر نہ تھا، اس سے فارغ ہو کر یزید جہم بن زحر الجعفی کو جرجان کا عامل مقرر کر کے خود خراسان واپس آگیا۔

مگر ہشام بن محمدؒ کی اس سارے واقعہ کے متعلق حسب ذیل روایت ہے:۔

وہ کہتے ہیں کہ یزید نے جہم بن زحر کو چارسو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لوگ اُس مقام پر پہنچ گئے جسکا راستہ انھیں بتایا گیا تھا۔ یزید نے انھیں یہ حکم دیدیا تھا کہ جب تم جرجان پہنچ جاؤ۔ تو صبح تک انتظار کرنا۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے شہر کے دروازے پر آنا۔ ادھر سے میں اپنی ساری فوج کے ساتھ شہر کے دروازہ کے سامنے موجود رہوں گا غرض کہ جب جہم شہر میں داخل ہوگئے تو اوس وقت تک تو چپ چاپ رہے جب تک کہ وہ وقت نہ آگیا جس میں کہ یزید نے دھاوا کرنے کا وعدہ کیا تھا، وقت موعود پر جہم اپنی

فوج کو لیکر بڑھے، جو محافظ سامنے آیا اوسے موت کے گھاٹ اوتارا۔ تکبیر کی آواز نے کفارہ کے ایسے اوسان خطا کر دئے کہ جسکی نظیر نہیں۔ اس تمام کارروائی کی کفارہ کو صرف اُس وقت خبر ہوئی جب کہ مسلمانوں نے ان میں پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا، کفار کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے، اللہ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈالدیا بیشتر تو اس بدحواسی کے عالم میں بھوچکوں کی طرح ادھر اور ادھر بھاگے البتہ ایک تھوڑی سی جماعت نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور جہم کی طرف بڑھی جنگ ہوئی، اس میں جہم کا ایک ہاتھ چی ہو گیا مگر وہ اور اوس کے ساتھی برابر مقابلہ پر اڑے رہے اور تھوڑی ہی دیر میں کفار کی اس جماعت کا تقریباً صفایا کر دیا۔

باہر کی طرف سے جب یزید نے شہر میں مسلمانوں کی تکبیر کی آواز سنی وہ فوراً شہر کے دروازے کی طرف لپکا اب یہاں کوئی محافظ نہ تھا جو مدافعت کرتا کیونکہ اونھیں تو جہم نے اپنے سے معروف کر رکھا تھا اوسی وقت بغیر کسی شدید مزاحمت کے یزید شہر میں داخل ہو گیا، جس قدر جنگجو اُس میں تھے اونھیں باہر نکال لایا شاہراہ اعظم کے دونوں جانب دو فرسخ تک انکے لیے پھانسی کی ٹکٹکیاں کھڑی کی گئیں اور اس طرح مسلسل چار فرسخ تک کفارہ کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا، ادن کے اہل و عیال کو یزید نے لونڈی غلام بنالیا اور تمام مال و متاع پر قبضہ کرلیا۔ اور سلیمان بن عبدالملک کو یہ خط لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک عظیم الشان فتح دیکر بڑا ہی احسان کیا ہے۔ اس لئے ہم اپنے رب کا شکر کرتے ہیں، آپ کی خلافت کے عہد میمون میں اللہ تعالیٰ نے جرجان اور طبرستان کو فتح کرایا۔ حالانکہ یہ وہ ملک ہیں کہ جنکے مقابلہ میں شاپور اعظم کسریٰ بن قباد کسریٰ بن ہرمز۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد جو اور خلیفہ ہوئے سب عاجز رہے اور فتح نہ کر سکے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد مبارک میں ان ممالک کو فتح کرایا اور یہ اسکا مزید احسان و اکرام ہے، مال غنیمت کو تمام لوگوں پر مساویانہ تقسیم کر دینے

کے بعد میرے پاس پانچواں حصّہ جو بچا ہے اوسکا اندازہ ساٹھ لاکھ درہم ہے جسے میں خود دربار خلافت میں لیکر حاضر ہونے والا ہوں۔

جب یہ خط لکھا جا رہا تھا تو یزید کے کاتب مغیرہ بن ابی قرہ بنی سدوس کے آزاد غلام نے کہا کہ آپ روپیہ کی صحیح تعداد اس خط میں نہ لکھئے ورنہ اس سے دو باتیں پیدا ہوں گی یا تو وہ اس رقم کو زیادہ سمجھینگے اور آپ کو حکم دیں گے کہ لے آؤ، یا اس بنا پر وہ آپ سے ناراض ہو جائینگے اور اُسکے لانیکی تو اجازت دیدینگے مگر پھر اور مانگینگے، نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر جو کچھ آپ انھیں ارسال کرینگے۔ وہ اُسے کم سمجھینگے، اور میں خوب اسباب کو جانتا ہوں کہ اس تعداد میں آپ نے ایک پائی باقی نہیں رکھی ہے بلکہ کل رقم لکھدی ہے علاوہ بریں یہ رقم جو آپ نے بتادی ہے، یہ اون کے سیاہوں میں ہمیشہ آپ کے نام باقی واجب الادا لکھی رہے گی۔ اگر کوئی گورنر آپ کے بعد آیا تو وہ اسکا آپ سے مطالبہ کریگا اور اگر کوئی ایسا شخص آیا جو آپ کے مخالف ہوگا تو وہ اُس کی دوگنی رقم سے بھی، راضی نہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس خط کو آپ روانہ نہ کریں بلکہ اپنے خط میں صرف فتح کی خبر لکھدیں دربار خلافت میں حاضر ہونیکی اجازت مانگیں اور پھر بالمشافہہ جو کچھ آپ کو بتانا ہو بتادیجئے گا، اور پھر بھی اس رقم کے زیادہ بتانے سے کم بتانا آپ کے لئے زیادہ مناسب ہوگا۔ مگر یزید نے اس بات کو نہ مانا اور وہی خط بھیجدیا بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ رقم کی تعداد چالیس لاکھ لکھی تھی۔

اسی سال ایوب بن سلیمان بن عبد الملک نے وفات پائی شہر رے کے ایک ضعیف العمر شخص جنھوں نے یزید کو دیکھا تھا بیان کرتے ہیں کہ جب جرجان فتح کرکے یزید رے پہنچا تو اوسے ایوب کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی، یزید باب الرے پر ابی صالح کے باغ میں سیر کر رہے تھے کہ ایک شخص نے رجز یہ اشعار میں ایوب کی موت کی خبر یزید کو سنائی۔

اسی سال مدینۃ الصقالبہ فتح ہوا۔ اور داؤد بن سلیمان نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کرکے قلعہ مراۃ جو ملطیہ کے قریب واقع ہے مسخر کیا۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے گورنر اس سال امیر حج تھے اس سنہ میں مختلف علاقوں پر وہی لوگ عامل تھے جو ۹۷ سنہ ہجری میں تھے البتہ بیان کیا گیا ہے کہ سفیان بن عبداللہ الکندی اس سنہ میں یزید کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے۔

# ۹۹ سنہ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

## سلیمان کی وفات

اسی سال سلیمان نے شہر وابق واقع علاقہ قنسرین میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۰ صفر انتقال کیا۔ اسطرح دو سال اور پانچ دن کم آٹھ ماہ خلیفہ رہا بعض راویوں نے بیان کیا کہ دس صفر کو انتقال کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلیمان دو سال سات ماہ خلیفہ رہا یہ بھی روایت ہے کہ دو سال آٹھ ماہ اور پانچ دن سلیمان کی مدت خلافت ہے؛

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلیمان نے ولید کے بعد تین سال خلافت کی، عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ سلیمان نے بروز جمعہ بتاریخ ۱۰۔ صفر انتقال کیا، اور دو سال آٹھ ماہ اُس کی مدتِ خلافت ہے؛

## سلیمان کے بعض عادات و خصائل کا بیان

لوگ تذکرہ کیا کرتے تھے کہ سلیمان کے خلیفہ ہوتے ہی ہمیں آرام و اطمینان نصیب ہوا۔ حجاج سے نجات ملی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ بڑا سخی تھا۔ لوگوں سے سلوک کرتا تھا۔ اور اسی نے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔

مفضل بن المہلب کہتے ہیں کہ وابق ہی میں ایک جمعہ کو میں سلیمان کے پاس گیا، سلیمان نے ایک لباس منگا کر زیبِ تن کیا مگر وہ لباس اسے

پسند نہ آیا۔ پھر دوسرا منگوایا یہ سبز سوتی کپڑے کا تھا جو یزید نے اوس کے لیے بھیجا تھا، سلیمان نے اوسے پہنا۔ عمامہ باندھا۔ اور مجھسے پوچھا کیا تمھیں یہ لباس اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں، سلیمان نے اپنے دونوں بازو ننگے کیے اور کہنے لگا کہ میں ایک بہادر اور نوجوان فرمانروا ہوں، پھر جمعہ کی نماز پڑھی۔ مگر اس کے بعد انھیں پھر جمعہ پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ وصیت نامہ لکھا۔ ابن ابی نعیم مہردار خلافت کو بلا کر اوس پہ مہر ثبت کرادی۔

بعض علماء سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان نے ایک روز سبز حُلّہ زیب تن کیا اور سبز ہی عمامہ باندھا۔ اور آئینہ میں اپنی صورت دیکھکر کہا کہ میں ایک بڑا مقتدر اور طاقتور فرمانروا ہوں مگر اسکے بعد صرف ایک ہفتہ سلیمان اور زندہ رہا۔

ایک روز سلیمان کی ایک لونڈی نے اُسکی طرف نظر کی۔ سلیمان نے کہا۔ کیا دیکھتی ہے اُس پر اُس نے یہ دو شعر پڑھے۔

أَنْتَ خَيْرُ الْمَتَاعِ لَوْكُنْتَ تَبْقٰى ... غَيْرَ اَنْ لَّا بَقَاءَ لِاِنْسَانِ
وَلَيْسَ فِيمَا عَلِمْتُهُ فِيكَ عَيْبٌ ... كَانَ فِي النَّاسِ غَيْرَ اَنَّكَ فَانِ

(ترجمہ) تو بہترین دولت ہے، کاش تجھے بقاء ہوتی۔ مگر مجبوری ہے کسی انسان کیلئے بقاء دوام نہیں جہاںتک مجھے علم ہے تجھ میں وہ کوئی عیب نہیں جو اور لوگوں میں ہوتے ہیں بجز اسکے کہ تو بھی فانی ہے۔

یہ سنتے ہی سلیمان نے اپنا عمامہ اُتار ڈالا سلیمان بن حبیب المحاربی سلیمان کے قاضی تھے، اور ابن ابی عُیینہ اسلاف کے قصے اس سے بیان کیا کرتے تھے۔

روبتہ بن العجاج بیان کرتے ہیں کہ جب سلیمان حج کرنے گیا تو تمام درباری شعرا بھی اسکے ساتھ تھے، میں بھی ساتھ تھا، جب ہم سب حج کرکے مدینہ واپس آئے تو چار سو رومی قیدی سلیمان کے سامنے پیش کیے گئے۔ اُس روز سلیمان سے سب سے زیادہ قریب حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم تشریف فرما تھے، سب سے پہلے ان رومی قیدیوں کا

سردار سامنے لایا گیا۔ سلیمان نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ آپ اسے قتل کیجئے یہ تیار ہوئے مگر کسی نے انھیں تلوار نہیں دی۔ آخر کار ایک پہرہ والے سپاہی نے اپنی تلوار انھیں دی، آپ نے ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی بازو تک اتر گئی بلکہ ان زنجیروں کے جن سے وہ جکڑبند تھا کچھ حلقے بھی کٹ گئے، سلیمان کہنے لگا کہ اس وار کی خوبی کچھ تلوار کی تیزی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ غیرت اور عصبیت نسل و خاندان کا نتیجہ تھا۔ اسکے بعد اور قیدیوں کو اوس نے اپنے عمائدین کے سپرد کرنا شروع کیا کہ وہ قتل کریں اسی طرح ایک قیدی جریر کو دیا گیا۔ بنو عبس نے چپکے سے ایک تلوار جو سفید نیام میں خوابیدہ تھی جریر کو دیدی۔ جریر نے بھی ایک ہی وار میں اسیر کا کام تمام کر دیا۔ اب فرزدق کی باری آئی، ایک قیدی اُسکے بھی حوالہ کیا گیا، کوئی اور تلوار اُسے نہ ملی، بنو عبس نے ایسی ناکارہ تلوار سازش کر کے اُسے دلوائی کہ فرزدق نے کئی وار کئے مگر اسیر کا بال بھی بیکا نہ کرسکا اُسپر سلیمان اور تمام لوگ ہنسنے لگے خاص کر سلیمان کے ماموں بنو عبس نے اسکی اس ذلت پر خوب بغلیں بجائیں، فرزدق نے تلوار پھینکدی سلیمان سے معذرت کرنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ورقاء کی تلوار بھی خالد کے سر سے اسی طرح اوچٹ گئی تھی، اسکا قصہ یہ ہے کہ ورقاء بن زہیر بن جذیمۃ العبسی نے خالد بن جعفر بن کلاب کے اُس وقت تلوار ماری جب کہ خالد اُسکے باپ زہیر پر چڑھا بیٹھا تھا اور اپنی تلوار سے اُسکا کام تمام کر چکا تھا، کہ اتنے میں ورقاء آیا اور اُس نے خالد کے سر پر تلوار کا ہاتھ مارا مگر اُسکا کچھ نہ کر سکا، اس حالت یاس میں ورقاء نے دو شعر بھی کہے تھے اسی طرح اس موقع پر فرزدق نے بھی کچھ اشعار کہے۔

ایک روز سلیمان وابق میں کسی جنازہ میں شریک ہوا۔ متوفی ایک باغ میں دفن کیا گیا، سلیمان نے اُس جگہہ کی مٹی ہاتھ میں اوٹھائی اور کہنے لگا کہ یہ کسقدر عمدہ مٹی ہے۔ قضاء الٰہی دیکھئے کہ ایک جمعہ بھی مشکل سے گذرا تھا کہ سلیمان بھی اوسی قبر کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

ختم

تمت

# صحت نامہ تاریخ طبری

جلد دوم حصۂ دوم

## اس تیسری جلد کو جلد دوم شمار کیا جائے

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۱۴۸ | ۱ | چشمے شجرہ | چشمۂ شجرہ | ۲۰۸ | ۶ | کیتے | کتے |
| ۱۵۳ | ۱۲ | کس طرح | کسی طرح | ۲۰۸ | ۲۱ | اسیر | اس پر |
| ۱۵۶ | ۸ | پھیں گے | پھینکے | ۲۱۱ | ۱۰ | بزید | یزید |
| ۱۷۳ | ۱۷ | مں | میں | ۲۱۹ | ۵ | ممکن | متمکن |
| ۱۷۶ | ۲۰ | مزمہ | مرومہ | ۲۲۵ | ۱۸ | خالہ | خالد |
| ۱۸۱ | ۲ | یہ یہ بھی | یہ بھی | ۲۲۸ | ۱۷ | بڑھاکہ | بڑھکر |
| ۱۹۰ | ۸ | جو لایا | حو لایا | ۲۳۱ | ۲۳ | لی | کی |
| ۱۹۷ | ۲۲ | کے طرف | کی طرف | ۲۴۰ | ۹ | باید عہدی | یا بد عہدی |
| ۱۹۹ | ۱۸ | سنجہ | سبخہ | ۲۴۵ | ۹ | دکھلاو | دکھاوے |
| ۲۰۴ | ۱۱ | بزید | یزید | ۲۵۲ | ۲۱ | کھو دلیا | کھو دلی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۳۵۵ | ۵ | واسدً | واسداً | ۴۰۸ | ۲۳ | بڑی | پڑی |
| ۳۵۸ | ۱۴ | ف درابجرد | فسا. درابجرد | ۴۰۸ | ۲۵ | گزارے | گزرے |
| ۳۶۱ | ۱۵ | سے | سی | ۴۱۳ | ۹ | چپینی | چینی |
| ۳۸۲ | ۱۳ | بس | جس | ۴۱۶ | ۱۹ | ابن محیریز الجبی | ابن محیریز الجمحی |
| ۳۸۳ | ۲ | یہ یہ خیال | یہ خیال | ۴۱۷ | ۱۹ | ناہنہالی | ننھیالی |
| " | " | سے | نے | ۴۱۸ | ۷ | فارجہ | خارجہ |
| ۳۸۹ | ۵ | نقصیلی | تفصیلی | ۴۲۶ | ۱۶ | نیز | تیر |
| ۳۹۰ | ۲۳ | پہلے | پہنے | ۴۲۸ | ۲ | ال | اہل |
| ۳۰۲ | ۲ | لے | کے | ۴۳۰ | ۱ | مروزوو | مرورود |
| ۳۱۶ | ۲۰ | کیاھلبہ صرف | کیاصرف | ۴۳۳ | ۵ | ہفصل | مُفضّل |
| ۳۲۱ | ۲۵ | کے | سے | ۴۳۸ | ۱۲ | ابو عبینۃ | ابو عیینۃ |
| ۳۲۲ | ۲۵ | ہوی اول | ہوی کہ اون | ۴۴۷ | ۱۰ | اسیکشت | اسیکمشت |
| ۳۴۶ | ۱ | پرین | پرمین | ۴۷۹ | ۱۹ | کی | لی |
| ۳۵۰ | ۱۰ | مست چھیڑ | مت چھیڑ | ۴۸۷ | ۱۹ | دلوادئے | دلوادیجئے |
| ۳۵۳ | ۵ | شاحی | شامی | ۴۹۷ | ۴ | ہو | جو |
| ۳۵۶ | ۲۴ | ابن القرینہ | ابن القریہ | ۵۰۰ | ۲۲ | مبارکبادی | مبارکباددی |
| ۳۵۷ | ۶ | ابن القریۃ | ابن القریہ | ۵۰۱ | ۴ | ندست | مذمت |
| ۳۶۹ | ۱۳ | قبتۃ | قتیبہ | ۵۰۴ | ۵ | دیمن | (یمن |
| ۳۸۵ | ۲۰ | اتر | اثر | " | " | چاہتاہیں | چاہتا) ہیں |
| ۳۹۶ | ۲۲ | بن المبیب | بن المسیّب | ۵۰۸ | ۱۸ | الصبیّ | الضبیّ |
| ۴۰۱ | ۹ | بکامات | بکانات | ۵۰۹ | ۱۰ | ورقاین | ورقاء بن |
| ۴۰۸ | ۳ | شورہ | مشورہ | ۵۱۰ | ۸ | المازتی | المازنی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۵۱۲ | ۱۳ | گوں | لوگوں | ۵۳۴ | ۲ | برجان | جرجان |
| ۵۲۵ | ۲ | مجھے | مجھ سے | ۵۳۹ | ۲۴ | ابوعینیہ | ابوعلیینہ |
| ۵۲۵ | ۴ | وکید | ولید | ۵۴۰ | ۱ | ایضاً | ایضاً |
| ۵۲۵ | ۱۰ | تو | لو | ایضاً | ۲ | ؍؍ | ؍؍ |
| ۵۳۳ | ۷۰ | ابوعینیہ | ابوعیینہ | ۵۵۰ | ۲۱ | اٹھاکی | اٹھالی |